سلسلۂ دار المصنفین

(۱)

تاریخ

ارض القرآن

جلد اوّل

یعنی

قرآن مجید کی تاریخی تفسیر، سرزمین قرآن (عرب) کا جغرافیہ، قرآن مین جن عرب اقوام و قبائل کا ذکر ہے اُن کی تاریخی اور اثری تحقیق

تالیف

سید سُلیمان ندوی، ناظم دار المصنفین

سابق اسسٹنٹ پروفیسر دکن کالج پونہ، ممبر رائل ایشیاٹک سوسائٹی بمبئی، ممتحن علوم شرقیہ حیدرآباد

باہتمام عابد علیخان مالک

مطبع شاہی لکھنؤ مین چھپکر

دفتر دار المصنفین اعظم گڈھ سے شائع ہوئی

فہرست مضامین ارض القرآن

نمبر	نام مضمون	صفحہ	نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱	دیباچہ،	۱	۱۷	تاریخ قدیم کے بعض اُصول،	۵۱
۲	سرمایۂ ارض القرآن،	۸	۱۸	اتباہات،	۵۵
۳	ماخذہاے اسلامی،	۸	۱۹	جغرافیۂ عرب،	۵۷
۴	عربوں کی خاندانی روایات،	۱۰	۲۰	لفظ عرب کی تحقیق،	۵۷
۵	اشعار جاہلیت،	۱۱	۲۱	جغرافیۂ عرب توراۃ سے،	۶۱
۶	کتب تفسیر،	۱۱	۲۲	جغرافیۂ عرب یونانی اور رومی معلومات سے	۶۷
۷	عرب کی تاریخیں،	۱۲	۲۳	جغرافیۂ عہد قرآن،	۸۳
۸	جغرافیہ ہائے عرب،	۱۵	۲۴	حدود عرب،	۸۳
۹	علم الانساب،	۲۰	۲۵	مساحت عرب،	۸۴
۱۰	ٹوٹم،	۲۰	۲۶	طبعی حالات،	۸۵
۱۱	یہودی لٹریچر،	۲۳	۲۷	عرب کی پیداوار،	۸۶
۱۲	یونانی اور رومی تاریخیں،	۲۵	۲۸	عرب کے حصّے،	۸۷
۱۳	اکتشافات اثریہ	۳۱	۲۹	یمامہ،	۸۹
۱۴	عربوں کا علم الآثار،	۳۳	۳۰	عمان،	۹۰
۱۵	یورپین علمائے آثار،	۳۵	۳۱	نجد،	۹۱
۱۶	عرب کے آثار قدیمہ،	۳۷	۳۲	یمن،	۹۳

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۳۳	حضرموت،	۹۴	۵۱	امم سامیہ کے انساب،	۱۲۲
۳۴	احقاف،	۹۵	۵۲	شجرۂ اقوام ارض القرآن،	۱۲۴
۳۵	صنعاء	۹۵	۵۳	امم سامیۂ اولیٰ،	۱۲۵
۳۶	نجران،	۹۶	۵۴	عاد،	۱۲۹
۳۷	عسیر،	۹۷	۵۵	لفظ عاد،	〃
۳۸	حجاز،	۹۷	۵۶	عاد کا زمانہ،	〃
۳۹	مکۂ معظمہ،	۹۷	۵۷	عاد کا مقام،	۱۳۱
۴۰	مدینہ منورہ،	۹۸	۵۸	عاد کی سلطنتین،	〃
۴۱	طائف،	۹۹	۵۹	عاد بابل مین،	۱۳۳
۴۲	جوف، تبوک، خیبر، مدین،	۱۰۰	۶۰	عاد مصر مین،	۱۳۶
۴۳	عرب الشام،	۱۰۰	۶۱	عاد اسیریا مین،	۱۴۲
۴۴	عرب العراق،	۱۰۱	۶۲	عاد ایران مین،	۱۴۳
۴۵	اقوام ارض القرآن،	۱۰۳	۶۳	فینیشیا مین،	〃
۴۶	اقوام عالم،	۱۰۳	۶۴	قرطاجنہ مین،	〃
۴۷	بنو سام،	۱۰۵	۶۵	یونان و کریٹ مین،	۱۶۴
۴۸	امم سامیہ کا مسکن اول،	۱۰۷	۶۶	عاد اور قرآن،	۱۶۵
۴۹	مسکن اول سے ہجرت،	۱۱۷	۶۷	بعثت ہودؑ،	۱۶۸
۵۰	عمالیق کی حقیقت	۱۲۰	۶۸	عاد ثانیہ،	۱۷۹

نمبر	نام مضمون	صفحہ
۶۹	لقمان،	۱۸۰
۷۰	عاد ثانیہ کی آخری تاریخ،	۱۸۳
۷۱	لفظ عدن کی تحقیق،	۱۸۶
۷۲	ثمود،	۱۸۷
۷۳	حضرت صالح،	۱۹۰
۷۴	ثمود اور قرآن،	۱۹۱
۷۵	ثمود ثانیہ	۱۹۷
۷۶	جرہم،	۲۰۰
۷۷	طلسم وجدیس،	۲۰۳
۷۸	اہل معین،	۲۰۷
۷۹	معین اور اکتشافات جدیدہ،	۲۱۰
۸۰	معین کا زمانہ،	〃
۸۱	معین اور مورخین یونان،	۲۱۴
۸۲	معین کا دائرۂ حکومت،	۲۱۶
۸۳	شاہان معین،	۲۱۹
۸۴	بنی لحیان،	۲۲۱
۸۵	مجہول قبائل سامیہ،	۲۲۳
۸۶	بنو قحطان	۲۲۴
۸۷	یارح یا یعرب،	۲۲۸
۸۸	حضرموت،	۲۳۱
۸۹	سبا،	۲۳۶
۹۰	سبا کا نام،	〃
۹۱	سبا کا زمانہ،	۲۳۷
۹۲	دائرۂ حکومت،	۲۳۸
۹۳	سبا کی شاخیں،	۲۳۹
۹۴	فرمانروایان سبا،	۲۴۰
۹۵	مکارب سبا،	۲۴۳
۹۶	ملوک سبا،	۲۴۶
۹۷	سبا کی تقسیم وتنظیم،	۲۴۸
۹۸	سبا کے تمدنی وتجارتی حالات،	۲۴۹
۹۹	سبا کی عمارتیں،	۲۵۴
۱۰۰	سد مارب،	〃
۱۰۱	جنت سبا،	۲۵۵
۱۰۲	سبا کی آبادیان،	۲۵۷
۱۰۳	ملکۂ سبا،	۲۵۹
۱۰۴	ملکۂ سبا اور قرآن مجید،	۲۶۰

نمبر	نام مضمون	صفحہ	نمبر	نام مضمون	صفحہ
۱۰۵	بعض شکوک کا ازالہ،	۲۶۷	۱۱۸	قرآن اور تبع،	۲۹۲
۱۰۶	سبا کا مذہب،	۲۷۱	۱۱۹	تبابعہ کی تعداد،	۲۹۳
۱۰۷	سبا کا تفرق وانتشار،	۲۷۳	۱۲۰	تبابعہ کے نام اور زمانے،	〃
۱۰۸	بنو کہلان کیا قحطانی ہیں،	۲۷۵	۱۲۱	تبابعہ کے سیاسی اور مذہبی حالات	۲۹۹
۱۰۹	حمیر	۲۷۷	۱۲۲	اصحاب الاخدود	۳۰۱
۱۱۰	لفظ حمیر	۲۷۸	۱۲۳	اصحاب الفیل	۳۰۴
۱۱۱	مملکت حمیر	۲۸۰	۱۲۴	حبش کی اصلیت	〃
۱۱۲	حمیر کا زمانہ	〃	۱۲۵	حبش وحمیر	۳۰۹
۱۱۳	حمیر کے طبقات،	۲۸۲	۱۲۶	اکسوم کی نجاشی	۳۱۰
۱۱۴	شاہان حمیر	۲۸۳	۱۲۷	یمن کا آخری سقوط	۳۱۱
۱۱۵	حمیر کے حالات،	۲۸۹	۱۲۸	عیسائیت ویہودیت کا تصادم	۳۱۵
۱۱۶	تبابعہ	۲۹۰	۱۲۹	ابرہہ	۳۱۶
۱۱۷	لفظ تبع	۲۹۲	۱۳۰	واقعۂ فیل	۳۱۹

فہرست ارض القرآن جلد دوم

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بنوابراہیم	۱	ملکت ادوم	۳۳	حدر	۵۶
بنو قطوراء		شاہان ادوم	۳۴	یطور	۶۰
مدین	۳	ادوم کی تاریخ	؍؍	نافیش	؍؍
مدین کی تاریخ	۴	یوباب اور ایوبؑ	۳۵	دوما	۶۱
مدین اور حضرت موسیٰ	۵	سفر ایوب اور ایوبؑ	۳۸	تیما	؍؍
مدین کی تباہی	۸	حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن	۴۰	قیدما	؍؍
حوباب یا شعیبؑ	۱۰	حضرت ایوب کا قصہ	۴۱	اصحاب الرس	؍؍
حضرت شعیبؑ اور نستران	؍؍	قرآن مجید اور حضرت ایوب	۴۲	اصحاب الرس اور قرآن	؍؍
مدین اور نستران	؍؍	**بنو ہاجرہ**		نابوت یا نابط	۶۳
مدین کے متعلق ایک آیت کی تفسیر	۱۴	ہاجرہ	۴۵	انباط اور روایات عرب	؍؍
توراۃ و قرآن کی مطابقت	۲۰	اسماعیلؑ	۴۷	انباط، نبایوط اور نابت کا ترادف	۶۵
شہر مدین کی پچھلی تاریخ	۲۲	ذبیح اسماعیلؑ تھے	۴۸	انباط کا عہد حکومت	۶۶
اصحاب الایکہ	۲۴	فاران کی بحث	۵۰	انباط کا رقبۂ حکومت	۶۷
اصحاب الایکہ کون ہیں	۲۵	حضرت اسماعیل کی اولاد دین	۵۵	انباط کا دارالحکومت	۶۸
ایکہ کی تحقیق	۲۶	بنواسماعیل	۵۶	شاہان انباط	۶۹
اصحاب الایکہ اور قرآن	۲۸	مبشام	۵۸	تمدنی حالات	۷۱
بنوسارہ		ادبائیل	؍؍	سیاسی حالات	۷۴
بنوادوم	۳۲	مشماع	۵۹	یونانیوں اور رومیوں سے تعلق	۷۵
عیسو	؍؍	مسّا	؍؍	انباط اور یہود	۸۱

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
انباط اور عهد اسلام	٨٣	قیدار کی شاخین	١٠٦	اُس کا ذکر قرآن مین	١٢٤
اصحاب الحجر	٨٤	قریش	١٠٩	عربون کے ممالک تجارت	١٢٦
انباط ہی اصحاب الحجر ہین	″	سلسلۂ نسب	″	اندرون ملک کے تجارتی شہر	″
قرآن اور اصحاب الحجر	″	لفظ قریش	″	راستون کی مسافت	١٢٧
شہر حجر	٨٦	قریش کی شاخین	١١٠	سامان تجارت	″
آل غسان	٨٨	شجرۂ قریش	١١١	توراۃ اور مورخین یونان و روم کے	
غسانی ناتی ہین	″	قریش کی ایک اور تقسیم	١١٢	بیانات	١٢٨
آل غسان کی تاریخ	٩٠	قریش کا زمانہ	١١٣	درآمد	″
الم غلبت الروم	٩٣	قریش کی سیاسی خودمختاری	″	عرب کے بازار	١٣٢
آل غسان اور اسلام	٩٤	قصی کا زمانہ	١١٦	قریش کی تجارت	١٣٦
اوس وخزرج یا انصار	٩٦	کوہ صفا کا کتبہ	″	تجارت قریش اور قرآن	١٣٨
اوس وخزرج ناتی ہین	″	قریش کا نظام سیاسی اجتماعی	١١٧	قریش کی تجارت اور اسلام	١٣٩
اوس وخزرج کی شاخین	٩٧	قریش کا تمدن	١١٨	**السنۃ العرب قبل الاسلام**	
اوس وخزرج کی تاریخ	٩٩	قریش اور قرآن مجید	١١٩	سامی زبانین	١٤٢
انصار	١٠١	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	″	عربی زبان ام الالسنۃ السامیہ ہے	١٤٣
قیدار	١٠٢	حضرت زید رض	١٢٠	آرامی زبان کی حقیقت	″
قیدار کا مسکن	″	ابولہب	″	امم بائدہ کی آرامی زبان	١٤٤
قیدار کی تاریخ	١٠٣	**تجارت العرب قبل الاسلام**		ثمود کی زبان	١٤٦
کتبات بابل مین	″	ملک عرب کا موقع تجارتی	١٢٢	بنو قحطان اور اسماعیل کی زبانین	١٤٨
تورات مین	١٠٥	عرب کی شاہراہ تجارت	١٢٤	جنوبی یا قحطانی زبانین	١٤٩

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
جنوبی اور شمالی زبانون مین فرق	۱۵۰	مستشرقین کے بیانات	۱۷۴	**قرآن مجید اور مذاہب**	
چوتھی صدی ہجری مین عرب کی		شمالی عربون کے مذاہب	۱۸۳	**عرب قبل اسلام**	
زبانین	۱۵۱	قرآن اور توراۃ کا بیان	؍	اعاظم پرستی اور قرآن	۲۰۱
شمالی یا اسماعیلی زبانین	۱۵۳	مدین کا مذہب اور قرآن	۱۸۵	قومی پرستی اور قرآن	۲۰۲
شمالی قبائل کی زبانون کے فرق	۱۵۵	اصحاب الایکہ کا مذہب اور قرآن	۱۸۷	ستارہ پرستی اور قرآن	۲۰۳
لسان عربی مبین	۱۵۶	حضرت ایوبؑ کی امت کا مذہب	۱۸۸	عرب کے مستند مذاہب اور قرآن	۲۰۴
قرآن مجید کی زبان	۱۵۸	بنو اسماعیلؑ کا مذہب	؍	یہودیت اور قرآن	؍
ادیان العرب قبل الاسلام		اصحاب الرس اور اصحاب الحجر	۱۸۹	عیسائیت اور قرآن	۲۰۶
بت پرستی کا آغاز	۱۶۱	اوس اور خزرج اور انکے ہم نسب		عیسائیت کے مختلف فرقے اور	
ستارہ پرستی کا دور	؍	قبائل کا مذہب	۱۹۲	قرآن	۲۰۸
عاد کا مذہب	۱۶۳	اصنام عرب جنوب	۱۹۳	عیسائیت سے قریش کا تنفر	۲۰۹
ثمود کا مذہب	؍	بنو قیدار یا عدنانی قبائل کا مذہب	۱۹۴	مجوسیت اور قرآن	؍
امم سامیہ اولی کا مذہب	۱۶۴	اصنام عرب شمال	۱۹۵	صابئیت	۲۱۰
بابل مین سامی قوم کا مذہب	۱۶۷	چند اور بتون کے نام	۱۹۶	صابئیت کا مختصر حال	۲۱۱
مصر مین سامی قوم کا مذہب	؍	عرب مین دیگر مذاہب کا وجود	۱۹۸	صابئیت کے متعلق مسلمانون	
قرآن کا بیان	۱۷۰	مجوسیت کا وجود	؍	کے بیانات	؍
امم سامیہ اولی کے پیغمبر	۱۷۱	عیسائیت کا وجود	؍	قدیم عیسائی بیان	۲۱۴
اہل معین کا مذہب	۱۷۲	یہودیت کا وجود	۱۹۹	علمائے یورپ کا بیان	؍
بنو قحطان کا مذہب	؍	کعبہ اور ہبل	۲۰۰	صابئی عقائد	۲۱۶
قوم سبا کا مذہب	۱۷۳	———		تبصرہ	۲۱۹

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
قرآن مجید کی ایک صداقت	۲۲۰	ان کے پرستار قبائل	۲۴۲	عرب کے بت مؤنث تھے،	۲۴۹
صابئیت کی لغوی تشریح	۲۲۱	ان کے معنون کی لغوی ومعنوی		عرب کے بت ممالک یورپ	
تنبیہ اہم	〃	تحقیق	۲۴۳	مین	〃
مذہب صابی اور قرآن مجید	۲۲۲	لات	〃	لفظ رحمان	〃
حنفیت	۲۲۶	اللہ	۲۴۵	قرآن مجید مین رحمان	۲۵۰
لغوی تحقیق	۲۲۷	العزّیٰ	〃	رحمان کی تحقیق	〃
قرآن مجید سے استدلال لغوی	۲۲۸	مناۃ	۲۴۶	بسم اللہ الرحمن الرحیم	۲۵۱
حنفیت اور عرب	۲۳۳	ود	〃	خاتمہ	
شرک	۲۳۴	سواع	〃		
مشرکین عرب کے عقائد اور قرآن	۲۳۵	یغوث	۲۴۷		
دہریت اور قرآن	۲۴۰	نسر	〃		
بت پرستی اور قرآن	〃	ان اصنام کی شکلین	۲۴۸		
قرآن مین اصنام کا ذکر	۲۴۲	ہُبل	〃		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ یا من "دحی الارض" و بث فیھا رجالا کثیرا و نساء" و اسکن من ذریتھم "شعوبا و قبائل بوادٍ غیر ذی زرع" "ذات العماد" و "البطش الشدید" و "البسطۃ فی الخلق" "من قوم نوح و اصحاب الرس و ثمود و عاد و فرعون و اخوان لوط و اصحاب الایکۃ و قوم تبع کل کذب الرسل فحق وعید" "فمزقھم کل ممزق و جعلھم احادیث" و اصلی علی النبی الابراھیمی الاسمعیلی القیداری المضری القرشی الھاشمی، و علی صحبہ العدنانیین و القحطانیین اجمعین،

ارض القرآن | آج مسلمانوں کا وطن تمام دنیا ہے تاہم مولد اسلام، موطن رسالت مہبطِ قرآن دنیا کا صرف ایک ہی گوشہ ہے (عرب) جسکو مادی زرخیزی کی محرومی نے گو بن کھیتی کی زمین، وادی غیر ذی زرع کا خطاب دیا ہے لیکن جسکی روحانی سیر حاصلی کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ آج دنیا میں جہاں بھی روحانی کھیتی کا کوئی سرسبز قطعہ موجود ہے اُسی کشت زار الٰہی

کے آخری کسان کی تخم ریزی وآب سیری کا نتیجہ ہے۔

اس مہبط وحی قرآنی اور موطن اوّلِ اسلام کی تقدیس اُس بوڑھے پیغمبر (ابراہیمؑ) کے نام سے ہے جس نے اپنے جوان بیٹے (اسماعیل) کے خون سے اس "بن کھیتی کی زمین" کو سیراب کرنا چاہا جسکی سیرابی گردن کے خون سے مقدر نہ تھی بلکہ دل کے خون سے تھی، جب دل کا خون اس پر برسا تو یہ شور و بے حاصل قطعہ حسب پیشگوئی سابق لہلہا اُٹھا،

ذٰلك مثلهم في التوراة ومثلهم في الانجيل كزرع اخرج شطئه فآزره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار (الفتح) | پیروان محمد کی مثال توراۃ و انجیل میں یہ ہے کہ وہ ایک کھیتی ہیں جسکا ڈنٹھل نکلا، مضبوط ہوا تنہ پر کھڑا ہوا کہ کاشتکار دیکھکر خوش ہوں کافر غمزدہ ہوں

اس زمین کے اکثر حصہ کی مادّی شوری و بے حاصلی حکمتِ الٰہی کا مقتضا تھی کہ سلاطین عالم کے دست حرص و ہوس سے اس ارض مقدس کی عصمت مصؤن رہے اور دست انسانی کے تمدّن و صنعت کی سیاہی سے اسکی لوح، سادہ و پاک و فطری، تاکہ خود فطرۃ اللہ صرف اپنے حروف و خطوط سے اسکی گلکاری کرسکے، اور خدا کی فطرت کا خزانہ جو اس کھنڈر مین دفن تھا پیغمبر مذہب فطری کے وجود تک محفوظ رہے،

تاریخ ارض القرآن

سرزمین قرآن (عرب) کی تاریخ جسقدر بعد القرآن یعنی بعد از اسلام روشن ہے، اُسی قدر قبل القرآن یعنی قبل از اسلام تاریک ہے، قرآن مجید نے بر سبیل عبرت و اظہار واقعہ ملک عرب کے متعدد اقوام و اشخاص و انبیا کے حالات مجملاً بیان کیے ہین، لیکن عرب کی قوم تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھی اس لیے ان اقوام، اشخاص، اور اقطاع ملک کے تاریخی، سیاسی، قومی، مذہبی اور جغرافی حالات کے بیان و تفصیل کی بنیاد مسلمان

مصنفین نے صرف سنے احتیاطانہ زبانی روایات پر رکھی ہو لیکن اہل یورپ انکے مقابل
یونانی ورومانی سیاحون اور جغرافیہ نویسون کے تحریری بیانات اور عرب کے آثار قدیمہ
کتبات پیش کرتے ہین جو تنہا زبانی روایات سے ظاہر ہو کہ کہین صحیح تر ماخذ ہین اس بنا پر
اُنھون نے عرب قبل قرآن کی تاریخ کے متعلق بالکل نیا عالم پیدا کر دیا ہو، جو اُنکی نظر سے
علی الاکثر قرآن مجید کے بیان اور عرب کے زبانی روایات نے عرب کی جو تصویر کھینچی ہو
اُس سے مختلف ہو اور اس لیے انکو اس میدان مین اعتراضات کا بڑا جولانگاہ نظر آتا ہو،
اس تصنیف کا مقصد یہ ہو کہ بہ تطبیق معلومات قدیمہ وجدیدہ ارض قرآن (عرب) کے حالات
مذکورہ کی اس طرح تحقیق کی جائے کہ قرآن مجید کی صداقت اور معترضین کی بعوض
علی الاعلان آشکارا ہو جائے اس موضوع کی اہمیت وضرورت سے شاید کسی مسلمان کو انکار ہوگا،
قرآن مجید مین عرب کے جیسیون اقوام اور بلاد و مقامات کے نام ہین جنکی ہر قسم کی صحیح تاریخ
سے نہ صرف عوام بلکہ علما تک ناواقف ہین، اور نہایت عجیب بات ہو کہ تیرہ سو برس مین
ایک کتاب بھی مخصوص اس فن پر نہین لکھی گئی، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف خود مسلمانونکو
ان حالات سے ناواقفیت رہی، اور دوسری طرف غیرون کو انھین افسانہ Legend
کہنے کی جرات ہوئی، تورات مین ہزارون اشخاص، اقوام، بلاد اور مقامات کے نام ہین
جو تطاول زمانہ اور تغیر السنہ کی بنا پر مجہول اور ناپدید ہو گئے ہین، لیکن علماے نصاری کی ہمت
سزاوار آفرین ہو کہ وہ ارض تورات Land of Bible اور انسائیکلوپیڈیا آف بائبل
کے ذریعہ سے ...۳ ہزار برس کے مردہ نام اپنی مسیحیت سے زندہ کر رہے ہین۔
قرآن مجید مین بیس تیس اقوام واشخاص سے زیادہ نہین تاہم ان کی تحقیق کے لیے
مخصوص طور سے کبھی کوشش نہین کی گئی، عموماً یہ مباحث تفسیر کے ضمن مین لکھے گئے یا

تاریخ عمومی مین مقدمہ کے طور پر مذکور ہوئے، حالانکہ اسکی اہمیت، تخصیص وافراد کی محتاج تھی،

مقام عبرت ہو کہ ہماری مذہبی کتاب کی تحقیق وکاوش مین بھی غیر نہایت کوشش و جانفشانی سے مصروف ہین، جرمن، فرنچ، اٹالین اور انگلش مستشرقین نے "تاریخ عرب قبل اسلام" پر محققانہ کتابین لکھین، یونانی ورومانی تصنیفات سے جو عرب قبل اسلام کے حالات سے پُر ہین، انتخاب وخلاصہ کیا، قرآن مجید نے جن اقوام وبلاد کا ذکر کیا ہو اُنکے کھنڈرون کا مشاہدہ کیا اُنکے کتبات کو حل کیا، اوران سے عجیب وغریب نتائج مستنبط کیے۔

تاہم وہ مسلمان نہین، یہودی یا عیسائی ہین، اُنھون نے نہایت بیدردی سے قرآن کے فوائد کو پامال کیا ہے، بعض متعصب مستشرقین نے ان معلومات کو غلط طور سے قرآن کی مخالفت مین استعمال کیا ہو اٹھارھوین صدی کے وسط مین ریورنڈ فارسٹر Forster نے عرب کا تاریخی جغرافیہ Historical Geography of Arab لکھا جسمین اُسنے اپنی جہالت کے عجیب وغریب نمونے پیش کیے، جنکو پڑھکر کبھی ہنسی، اور کبھی رونا آتا ہو، لیکن کیا کیجیے کہ ہماری غفلت سے وہ قرآن کی صداقت تاریخی کا معیار ہے، بعض پادری قرآن کے تاریخی اغلاط کو پیش کرتے ہین، لیکن انکو پیش کرتے وقت افسوس ہو کہ تورات جسکو وہ معیار صحت سمجھتے ہین بھول جاتے ہین،

نولڈکی Noldeke نے عمالقہ وعاد کی تحقیق مین ایک رسالہ لکھا ہے جسمین ثابت کیا ہو کہ یہ غیر تاریخی قومین ہین، ولکن A.Welken اور روبرٹسن اسمتھ Roberts Smith. عرب کے ادّعائے نسب کا انکار کرتے ہین، عرب کے

بعض اثری اکتشافات کی بنا پر بعض سبک مغز مصنفین یورپ بجرأت کہتے ہین کہ "عرب قبل القرآن، عرب بعد القرآن سے ہزار درجہ بہتر تھا" لیکن سینٹ ہیلیر ایک فرنچ مستشرق نے نہایت خوب جواب دیا ہو کہ اگر یہ صحیح ہوتا تو قرآن، عام ابتدائی تعلیمات تمدن اور کم از کم محرمات نکاح کے بیان کی تکلیف گوارا نکرتا"

ان آثار قدیمہ کے اکتشاف نے ادیان عرب قبل اسلام کے معلومات مین نہایت سخت انقلاب پیدا کر دیا ہے، جن سے اسلام کے مناقب و فضائل کا نیا باب پیدا ہو گیا ہے،

بہرحال نہایت ضرورت تھی کہ ہمارے دشمن جن جدید معلومات کو ہماری مخالفت مین صرف کر رہے ہین اُن سے اپنی موافقت کے پہلو پیدا کیے جائین

عہد قدیم مین مخالفین کے اعتراضات کا نشانہ اعتقادیات تھا، لیکن اس عصر جدید مین جب ہمارے مخالفین عقائد اسلام کی مضبوطی کا امتحان کر چکے ہین، اُنھون نے یہانسے ہٹکر تاریخ و تمدن کے میدان مین مورچے قائم کیے ہین، ضرورت ہو کہ جسطرح ایرانی و یونانی مورخین کے مقابلہ مین ابن حنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۱ھ، ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ، اور ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ نے تاریخ اسلام و قرآن کی تحقیق و تطبیق مین کوشش کی، اس زمانہ مین جدید یورپین تاریخ کی تاریخ اسلام و قرآن سے تطبیق دی جاے، اور یورپین تاریخی تحقیقات و اکتشافات کی غلطی کا پردہ چاک کیا جائے، اور خود اُنھین کے کارخانون کے بنے ہوئے ہتھیارون سے اُنکے حملون کا جواب دیا جائے،

ان وجوہ سے علاوہ کتب تفسیر، جغرافیہ و تاریخ اسلامی کے جدید یورپین تصنیفات کا بھی حوالہ دینا پڑا کہ آثار عتیقہ، عرب اور یونانی و رومانی تصنیفات کی دریافت کا جن سے

قرآن کی ہرجگہ تصدیق ہوتی ہے کوئی اور ماخذ نہ تھا، یہ تمام کتابین انگریزی زبان کی ہین، جویا اصلاً انگریزی زبان مین لکھی گئی ہین، یا جرمن اور فرنچ سے انگریزی مین ترجمہ ہوئی ہین،

کہین کہین کسی فرنچ کتاب کا حوالہ ہے، اسکے لیے مین اپنے صدیق صمیم پروفیسر شیخ عبدالقادر ایم اے فیلو اینڈ لکچرر آف بمبئی یونیورسٹی وممبر آف بمبئی ایشیاٹک سوسائٹی کا ممنون ہون، جنھون نے میرے لیے ازراہِ عنایت فرنچ سے انگریزی مین ترجمہ کرنیکی تکلیف گوارا کی،

ارض القرآن کے لیے تورات کی واقفیت نہایت ضروری تھی، تورات کے اُردو، فارسی، عربی اور انگریزی تراجم میرے پیش نظر تھے، لیکن نامون کے تلفظ اور فقرون کے ترجمہ مین اس کثرت سے ان مین اختلاف بلکہ تضاد نظر آیا کہ خود اصل عبرانی کیطرف توجہ کرنی پڑی، اور تین مہینے تک کی تعلیم مین اصل کی طرف مراجعت ایک حد تک آسان ہوگئی، سبأ و حمیر کے کتبات بھی عبرانی خط مین شائع کیے گئے ہین اور زبان بھی تقریبًا مابین عربی و عبرانی ہو، یہ قلیل حرف شناسی اس مہم مین بھی کام آئی۔

اقوام و بلاد کے صحیح مقامات کی تعیین کے لیے متعدد نقشون کی ضرورت تھی، اس فن مین باوجود بے بضاعتی کے، اس خدمت کو نہایت محنت سے خود انجام دینا پڑا،

ان اجزا کی ترتیب مین پورے تین برس صرف ہوے، لکھنؤ مین دفتر سیرت نبوی کا جب مین اسسٹنٹ تھا تو اس موضوع کا خیال آیا، بلکہ اصل مین سیرت نبوی کے دیباچہ ہی کے طور پر اسکے لکھنے کی تحریک ہوئی، لیکن جیسے جیسے آگے بڑھتا گیا میدان زیادہ وسیع اور کشادہ نظر آتا گیا، تاآنکہ یہ بالکل مستقل ایک شئی بنگئی،

کتاب کا یہ پہلا حصہ ہے جسمین ارض قرآن کا جغرافیہ اور اقوام عرب کے سیاسی تاریخی نسبی اور قومی حالات سے بہ تطبیق قرآن بحث ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ عرب کی قوم نے اسلام سے پہلے بھی دنیا مین کیا کارنمایان انجام دیے ہین، اور اُن کے تمدن نے یمن و شام و عراق مین کس حد تک وسعت حاصل کی تھی، کتاب کے دوسرے حصہ مین اقوام عرب کے السنہ، ادیان، تجارات، طرق تمدن وغیرہ سے بحث ہوگی، خدا توفیق دے کہ وہ بھی جلد پیش کر سکون، اپنی محنت و کاوش کے نتائج مسلمان پبلک کی نذر کرتا ہون، واسئل اللہ تعالیٰ ان یرزقہ القبول و یقیض لہ الرواج،

سید سلیمان

۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء

سرمایۂ ارض القرآن

ارض القرآن کے علم وتحقیق کے جو ذرائع پہلے موجود تھے اور جن سے مصنفین اسلام نے کام لیا ہی، اور اب عصر جدید نے ان معلومات کے جو ذرائع پیدا کردیے ہین، اس فصل مین اُنپر نظر وتبصرہ مقصود ہی، ارض القرآن کے لیے اسوقت چار ماخذ جاننے ہین،

۱۔ ادبیات اسلامیہ (محمڈن لٹریچر)
۲۔ ادبیات اسرائیلیہ (جوئش لٹریچر)
۳۔ ادبیات یونانیہ ورومانیہ (گریک اینڈ رومن لٹریچر)
۴۔ اکتشافات اثریہ (ارکیالوجیکل ڈسکوریز)

۱۔ ادبیاتِ اسلامیہ

قرآن مجید نے اقوام عرب کا تذکرہ صرف عبرت وبصیرت کے لیے کیا ہی، اس بنا پر ان اقوام کے وہ جغرافی وتاریخی وسیاسی حالات جن سے قرآن کے موضوع کو کوئی تعلق نہین ہی، قرآن مجید نے نظر انداز کردیے ہین، بلکہ بعض ایسی قومین بھی ہین جنکا قرآن نے بلاتشریحِ خبر وحال صرف نام لے دیا ہی، اور بہت سوں کا بالکل نہی !

عہد نبوی مین صحابہؓ چونکہ اپنے ملک واقوام کی تاریخ سے واقف تھے اور نیز اسلیے

کہ اس سے اسلام کو مذہبی حیثیت سے کوئی تعلق نہ تھا، اس سے کوئی بحث نہ کی، لیکن اس عہد کے آخری حصہ مین جب قرآن نے عرب سے نکلکر دنیا کے دور دراز حصون مین ظہور کیا، جہان لوگ ان اقوام و ممالک کے حالات سے مطلق واقف نہ تھے، ضرورت ہوئی کہ ان کے جغرافی و سیاسی و تاریخی حالات کی جستجو کی جائے؛ اس وقت جو سامان اس کام کے لیے ہاتھ آسکا وہ حسب ذیل ہے:

(۱) **قرآن مجید**؛ خود قرآن مجید مین ان اقوام کے جو حالات بیان ہوے تھے،

(۲) **روایات تفسیر**، مفسرین نے اُن آیات کی تفسیر مین جو آنحضرت صلعم اور صحابہ سے جو حدیثین نقل کی ہین، لیکن صحیح طور سے انکی تعداد بہت کم ہے۔

(۳) **اسرائیلیات**، ان اقوام مین سے اکثر کا ذکر تورات مین مذکور تھا، اس بناپر یہود ان سے واقف تھے، مسلمان یہودیون نے اپنے معلومات و روایات کی بناپر ان کی تشریح کی،

مفسرین کے روایات کا تمامتر مبنیٰ اسرائیلیات ہین، وہب بن منبہ، کعب الاحبار، ضحاک، سدی، کلبی، واقدی، مدائنی، مجاہد، عکرمہ وغیرہ ان روایات کے ماخذ ہین، وہب اور کعب خود اصلاً یہود تھے، اور دیگر حضرات یہودیون کے خوشہ چین، یہودیون سے روایت کوئی بُری چیز نہین ہے، لیکن افسوس یہ ہے کہ ان یہودیون کے معلومات کی بنا جسقدر تورات و اسفار پر تھی اُس سے زیادہ عام رطب و یابس، زبانی عجوزانہ روایات پر، اسلیے اکثر یہ روایات صحیح الماخذ نہین، اور اسی لیے ان مین ہزارون بے سروپا روایتین موجود ہین، جو اصول روایت کے رو سے تمامتر ضعیف بلکہ جھوٹ ہین،

ابن مردویہ، دیلمی، مجاہد، مقاتل بن سلیمان اور ابن جریر طبری کی تفسیرون کی بنا انھین حکایات و روایات پر ہی جنکا اصولاً کوئی اعتبار نہین، ضحاک، سدی، کلبی، ہشیم بن عدی، واقدی، مدائنی جو ان روایات کے ناقل یا مصنف ہین، اسماء الرجال کی کتابون مین ناقدین حدیث نے ان کی دروغ بیانی، کذب، اور ضعف کو تصریح لکھا ہی، عکرمہ، وہب بن منبہ اور کعب الاحبار بھی جرح مفصل سے بری نہین،

ان تمام بزرگون کا سرمایۂ علم یہودی روایات ہین جنکی بنا، تورات، تلمیم، ترگوم، اور تالمود پر ہے اور بعض عام گپین بھی ہین، یہ تمام کتابین عام طور سے ملتی ہین، اسلیے ان روایات منقولہ کی بجائے خود اصول و متون کی طرف توجہ کرنی چاہیے، ان کتابونکا ذکر ادبیات اسرائیلیہ مین آتا ہی،

۴ سب سے عام ذریعہ زبانی خاندانی روایات ہین جو نسلاً بعد نسل عربون مین محفوظ چلی آتی ہین، تا آنکہ بعد اسلام وہ کتابون مین مدون ہوگئے، مسلمانون کے اصول روایت کے روسے گو یہ ذریعۂ علم زیادہ محفوظ نہین، لیکن جو خاندانی روایتین متفقاً اور بلا انکار بغیر اشتباہ و شک عرب مین عام طور سے مشہور تھین، اور جنکا فخریہ ہر موقع پر ذکر کیا گیا اور کسی نے اُسکے انکار و نفی کی وجہ نہ پائی گویا درحقیقت تواتر کی حیثیت رکھتی ہین، جنکی تردید اصول تاریخ کے روسے مستحیل ہی، لیکن افسوس ہی کہ اس قسم کا تواتر چند موٹے موٹے واقعات و حالات (مثلاً حضرت اسماعیل کا مکہ مین قیام، کعبہ کی بنا، قریش کا عدنان تک کا نسب، قریش کا اسماعیلی خاندان سے ہونا، چند قبائل بائدہ اور امرائے حیرہ و غسان و ملوک یمن اور شیوخ حجاز کے بعض نامکمل اور اوپری حالات) کے سوا اور واقعات مین نہین،

۵ - اس سے زیادہ محفوظ ذریعۂ اطلاع سرمایۂ اشعار و امثال عرب ہے جنمین، فخر و مباہات، مدح و ستائش، اور اظہار بسالت و شجاعت کے سینکڑون واقعات تاریخی، اور رسوم و عادات کا ذکر ہے، لیکن افسوس کہ یہ گران قیمت سرمایہ ہمارے پاس اسلام سے چند صدی پیشتر سے زیادہ کا نہین ہی، تاہم قبل اسلام کے بہت سے حالات ان کے ذریعہ سے معلوم ہوسکتے ہین، مورخ طبری نے عاد کے حالات مین لکھا ہی کہ "بعض ایرانیون نے عاد سے انکار کیا ہی، حالانکہ اشعار جاہلیت مین انکا نہایت کثرت سے تذکرہ ہے، اگر خوف تطویل نہوتا تو مین انکو نقل کرتا"

بہرحال مسلمانون نے اپنے عہد مین اس سرمایہ کی تدوین و ترتیب حسب ذیل صورتون مین کی،

(۱) **کتب تفسیر**، تفسیر کی کتابون مین آیات متعلقہ کے تحت مین انکو لکھا، اس قسم کی تفسیرین یہ ہین،

تفسیر مجاہد بن جبیر .... المتوفی ۱۰۴ھ

تفسیر مقاتل بن سلیمان .... المتوفی ۱۵۰ھ

تفسیر ابراہیم بن معقل النسفی .... المتوفی ۲۹۵ھ

تفسیر دیلمی .... المتوفی ــــــ ھ

تفسیر ابن جریر طبری .... المتوفی ۳۱۰ھ

تفسیر ابن ابی حاتم .... المتوفی ۳۲۷ھ

تفسیر ابن حبان .... المتوفی ۳۶۹ھ

تفسیر ابن مردویہ .... المتوفی ۴۱۶ھ

تفسیر بغوی............ ..... المتوفی سـ

(۲) تاریخ عرب۔ ابتدائی مورخین جنکا سلسلہ حضرت معاویہ کے عہد سے شروع ہوگیا تھا، علید بن شریہ، ابو عبیدہ، عوانہ بن حکم، ہشام کلبی، قاضی ابو البختری، ابن ہشام ہین، یہ وہ مصنفین ہین جنھون نے دوسری اور تیسری صدی ہجری مین خالص عرب کی قدیم تاریخ لکھی، انکی تصنیفات کے نام یہ ہین[۱]،

۱۔ علید بن شریہ کتاب اخبار الملوک الماضین۔ نام کتاب کا ترجمہ یہ ہے "گذشتہ بادشاہون کے حالات" امیر معاویہ کا معاصر تھا، اس کتاب کے اقتباسات مسعودی مین جابجا ہین،

۲۔ ابو عبیدہ۔ کتاب مغارات قیس والیمن، کتاب خبر عبد القیس، کتاب مناقب باہلہ، کتاب مکہ والحرم، کتاب بیوتات العرب۔ کتاب مآثر العرب، کتاب مآثر غطفان، کتاب قصۃ الکعبہ، کتاب الحمس من قریش، کتاب الاوس والخزرج، کتاب ایام بنی یشکر،

۳۔ مبرد۔ کتاب ایام بنی مازن، کتاب قحطان وعدنان،

۴۔ ہشام کلبی۔ کتاب من نقل من عاد وثمود والعمالیق وجراہم وبنی اسرائیل من العرب کتاب ملوک کندۃ، کتاب طسم وجدیس، کتاب عاد الاولیٰ والثانیہ، کتاب تفرق عاد، کتاب اصحاب الکھف، کتاب الحیرۃ،

۵۔ قاضی ابو البختری۔ کتاب طسم وجدیس،

۶۔ ابن ہشام۔ سیرۃ نبوی کے مقدمہ مین عرب قدیم کی تاریخ لکھی، اور کتاب التیجان اسکی کتاب لکھی

۷۔ چوتھی صدی کی بہترین تصنیفات اس باب مین ابن الحائک ہمدانی ایک عرب جغرافیہ نویس کی دو کتابین "صفۃ جزیرۃ العرب" اور "اکلیل" ہین، پہلی کتاب عام جزیرۂ عرب کا

[۱] کتاب الفہرست ابن ندیم باب الاخباریین ص ۹۰-۹۴ طبع یورپ،

جغرافیہ ہی، کتاب لیڈن مین چھپ گئی ہی، دوسری کتاب الاکلیل صرف یمن کی تاریخ ہی، اکلیل کا مل نسخہ ابتک کہین نہین ملا ہی، اسکا ایک ٹکڑا پروفیسر مولر D.H.Muller کی کوشش سے شائع ہوا ہی، کتاب دس ابواب پر منقسم ہی،

باب اول دربیان ابتداے خلقت، وتقسیم انساب اقوام عرب وعجم وحمیر،

باب دوم دربیان نسب فرزندان ہمیسع بن حمیر،

باب سوم دربیان فضائل قحطان،

باب چہارم دربیان تاریخ از یعرب بن قحطان تا عہد تبع ابوکرب،

باب پنجم دربیان تاریخ عہد اوسط از تبع ابوکرب تا عہد ذونواس،

باب ششم دربیان تاریخ عہد آخر از ذونواس تا عہد اسلام،

باب ہفتم دربیان قصص کاذبہ واخبار مستحیلہ،

باب ہشتم دربیان عمارات حمیر وشاہان حمیر، ومعرکہاے حمیر، ومقابر ومزارات حمیر، واشعار حمیر، ونقوش وکتبات حمیر،

باب نہم ضرب الامثال زبان حمیری، وخط حمیری،

باب دہم حالات قبیلہ ہمدانی حمیر،

یورپ مین اس کتاب کا اکثر حصہ برٹش میوزیم لندن، اور رائل لبریری برلن مین موجود ہے، مستشرقین یورپ اس کتاب کی بڑی قدر کرتے ہین اور عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق اس سے زیادہ مستند کوئی اور حوالہ نہین سمجھتے، ہمدانی چونکہ حمیری زبان سے واقف تھا اس لیے آثار وکتبات کو وہ پڑھ سکتا تھا، اسی لیے اس باب مین اُسکو

لہ طبقات الامم لابن صاعد اندلسی ص ۹۱، ۹۲ طبع مصر

خاص اہمیت حاصل ہی،

۸۔ علقمہ بن علکم ایک شاعر نے قصیدہ نونیہ مین حمیر (قوم تبع) کے حالات اور عام عمارات کے نامون کو نظم کیا ہی،

۹۔ نشوان بن سعید الحمیری ۵۷۳ھ نے قصیدۂ حمیریہ کے نام سے حمیر کی تاریخ نظم کی ہے، جسمین زیادہ تر سلاطین کے نام ہین،

نشوان نے خود یا اسی عہد کے ایک دوسرے مسلمان عالم نے اس قصیدہ کی نثر مین شرح لکھی ہے، ابن سعید حمیری کی سب سے عجیب وغریب تصنیف شمس العلوم ہی، جو گو ایک لغت کی کتاب ہی، لیکن الفاظ متعلق حمیر و یمن کے ضمن مین بہت سے حمیری الفاظ اور نامون کی تصحیح کی ہو اور اُنکے معنی لکھے ہین، لفظ مسند کے تحت مین خطّ مسند حمیر کے حروف ہجا لکھے ہین جن سے مستشرقین یورپ کو حمیر و سبا کی تاریخ کی ترتیب اور کتبات کے پڑھنے مین بہت مدد ملی ہی،

کتاب التیجان، قصیدہ حمیریہ، شرح قصیدہ حمیریہ اور شمس العلوم یہ تمام نادر سرمایہ بانکی پور کے کتبخانہ مین موجود ہے، قصیدۂ حمیریہ کو الفرڈ دان کریمر ایک مستشرق نے شائع بھی کر دیا ہے، شمس العلوم کا ایک عمدہ نسخہ اسکوریال لائبریری مین بھی موجود ہی،

اسلامی ذخائر علمی کا جو سرمایہ ہمارے پاس موجود اور مطبوع ہی اور اس کے رو سے عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ابن اسحاق المتوفی ۱۵۱ھ ہی، جو اس وقت ابن ہشام المتوفی ۲۱۳ھ کی روایت سے موجود اور اُسکی تصنیف کتاب السیرۃ کا جز ہی، اسکے بعد کے مورخین اسلام نے بھی عموماً اپنی تاریخ کی تمہید مین تاریخ عرب و بنی اسرائیل کے ضمن مین اشخاص و اقوام قرآن سے بحث کی ہی، بہر حال مورخین اسلام مین جنکی تصنیفات

موجود اور مطبوع ہین، اس موضوع کے متعلق خاص اہمیت حسب ذیل اشخاص کو حاصل ہے؛

نام	سنہ وفات	نام تصنیف	مقام طبع
ابن ہشام۔	سنہ ۲۱۸ھ	کتاب السیرۃ	مطبوع یورپ و مصر
ابوالولید ازرقی۔	سنہ ۲۲۳ھ	اخبار مکہ	″ ″ ″
ابن قتیبہ	سنہ ۲۷۶ھ	کتاب المعارف	″ ″ ″
ابن واضح یعقوبی؛	سنہ ۲۷۸ھ	تاریخ یعقوبی	″ ″ ″
ابوجعفر طبری	سنہ ۳۱۰ھ	تاریخ الرسل والملوک	″ ″ ″
حمزہ اصفہانی۔	سنہ ۳۶۰ھ	تاریخ سنی ملوک الارض	″ ″ کلکتہ
مسعودی،	سنہ ۳۴۶ھ	مروج الذہب۔	″ ″ مصر

یہ عرب کے قدماے مورخین ہین، متاخرین مین صرف دو شخص قابل ذکر ہین،

ابوالفدا	سنہ ۷۳۲	المختصر فی اخبار البشیر	مطبوع یورپ ومصر
ابن خلدون	سنہ	العبر و دیوان المبتدا والخبر	″ ″ ″

۲- **جغرافیۂ عرب**، مسلمانون مین جغرافیہ کی ابتدا خود عرب سے ہوئی ہے کہ وہ اُن کا وطن تھا، اور اسکی ابتدا اُسوقت کی جب یونانیون کے لفظ "جغرافیہ" سے بھی اُنکو واقفیت نہ تھی، اُنھون نے گو خاص طور سے مخصوص قرآن کا جغرافیہ نہین لکھا لیکن جغرافیۂ عرب کے ضمن مین بہت سے اماکن قرآن کا نشان دیا، عرب کا ایک ایک پہاڑ تالاب، وادی، چراگاہ، شہر، گاؤن، پڑاؤ، عمارت، غرض ملک عرب کا ایک ایک ذرہ کو گن ڈالا اور اُس کے حالات جغرافی اور توبوغرافی طریقہ سے مدّون کیے؛

اس فن پر دو قسم کی کتابین ہین، ایک وہ جنہین مخصوص طور پر صرف عرب کا جغرافیہ

دوم وہ جنین دیگر ممالک کے جغرافیہ کے ساتھ عرب کا بھی تذکرہ ہے،

اول قسم کی کتابین حسب ذیل ہین،

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابوزیاد کلابی	اواخر ۲ھ	کتاب النوادر	کتاب کے چند ٹکڑے ہین ایک عرب کے جغرافی حالات پر ہے، یہ کتاب عربی زبان مین جغرافیہ کی سب سے پہلی کتاب ہے،
نضر بن شمیل	۲۰۳ھ	کتاب الصفات	کتاب کا دوسرا ٹکڑا عرب کے خیمہ گاہون گھرون، پہاڑون اور گھاٹیون کے بیان مین ہے،
ہشام بن محمد کلبی	۲۰۶ھ	کتاب البلدان، کتاب الاقالیم،	
ابوسعید الاصمعی	۲۱۳ھ	کتاب جزیرۃ العرب، کتاب میاہ العرب	پہلی عام جغرافیہ عرب معلوم ہوتی ہے دوسری صرف عرب کے تالابون کے بیان مین
سعدان بن مبارک	اوائل ۳ھ	کتاب الارضین والمیاہ والجبال،	زمین، تالاب اور پہاڑون کے بیان مین،
ابوسعید حسن السکری	اواخر ۳ھ	کتاب المناہل والقری والابیات	عرب کے گھاٹون، آبادیون اور گھرونکے بیان مین،
عمر بن رستہ	اواخر ۳ھ	الاعلاق النفیسہ	فصل ۷ جغرافیہ مین ہے، ایک ٹکڑا متعلق صنعاء، سیمٹک اسٹڈی سیریز نمبر ۲ مین جرڈ گوتہائیل نے چھاپا ہے،

ابن حائک ہمدانی	سنہ ٣٣٦ھ	صفۃ جزیرۃ العرب	جغرافیہ عرب مین محقق ترین کتاب، عرب کے قطاع، اقوام، قبائل، حیوانات، راستہ، پہاڑ، تالاب، چراگاہ، وادی، معدنیات، آثار قدیمہ، مقامات قبائل، بعد مسافت وغیرہ کے بیان مین، کتاب لیڈن مین تمامہ ۱۸۱۹ء مین چھپ گئی ہی،
ابو زید بلخی	سنہ ٣٤٠ھ	کتاب البدء والاخبار	فصل ۱۳ عرب کے جغرافیہ اور اسکے مناظر اور اسکے عجائب و آثار کے بیان مین ہی، فرنچ مستشرق کلمان ہوا نے اسکو شائع کیا ہی،
ابو سعید حسن السیرانی	سنہ ٣٦٨ھ	کتاب جزیرۃ العرب	+
حسن بن محمد المعروف بالخالع	سنہ ٣٨٠ھ	کتاب الادویۃ والجبال	عرب کے پہاڑون اور وادیونکے بیان مین،
محمود بن عمر زمخشری	سنہ ٥٣٨ھ	کتاب الامکنۃ والمیاہ والجبال	عرب کے مقامات، تالاب و پہاڑون کے بیان مین،
البکری	سنہ	معجم ما استعجم	مقامات عرب کے بیان مین اکثر نسخون مین چھپی ہی،
سیوطی	سنہ ٩١٠ھ	مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع	٦ جلدون مین طبع ہوئی ہی عرب کے تمام مقامات کا استقصا ہی، ملخص از معجم یاقوت۔ چھپ گئی ہی،

دوسری قسم کی کتابین یہ ہین،

مصنف	سنہ	تصنیف	کیفیت
ابن خرداذبہ	موجود ۲۵۰ھ	کتاب المسالک والممالک	مطبوع یورپ، وسط کتاب مین تین سے نام سے عرب کا ذکر کیا ہی،
ابن فقیہ ہمدانی	۲۹۰ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ باب ۲ در ذکر مکہ، طائف، مدینہ، یمامہ، یمن،
ابن وضیح یعقوبی	اواسط ۳ھ	کتاب البلدان	مطبوع یورپ، (میری نظر سے نہین گذری)
اصطخری	۳۴۰ھ	کتاب المسالک الممالک	مطبوع یورپ، باب اول ذکر جغرافیہ عرب،
مسعودی	۳۴۶ھ	مروج الذہب	مطبوع مصر،
ابن مردویہ	۳۵۲ھ	معجم البلدان	قلمی، موجودہ کتبخانہ حیدرآباد وبانکی پور، مرتب بہ ترتیب حروف ہجا، عرب کے حسب ذیل شہرون کے حالات مین ام القری بحرین، عام عرب، عمان، مدینہ،
ابن حوقل	۳۶۲ھ	کتاب المسالک والممالک	مطبوع یورپ، باب اول عرب کے جغرافیہ پہاڑ، ریگستان اور راستون کے بیان مین،
ابوالبناء بشاری مقدسی	۳۷۵ھ	احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم	مطبوع یورپ، عرب کے صوبے، قصبے، گاؤن، عمارات، معدنیات اور کھنڈر کے بیان مین،
ادریسی	۵۴۵ھ	نزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق	صرف ایک ٹکڑا چھپا ہی (جسمین عرب کا ذکر نہین)

یاقوت	۶۲۳ھ	معجم البلدان	مطبوع مصر، دس جلدون مین بہ ترتیب حروف عرب کے تمام مقامات، پہاڑ، تالاب، اور وادیون کا ذکر ہی اور اکثر کا طول بلد وعرض بلد لکھا ہی،
زکریا قزوینی	مولود ۶۰۵ھ	آثار البلاد	مطبوع یورپ، مختصر کتاب بہ ترتیب اقالیم ہی، ہر اقلیم مین عرب کا جو حصہ پڑتا ہی اُسکا ذکر ہی،
شمس الدین دمشقی	سنہ	نخبۃ الدہر فی عجائب البر والبحر	مطبوع یورپ، باب ۲ فصل ۱۰ عرب کے عام جغرافیہ، حدود، صوبے، شہر اور قلعون کے بیان مین،
ابوالفدا	۷۳۲ھ	تقویم البلدان	مطبوع یورپ، فصل اول مین عرب کے ۴۲ آبادیون کا ذکر کیا اور اُنکا طول بلد وعرض بلد لکھا ہی،

ان تمام کتابون مین بجز ابن خردازبہ کے مقامات واماکن قرآن کا ذکر جہان آیا ہی، اُنکی تفصیل مذکور ہی،

۳ **انساب**، اگر تورات کو الگ کر دیا جاے تو دنیا مین عرب ہی ایک ایسی قوم ہوگی جسنے سلسلۂ نسل و انساب کو ایک فن بنا دیا، ایک عرب کے نزدیک میزان مفاخرت مین شرافت نسب سب سے گران قدر شے ہی اس بنا پر عرب مین بچہ بچہ اپنے نسب کا یاد رکھنا ضروری سمجھتا تھا کہ وقت مفاخرت اپنے کرم نسب کا ثبوت پیش کر سکے، شعراے عرب کو اکثر قبائل کے سلسلۂ انساب کا محفوظ رکھنا اس لیے ضروری تھا کہ مدح وہجو کے موقع پر اُسکا ذکر کر سکین، زمانۂ جاہلیت مین اور بعد اسلام بھی عرب مین بہت بڑے بڑے علماے انساب گذرے ہین، جو تمام قبائل عرب کے اور اکثر ہر قبیلہ کے مشاہیر کے نسب سے واقف تھے، بزمانۂ تدوین علوم یہ فن بھی مدوّن ہوا، اور علماے انساب نے اسپر متعدد کتابین تصنیف کین، ابتداے اسلام مین دغفل، بکری، لسان الحمرة، عبید بن شریہ اور بعد کو قرون اولی مین، ابن کوا، قرقبی، عوانہ بن حکم، ابو الیقظان، ہشام کلبی، محمد بن سائب کلبی، مدائنی، فاکہانی، مصعب بن عبد اللہ زبیری، زبیر بن بکار مصنف انساب قریش، اصمعی، ابو عبیدہ، ابن ہشام مصنف انساب حمیر وملوکہا، مبرد اور ازرقی اور اخیراً بلاذری سمعانی، ابن حزم اور قلقشندی وغیرہ اسکے فن کے امام تھے، گو ہمکو یہ معلوم ہی کہ ان مین یقینی صحت کا شائبہ[1] بہت کم ہی، لیکن اُس سے زیادہ ہی جتنا رابرٹسن اسمتھ Robertson Smith اور نولدیکی Noldeke کو نظر آتا ہی، نولدیکی کہتا ہی،

"اب علما کے لیے موقع آگیا ہی کہ ان طفلانہ خیالات کو پس پشت ڈالدین جو چاہتے ہین کہ عربون کے کتب انساب کو جنکو محمد کلبی اور اُس کے بیٹے ہشام کلبی نے گڑھا ہی مان لین تاکہ باہم قبائل عرب قدیمہ وجدیدہ کے تعلقات

[1] دیکھو کشف الظنون ج ۱ ص ۱۲۳۔ اور فہرست ص ۵۱، ۵۴، ۵۵، ۸۹،

تحقیق ویقین کے ساتھ ظاہر ہون، کیا یہ بات عقل مین آسکتی ہو کہ تمام
قبائل بنی قیس جو وسط ملک عرب مین آباد ہین وہ صرف ایک شخص کی
نسل سے ہون، یعنی قیس کی جو مسیح سے کچھ پہلے تھا، اسلیے ہماری
تحقیق یہ ہو کہ کوئی قبیلہ درحقیقت اپنے اُس پدر اول سے واقف نہین
جسکی طرف وہ منسوب ہو[له]

روبرٹسن اسمتھ کہتا ہو،،

یہ محقق ہو چکا ہو کہ چند قبائل زمانۂ ماضی غیر قدیم مین کسی تاریخی شخص کیطرف
منسوب نہ تھے[له]،،

ہکو ان دونون محققین سے حق سوال ہو کہ اس بے اعتباری عام کے دلائل کیا ہین؟ عرب کے ایک ایک قبیلہ کے لیے ضروری تھا کہ دوستون کی مدح اور دشمنون کی ہجو کے لیے انساب محفوظ رکھے، عرب کا ہر وہ قبیلہ جو غیر پدر کی طرف انتساب کرتا ہو وہ عرب مین حقیر و ذلیل سمجھا جاتا ہو، اور بطور نشان ملامت کے اُسکا نام لیا جاتا ہو، شعراے عرب مختلف مواقع کے لیے انساب کے زبانی یاد رکھنے پر مجبور رہتے تھے، کیا ان واقعات کے بعد بھی اس بے اعتباری عام کی کوئی وجہ مناسب ہو، بنو قیس کی طرح، ۶۰۰ برس کی مدت مین ایک شخص کی اولاد کا چند بطون وقبائل پیدا ہو جانا کوئی محال امر نہین،

یورپ کے ان علمی توہم پرستون کے انکار انساب کی بنیاد مسئلہ طوطمیت (ٹوٹمزم) پر ہو، طوطمیت اس کا نام ہو کہ ''اشخاص وقبائل کا اپنے کو دیوین، ستارون، حیوانون اور درختون کی طرف منسوب کرنا، ایام قدیم مین جب انسان بچہ تھا جب کوئی بڑا شخص پیدا

[له] دیکھو الامومۃ عند العرب مترجم از جرمنی مولفہ G. A. Wilkin مطبوعۂ قازان (روس) ص ۵،

ہوتا تھا تو وہ انسانونکی ولدیت سے نکلکر، دیویون کی نسل قرار پاتا تھا، اب وہ دیویان خواہ ستارے ہون، حیوانات یا درخت ہون، ہندؤن مین سورج بنسی وغیرہ قبائل تھے جو اپنے کو انسانون کا نہین بلکہ آفتاب کا بیٹا کہتے تھے، اس لیے سورج کی متعلق یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ وہ اس قبیلہ کے مورث اول کا نام ہی، بلکہ وہ اُس قبیلہ کے دیوی کا نام ہی،

قبائل عرب مین بھی بنو شمس وغیرہ اس قسم کے نام ہین، اور حیوانات کے نام تو بکثرت آتے ہین، جیسے بنو اسد، بنو فہد، بنو ثعلب، بنو کلب، بنو نمل، بنو عجل وغیرہ بقاعدۂ طوطمیت شمس، اسد، فہد، ثعلب، کلب، نمل، عجل، اشخاص تاریخی نہین ہین، اسلیے انکی نسبت سے نسب نامون کا بیان بھی صحیح نہین،

لیکن یہ محض توہم علمی ہی، عرب مین کبھی اس قسم کا خیال نہین پیدا ہوا، اس خیال کی پیدایش عراق، ہندوستان، مصر اور یونان کی میتھالوجی (علم الاصنام) مین ممکن ہی، اس قسم کے نام عرب مین صرف چند ہین اور جو ہین اُن مین کلب (کتا)، نمل (چیونٹی) ثعلب (لومڑی) کونسی گرامی قدر ہستیان ہین جنکے انتساب سے خاندان کی بنیاد قائم ہو، اور یہ اس قسم کے نام ہین جنسے اس زمانۂ روشن کا طبقۂ روشن بھی خالی نہین، تم نے بعض انگریزون کے نام فوکس Fox (لومڑی) بُل Bull (بیل) سنا ہوگا، کیا یہ بھی طوطمیت ہی؟

(ادبیات اسرائیلیہ)

یہودیون کے پاس حضرت موسیٰؑ کے عہد سے سنہ ۶۶ء تک جو ظہور اسلام کا زمانہ ہی، متعدد کتابین وحی آلہی یا قوت انسانی سے ترتیب پائین، اور چونکہ قران مجید اور یہ کتب اسرائیلیہ ایک ہی مقصد سے انسانون کو دی گئین، اکثر حالات و قصص کا ئین باہم اشتراک ہی، اس موضوع کے سلسلہ مین ایک عجیب نکتہ وہ اضافہ و اسقاط ہے جو قرآن نے ان کتابون کے مطالب مین کیا ہی، جہان قرآن نے اسقاط کیا ہی حقیقت مین وہ شے وحی آلہی یا مقصود قرآنی سے خارج تھی، اور ہر شخص کو نظر آئیگا کہ وہ خارج کرنے کے لائق تھی اور جہان اضافہ ہی درحقیقت وہ اس واقعہ کا اصل نکتہ تھا جسکو ان کتابون نے جن مین انسان کے ہاتھون نے کام کیا ہی، گرا دیا تھا، اور قرآن نے جو تکمیل کتب او تصدیق و تصحیح وحی اولین کے لیے آیا تھا، اسکو اپنے موقع پر جگہ دی،

ادبیات اسرائیلیہ کا مجموعہ، توراہ کتبیم، نبیم، ترگوم، مدراش اور تالمود سے عبارت ہے:

توراۃ، ایک عبری لفظ ہی جسکے معنی شریعت و قانون کے ہین، اس نام کا اطلاق حضرت موسیٰ کی پانچ کتابون پر ہوتا ہی، یعنی **سفر تکوین** (در ذکر بدء کائنات، آدم و حوا، نوحؑ، ابراہیمؑ، اسحاقؑ، اسماعیلؑ، یعقوبؑ، یوسفؑ) **سفر خروج**، (در ذکر موسیٰ، فرعون، بنی اسرائیل، و قانون) **سفر الاحبار** (شریعت و قانون حلال و حرام) **سفر العدد** (در ذکر تعداد بنی اسرائیل وقت خروج از مصر، و غزوات موسیٰؑ

وبعض احکام شریعت) سفرالاستثناء (در ذکر قوانین، واحکام شریعت)
نبیئیم، نبی کی جمع بقاعدہ عبری "ی" اور "م" کے ساتھ ہے، عربی قاعدہ سے نبیین کہنا چاہیئے، نبیئیم، ابنائے بنی اسرائیل کے کلام ومواعظ ومراثی کا مجموعہ ہے جنمین بہت سی تاریخی باتین بھی ضمناً مذکور ہین، خصوصاً سفریوشع، وسفرالقضاۃ وسفر سموال وسفرالایام وسفرالملوک، کہ ان مین صرف تاریخی واقعات ہین، اکثر توراۃ کا اطلاق توراۃ اور نبیئیم دونون پر ہوتا ہے، اور اس مین سے بعض کو کتبیم بھی کہتے ہین،
ترگوم یا ترجوم یعنی ترجمہ وبیان، ترگوم ارامی زبان مین توراۃ ونبیئیم کی تفسیر وتوضیح کا نام ہے، جو یہودی (ائمہ یہود) نے انبیا کی زبانی یادداشت وروایات کی بنا پر کی، اسکی تصنیف کا زمانہ ۶۰۰ ق م سے ۳۰۰ء تک ہے،
مدراش، کا درجہ ہمارے ہان کی احادیث کا ہے، لفظ مدراس اور عربی "درس" ایک چیز ہے،
تالمود یا تلمود فقہ اسرائیلی ہے، جسکی بنیاد کتب سابقہ پر ہے، اور جسکی ترتیب بترتیب ابواب وفصول مسائل قائم کی گئی ہے، لفظ تلمود عربی مین تلمیذ ہے جسکے معنی "تعلیم وعلم" کے ہین، یہود کے ہان یہ تمام کتابین مستند ہین، نصاری صرف، توراۃ کتبیم اور نبیئیم کو تسلیم کرتے ہین، جنکے مجموعہ کو وہ عہد عتیق کہتے ہین، ان کتابون پر تفصیلی بحث و نقد اور اسلام مین ان پر اعتبار، اور انکے مختلف نسخے، یہ بیانات کسی دوسری جلد مین مشرحاً انشاءاللہ مذکور ہونگے، اسوقت انکے ذکر سے یہ مقصود ہے کہ چونکہ ارض القرآن کو ان کتابون سے نہایت شدید تعلق ہے اور انکا ذکر بار بار آئے گا، اسلیے انکا ذکر اجمالی ناظرین کے پیش نظر رہے،
اسلام مین جو اسرائیلیات کا سرمایہ ہے وہ زیادہ تر اسی ترگوم ومدراش اور تالمود سے

ادبیات یونانیہ ورومانیہ

یونانی اور رومانی مورخون سیاحون اور جغرافیہ نویسون نے جستہ جستہ اور متفرق طور پر اُن ممالک و قبائل کا ذکر کیا ہی جنکا قرآن مین نام ہی، ان مین سے بعض مصنفین خود اُن قبائل و اقوام کے معاصر تھے اس لیے اُنکی اطلاع قابل اطمینان ہی، انکا سلسلہ ہیروڈوٹس المتوفی سنہ ۴۲۶ قبل مسیح سے لیکر چھٹی صدی عیسوی کے مورخون تک ختم ہوتا ہی، ان مورخون سیاحون اور جغرافیہ نویسون مین ہیروڈوٹس (سنہ ۴۲۶ ق م) تھیوفراسٹس (سنہ ۳۱۲ ق م) ڈائڈورس (سنہ ۳۰ ق م) اسٹرابون (سنہ ۲۴ع) پلینی (سنہ ۷۹ع) بریلوبس (سنہ ۸۰ع) بطلیموس (سنہ ۱۴۰ع) قابل ذکر ہین، ان مین سے ہیروڈوٹس ڈائڈورس اسٹرابون، پلینی اس باب مین مشہور ہین اور بطلیموس مشہور تر،

ہیروڈوٹس مسیح سے ۴۰۰ برس قبل تھا، اسنے یونان وایران کی تاریخ لکھی ہے، اور اسی ضمن مین مصر، افریقہ اور عرب کا بھی تذکرہ کیا ہے، یونان کا تعلق عربون سے گو براہ راست نہ تھا لیکن یونان و فارس کے باہمی محاربات مین عربون نے اہل فارس کا ساتھ دیا تھا اسلیے اس قوم کا ذکر ضروری ہوا، چنانچہ ہیروڈوٹس نے اسی حیثیت سے عربون کا ذکر کیا ہی، ہیروڈوٹس کی تاریخ کا عربی مین بھی ترجمہ ہو گیا ہی،

ہیروڈوٹس کا علم ملک عرب کی نسبت نہایت ناکمل تھا اُسکا خیال تھا کہ عرب سب سے آخری جنوبی ملک ہی جسکے بعد کوئی آبادی نہین، دوسری طرف وہ خلیج فارس سے جو عرب کو

فارس سے علیحدہ کرتی ہے ناواقف تھا، اسلیے اُس کا بیان ہے کہ عرب کی زمین فارس کی زمین سے ملحق ہے،

ہیروڈوٹس کی ایک صدی بعد اسکندر اعظم ایران و مصر پر حملہ آور ہوا اور سطح اُسکے ساتھیوں کو ۳۲۵ق م مین خلیج فارس اور سواحل عرب کا علم ہوا، اُسنے چاہا کہ عرب کی غیر مفتوح زمین کو بھی اپنے قبضۂ اقتدار مین لائے، لیکن دوسرے سال وہ خود موت کے قبضہ مین تھا، تاہم چونکہ اب یونانیون کا مصر و فارس سے حاکمانہ تعلق پیدا ہو چکا تھا، اسلیے اسکندریہ اور خلیج فارس مین عرب تاجرون سے اکثر واقفیت کا اُنکو موقع ملا، اس زمانہ مین عرب یمن مین "معین" "سبا" اور "قتاب" کی اور حجاز و بطرا مین "نبط" کی حکومتین قائم تھین، جنکے ساتھ اُنکے دوستانہ و دشمنانہ تعلقات مختلف اوقات مین قائم رہے، ان وجوہ سے عرب کے متعلق پہلے سے وہ کچھ زیادہ جاننے لگے،

اراٹستھنیس *Eratosthenes* المتوفی ۱۹۶ق م جو یونانیون کے عہد مین کتبخانۂ اسکندریہ کا مہتمم تھا اسنے اسکندر کی مہمات سفر سے جو نتائج تازہ معلوم ہوے تھے اُنکے اضافہ کے ساتھ جغرافیہ عام کی ایک کتاب لکھی، اُسکی اصل کتاب گو ضائع ہو گئی، لیکن اس کے بعد ایک اور یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو نے اس کتاب کے چند ابواب اپنے جغرافیہ مین نقل کر لیے تھے، خوش قسمتی سے ان مین ایک عرب کا باب بھی محفوظ ہے۔ اراٹستھنیس نے یمن کے قبائل سبا، معین اور اُنکے تمدن کا اور نیز قبائل حضرموت کا اور عرب کاروان کے اُن راستون کا جو براہِ قریہ *Gerra* خلیج فارس کو اور براہِ تہامہ راس خلیج عقبہ کو پہونچتے ہین ذکر کیا ہے، اراٹستھنیس کے تقریبًا سو برس کے بعد سسلی کا مشہور مورخ ڈیوڈورس المتوفی ۸۰ق م پیدا ہوا، جسنے

عرب کے بعض حالات کا نشان دیا، نبط کی حکومت کا ذکر کیا، اور سب سے عجیب یہ کہ کعبۂ مکرمہ کی طرف بھی اس نے اشارہ کیا[1]، افسوس ہو کہ اسکی کتاب کا زیادہ تر حصہ تلف ہو گیا ہی،

عرب قدیم قومون مین اپنے معدنیات اور موتیون کے لیے مشہور تھا، اور تقریبًا اسی کے واسطے سے چین کے مصنوعات اور ہندوستان کے خوشبودار عطر اور مسالے، مصر و شام و یونان و روم پہونچتا تھا، اب یونان کے بجاے پالٹیکس کی بساط پر روم آگئے تھے، رومی سردار آلیس گالوس Aelius Gallus کی ماتحتی مین جنوبی عرب پر رومیون نے حملہ کیا اور عرب کا ایک حصہ اُنھون نے فتح بھی کیا، لیکن عرب کے بے آب و گیاہ صحرا سے شکست کھا کر خود اُن کو پیچھے ہٹ جانا پڑا۔

اسٹرابو Strabo المتوفی ۲۴ء قم نے اپنی جغرافی تصنیف مین رومیون کی اس مہم کا حال لکھا ہی، اس مہم مین نبطیون کے علاوہ عرب کے دو شہرون کے نام آتے ہین، نگرانا Negrana اور ماریبا Mariaba جو صحیح طور سے "نجران" اور شہر "مارب" ہین،

اسٹرابو کے بعد پلینی Pliny المتوفی ۷۹ء کا نام لینا چاہیے جو کتاب تاریخ طبعی کا Natural History مصنف ہی، اس نے عرب کے مشرقی سواحل کا اور خصوصًا اُس مہم کا ذکر کیا ہی جو رومیون نے مشرقی سواحل کی اکتشاف کے لیے روانہ کی تھی،

پلینی کے سو برس بعد دوسری صدی عیسوی مین اسکندریہ کا مشہور ہیئت دان

[1] گبن ج ۵ باب ۵۰

وجغرافیہ نویس بطلیموس، Ptolemy پیدا ہوا، اس وقت رومن طاقت اپنے عروج وکمال پر تھی، بطلیموس نے تمام دنیاے معمور ومعلوم کا ایک نقشہ طیار کیا، اور پھر اس نقشہ کی تشریح و تفصیل کے لیے جغرافیہ مین ایک کتاب[1] لکھی،

اصل نقشہ مفقود ہو گیا، لیکن اُسکی شرح اب تک موجود ہی، اور اب جو نقشے بطلیموس کے انتساب سے بنائے گئے ہین وہ اسی شرح کے ہدایات وبیانات کے مطابق طیار کر لیے گئے ہین، بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین ہپارخوس Hipparchus اور اراتستینس Eratosthenes کی تقلید کی ہی، لیکن بعض امور کا اُس نے اضافہ بھی ضرور کیا ہی، مثلاً سب سے پہلے اُسنے عالم کو طول بلد اور عرض بلد پر منقسم کیا اور پھر ان خطوط کے ذریعہ سے اُس نے مقامات کی تعیین کی، اسی لیے بطلیموس کی یہ تصنیف باعتبار جغرافیہ طبعیہ Natural Geog یا جغرافیہ وصفیہ Descriptive Geog کے جغرافیہ فلکیہ Astronimical Geog سے زیادہ قریب ہی،

بطلیموس خود سیاح عرب نہ تھا، اسکندریہ اُس زمانہ مین عرب تاجرون کا مرکز تھا، اس نے انھین تاجرون اور کاروانون سے دریافت کر کے عرب کا جغرافیہ ترتیب دیا، پہلے اس نے عرب کو تین طبعی ٹکڑون پر تقسیم کیا ہو، عرب سعید یا عرب آباد ان، یعنی یمن وحضرموت، یا جنوبی عرب، Arabia Flix شمالی عرب کے دو ٹکڑے کیے ہین، عرب سنگستان Arabia Petra اور عرب ریگستان Arabia Desert.

بطلیموس نے عام طور سے عرب کے مشہور قبائل، شہر، گاؤن، پہاڑ، ساحل،

[1] اس کتاب کا عربی مین اول یعقوب کندی کی فرمایش سے ترجمہ ہوا، لیکن اچھا نہ تھا، پھر ثابت بن قرہ نے تیسری صدی ہجری مین اسکا ترجمہ کیا، کتاب الفہرست ص ۲۶۸، طبع لیبزک،

تجارتی منازل، اور تجارتی راستون کو بیان کیا ہی، صرف عرب آباد ان مین اسکے بیان کے مطابق ۱۶۱۱ آبادیان تھین، لیکن چند نامون کے سوا اب ان قبائل و منازل کے نام غیر مفہوم ہین، اور جو مفہوم ہین وہ موجودہ صحیح عربی نامون کے بالکل غیر مطابق ہین، یہ واقعہ ہی لیکن اس کے اسباب کیا ہین؟ اسمین لوگ مختلف الرائے ہین، ایک مشہور مصنف بن بری Bunbury نے بطلیموس کے اس ٹکڑے سے عام بداعتقادی ظاہر کی ہی، وہ کہتا ہی کہ یہ صرف فرضی اور مصنوعی نامون کا مجموعہ ہی، لیکن جرمن مستشرق اسپرنگر Springer نے قدیم جغرافیہ عرب Ancient Geography of Arabia مین جو ۱۸۷۵ء مین شائع ہوئی، نہایت قابلیت سے بطلیموس کے نامون اور مقامون کا عرب جغرافیہ نویسون اور موجودہ سیاحون کے بیانات سے مقابلہ کیا ہی، اور انکی صحت ثابت کی ہی، لیکن حقیقت یہ ہی کہ چند نامون کے سوا اور تمام نامون کی تطبیق بہ تکلف ہو سکتی ہی، اور اُسکی مثالین ہماری کتاب مین جا بجا ملینگی، بطلیموس کے جغرافیہ کے متعلق آج سے ۱۰۰۰ برس پہلے مسلمان جغرافیہ نویس مسعودی اور پھر اسکے ۳۰۰ برس بعد دوسرا عرب جغرافیہ نویس یاقوت حموی خود بھی شکایت کر چکے ہین[1]، اور خاص عرب کے متعلق یہ شکایت اور زیادہ اسلیے نمایان ہو جاتی ہی کہ قبائل عرب زیادہ بدویانہ زندگی کے عادی ہین، اس لیے اُنکے مقامات کی تعیین نہایت مشکل ہی، پھر بطلیموس کا کاروانون کی زبان سے انکی تحقیق، اور یونانی حروف ولہجہ مین اُسکی تغییر اور پھر انقلابات و حوادث روزگار کا تواتر، ناسخین کتاب کی جہالت و ناشناسی ان وجوہ سے قیاس نہین کیا جا سکتا کہ ایک لفظ

[1] اس فصل کے لیے دیکھو مروج الذہب مسعودی ص ۱۰۳ ج ۱ علی نفقۃ المطبع مصر، معجم یاقوت ج ۱ ص ۴۰۳ مصر

اپنے اصلی صحیح مخرج سے کہان کہان جاپڑتاہی

ان یونانی الاصل اور رومانی النسب مصنفین کے علاوہ ایک یہودی مصنف قابل ذکر ہی، یعنی یوسیفوس یہودمیون کے عہدمین تقریباً پہلی صدی مسیحی مین اسکندریہ مین مقیم تھا، اسکی یونانی ولاطینی (رومانی) زبان مین متعدد تصانیف متعلق تاریخ و مذہب یہود ہین، جن سے ارض القران کے لیے بھی مواد ہاتھ آیا ہی، اسکی تین کتابین میری نظر سے گذری ہین، قدامت یہود، محاربات یہود، فلسفہ یہودیت، یہ تمام تصنیفات متعدد وجوہ سے نہایت اہم سمجھی جاتی ہین، جنکی زیادہ تر وجہ یہ ہی کہ اس عہد قدیم کا وہ تنہا یہودی مورخ ہی، دوسری وجہ یہ ہی کہ اسکندریہ کا کتبخانہ جو اس کے بعد تباہ و برباد ہوگیا ہی، اور جسکی تباہی وبربادی کا الزام مسلمانون کے سرتھوپا جاتاہی، اُسوقت موجود تھا، بابل اور مصر کی قدیم تاریخین وہان موجود تھین، یوسیفوس نے ان بابلی ومصری تاریخون سے بابل ومصر کی قدیم تاریخ کے اقتباسات نقل کیے ہین، بابل ومصر کی قدیم تاریخ کی تاریکی مین صرف یہی اقتباسات روشنی کی چند کرنین ہین، ان دونون ملکونکی نسبت تاریخی حیثیت سے جوکچھ معلوم ہی اُسکا ذریعہ صرف یہی ہین،

بابل کے جس مورخ کا ذکر یوسیفوس نے کیاہی اُس کا نام بروشوس ہے، اور دوسرے مصری مورخ کا نام مانیثون ہے، ان دونون کے اقتباسات نہایت اہم ہین، اوران سے ہم نے کام لیاہی،

---

al The Penetration of Arabia By Hogarth P.P. 9.24

اکتشافات اثریہ

یمن، حضرموت، حوران، مرثد، بطرا، علا، مدائن صالح، صفا، حجر، حجاز، عراق اور مصر مین قدیم عربون کے بہت سے آثار، عمارات اور یادگارین ہین، جنپین ہزارون کتبے اور نقوش کھدے ہین، ان کتبات ونقوش سے علماے آثار قدیمہ نے عجیب وغریب نتائج استنباط کیے ہین، یہ کتبات اور نقوش زیادہ تر حمیری (مُسْنَد) سبائی، آرامی، اور نبطی خط مین ہین، دولت بنی امیہ او رعباسیہ کے ابتدائی زمانہ مین جبکہ تاریخی مذاق مجتہدانہ حیثیت رکھتا تھا، ان آثار کی تحقیقات کی گئی، اوران مین سے اکثر خطوط اور زبانون سے اُس عہد کے علما واقف تھے، ذوالنون مصری جو دوسری صدی مین تھے مصر کے خط برابی (ہیروگلفی) پڑھتے تھے،

حمیری محقق، علامۂ ہمدانی نے "صفۃ جزیرۃ العرب" مین، تمام مشہور آثار کے نام گنائے ہین، اور انکے تفصیلی حالات کے لیے اپنی کتاب "اکلیل" کا حوالہ دیا ہی، قلعۂ ناعط جو سلاطین یمن نے پہاڑ کی چوٹی پر تعمیر کیا تھا، اسلام سے تقریباً پندرہ سو برس قبل کی تعمیر ہے، وہب بن منبہ نے (جنھون نے صحابہ کا زمانہ پایا تھا) اس کا ایک کتبہ پڑھا تھا، جسکا ترجمہ یہ ہی،

"یہ ایوان اُس وقت تعمیر کیا گیا جب کہ ہمارے لیے مصر سے غلہ آتا تھا"

وہب کا بیان ہی کہ مین نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس کو سولہ سو برس سے زیادہ

گزر چکے[۱]، چنانچہ یاقوت حموی نے معجم البلدان (ذکرِ ناعط) مین اسکا ذکر کیا ہی، امرأ القیس کا یہ شعر

هُوَالمُنْزِلُ الآلافَ مِنْ جَوِّ ناعِطٍ	یہ وہ ہے جو ناعط کی بلندی سے
بَنِي اَسَدٍ حَزْنًا مِنَ الاَرْضِ اَوْعَرَا	ہزارون آدمی زمین پر لا سکتا ہے

اسی قلعہ کی شان مین ہی،

امیر معاویہ کے زمانہ مین ([illegible]ھ سے [illegible]ھ تک) عبد الرحمن، مصر کے گورنر تھے، اُنھون نے حضرموت کے منہدم شدہ قلعہ "حصن غراب" پر جو کتبہ پایا تھا، اسکا ترجمہ عربی زبان مین حسب ذیل ہی،

ونَصْطادُ صيدَ البرّ بالخيل والقنا	ہم گھوڑون اور برچھون سے خشکی کا
وطَوْرًا نَصِيدُ النُّونَ مِنْ لُجَجِ البَحْرِ	شکار کرتے ہین، اور کبھی دریا کی تہ سے مچھلیان نکال لاتے ہین
يلينا ملوكٌ يبعُدون عَنِ الخنا	ہمارے حکمران وہ سلاطین ہین جو بدکاری سے بہت دور ہین
شديدٌ عَلىٰ اهلِ الخيانه والغَدْرِ	اور غدارون اور خیانت کارون کے حق مین بہت سخت ہین
تُقيمُ لنا مِن دِينِ هودٍ شرايعًا	وہ ہمارے لیے ہود کے مذہب کے مطابق شریعت قائم کرتے ہین
ونُومِنُ بالآياتِ والبَعْثِ وَالنَّشْرِ	اور ہم احکام الٰہی اور بعث و نشر پر ایمان لائے ہین،
إذا ما عدوٌّ حَلَّ ارضًا يُرِيدُنا	جب کوئی دشمن ہماری زمین کا قصد کرتا ہے
بَرَزْنا جَمِيعًا بالمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ	تو ہم گندم گون نیزے لیکر نکل پڑتے ہین،

یہ کتبہ علامہ نویری نے اپنی تاریخ مسالک الابصار مین نقل کیا ہی، لیکن، تاریخ مذکور

---

[۱] معجم البلدان، ذکرِ ناعط،

[۲] دیکھو فارسٹر صاحب کا جغرافیہ صفحہ ۹۰ تا صفحہ ۹۳، فارسٹر صاحب نے بعض اشعار غلط نقل کیے ہین، ہمنے انکو چھوڑ دیا ہی،

اسوقت ہمارے پیش نظر نہیں ہی، فارسٹر صاحب نے نویری کی کتاب سے اُسکو نقل کیا ہی اور ہم نے فارسٹر کی کتاب سے،

۱۸۳۴ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک مشن یمن میں بھیجا تھا، اسکو بھی کتبہ اصل قدیم حمیری خط میں ملا اصل کتبہ عاد کے ذکر میں آئیگا، یہ کتبہ فارسٹر صاحب کی تحقیق کے موافق قوم عاد کا ہی اور عرب کے قدیم ترین کتبات میں سے ہی جسکا زمانہ حضرت عیسٰی علیہ السلام سے اٹھارہ سو برس قبل ہی، فارسٹر صاحب نے اپنے تاریخی جغرافیہ (صفحہ ۹۰ و ۹۱) میں اسکا جو ترجمہ کیا ہی، نویری کے ترجمہ سے بہت کم مختلف ہی۔

موسرخ کلبی کے زمانہ میں قبیلۂ ذوالکلاع کے ایک شخص نے یمن میں ایک تخت پایا جسپر ایک مُردہ کی لاش پڑی ہوئی تھی، اسکے سامنے ایک زرین سپر تھی، جسپر سرخ یاقوت جڑا ہوا تھا، اسپر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی (یہ عبارت حمیری عبارت کا ترجمہ ہوگی)

بِسْمِ اللّٰہِ رب حمیر انا حسان بن عمرو القیل	اللہ کے نام پر جو کہ حمیر کا خدا ہی میں عمرو قیل کا بیٹا حسان ہوں،

(اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حمیری خدا کے قائل تھے، اور ان کا معبود اللہ تھا)

حمّاد راویہ کے بھانجے نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر قوم عاد کا ایک تیر پایا تھا جو پتھر میں پیوست تھا، اسپر یہ شعر لکھے تھے، (یہ اصل شعر نہیں، بلکہ ترجمہ ہی)

اَلَاهَلْ اِلٰی اَبْیَاتِ شِخْجٍ بِذِی اللِّوٰی	مقام ذوالِلوٰی میں جو مکانات ہیں،
لَوَیَ الرَّمْلِ مِنْ قَبْلِ الْمَمَاتِ مَعَادُ	کیا مرنے سے پہلے پھر وہاں جانا نصیب ہوگا
بِلَادٌ بِهَا کُنَّا وَ کُنَّا نُحِبُّهَا	یہ وہ شہر ہیں جہاں ہم رہا کرتے تھے اور ان سے

لہ معجم البلدان، لفظ شبعین، ۲ہ معجم البلدان لفظ شخ،

إذ الأهلُ أهلٌ والبلادُ بلادُ — محبت رکھتے تھے جبکہ لوگ لوگ تھے، اور شہر شہر تھے،

ابن ہشام نے لکھا ہی کہ یمن مین ایک دفعہ سیلاب سے ایک قبر کھل گئی تو ایک عورت کی لاش نکلی، جس کے گلے مین موتیون کے سات ہار، اور انگلیون مین مرصع انگوٹھیان تھین، اسکے سرہانے ایک لوح تھی، جسپر یہ کتبہ لکھا ہوا تھا،

باسمك اللهم اله حمير	تیرے نام پر جو کہ حمیر کا خدا ہے
أنا تاجة بنت ذي شفر بعثت مايرنا	مین ذو شفر کی بیٹی تاجہ ہون، مین نے اپنے قاصد کو
الى يوسف فابطأ علينا فبعثت لاذتي	یوسف (علیہ السلام) کے پاس بھیجا تھا،
بمدّ من ورق لتاتيني بمدٍّ من طحين	اسنے جب دیر لگائی تو مین نے چاندی، پھر
فلم تجده فبعثت بمدٍّ من ذهب فلم تجدہ	سونا بھیجا، لیکن کچھ حاصل نہ ہوا، پھر مین نے
فبعثت بمدٍّ من بحريٍّ فلم تجده فامرت	حکم دیا کہ میرے جواہرات پیسکر آٹا بنایا جاسے
نطحن فلم انتفع به فاقفلت فمن سمع بي	لیکن وہ بیکار تھا، جو شخص میرا حال سُنے
فليرحمني وايّة امرءة لبست حليا من حُليّتي	اسکو میرے حال پر رحم کرنا چاہیے، جو عورت
فلا ماتت الّا ميتتي	میرے زیور پہنیگی، وہ میری ہی موت مرگی،

یہ کتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کا ہی، اور اس سے اس قحط کی تصدیق ہوتی ہی جسکا ذکر قرآن مجید مین ہی، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ عرب مین اسقدر زمانۂ قدیم سے تحریر کا رواج تھا، اور یہ کہ حمیر اللہ کو اپنا معبود سمجھتے تھے،

حمزہ اصفہانی المتوفی ۳۰ھ نے ایک حمیری کتبہ کا ذکر کیا ہی، جسکی عبارت[۵۲] یہ تھی

---

۵۱ اس کتبہ کو فارسٹر صاحب نے بھی اپنے جغرافیہ کے صفحہ ۱۰۳ مین مع انگریزی ترجمہ کے نقل کیا ہی،

۵۲ تاریخ ملوک الارض ص ۱۱۰، کلکتہ،

"بنام خدا، شمر یرعش (شاہ حمیر) نے آفتاب دیبی کیلیے یہ بنایا"،

ابن حائک ہمدانی حمیری المتوفی ۳۳۴ھ آثارِ عرب کا سب سے بڑا ماہر تھا، اسنے اپنی تصنیف "اکلیل" کا آٹھوان باب مخصوص اسی موضوع پر لکھا ہی، ہمدانی کے علاوہ مقدسی نے اپنے سفرنامہ مین، یاقوت نے اپنی معجم مین، نویری نے اپنے جغرافیہ مین، اور قزوینی نے اپنی آثار البلاد مین، اس قسم کے آثار و کتبات کا ذکر کیا ہی،

بہرحال یہ ایک ادھوری کوشش تھی، اہل یورپ نے اس شاخ کو بے انتہا ترقی دی ہی اور اس کو ایک مستقل فن بنا دیا ہی،

علماے خطوط قدیمہ نے ان کتابات و نقوش کو اس طرح حل کیا ہی کہ اُن سے عرب کی تاریخ قدیم کے متعلق عجیب و غریب اکتشافات حاصل ہوتے ہین، اصل یہ ہی کہ اہل یورپ کو اولاً مقامات مذکورۂ توراۃ کے اکتشاف و تحقیق کا خیال پیدا ہوا، جو علی العموم بعینہ عرب کے مقامات و اقوام ہین، اس سلسلہ مین بابل، مصر، فلسطین، حوران، عرب کے آثار کی طرف توجہ ہوئی، ہم کو جن آثار سے تعلق ہی وہ صرف آثارِ عرب ہین، اس لیے ہم انھین کی تشریح کرتے ہین،

نیوبھر Niebuhr عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح و مکتشف آثارِ عرب ہی، ۱۷۶۲ء مین یمن کی طرف تنہا عازم ہوا، اسکے بعد جب محمد علی پاشا خدیو مصر اور وہابی امیر نجد کی جنگ شروع ہوئی اور یورپ نے مصر کا ساتھ دیا اُسوقت یورپ کو سیاحت عرب کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر موقع نصیب ہوا، یورپین افسر مصری فوج کے ساتھ اس جنگ مین کثرت سے شریک تھے اہم بہ نیت نہین لیکن کہتے ہین کہ باستثناے چند، علمی ذوق کے علاوہ سیاسی تحریکات بھی اس مشاہدہ تحقیق کی محرک تھین، خصوصاً

جبکہ نظر آتا ہی کہ ان سیاحون کی صف مین ایسے اشخاص بھی شریک ہین جنکے ہاتھ قلم سے زیادہ تلوار سے مانوس ہین،

ان سیاحون کے حالات و اکتشافات و تحقیقات پر انگریزی مین ہوگارتھ D.G. Hogarth. نے ایک مستقل کتاب ۵۰۳ صفحہ پر لکھی ہی، اور وہ ہمارے سامنے ہی، لیکن مصنفین انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا نے نہایت ایجاز کے ساتھ اس کا اختصار کیا ہی[1]، اس لیے ہم اُسی کا اقتباس یہان درج کرتے ہین، گو یہ بحث بڑھ جائیگی لیکن چونکہ ہماری زبان اب تک ان عبرت انگیز لیکن مفید اطلاعات سے خالی ہی، چھ برس ہوئے ہم ہی نے الندوہ مین اس موضوع پر ایک چھوٹا سا مضمون لکھا تھا، اس لیے طول بیان بے موقع نہوگا،

اس مضمون کے دو ٹکڑے ہین، عرب کے کن اقطاع مین اہل یورپ کا گذر ہوا؟ اور وہان کیا آثار قدیمہ انکو نظر آے؟

عرب کے کن اقطاع مین اہل یورپ کا گذر ہوا؟

یمن | چونکہ یمن مشرق و مغرب کے درمیان مین رہگذر ہی اور نیز دیگر اقطاع عرب سے زیادہ سہل المشاہدہ اور آثار کے لحاظ سے کثیر الثروۃ مقام ہی اسلیے اہل یورپ نے پہلے یہین قدم رکھا،

عرب کا سب سے پہلا یورپین سیاح جیسا کہ ہم نے اوپر لکھا ہے نیوبہر نامی Niebuhr ہی یہ ڈنمارک گورنمنٹ کی طرف سے ایک جماعت کے ساتھ ۱۷۶۱ء مین عرب کو روانہ ہوا، ایک سال مصر اور جزیرہ نماے سینا مین صرف کرنے کے بعد یہ

[1] Vol. II. Art. Arabia. Edn. 11

جماعت ۱۷۶۲ء کے آخر مین جدّہ پہونچی، پھر شمالی یمن کو روانہ ہوئی، یہان سے تہامہ (عرب زیرین) ہوتے ہوئے بیت الفقیہ، زبید اور مخا پہونچی جو یمن کے خاص آباد شہر ہین، پھر مشرق کیجانب کوہستانی مقامات کو قطع کرتی ہوئی، عدن آئی، یہان سے مشرق کی طرف آگے بڑھکر جبلہ پہونچی جو چند پہاڑیون کے وسط مین جنکی بلندی سطح آب سے دس ہزار فیٹ تک ہی واقع ہی، پھر اُس نے جنوب کا رخ کیا اور تیز ہوکر براہ حیص وزبید مخا پہونچی سو قت ایک ممبر کا انتقال ہوگیا، دوسری بار اس وفد کے بعض ممبر جون ۱۷۶۳ء مین تیز پہونچے، جہان سے اُنھون نے صنعا، دار الحکومت یمن کا رخ کیا، جسکے قریب اس وفد کا ایک اور ممبر مرگیا لیکن اس سے اور ممبرونکی ہمت مین کوئی فرق نہ آیا یہان سے وہ ضمار آئے جہان زیدی فرقہ کا جو یمن کا شاہی مذہب ہے ایک بہت بڑا دار العلوم ہی اور جسمین زمانۂ مذکور مین ۵۰۰ طالبعلم تعلیم پاتے تھے، ضمار سے پھر صنعا، پہونچے اور صنعا مین دس روز کے قیام کے بعد پھر مخا پہونچے اور یہان سے ہندوستان کی طرف روانہ ہوے، اس اثنا مین شدائد سفر کا تین اور ممبر مقتول ہوا،

نیوبھر جو اس وفد کا سرعسکر تھا ان متواتر حوادث سے یک ذرہ پژمردہ نہوا وہ پھر عرب آیا، اور عمان خلیج فارس اور بصرہ ہوتا ہوا پھر شام و فلسطین سے ڈنمارک پہونچ گیا،

اس وفد کے نتائج سفر ۱۷۷۲ء مین نیوبھر نے شائع کیے، جن سے سب سے پہلی بار علمی اور تحقیقی طور سے یورپ کو نہ صرف یمن سے بلکہ تمام عرب سے اطلاع ہوئی، عسیر عسیر گو اب الگ ہی لیکن درحقیقت وہ یمن کا ٹکڑا ہی اہرنبرگ C.G.Ehrenbergh اور ہمپرچ W.T.Hemprich نے ۱۸۲۵ء مین تہامہ اور حجاز سواحل عرب کا سفر

کیا، اور ۱۸۳۶ء مین بوٹا P.H.Botta نے نباتاتی تحقیقات کی غرض سے جنوبی عرب کی خاک چھانی، لیکن علم جغرافیۂ عرب (بلحاظ یورپ) بنوبہر کے بعد فرانسیسی افسر ٹیمیزر M.O.Tamisier شڈیفاؤ Chedu fau اور ماری Mary کا ممنون ہے جو مصری فوج کے ساتھ "عسیر" آئے تھے،

جوف اور مارب ارناڈ Z. Arnaud پہلا یورپین ہی جسنے "جنوبی جوف" کا اور "مارب" کے حجری کتبون کا مشاہدہ کیا، اور سدّ عرم کا نقشہ طیار کیا، اس اطلاع سے مشہور اثری (ارکیالوجسٹ) ہالوے J. Halevy مشتاق ہوکر ۱۸۶۹ء مین عازم عرب ہوا، ہالوے پہلے صنعاء پہونچا، پھر صنعاء سے شمالی مشرقی جانب المدید آیا جو پانچ ہزار عرب باشندون کا مسکن اور ضلع نجم کا مرکز ہی،

ہالوے نے یہان ایک سطح مرتفع کو قطع کیا جہان اسکو متعدد شکستہ عمارات اور منہدم منارون کا نشان معلوم ہوا، پھر وہ قریۂ مجزر مین پہونچا، جو جبل یام و جوف کے حدود پر واقع ہی، اور یہین اُسکی عظیم الشان تحقیق اثری کا مرکز ہی، یعنی اُس کو قوم سبا کے نقوش اور کتبے ہاتھ آئے، یہین اُس نے مقام "معین" کا پتہ لگایا جو قبیلۂ معین کا قدیم دار الحکومت تھا، یہین قدیم یونانی جغرافیہ نویس پلینے Pliny کا نشان دادہ مقام "نشق" ملا جہان سبا کی فوج نے رومی لشکر سے جو بسرکردگی آیلیوس گیلیوس آئی تھی ۲۴ء ق م مین شکست کھائی تھی،

الجبل سے ہالوے شمال کی طرف مڑا، اور نخلستان خب اور صحراے اعظم کو قطع کرتا ہوا اُس سرسبز شاداب قطعہ مین پہونچا جس کا نام "نجران" ہی یہان اسکو یہودیون کی، ایک آبادی ملی، جس کے ساتھ اُسنے نخلستان مخلاف مین چند ہفتے گذارے، بیانسے

ایک گھنٹہ کی مسافت پر مشرق کی جانب قریہ "مدینۃ المعهود" کے قریب بطلیموس کے بیان کردہ شہر نجرہ کا کھنڈر نظر آیا۔

جون ۱۸۶۹ء میں اُس نے اُس سرزمین میں قدم رکھا جو اُسکے سفر کا منزل مقصود تھا، یعنی شہر "مارب" جو قوم سبا کا دارالحکومت تھا، یہاں اُسکو "مدینۃ النحاس" کے آثار ملے، اس مقام کا مدینۃ النحاس اس لیے نام رکھا گیا کہ اس کے اکثر کتبات (نحاس) برنجی پتروں پر منقوش پائے گئے ہیں، اس مقام سے بجانب مشرق دو گھنٹے کی راہ پر ہالوے نے مارب کے اُس مشہور بندِ آب (سدِ مارب) کا پتہ لگایا، جس کو حمیریوں نے وادی شیوان کے عرض میں تعمیر کیا تھا اور جو ملک میں آب رسانی کا تنہا ذریعہ تھا،

ہالوے کے بعد مارب کا دوسرا یورپین زائر آسٹریا کا عالم آثار گلازر Glaser (۱۸۵۵ء تا ۱۹۰۸ء) ہے جسنے نیبوہر کے بعد علم آثار عرب کی سب سے زیادہ خدمت کی، اُسنے دولت عثمانیہ کے زیر حفاظت صنعاء کے شمالی و مشرقی جانب کا مطالعہ کیا، ابھی وہ صرف سب سے پہلے تاریخی مقام "خمر" تک پہونچا تھا کہ قبائل عرب کی باہمی جنگ سے واپسی پر مجبور ہوا، تاہم اُسکو اتنا موقع ملگیا، کہ وہ اس سطح مرتفع تک پہونچ گیا جو وادی فرید اور وادی خمرال کے درمیان واقع ہے اور جہاں پہلے حمیر کی آبادیاں تھیں، اور پھر ان دونوں وادیوں کے مقام اتصال کی دریافت کے لیے آگے بڑھا، تاآنکہ "جوف" میں پہونچگیا،

۱۸۸۹ء میں دوبارہ گلازر ترکی حکومت کے زیر حفاظت ملک عرب کو روانہ ہوا، اور خوش قسمتی سے بخیریت مارب پہونچ گیا، اور وہاں سے ۳۰ دن کے قیام کے بعد جدید حمیری نقوش و کتابات کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ واپس آیا،

حضرموت جنوبی ساحل سے اندرون ملک میں جانے کی کوشش سب سے پہلے

۱۸۳۳ء میں کی گئی، جب دو انگریز افسر لفٹنٹ کروٹنڈن اور ولیسٹڈ J.R.Wellsted C. Crutenden ساحل عرب کی پیمایش کے لیے متعین کیے گئے، ان دونوں نے وادی میفعات میں "نقب الجر" کے کھنڈروں کا معائنہ کیا، یہاں اور نیز مکلا کے پاس "حصن غراب" میں حمیری کتبات کا اکتشاف کیا، یہ سب سے پہلی دفعہ ہی جب حضرموت میں عربی تمدن کا سراغ ملا،

ان کے بعد اوڈلف وان ورڈیے Adolph von Wreda ۱۸۴۳ء میں مکلا کے ساحل پر لنگر انداز ہوا، اور پیغمبر ہود کی قبر پر جو حضرموت میں واقع ہی زائر بنکر شمال کیجانب وادی دوآن کے سطح مرتفع تک پہونچا اور یہاں سے جنوبی صحراے اعظم کی طرف روانہ ہوا، وادی دوان سے واپسی میں وہ پہچان لیا گیا اس لیے وہ جلد ملک سے نکلجانے پر مجبور ہوا،

۱۸۹۳ء میں ہرش L.Hirsch سلطان مکلا کے زیر حفاظت قصبہ سیون اور تریم سے جو سلطان کے مقبوضات ہیں وہ آگے بڑھا، پہلے یہ وادی دوان پہونچا، جہاں اُس نے قریۂ نجران کے پاس قدیم عمارات اور کتبات کا کھنڈر پایا، یہاں سے وہ واپسی میں وادی ابن علی اور وادی ادیم ہوکر مکلا واپس آگیا،

اسکے تھوڑے ہی دنوں بعد تھیوڈر بنٹ J.Theodore Bent اور لیڈی بنٹ اس جماعت کے ساتھ جو گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے ملک کی پیمایش کی گئی تھی، اسی نشان سفر پر حضرموت پہونچی، دونوں نے یہاں حمیر کی بہت سی یادگاروں کا اور کتبات کا معائنہ کیا،

عمان | عمان میں جو ایک مدت سے انگریزی اقتدار کو قبول کرچکا ہی تعجب ہی کہ یورپین سیاح مسقط سے زیادہ آگے نہیں بڑھے، برٹش دستہ فوج جو ۱۸۱۰ء میں عمان گیا تھا

سواحل سے آگے نہین بڑھا J.R.Wellotو جسنے جنوبی عرب مین حضرموت کی تفتیش کی تھی ۱۸۳۵ء مین اب وہ شمالی عرب کی تحقیق کو نکلا اور مسقط پہونچا۔ مسقط سے جہاز پروہ راس الحد تک آیا پھر جنوب کی طرف صحرا کے کنارون تک قبیلۂ بنو علی کے مسکن تک پھرا، پھر شمالی مغربی جانب کو وادی بیشہ ہو کر بجدہ ہو کر حضرموت کے قریب مقام شحر سے نکلکر ہندوستان چلا آیا۔

اسی طرح عمان سے ہو کر ۱۸۸۵ء مین کرنل مائلس S.B.Miles نے بھی ظہیرہ، القطار وغیرہ مقامات کی سیر کی،

حجاز | حجاز مین غیر مسلم کا گذر مشکل ہے اس لیے یہان کے اکثر یورپین سیاحون کو مسلمان بننا پڑا، بعض ان مین بعد کو سچے مسلمان ہو گئے جیسے برکھارڈ جسکو مصری مسلمان شیخ برکات کہتے ہین، اور بعض محض مصنوع تھے جیسے حاجی برٹن Sir Richard Burton ان سفرنامون مین ایک مسلمان کے لیے کوئی دلچسپی نہین کیونکہ ہر مسلمان بچہ اسکو جانتا ہے، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ، کے حالات، اعمال حج کی کیفیت، قافلون کی زندگی عام بدویون کے حالات، یہ ان سیاحون کے سرمایۂ سفر ہین، جنکی یورپ مین بڑی قدر ہے،

حجاز کا پہلا یورپین سیاح ایک اسپینی ہے جسکا نام بیڈیلیچ Badiay Lelich ہے، یہ علی بے عباسی کے نام سے مسلمان بنکر ۱۸۰۷ء مین جدہ پہونچا، اور حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوا، یہ سب سے پہلا یورپین ہے جسکو شہر مقدس کی زیارت اور اعمال حج کے مشاہدہ کا شرف حاصل ہوا،

حجاز کی سب سے عمدہ تصویر برکھارڈ نے کھینچی اور یورپ اسکے لیے اسکا ممنون ہے، یہ جولائی ۱۸۱۴ء مین جدہ آیا، جب محمد علی پاشا خدیو مصر وہابیون سے برسرپیکار تھا،

برکھارڈ پہلے طائف پہونچا، پھر مکہ آیا اور تین مہینہ یہاں شہر کے جغرافی اور ریاضی حالات کا مشاہدہ کرتا رہا، جنوری ۱۸۱۵ء میں مدینہ منورہ گیا اور وہان کے حالات کا بھی جغرافی و ریاضی نظر سے مطالعہ کرتا رہا، واپسی مین ینبوع ہوکر مصر پہونچا جہان اُسنے وفات پائی اور بطریقۂ اسلامی مدفون ہوا،

انڈین آفیسر سر رچرڈ برٹن بھی برکھارڈ (برکات Burckhradt) بعد ایک مسلمان حاجی کی صورت مین حاجیون کے قافلہ کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہونچا اور یہان کے جغرافی اور طابوغرافی (ریاضی جغرافیہ) حالات کی سب سے زیادہ تحقیق کی، وہ جس راستہ سے ہوکر مکہ سے مدینہ گیا، اس راستہ پر اُس سے پہلے کسی یورپین کا گذر نہین ہوا تھا، برٹن کا ارادہ تھا کہ اس شمالی عرب سے ہوکر جنوبی عرب کو قطع کرکے عمان سے نکل جائے، لیکن قلت فرصت کی بنا پر وہ اس ارادہ سے باز رہا۔

اس سفر کے پچیس برس بعد حکومت مصر کی طرف سے وہ مدین مین سونے کی کان کی تلاش مین بھیجا گیا، سونے کی جو کان وہان ملی اُس مین سونا نکالنے کی کوششون کے قدیم آثار معلوم ہوتے تھے، برٹن کو اس وقت اُس مین سونے کی مقدار بہت کم ملی، تاہم سونے سے زیادہ گران اکتشافات اُس کے ہاتھ آئے یعنی اثری (ارکیالوجیکل) تحقیقات اور تخطیطی (ٹاپوگریفیکل) پیمائشین تمام سواحل مدین کی خلیج عقبہ کے راس سے وادی حمد کے دہانہ تک نہایت کامیابی کے ساتھ انجام کو پہونچین،

نجد | تمام اقطاع عرب سے نجد کا سفر اہل یورپ کے لیے انیسوین صدی کے

ك طابوغرافی جسکو عربی مین علم تخطیط البلدان ہو کہتے ہین وہ علم ہو جس مین مقامات کے جاے وقوع ایک مقام سے دوسرے شہر کا فاصلہ اُسکا طول بلد اور عرض بلد وغیرہ مباحث سے بحث ہو،

اوائل مین زیادہ آسان تھا، کیونکہ اُس زمانہ مین محمد علی پاشاے مصر نجد کے وہابیون کے ساتھ سرگرم پیکار تھا، محمد علی کی مختلف اغراض سے برٹش حکومت بھی رفیق جنگ تھی اس بہانہ سے متعدد برٹش آفیسر مصری فوج کے ساتھ ساتھ تمام نجد کا نہایت آسانی سے سفر کر سکے،

کپتان سیڈلیر G.E. Sadleer ویلن G.A. Wallien (۱۸۴۵ء) پالگریو W.G. Palgrave (۱۸۶۲ء) اسی مصر و نجد کے تعلق سے نجد، ریاض، حائل، شمر، اور حجاز کا مشاہدہ کیا، ان کے مشاہدات و معائنات مین بجز عرب کے اجتماعی اور زراعی اور عام سفر کے واقعات کے کوئی علمی دلچسپی نہین ہے، اور عجب نہین کہ یورپ کے لیے یہ چیزین بھی بالکل نئی ہون، کہ پالگریو جیسے سطحی النظر کو بھی مجلس اکتشاف عرب مین بہان ایک بلند درجہ دیا جاتا ہے،

شمالی عرب | جنوبی عرب (یمن و حضرموت) کی طرح شمالی عرب مین بھی قدیم یادگارون کا مخزن ہے جس مین حوران، بطرا، تدمر، مدین، مدائن صالح، صفا، اور العلاء وغیرہ مقامات عتیق العمر اور کثیر الآثار ہین، سب سے پہلا یورپین جس نے ان مقامات کا سفر کیا اور خصوصًا بطرا کے کھنڈرون کو دیکھا برکہارٹ (۱۸۱۲ء) ہے چارلس ڈوٹے Charle Doughty ایک انگریز ہے جس نے ۱۸۷۵ء مین ان مقامات کا سفر کیا، وہ دمشق سے حاجیون کے قافلے کے ساتھ روانہ ہوا، اور الحجر پہونچکر، مدائن صالح اور العلاء کے مشاہدہ و تفتیش کے لیے گیا، اور وہان سے مفید معلومات کا ذخیرہ ساتھ لایا، اور مشہور مستشرق رینان Renan کے پاس پیرس بھیجا، یہان کے کتبات اور نقوش اور مقابر کی لوحون

ل برٹانیکا ج ۲ ص ۳۱۰،

کی نقل روانہ کی، ارنیان نے ہدایت کی کہ وہ صحرا کی طرف اور آگے بڑھے،

ڈوٹے ایک شیخ قبیلہ کی زیر نگرانی حجاز اور نجد کے درمیان تمام قطعہ ملک میں پھرا، وہ تیما، گیا جہاں اُسنے متعدد قدیم یادگارین دیکھین جن مین ایک مشہور یادگاری پتھر بھی ہو جسپر عبارت کندہ تھی. آیندہ موسم گرما مین وہ حائل گیا اور وہان سے واپسی مین خیبر پہونچا، اور یہاں سے چند مہینوں تک دیگر مقامات کی سیر کے بعد جدہ واپس آگیا،

ڈوٹے کے تین برس بعد ولفریڈ Wilfrid اور لیڈی بلنٹ Lady Anno Blunt نے ایک نوجوان شیخ عرب کی معیت مین جسکا خاندان تدمر مین سکونت پذیر تھا، عرب کا سفر کیا، یہ پہلے دمشق آئے اور وہان سے سیدھے صحرائے شام کا رخ کیا، پھر وہان وادی شمران ہو کر جوف پہونچے، جوف سے جبل شمر ہوکر حائل پہونچے جہان ابن رشید امیر نجد نے اُن کا نہایت تپاک سے استقبال کیا، ایک مہینے کے قیام کے بعد یہان سے ایرانی قافلۂ حجاج کے ساتھ یہ لوگ کربلا اور بغداد ہوکر نکل آئے۔

۱۸۸۳ع ایک فرنچ سیاح کی تاریخ سیاحت ہے اسکا نام ہوبر C.Huber ہے ہوبر کی معیت مین ایک اور یورپین ارکیالوجسٹ یوٹنگ J.Euting نامی تھا ان دونون کے انکشافات نے ڈوٹے کی ناتمام تحقیقات کی تکمیل کی،

ہوبر کی تحقیقات و انکشافات عام حالات و واقعات سے بلند تر اور زیادہ علمی ہین جسکی عرب کی ارکیالوجی اور ٹاپوگرافی نہایت ممنون ہے، ہوبر نے حائل اور تیما کے درمیان بہت سے کتبات کا سراغ پایا، اور ڈوٹے کے بیان کردہ مشہور منقوش پتھر کو حاصل کیا جو عرب کی یادگار ہو اور جسکی سامی آثار مین، نہایت گران پایہ

وقعت ہی،

ہو بر یہان سے عنیزہ آیا اور وہان سے براہ راست نجد، نجد سے مکہ، اور مکہ سے جدہ، جدہ پہونچکر خوش قسمتی سے اُسنے اپنی تحقیقات واکتشافات کا تمام سرمایہ یہان چھوڑ دیا اور خود جولائی ۱۸۸۴ء میں اندرون ملک مین پھر آیا، جہان وہ عربون کے ہاتھ سے مارا گیا، اُسکی تحقیقات واکتشافات کا مجموعہ اُسکے بعد شائع ہوا،

حدود سفر | یورپین سیاحون کے مقامات سفر کا نقشہ اگر ہمارے سامنے ہو تو نظر آئیگا کہ نصف شمالی کو ہفوف سے مکہ تک اُنھون نے بالکل چھان ڈالا ہی، نصف جنوبی مین ایک ثلث حصہ تو صحرائے اعظم کا ہی جسمین سفر مرادف موت ہی، بقیہ حصص مین باستثنائے جوف ونجران ویمن وہ سواحل سے سومیل سے آگے نہین بڑھے،

تدمر کا نشان یورپ کو بہت پہلے مل چکا تھا، ڈاکٹر ولیم ہیلفکس W.Halifax (۱۶۹۱ء) پہلا یورپین سیاح مرتد ہی، وہان کے عمارات کی تحقیق ووڈ Wood اور ڈاکنس Dawkins نے ۱۷۵۱ء مین کی لیکن ایپی گریفی کے لحاظ سے سب سے زیادہ قابل قدر خدمات پرنس اباملک Abumeleh Laharew نے ۱۸۸۲ء مین اور Waddengton اور D.Vogue نے (۱۸۹۲ء) مین انجام دی اور ان پر تصنیفات ورسائل ترتیب دئے،

کیا کیا آثار عرب اِن سیاحون کو نظر آئے،

مسلمان سیاح اور جغرافیہ نویسون نے جن آثار عرب کا مشاہدہ کیا اسکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین، یہان ہم صرف یورپین سیاحون کے مشاہدات آثار عرب کا ذکر کرتے ہین،

لہ برٹانیکا ج ۲۰ ص ۶۵۴

یورپین سیاحون نے آثار عرب کے پانچ اصناف قرار دیے ہین[1]

۱۔ آثار قبل تاریخ۔

۲۔ آثار شہرپناہ وقلعہ۔

۳۔ آثار بند (سدّ)۔

۴۔ آثار حجریہ ونخاسیہ۔

۵۔ آثار عمارات منہدمہ قبل تاریخ۔

سیاحین مغرب کی تحقیق کے مطابق اس قسم کی یادگارین عرب مین پائی جاتی ہین، جنکی عمر تاریخ سے زیادہ بڑی ہی، پالگریو نے اپنے سفرنامۂ عرب مین جس کا نام.... Central and Eastern Arabia ہی بڑے بڑے ناتراشیدہ اور انگھڑ پتھرون کی ایک قدیم وعتیق عمارت کا ذکر کیا ہی جو نجد کے دامن کوہ مین بطور دائرہ کے ہی آٹھ نو پتھر اب تک باقی ہین، جن مین سے بعض کی بلندی ۱۵ فیٹ تک ہے، دو پتھرون کی لمبائی ۱۰ سے ۱۲ فیٹ تک ہی جو اب تک چھت کو سنبھالے ہوئے ہین[2] ڈوٹے Doughty نے شمالی مغربی عرب مین سنگ خارا کی ایک قطار کھڑی اور پتھر کی بڑی بڑی سلون کا فرش دیکھا (جسکو وہ کوئی مذہبی عمارت نہین خیال کرتا) اور مدوّر تودہاے خاک جا بجا اُسکو نظر آئے جو شاید مقبرون کے ٹیلے ہون، وہان بعض گول کمرے بھی اُس نے دیکھے، جو بغیر چونے کے بنائے گئے تھے، عجب نہین جو یہ پرانی قبرین ہون، اس قسم کے ایک مقبرہ کا فوٹو ڈوٹے نے اپنے سفرنامہ

[1] یہ باب تمامتر انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۲۶۲، ۲۶۳ سے مترجم ہی، طبع یازدہم،

[2] ج ۱، باب ۶،

مین دیاہی جو "ہجر" مین واقع ہی،

بنٹ J.B.Bent نے بحرین مین متعدد قدیم وکہنہ آثار کا نشان پایا جواب بالکل تودۂ خاک ہین اور جو غالباً قبرین معلوم ہوتی ہین، یہان کی بعض یادگارون کے متعلق خیال ہی کہ وہ فنیشین ہین،

آثارِ شہر پناہ و قلعہ،

جنوب عرب مین جہان عہد مسیح سے پیشتر ایک پر رونق تمدن موجود تھا، قلعون اور شہر پناہون کے آثار منہدمہ اب تک باقی ہین، اور جنکا یورپین سیاحون نے تاکمل طور سے ذکر کیا ہی، یمن اور خصوصاً حضرموت مین اس قسم کی عمارات جن مین کہین کہین کتبے بھی ہین اب تک ہین،

شہر مارب جو حکومت سبا کا قدیم پایہ تخت تھا اُسکے آثار باقیہ کا اب تک نشان ملتا ہی آثار البلاد قزوینی کے حوالہ سے جرمن ایشیاٹک سوسائٹی جرنل نے (ج ۶، ص ۲۷۴، ۶۹۷، ۴۔ ج ۱۰ ص ۲۰) اس قسم کے بعض عمارتون کے حالات شایع کیے ہین، ارناڈ، گلازر، اور ہالوسے نے بھی ان آثار کا مشاہدہ کیا، لیکن غوی قسمت سے ان کا انکشاف زمانہ مستقبل سے متعلق رہگیا کیونکہ ارناڈ اُس بندِ آب (سد) کے انکشاف مین مشغول رہا[۱]، جو عجائب یمن سے ہی اور ہالوسے اور گلازر نے کتبات سے زیادہ دلچسپی لی،

آثار بند (سد)

عرب کا ملک قدرتاً دریا سے محروم ہی، اس لیے اُس کی زرعی زندگی کا مدار زیادہ تر

[۱] سبا کے عنوان مین اسکی کسیقدر تفصیل ہی،

اُن پہاڑی چشمون پر سے ہے جو بہ بہ کر وادیون مین پھیل جاتے ہین، اور پھر وہ یا ریگستان مین خشک ہو جاتے ہین یا سمندر مین گر جاتے ہین، نیز وہ پہاڑون سے اس طرح ناگہانی طور سے اُبل پڑتے ہین کہ دور تک آبادیون کو بے نشان کر دیتے ہین، ان وجوہ سے عرب قدیم وادیون مین بندِ آب تعمیر کیا کرتے تھے جسکو عربی مین سد کہتے ہین، عرب کا مشہور ترین سد، سدِ مارب ہی جسکو سدِ عرم بھی کہتے ہین جو تقریبًا ڈیڑھ ہزار برس سے منہدم ہی، اور جسکی شکستہ دیوار زائرین عدن کے لیے نشان عبرت ہی،

یورپین سیاحون مین سدِ مارب کا مشاہدہ سب سے پہلے ارناؤ نے کیا، لیکن اسکی اصلی اہمیت گلازر نے اس سد کے متعلق جو کتبات تھے اُن کی (۱۸۹۷ء مین) اشاعت سے ظاہر کی، ان کتبات سے اس سد کے متعلق تاریخی حالات بہت روشن ہو گئے ہین، یمن مین حران کے پاس ہارس W.B.Harris نے ایک اور بند دیکھا ہی جسکا طول ۱۲۰ گز ہی، اور جسکے اوپر تین بڑے بڑے حوض بنے ہین[1]،

آثار حجریہ ونحاسیہ،

آثار قدیمہ کی یہ صنف سب زیادہ کارآمد ہی کہ ان پر اکثر کتبات منقوش ہوتے ہین ان سے تاریخی فوائد حاصل ہو سکتے ہین، اور حل مطالب کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے جا سکتے ہین، انیسوین صدی مین یورپ کے عام عجائب خانون مین اور خصوصًا لندن، پیرس، برلن، اور وائنا کے عجائب خانون مین اس کے قسم کی چیزین کافی تعداد مین موجود ہین، جن مین سے اکثر پر "معین" اور "سبا" کی زبان مین اور بعض پر "حضرموت" اور "قتابین" کی زبان مین کتبات منقوش ہین،

[1] A. Journey through the Yemen, P279. 1830.

حیرہ کے بادشاہ امرا القیس کی قبر کا کتبہ ملا ہے ایک کتبہ پر جو صفا کے پاس پایا گیا ہے نزار جدّ قبیلہ قریش کا نام مکتوب ہے[1] یمن کے حصن غراب پر جو حمیری کتبے ملے ہین اُن مین سے ایک کے نیچے "اوس" نام منقوش ہے جو انصار مدینہ کی ایک شاخ کا جدّ اعلیٰ تھا اور جسکا مسکن یمن تھا،[2]

یہ کتبات عموماً عام پتھرون پر سنگ مرمر پر اور نیز برنجی تختیون پر منقوش ہین، طول و بلندی مین انکی مقدار کئی انچ سے کئی فیٹ تک ہے باستثناے بعض حالات جن مین خود اصل کتبات یورپ مین منتقل کر لیے گئے ہین، اکثر صرف اُن کے چربہ اور نقل پر قناعت کرنی پڑی ہے،

یہ کتبات جن حروف مین لکھے گئے ہین وہ فنیشین (فینیقی) خط سے ماخوذ معلوم ہوتے ہین، اور جو زبانین ان مین استعمال کی گئی ہین وہ ابھی تک علماے السنہ کے زیر غور ہین، تاریخی اور آثاری حیثیت سے اب تک جو کتبات ملے ہین اُن سے کچھ زیادہ فوائد حاصل نہین ہوتے۔ کیونکہ یہ کتبات اکثر مذہبی ہین جن پر زیادہ تر صرف عام اشخاص، اور بادشاہون اور دیوتاؤن کے نام کندہ ہین، بعض جو تاریخی کتبات ہین اُن مین تاریخ مذکور نہین اسلیے اُنکی اصل حقیقی زمانہ کے متعلق علماے آثار مختلف الآرا ہین، لیکن بہرحال قدیم تر تاریخ ان کتبات کی آٹھوین صدی ق م سے (اور گلازر کی تحقیق کے مطابق پندرھوین صدی ق م سے) چھٹی صدی عیسوی تک ہے

بعض اس قسم کے پتھر تو اب تک اپنے قدیم اصلی مقام پر گڑے ہین، لیکن زیادہ تر پتھر ایسے ہین جنکو قدیم مقامات سے اکھاڑ اکھاڑ کر لوگون نے گھرون مین مسجدون مین،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۰۲ [2] کتبات حصن غراب ضمیمہ فارسٹر۔

اور سنئے کوؤن مین لگا لیے ہین، ان آثار حجریہ مین سے بعض قربانگاہین ہین، بعض دیوتاؤن کی مورتون یا اُن جانورون کی طلائی مورتون کے چبوترے ہین جو دیوتاؤن کو نذر دیے گئے ہین، جو پتھر قدیم ہین وہ عموماً نقش ونگار سے عاری ہین، لیکن جو متاخر زمانہ کے ہین اُن مین پھول پتے بنے ہین، یا بیل کے سر کا نقش ہے، یا مرد یا عورت کی تصویر بنی ہے، بعض آثار مین بابل کے طرز کے مقدس مذہبی درخت کی تصویر ہے جسکے سامنے اُس کے پوجاری کھڑے ہین، ان آثار کے علاوہ قبرون کی لوحین، چونے کے پتھرون کے ٹکڑے، عمارت کے نقشے، اونٹ، گھوڑے، چوہے یا سانپ وغیرہ کی برنجی مورتین بھی ملی ہین،

مُہر، سکے، قیمتی پتھر،

وائنا (آسٹریا) کے دارالآثار نے اس قسم کی مہر کی ایک قلیل تعداد حاصل کی ہے، یہ مہرین عموماً پیتل، تانبے، چاندی اور پتھر کی ہین، جنپر سبائی خط مین الفاظ کندہ ہین، عرب کے جو قدیم سکے دستیاب ہوئے ہین وہ اب کچھ تو برٹش میوزیم لندن مین اور کچھ وائنا مین ہین، یہ عموماً یونانی قطع کے ہین، لیکن اُن پر جو کتبات ہین وہ سبائی خط مین ہین، لندن برٹش میوزیم مین جو سکے ہین وہ عدن، صنعاء، مارب مین ملے ہین یا قسطنطنیہ سے خرید کر لائے گئے ہین، وائنا کے سکے محقق ترین سیاح عرب گلازر کے نتائج عمل ہین، بعض قیمتی پتھر بھی ملے ہین جو وائنا کے عجائب خانہ مین محفوظ ہین،

لیکن یہ تمام زمانۂ مابعد کے ہین، ان پر مختلف اشکال نقش ہین، بعضون پر عربی کتبے ہین،

عمارات منہدمہ،

جنوبی عرب (یمن وحضرموت) اور شمالی عرب (وادی القریٰ، حوران، بادیہ شام)،

مین جو قدیم عربی حکومتون کے مرکز تھے قصور شاہی، معابد دینی اور عام مقابر کی منہدمہ عمارتین اب تک باقی ہین، جنوبی عرب مین حضر موت مین اس قسم کی عمارتین مین جن مین سے عدن کے پاس ایک انگریز سیاح نے "حصن غراب" کا نشان دیا ہو، شمالی عرب مین تدمر کے کھنڈر ہین جن مین نازک و بلند ستون اب تک ایستادہ ہین، معبد شمس کا نشان باقی ہی، بعض رومی عمارات کے بھی آثار ہین، بطرا جسکو عرب "حجر" اور یہود "سلاع" کہتے ہین اور جو نبطیون کا دارالحکومت تھا، آثار منہدمہ کا مدفن ہی، ایک عمارت کا نشان ہے جسکو عرب "خزانہ فرعون" کہتے ہین، انھین کھنڈرون مین ایک اور عمارت ہی جسکا نام "قصر فرعون" ہی، بعض معابد کے بھی آثار ہین، بعض قبرین ہین جو مینارون کے شکل مین بنائی گئی ہین، بعض عمارتین پہاڑ کاٹکر بنائی گئی ہین،

بعض اصول تاریخ قدیم

تاریخ قدیم کی تدوین مین سب سے بڑی دقت زمانون کی تعیین اور نامون کے اتحاد و اختلاف مین ہی، ان کے متعلق چند اصول سمجھ لینا چاہیے

اصول تعیین زمانہ، جدید طرز تاریخ کی رو سے نہایت ضروری ہی کہ قبائل کے زمانہ کی بھی تعیین کی جائے، لیکن درحقیقت یہ نہایت مشکل کام ہی، کیونکہ اسکی واقفیت کے صرف تین ذرائع ہین۔ توراۃ جو تفصیلی بیان سے بالکل خاموش ہی۔ روایات عرب جنمین تاریخ و سنین مذکور نہین۔ آثار قدیمہ اور الواح منقوشہ، جن سے صرف چند شاہان عرب کی تاریخ وفات یا تاریخ فتوحات معلوم ہوتی ہی،

عموماً کسی مجہول العہد قوم کی تعیین زمانہ کی یہ صورت اختیار کی جاتی ہی کہ اُسکے

معاصر معلوم العہد قوم یا شخص کے زمانہ سے اُسکا قیاس کیا جاتا ہے، دوسرا اصول تعیین زمانہ یہ ہے کہ علی الاعم چار پشتون کی ایک صدی فرض کرکے انساب کے شمار سے زمانہ کی تعیین کرلی جاتی ہے، لیکن یہ خوب اچھی طرح ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ کسی قوم کے وجود کی تاریخ اور اُسکے شہرت وظہور کی تاریخ دونون دو چیزین ہین۔ یہ ضرور نہین ہے کہ اگر ایک قوم کی شہرت کا ایک زمانہ ہو تو وہی زمانہ اُسکے وجود کا بھی ہو، مثلاً بنو قحطان کا زمانۂ شہرت و ترقی ہم بعد عہد موسوی پاتے ہین، تو یہ ضرور نہین کہ عہد موسوی اُن کے وجود کا زمانہ بھی ہو، دنیا کی ہزارون قومین ہین جو ہزارون برس تک خاموش اور مجہولانہ زندگی بسر کرتی ہین، اور پھر دفعتہً بعض اسباب سے نامور ہوجاتی ہین، بلکہ فلسفۂ تکوین اقوام کے روسے نہایت ضروری ہے کہ قوم کا زمانہ وجود اُسکے زمانۂ ارتقار وشہرت سے سیکڑون ہزارون برس پیشتر ہو۔ کہ ایک فرد کنبہ بن سکے اور ایک کنبہ قوم۔

اصول تطبیق اسماء - ایک اور چیز جس سے کسی قدیم قوم کی جاے سکونت اور قومیت کی نوعیت کی تحقیق مین بڑی مدد ملسکتی، اشخاص تاریخی اور اُن کے مقامات سکونت کے نامونکا یا دو قومون کی زبان، اشخاص اور دیوتاؤن کے نامون کا باہمی تطابق ہے؛

اشخاص ومقامات کے نامون کا باہمی تطابق اُن اشخاص کے مقامات سکونت کا پتہ دیتا ہے، اور دو قومون کی زبان اور اُن کے باہمی اسمار کا تطابق اُن کے اتحاد قومیت کی طرف اشارہ کرتا ہے؛

پہلا طریقۂ تحقیق تمام ممالک عالم سے زیادہ بلاد سامیہ کے جغرافیہ قدیم مین کارآمد ہے، کیونکہ سامی اقوام کا یہ خاص مذاق ہے کہ مقامات سکونت کے نام بعینہ باشندونکے نام رکھدیتے ہین، جن سے نہایت آسانی سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اُن اقوام کا کہان مسکن

تھا؟ اور اُنکی اولادین کہان کہان پھیلین ؟

مسٹر فارسٹر Forster نے اٹھارھوین صدی کے اواسط مین عرب کا جو تاریخی جغرافیہ Historical Geography of Arabia لکھا ہو اُس مین اِس اصول سے اُنھون نے نہایت کارآمد نتائج پیدا کیے ہین، گو بعض مقامات پر اُن کے استنباطات، وہم وظن سے آگے کا علم نہین بخشتے اور کہین بجاے علم جہالت کا ثبوت پیش کرتے ہین،

لیکن اس اصول کے اجرا مین دو بہت بڑی دقتین پیش آتی ہین، امتدادِ زمانہ، انقلابات اقوام، اور تغیرات زبان سے نام کچھ سے کچھ ہو گئے ہین اسیلیے مقامات اور باشندون کے نامون مین تطابق کے بجاے کبھی صرف تشابہ پر قناعت کرنی پڑتی ہے، دوسری دقت جو پہلے سے سہل تر یہ ہو کہ سامی زبانون مین باہم اور نیز یونانی زبان جسمین تورات کا قدیم ترجمہ ہو اور اب زیادہ تر وہی پھیلا ہوا ہو جب ایک نام ایک زبان سے دوسری زبان مین منتقل ہوتا ہو تو بعض حروف کا خصوصیت زبان کی وجہ سے مبادلہ ہو جاتا ہو، مثلاً حسب ذیل حروف پیش ہین،

وہ حروف جو باہم بدل جاتے ہین	مثال
ا اور ہ، ح، ع	أجر اور هاجر، امورانی اور حمورانی، اسمائیل اور اسماعیل
پ اور ب، ف	پاران اور باران، فاران،
ت اور ث	شیت اور شیث،
تھ اور ث	تھمود اور ثمود،
ث اور س، ص	عیشاؤ اور عیسی، عیصاؤ
ج اور غ، گ، ی	هاجر، هاغر اور اگر، جقطان، یقطان،

س اور ش	سبا اورشبا
ص اور ض	حصارموت اورحضارموت
ض اور س، د، ک	اضحاک اوراسحاق، حلارموت، حضرموت
ط اور ت	نابط اور نابت
ع اور أ	یارح اور یعرب
غ اور ج، گ	ھاغر اورھاجر
ق اور ک	اضحاک اوراسحاق، قیدار اور کیدار
م اور ن	عمرام اور عمران
ی اور ج، ع	یرح اورجرح یا جرھم، شنیار اورسنعار

یہ تغیرات توصاف ہین کہین کہین اول مین یا وسط مین یا آخر مین بعض حروف کی زیادت ونقص بھی ہوتا ہی، خصوصًا الف کی زیادت ونقص، مثلاً حصارموت، حضرموت

ابی رھام، ابراھیم، ھبل، ھابیل،

اصول اتحاد اسماء والسنہ، ہر قوم کے نامونکی ایک خاص نوعیت وترکیب ہوتی ہی جس مین اُسکی قومیت کا امتیاز مضمر ہوتا ہی، اقوام موجودہ مین ہندؤن، مسلمانون، یہودیون اور عیسائیون کے نامون کی اور پھران مذاہب مختلفہ مین سے ممالک مختلفہ کے باشندون کے نامون کی ایک خاص نوعیت ہوتی ہی جس سے اُسکی قومیت کا نشان ملتا ہی، اس بناپر اگر دو قومون کے نامون مین باہمی تشابہ نظر آئیگا تو ہم نہایت آسانی سے کہہ سکتے ہین کہ یہ دونون قومین درحقیقت متحد الاصل ہین، اسی طرح مذہبی اعتقادات کا تشابہ الفاظ زبان کی مماثلت ومشاکلت بھی باہمی اقوام کے اتحاد نسل کی ایک مبہم دلیل ہی،

اِنتباہات

۱- عاد، ثمود، سبا، جرہم وغیرہ کے نامون سے اکثر شخصی نام سمجھے گئے ہین، لیکن درحقیقت ایسا نہین ہی، اس بنا پر اگر یہ مذکور ہو کہ سب سے پہلی سلطنت سبا نے قائم کی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی شخص مسمی بہ سبا نے قائم کی بلکہ حسب عادات عرب بحذف مضاف قوم سبا سمجھنا چاہیے، اس اصول کے تسلیم کر لینے سے اکثر درمیان مین خالی جگہون کے پُر کرنے کے لیے نامون کے گڑھنے کی ضرورت پیش نہ آئیگی، اور کوئی نئی بات نہین، عرب مین عموماً آبائے قبائل مثلاً کعب، اسد، کلب، مازن وغیرہ بولکر ابنائے قبائل یعنی بنو کعب، بنو اسد الخ وغیرہ مراد لیتے ہین، اسی طرح اگر یہ مذکور ہو کہ عاد کی ہزار برس کی عمر تھی، تو اس سے شخص عاد کی بجائے خاندان عاد مراد لینا چاہیے

۲- دوسرا امر قابل ذکر یہ ہو کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہو اختلاف السنہ کی بنا پر نام بہت کچھ بدل جاتے ہین یہان تک کہ ایک ہی شخص کا نام مختلف زبانون کے تلفظ سے بگڑ کر ممکن ہو کہ وہ چند اشخاص کے مختلف نام سمجھے جائین، یونانی، یورپین، اور عربی زبانون مین آج بھی ایک ہی نام کو دیکھو تو اُنکے اختلاف تلفظ سے سخت حیرت ہوگی قرآن کے اعلام پر تو کوئی ہزار برس گذرے، مسلمان فلاسفر اور حکما جنکو ابھی ایک ہزار برس بھی نہین ہوا، یورپین زبانون مین اُنکے عجیب عجیب نام ہو گئے ہین جنکو اصل سے کوئی تعلق نہین اور کبھی کوئی عرب اُنکو عربی نام نہین تسلیم کریگا، ابو علی بن سینا کو اویسنا *Avicenna* سے کوئی نسبت ہو؟ ابن رشد کو اویروس *Averroes*

سے کیا تعلق؟ ابن ہیثم کو الہزین Alhazen سے کیا مناسبت ہی؟ البقاسیس Albucasis. کو ابو القاسم زہراوی کون سمجھے گا؟

اسی طرح عبرانی نام عربی مین آکر اور یورپ مین یونانی مین جاکر کچھ کا کچھ ہوگیا ہو، عبرانی مین یقطان ہی، یونانی مین جقطان ہو اور عربی مین قحطان، عبرانی مین یارح ہی، یونانی مین جرح اور عربی مین یعرب ہی،

اسلام سے پہلے عربون کے قومی روایات مین بعض نام تھے مثلاً یعرب، یہودیون کے ذریعہ سے عبرانی تلفظ مین اُسکو یارح سنا تو اُنھون نے کہین تو اُنکو دو شخص فرض کرلیا مثلاً یعرب اور یارح اور اُنکو قحطان کے دو بیٹے قرار دیا حالانکہ وہ ایک ہی ہین اور کہین ایک کو دوسرے کی اولاد سمجھ لیا مثلاً اُنکو عاد بن ارم سے واقفیت تھی یہود نے عوض بن ارم کہا، اُنھون نے فوراً دونون نامون کو جوڑ کر عاد بن عوض بن ارم کہدیا، حالانکہ عاد اور عوض ایک ہی چیز ہے، اسی طرح اُنکو یہ معلوم تھا کہ سبا قحطان کی نسل مین یمن کا بانی حکومت تھا، یہود سے یعرب کا نام سُنکر جرہیم کو تو حجاز باشندہ بتایا اور یعرب کو یمن کا، اور سبا کو یعرب کا بیٹا قرار دیکر، سبا بن یعرب بن قحطان کہدیا، حالانکہ تورات مین سبا بن قحطان بلا واسطۂ یعرب بتصریح لکھا ہے اور اُسکو یعرب کا بھائی کہا ہی،

جغرافیۂ عرب

لفظ "عرب" عرب کو "عرب" کیون کہتے ہین؟ اس کے مختلف جوابات دیے گئے ہین "عرب" اعراب سے مشتق ہی جسکے معنی زبان آوری اور اظہار مافی الضمیر کے ہین، چونکہ عرب کی قوم نہایت زبان آور اور فصیح اللسان تھی، اسلیے اُسنے اپنا نام عرب رکھا، اور اپنے سوا تمام دنیا کو اُسنے عجم یعنی "بے زبان" کے نام سے پکارا، لیکن حقیقت مین یہ صرف نکتہ آفرینی اور دقت رسی ہی، دنیا مین ہر قوم اپنی زبان کی اُسی طرح جوہری ہی جسطرح عرب،

علمائے انساب کہتے ہین کہ اس ملک کا پہلا باشندہ یعرب بن قحطان تھا جو یمنی عربون کا پدر اعلیٰ ہی، اسلیے اس ملک کے باشندون کو اور نیز اس ملک کو عرب کہنے لگے، لیکن یہ بالکل خلاف قیاس اور معلومات تاریخی کے مخالف ہی، نہ یعرب اس ملک کا پہلا باشندہ تھا، اور نہ لفظ عرب کسی قاعدۂ لسانی کے موافق یعرب کی طرف منسوب ہوسکتا ہی، اور سب سے عجیب بات یہ ہی کہ یعرب کا مسکن یمن تھا، اسلیے سب سے پہلے خود یمن یعنی جنوبی عرب کو عرب کہنا چاہیے، لیکن اسکے بالکل برخلاف "عرب" کا لفظ پہلے شمالی عرب کے لیے مستعمل ہوا، تفصیل آگے آتی ہی،

(اہل جغرافیہ کہتے ہین اور بالکل صحیح کہتے ہین کہ "عرب" کا پہلا نام "عَرَبَۃ" اور "عربۃ" تھا، جو تخفیفاً بعد کو عموماً "عرب" بولا جانے لگا، اور اسکے بعد ملک کے نام سے خود قوم کا نام بھی قرار پا گیا، چنانچہ شعراے عرب کے اشعار سے بھی جو عرب کی تنہا

ڈکشنری ہی اسکی تصدیق ہوتی ہی،

اسد بن جاحل کہتا ہی،

وعربة ارض جدّ فی الشر اهلها کما جدّ فی شرب النُّقاخ ظماءُ

ابن منقذ ثوری کا شعر ہی

لنا ابل لم یطمث الذُّلّ بینها بعربة مأواها بقرن فأبطحا

ولو انّ قومی طاوعتنی سراته أمرتهم الامر الذی کان أریحا

بعد اسلام بھی یہ نام باقی رہا، ابو سفیان الکلبی رسول اللہ صلعم کی مدح مین کہتے ہین،

ابونا رسول الله وابن خلیله بعربة بوّانا فنعم المرکب

ابو طالب بن عبد المطلب کی طرف جو قصیدہ منسوب ہی (گو صحیح نہین) اُس کا ایک شعر ہے،

وعربة دار لا یحلّ حرامها من الناس الا اللوذعی الحلاحل

اب دوسرا سوال یہ ہی کہ اس ملک کا نام "عَرَبَة" کیون قرار پایا؟ اصل یہ ہو کہ تمام سامی زبانون مین "عربہ" صحرا اور بادیہ کا مفہوم رکھتا ہی، عبرانی مین "عربا" ערבה بیابان اور میدان کو کہتے ہین، اور خود عربی زبان مین اس مفہوم قدیم کے بقایا موجود ہین، عرابة بدویت کے معنی ہین اور اعراب اہل بادیہ اور صحرانشینون کیلیے ابتک مستعمل ہی، چونکہ عرب کا ملک زیادہ تر ایک بیابان بے آب و گیاہ ہی اور خصوصًا وہ حصہ جو حجاز سے بادیہ عرب و شام اور سینا تک پھیلا ہوا ہی، اس لیے اُس کا نام "عربا" قرار پایا، اور

لہ ان اشعار کے لیے دیکھو، یاقوت ج ۲ ص

پھر رفتہ رفتہ وہان کے باشندون کو "عرب" کہنے لگے'

قرآن مجید مین لفظ "عرب" ملک عرب کے لیے کہین نہین بولا گیا ہی حضرت اسماعیل کی سکونت کے ذکر مین وَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ یعنی "وادی ناقابل کاشت" اسکو کہا گیا ہی، اکثر لوگ اس نام کو عرب کی حالت طبعی کا بیان سمجھتے ہین لیکن اوپر جو تحقیق بیان ہوا اُس سے واضح ہو کہ یہ لفظ عرب کا بعینہ لفظی ترجمہ ہی، چونکہ اس عہد مین اس غیر آباد ملک کا کوئی نام نہ تھا، اسلیے خود لفظ "غیر آباد ملک" اسکا نام پڑ گیا، توراۃ مین بھی اسماعیل کا مسکن "مدبار" بتایا گیا ہی جسکے معنی بیابان اور غیر آباد قطعہ کے ہین اور جو بالکل عربی ترجمہ "وادی ذی زرع" کے مرادف ہی'

توراۃ مین لفظ "عربا" ایک خاص قطعۂ زمین عرب کے معنی مین متعدد بار ہی، لیکن یقیناً اُس وسعت کے ساتھ اطلاق نہین ہوا ہی جس وسعت کے ساتھ اب یہ کیا جاتا ہی، لفظ "عربا" سے صرف وہ قطعۂ زمین مراد لیا گیا ہی جو حجاز سے شام وسینا تک وسیع ہی، عام ملک عرب کے لیے زیادہ تر مشرق اور مشرق کی زمین کا استعمال ہوا ہی اور کبھی جنوب[۲] کا کیونکہ عرب، فلسطین کے مشرق وجنوب دونون گوشون مین ہی'

لفظ "عرب" سب سے پہلے ۱۰۰۰ق م مین حضرت سلیمان کے عہد مین مسموع ہوتا ہی[۳] اور پھر اس کے بعد عام طور سے اسکا استعمال عبرانی، یونانی اور رومانی تاریخون مین نظر آتا ہی، اسیریا کے کتبات میخی مین ۸۰۰ق م مین عرب کا نام "عربی" لیا گیا ہی[۴] قبیل اسلام[۵] یہ لفظ پورے ملک کو جو یمن سے شام تک وسیع ہی محیط تھا'

[۱] استثنا ۱-۱، ۷-۱، و ۲۲-۱، [۲] تکوین ۲۵-۶، ۱۰-۳۰، قضاۃ ۶-۳، ۱۱ سلاطین ۴-۳۰، ارمیاہ ۴۹-۲۸

[۳] متی ۱۲-۴۲، تکوین ۱۳-۹، ۱۲-۹، [۴] ۳ سفر الملوک ۱۰-۱۵، [۵] تاریخ بابل اجرس ج ۲ ص ۱۲۱،

عبارت بالاسے ظاہر ہوگا کہ جغرافیۂ عرب قدیم کے تین ماخذ ہین، توراۃ، یونان و رومان اور خود عرب، اور ایک عجیب اتفاق یہ ہے کہ یہ تین مختلف ماخذ تین مختلف زمانہ سے متعلق ہین، توراۃ کا بیان ۲۵۰۰ ق م سے تقریباً ۸۰۰ ق م تک ہے، یونان و رومان کا بیان ۵۰۰ ق م (ہیروڈوٹس) سے سنہ ۱۲۰ء (بطلیموس) تک ہے،

خود عربون کے بیانات عرب کے مقامات قدیم کے متعلق جو بعہد اسلام مدون ہوئے چند مشہور قبائل کے مقامات سکونت کے سوا (مثلاً احقاف مسکن عاد، مدین مسکن ثمود، یمامہ مسکن طسم وجدیس، حجاز مسکن جرہم، یمن مسکن قحطان) عہد مسیح سے بعد کے ہین، اور اسکا سبب یہ ہے کہ عرب تصنیف و تالیف سے آشنا نہ تھے، ورنہ ظاہر ہے کہ صاحب البیت ادری بما فیہ عرب شعرا کا عام مذاق یہ ہے کہ وہ قصائد مین محبوب کے دیار و مسکن اور اپنے سفر کے مقامات و منازل کا تذکرہ کیا کرتے ہین، علمائے اسلام نے انھین سے عرب کا جغرافیۂ وصفی ترتیب دیا ہے،

جغرافیۂ عرب از تورات

عہد عاد و ثمود و مدین وایکہ وادود وم

(از ۲۵۰۰ ق م تا ۸۰۰ ق م)

عرب گوامم سامیہ کا مولد و منشا ہی لیکن عجب نہین کہ یہان سے نکلنے کے بعد ان کو یہ یاد بھی نہ رہا ہو کہ یہ اُس عہد کا واقعہ ہی جب نوع انسان دایۂ عالم کے آغوش مین طفل شیر خوار تھا، بچے عہد طفولیت مین اشارون کے سوا، لفظون مین کسی چیز کا نام نہین بتاتے، امم سامیہ جو مسیح سے ڈھائی تین ہزار برس پہلے بچہ تھین، عموماً "پورب کی سرزمین"[۵۱] کے سوا، اپنے مولد کا نام کچھ اور نہین بتائین، اور حقیقت بھی یہ ہی کہ اُسوقت انسان خود "نام" کا نام بھی نہین جانتا تھا؛

عرب کے نام

بہرحال ملک عرب کا پہلا[۵۲] نام "پورب کی زمین ہی[۵۳]" اور دوسرا نام "جنوب کی زمین" اوران دونون نام سے وہ حضرت ابراہیم کی زبان سے بھی پکاری گئی ہی[۵۴]، "پورب کی زمین" سے کبھی تورات مین، بابل واسیریا اور ما بین النہرین ہی مراد لیے گئے ہین[۵۵]، لیکن زیادہ تر

---

۵۱ سفر تکوین ۱۱-۲،

۵۲ دیکھو پیوان کی کتاب قدیم جغرافیہ (انشنیٹ جیو گریفی) ص ۸،

۵۳ تکوین ۲۵-۶ و ۵۴ تکوین ۲۹-۱،

زمین شمال کہا گیا ہو کہ وہ فلسطین کے مشرق و شمال مین واقع ہین،

اسکے بعد وہ زمانہ آتا ہو جب قبائل کی شکل پیدا ہوتی ہو، شمالی عرب مین ابتدائے عہد سے مختلف قبائل، ادوم[۱]، عمورانی، مواب، بنو عمان، مدیانی اور عمالیق آباد تھے[۲]، عرب زنو نکو قرب و مجاورت کے سبب سے شمالی عرب سے کسی قدر واقفیت تھی، لیکن وہ اس شمالی حصہ کا کوئی خاص نام نہین بتلاتے تھے بلکہ عموماً، ان مین سے ہر قطعہ کو قبائل کی اضافت و نسبت سے ممتاز کرتے تھے، مثلاً ادوم کی زمین، مواب کی زمین، عمالیق کی زمین وغیرہ،

حضرت موسیٰ کے عہد مین جب بنی اسرائیل مصر سے براہ بحر احمر گوشۂ عرب شمالی سے گذرے تو اُن کو نظر آیا کہ یہ ملک ایک سراسر لق و دق میدان ہو، اسلیے شمالی عرب کے ایک گوشہ کا نام اُنھون نے "عربا" قرار دیا[۳]، اور بقیۂ اقطاع عرب کا اُسی طرح باضافت قبائل، نام لیتے رہے،

حضرت سلیمان کا عہد عبرانیون کے اوج شباب کا زمانہ ہو، دریا مین اُنکے جہاز سواحل عرب کی چارون طرف بحر احمر سے بندر اوفر[۴] تک سفر کیا کرتے تھے، جو یمن مین اُسوقت تجارت کی منڈی تھی، اور خشکی مین انکی فوج عرب کے تمام شمالی[۵] بلکہ بعض جنوبی ریاستون (سبا) کو بھی مغلوب کر چکی تھی[۶]، اُسوقت اُن کو عرب کے حقیقی حدود معلوم ہوئے، اس بنا پر "عربا" کو جو پہلے صرف شمالی عرب کے لیے مخصوص تھا، ملک کی حدِ معلوم تک وسیع کر دیا[۷]، بااینہمہ جب تک وہ زندہ رہے مقامات کا نام باضافت قبائل اُنھون نے متروک نہین کیا،

---

[۱] یہ تمام سامی قومین ہین، اور ان سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات رہے ہین [۲] استثنا باب ۱، آیت ۱، و باب ۲۲-۱ و باب ۲۹
[۳] ملوک اول ۹-۲۶- [۴] ملوک اول ۹-۲۷، [۵] ملوک اول ۱۰-۱۵، [۶] ملوک اول ۱۰-۱-۱۳،
[۷] ملوک اول ۱۰-۱۵-

اقطاع عرب

عبرانیون کو عرب کا کوئی منتظم جغرافی علم نہ تھا، ایک مدت تک وہ صرف شمالی عرب سے واقف تھے، جسکے موجودہ اقطاع حجاز، سینا، عرب شام، عرب عراق، بحرین اور سواحل خلیج فارس ہین، اس شمالی عرب کے اُنھون نے دو حصے کیے تھے، زمین مشرق و زمین جنوب، زمین مشرق مین ملک کنعان کے مشرق کے ممالک سواحل خلیج فارس، بحرین، و عرب عراق اور زمین جنوب مین سینا، حجاز، بادیۂ عرب شام اور بعض حصۂ نجد، داخل کرتے تھے، جو کنعان کے جنوب مین واقع ہین،

اسفار تورات و نبیین (صحف انبیاے یہود) مین ہماری سمجھ اور استقصا کے مطابق عرب کے حصۂ مشرقی و جنوبی کا عبرانیون کے محاورہ کے مطابق حسب ذیل مقامات مین ذکر ہے، جنکو ہم بہ ترتیب حاشیہ مین لکھدیتے ہین[۱]،

ان مشرقی و جنوبی حصون مین مختلف قبائل آباد تھے، ہر حصہ کا نام اُسکے قبیلہ کیطرف نسبت کرکے لیتے تھے، مثلاً جنوب مین کوہ سعیر کے دامن مین ادومی اور عمالیق اباد تھے اُسکا نام زمین ادوم و عمالیق تھا، اس سے نیچے موجودہ خلیج عقبہ سے دور تک سواحل بحر احمر پر مدیانی

[۱] جنوب۔ تکوین ۱۲-۹ و ۱۳-۱ و ۲۰-۱ و ۲۴-۶۲، عدد ۱۳-۲۹، یوشع ۱۰-۴۰ و ۱۸-۵ و ۱۱-۱۹ و ۱۲-۸ و ۱۵-۱۹، قضاۃ ۱-۹، ۱۵، سموال ۲۷-۱۰ و ۳-۱، شعیا ۲۱-۱، ۳۰-۶، یرمیا ۱۳-۱۹ و ۱۷-۲۶ و ۳۲-۴۴، حزقیال ۲۰-۴۶، ۴۷-۲۱، ۴۷ و ۲۰-۲، ۲۴ و ۴۱-۱۱ و ۴۶-۶، دانیال ۸-۹ و ۱۱-۵، ۹، ۱۱، ۱۵، ۲۵، ۲۹، ۴۰، عبدیاہ ۱۹-۲۰، حبقوق ۳-۳،

مشرق۔ تکوین ۲۵-۶ و ۲۹-۱، عدد ۲۳-۷ و ۲۳-۲۸، قضاۃ ۶-۳، ۳۳ و ۷-۱۲ و ۸-۱۰، ملوک اول ۴-۳۰، ایوب ۱-۳،

آباد تھے وہ ارض مدین تھا، جس کو ایک مدت سے اب حجاز کہتے ہین، مشرق مین عموناً بنو عمان اور مواب تھے اور یہی انکے ملکون کا نام تھا، آگے بڑھکر مدین اور نجد کے سرون پر بنو اسماعیل کے خیمے تھے،

عرب کے شہر و مقامات

تورات مین مقامات عرب مین سے سب سے پہلے "مشا" اور "سفار" کا نام آیا ہی جو بنی قحطان کی آبادی کی ابتدائی اور آخری حد تھی، (تکوین ۱۰-۳۰) "سفار" سے متفقاً "ظفار" واقع مین مراد لیا گیا ہی، لیکن "مشا" نام عرب مین کوئی مقام نہین! اسکو عرب اپنے تلفظ مین کیا کہتے ہین؟ ریورنڈ بیوان Bevan مصنف جغرافیۂ قدیم کی راے ہی کہ وہ "موزہ" ہی،[۱] جو ساحل عرب پر بحر احمر کے مدخل کے پاس ایک مقام ہی، ایک دوسرا مقام بطلیموس کے نقشہ مین موسی ہی جو مغربی ساحل یمن پر واقع ہی،[۲] لیکن اس سے مکہ کیون نہ سمجھا جائے، کیونکہ حضرت اسماعیل کے ایک صاحبزادہ کا نام تورات مین مسا مذکور ہی،[۳] جنکے نام سے ممکن ہی کہ یہ مقام آباد ہوا ہو، قرآن کے انگریز مترجم سیل G.Sale نے بھی سمجھا ہی،[۴] قبل و بعد کا شبہہ نہو کہ کسی قدیم مقام کو بعد کے نام سے تعبیر کرنا تورات کا عام دستور ہی،

ادوم کی زمین مین دنہابہ، بصورا، تیمان، عویث، مشریقہ، رحبوت، اور قاعو نام آبادیون کا تورات (تکوین ۳۶-۳۱، ۴۰) نے ذکر کیا ہی لیکن ان کا محل وقوع نہین بتایا ہی، مگر چونکہ یہ زمین ادوم مین واقع ہین اس لیے اتنا ظاہر ہی کہ "شمال و مغرب مین انکا نشان ڈھونڈھنا چاہیے،

---

[۱] Ancient Geography P.9.1871 [۲] نقشہ مندرجہ Hogarth.P.19.

[۳] تکوین ۲۵-۱۵، [۴] دیباچہ ترجمۂ قرآن،

بصورا یقیناً وہی شہر ہو جسکو عرب **بصریٰ** کہتے ہین اور جواب تک معلوم ہو، **تیمان** کو شاید تیمار سے تعلق ہو جو بصریٰ کے پاس ایک مشہور آبادی ہی، اور جسکا ذکر تورات مین کئی جگہ آیا ہی،

قیدار بن اسماعیل کے تعلق سے "حضورا" ایک قطعہ کا نام لیا گیا ہی (یرمیاہ ۴۹-۲۸) لیکن جہان تک معلوم ہوا ہی اس نام کی کوئی آبادی عرب مین نہین اس لیے یقیناً یہ کسی قطعہ کا علم نہین بلکہ اس سے لغوی معنی مراد ہین، یعنی وہ آبادی جو مستقل ہو، بادیہ کی طرح عارضی نہو، اسی سے عربی مین "حضر" کا لفظ نکلا ہی، اور اسی بناپر آجکل حاضرہ مشہور و عظیم الشان شہر کو کہتے ہین،

عرب کے ایک مشہور شہر کا نام تورات مین "سلاع" آیا ہی جو ادوم کی حکومت مین واقع تھا، (ملوک دوم ۱۴-۷) سلاع کے معنی پتھر کے ہین، عربون کے ہان اس کا نام "الحجر" ہے، اور یونانی اسکو پٹرا Petra کہتے ہین، معنیً تینون ایک لفظ ہین، اس شہر کا نشان ابتک شام کے قریب شمال عرب مین باقی ہی، زمانۂ اول مین یونانیون کے زمانہ تک اس شہر کو بڑی رونق تھی، خلیج عقبہ کے پاس "عیلات" ایک بندر (ملوک اول ۹-۲۶) حکومت ادوم سے متعلق تھا، حضرت داؤد اور سلیمان نے اس حکومت کو اسرائیل مین داخل کر کے اپنے بحری کارخانہ کا صدر مقام قرار دیا، جنوبی عرب مین جہان عدن واقع ہی "اوفر" نام ایک دوسرا بندر تھا، حضرت سلیمان کے جہاز عیلات سے چلکر یہین اوفر آتے تھے (۹-۲۸) اوفر کا تورات مین متعدد بار نام آیا ہی یہ ایک تجارتی منڈی تھی، سونا کثرت سے یہان آتا تھا عدن جواب تک موجود ہی اسکی تجارت کی اُسوقت بھی دھوم تھی (۲۷-۲۳)

یمن کے شہرون مین سے "سبا" کا نام بھی تورات مین آیا ہی، یہان کی ملکہ حضرت

سلیمانؑ کے دربار مین بھی آئی تھی (ملوک دوم ۱۰-۱، ۱۳) سبا کے ساتھ یمن کے دوسرے تجارتی مقامات مثلاً "اوزال" کا نام بھی دولتمندی کی خصوصیت کے ساتھ لیا گیا ہے (حزقیال ۲۷-۱۹) اوزال وہان آباد تھا جہان اب صنعا آباد ہے، شمال عرب مین حجاز کے کسی قطعہ مین حویلا واقع تھا جہان بنی اسماعیل کی آبادی تھی (تکوین ۲۵-۱۸) عربون کے ایک اور مسکن کا نام "جوربعل" بتایا گیا ہے (تاریخ ثانی ۲۶-۷) معلوم نہین کہان واقع تھا لیکن فلسطین کے ساتھ اسکا ذکر ہوا اسلیے شاید شمالی عرب مین ہوگا،

قبائل عرب

قبائل عرب مین سے عبرانیون کو صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی جن سے انکو سیاسی یا تجارتی تعلق تھا، بنومدیان، بنوعمان، بنوادوم و عمالیق اور بنوموآب، انکے ہمسایہ اور برابر کے حریف تھے، اندرونی قبائل دو تھے، قحطانی اور اسماعیلی، قحطانیون مین سے بجز سبا اور اوزال کے جو تاجر تھے اور کسی کا ذکر نہین آیا (حزقیال ۲۷-۱۹) اسماعیلیون مین سے مطلق "قبائل اسماعیلیہ" کا نام آیا ہے جو عرب و مصر کے تاجر تھے (تکوین ۳۷-۲۶) اور کبھی عبرانیون سے میدانون کے ساتھ ملکر لڑے بھی تھے (قضاۃ ۸-۲۴)؛

قبائل اسماعیلیہ کا دوسرا نام "بنوہاجرہ" یا "ہاجرین" بھی تھا اس نام سے بھی تورات مین اُن کا ذکر آیا ہے (ایام اول ۵-۱۰) بنواسماعیل یا بنو ہاجرہ مین سے دو قبیلے نامور ہوئے، نبایوت (نبطین) اور قیدار، ان دونون کا ذکر تورات نے کیا ہے قبال ۶۰-۷) ایک اورعربی قبیلہ تورات مین مذکور ہے "معون" (تاریخ ثانی ۲۶-۷) لیکن عرب اسکو "معین" کہتے ہین،

جغرافیۂ عرب

از

مصنفین یونان و روما

عہد ثمود ثانیہ، سبا، قوم تبع، اصحاب الحجر

۸۰۰ ق م - ۲۰۰ ع

یونانیون مین سب سے پہلا شخص جسکو اقطاع ارضی کا علم تھا، ہومر فرض کیا جاتا ہی؛ اسکا زمانہ ایک ہزار یا ۸۰۰ ق م تھا، ہومر ایک یونانی[1] شاعر تھا، اُسکے کلام مین بعض ممالک کے نام آگئے ہین، اور یہی اُسکی جغرافی واقفیت ہی، منجملہ اور ممالک کے ایک ملک کا نام "عیرمبی" ہی جس کو "عربی" سمجھا جاتا ہی، دوسرا نام "اریمی" آیا ہی جس سے شام مراد لیا جاتا ہی کیونکہ توراۃ نے اسکو "ارم" کہا ہی؛

یونان کا سب سے پہلا مورخ اور جغرافی ہیروڈوٹس ہی مسیح[2] سے ۴۵۰ برس پہلے تھا، یہ پہلا یونانی مصنف ہی جو واقفیت کے ساتھ عرب کا ذکر کرتا ہی تاہم اسکے معلومات جغرافی نہایت ناقص تھے، عرب کی نسبت اس کا خیال تھا کہ وہ جنوب مین آبادی کا سب سے آخری حصہ[3] ہی؛ عرب کی مغربی حد اسنے دریاے نیل سے قرار دی[3] ہی، اور کوہستان سینا کو

Ancient Geography by Bevan. P. 19. لہ

Herodotus by H. Cary. Book. III. Para. 107. ٢ہ

Do. Do. Do. Do. II Do. 15 ٣ہ

بھی اسی مین داخل کیا ہی، وہ اس سے بھی واقف نہ تھا کہ عرب کے مشرق مین خلیج فارس ہی[۱]
عرب و فارس کو علٰحدہ کرتی ہی[۲]، عربون کی تجارت کا جابجا اسنے ذکر کیا ہی[۳]، اس سے واقف
تھا کہ عرب کے مغرب مین ایک دریا ہی مگر اُس کا نام بجاے "بحر احمر" یا "قلزم" کے "خلیج
عرب" قرار دیتا ہی[۴]، وہ یہ بھی سمجھتا ہی کہ بحر احمر کی بعض شاخین اندرون عرب مین بھی بہتی ہین[۵]،
شاید اس سے اسکی مراد خلیج عقبہ ہو، لیکن اس کی کیا تاویل ہی کہ وہ کہتا ہی کہ عرب مین ایک بہت
وسیع دریا ہی جو بحر احمر مین آکر گرتا ہی اور جسکا نام کوربس ہی[۶]،

پانچوین صدی ق م کے ہیروڈوٹس کے بعد یونانی و رومانی جغرافیہ نویسون کے
نتائج معلومات حسب ذیل ہین،

حدود عرب،

ہیروڈوٹس کے بعد سکندر کے اسفار و فتوحات نے تیسری صدی ق م یونانیون کے
معلومات جغرافی کو بہت بلند کر دیا، اُن کو اس کے بعد صحیح طور سے عرب کے حدود معلوم تھے
وہ جانتے تھے کہ عرب کے مغرب مین بحر احمر، مشرق خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور مشرقی
و شمالی مین بحر فرات اور شمالی و مغربی مین شام اور حدود مصر واقع ہین اور اس بنا پر جزیرہ نماے
سینا کے اکثر حصہ کو عرب مین داخل سمجھے تھے اور خود اس عہد مین یہود بلکہ نصاریٰ بھی یہی جانتے

۱ه ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۸،
۲ه ہیروڈوٹس، کتاب ۴، فقرہ ۳۹،
۳ه ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۱۰۷،
۴ه ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۲،
۵ه ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۲،
۶ه ہیروڈوٹس، کتاب ۲، فقرہ ۹،

تے جیسا کہ سینٹ پال کے ایک خط سے ظاہر ہوتا ہی (غلاطین ۴۰-۲۵)

اصل یہ ہی کہ شمالی و مغربی گوشہ مین عرب کی کوئی قدرتی حدبندی نہین ہی اسی لیے جغرافیہ نویس مختلف الراے ہین، ہیرو ڈوٹس اور پلینی نے بشمول جزیرہ نماے سینا، بحرابیض یا متوسط (مڈیٹرینین سی) تک اس گوشہ کو وسیع کیا ہی اور دوسرے جغرافیہ نویسون نے فقط بحر میّت (ڈیڈ سی) سے بصرٰی اور تدمر (پالمائر) تک اسکو محدود کر دیا ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ اتحاد جنسیت حدود طبعی، نوعیت حکومت، اور دیگر مناسبات سے ہمیشہ یہ اقطاع عرب مین شامل رہے ہین۔

اقطاع عرب،

یونان و روم کے قدیم جغرافیہ دان، ایراستینوس، استرابو اور پلینی نے عرب کو صرف دو قدرتی حصون پر تقسیم کیا ہی شمالی اور جنوبی، لیکن اس سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ دوسری صدی مین بطلیموس کی تقسیم ہوئی اور اب تک یورپین جغرافیہ نویس و سیاح اس تقسیم کی تقلید کرتے ہین،

بطلیموس نے تمام ملک کو تین طبعی حصون مین تقسیم کیا ہی، **عرب آبادان** یا العرب المیمونۃ *Arabia felix* **عرب ریگستان** یا عرب الرمال *Arabia deserta* اور **عرب سنگستان** یا عرب الحجر *Arabia petraea*

عرب سنگستان یا عرب پیٹرا مغرب مین مصر کی سرحد سے جزیرہ نماے سینا سے گذر کر مغرب مین بصرٰی پر ختم ہوتا ہی، جو عرب کا ایک قدیم شہر ہی، شمال و مغرب مین تدمر تک اسکا گوشہ جاتا ہی اور اسکی پشت پر شمالی و مغربی یہودیہ اور فلسطین کا ملک پڑتا ہی، جنوب مین عرب ڈزرٹا یعنی عرب ریگستان اور عرب فیلکس یعنی عرب آبادان واقع ہی، عرب ریگستان یا عرب ڈزرٹا کی مشرقی و شمالی حد نہر فرات و الجزیرہ سے شروع ہو کر مغرب و شمالی حد مین عرب سنگستان یا عرب پیٹرا کی مغربی و شمالی پر ختم ہوتی ہی، جنوب مین **عرب آبادان** یا عرب

فیلکس ہی،

عرب آبادان یا عرب فلکس بقیۂ تمام جزیرہ نماے عرب کو جو مغرب مین بحر احمر، مشرق مین خلیج فارس، جنوب مین بحر ہند اور شمال مین عرب پٹرا اور عرب ڈزرٹا سے محاط ہی، کہتے ہین جسمین بحر احمر کے ساحل پر حجاز، سواحل بحر احمر و ہند پر یمن، حضر موت، اور سواحل خلیج فارس پر عمان و بحرین اور وسط عرب مین یمامہ و نجد داخل ہین[۱]

یونانی اور رومانی فاتحین نے عرب پٹرا اور عرب ڈزرٹا کو فتح کرلیا تھا، اس لیے وہ اس کے حالات سے واقف تھے، عرب فلکس کے صرف سواحل سے اُن کو آگاہی تھی، ور ایک آدھ نام غلط سلط اندرونی قبائل واقطاع کے بھی اُنھون نے سن لیے تھے،

حسب تحقیق ڈاکٹر اسپرنگر، بطلیموس نے اپنے جغرافیہ مین عرب فلکس کے ۵۰ قبائل ۱۶۴ مقامات، ۵۰ کوہستانی سلسلے اور ۴ دریاؤن کا ذکر کیا ہی، ان کے علاوہ اسطیفنوس، Stephen اور پلینی Pleny نے بھی بعض نام گنائے ہین، لیکن اسباب خواہ کچھ ہون مگر واقعہ یہ ہی کہ دس پانچ نامون کے سوا اب وہ سب غیر معروف ہین،

[۱] غیر معتقدین بطلیموس تو یہ کہتے ہین کہ ان نامون کا وجود و مصداق بطلیموس کے دماغ کے سوا کہین خارج مین نہین ہی، عرب کے خالی از معلومات اوراق کو پُر کرنے کے لیے نام اپنی طرف سے گھڑ لیے ہین ایک مصنف اسکی ایک معقول وجہ بتاتا ہی[۲]۔

اکثر اُن اقطاع عرب مین آبادی کا کبھی کوئی باقاعدہ و مقرر اصول نہین رہا ہی، جن کا بطلیموس نے نشان دیا ہی، اگر بطلیموس کے نامون مین کوئی حقیقت ہی، تو وہ کوئین ہونگے یا نخلستان جہان کاروان اور قافلے اپنے خیمے کھڑے کر دیے ہونگے،،

بطلیموس کے نہ صرف جغرافیۂ عرب بلکہ عام جغرافیۂ عالم کے متعلق علماے عرب کو بھی یہی شکایت تھی (بقیہ حاشیہ صفحہ

[۱] Forstar's Arabia .Vol. II. P. III. 12. 13.

[۲] ان بیانات کے لیے دیکھو، مقدمہ D.G. Hogarth. PP. 19. 17. 23.

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷) اور اسکے وجوہ بھی بتاتے ہین، سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری مین **مسعودی** لکھتا ہے،[۱]

الا ان اسماءھا فی ھذا الکتاب

بالیونانیۃ متعذر فھمھا، (جغرافیۂ بطلیموس کے یونانی نامون کو سمجھنا مشکل ہے)

ساتوین صدی ہجری مین **یاقوت** کی مقدمۂ معجم مین شہادت ہے،

جھلت اکثر الاماکن التی ذکرت فیھا وابھم	مین جغرافیۂ بطلیموس کے بیان کردہ مقامات سے ناواقف ہون
علینا امرھا وعدمت لتطاول الزمان فلا تعرف	اور میری سمجھ مین نہین آئے کہ مرور زمانہ سے وہ مٹ گئے اور مجہول ہین

سب سے آخر مین دسوین صدی ہجری مین لفظ "جغرافیہ" کے تحت مین کاتب **چلپی** کا بیان ہے،

لکن اندرس کثیر مما ذکرہ وتغیر اسماءہ فانسد باب الانتفاع	بطلیموس کے بیان کردہ مقامات مٹ گئے اُنکے نام بدل گئے

لیکن معتقدین بطلیموس اس الزام سے برہم ہین اور کوشش کرتے ہین کہ یونانی اللہجہ نامون کی عرب جغرافیہ نویسون کے بلکہ حال کے سیاحین یورپ کے بیان سے تطبیق دی جاے، ریورنڈ فارسٹر نے ۱۸۴۴ء مین جغرافیۂ تاریخی عرب کے دوسرے حصہ مین ۱۰۹ سے ۲۶۲ تک، ۱۵۳ صفحے ان نامونکی تحقیق وتصدیق وتطبیق مین صرف کیے ہین اور ہر جگہ اپنی "عالمانہ جہالت" کی عجیب وغریب مثال پیش کی ہے، غریب فارسٹر کو نہین معلوم کہ قبائل کب پیدا ہوے، ان مقامات مین کب آباد ہوے اور عربی مین ان کا صحیح نام کیا ہے؟ وہ بطلیموسی قبائل کے نامونکو حروف کے ہیر پھیر سے موجودہ قبائل سے تطبیق دیتا ہے، اُسکو نہین معلوم کہ اب قدیم قبائل کا علی الاکثر نشان بھی نہین، وہ عہد اسلام مین فاتحانہ کہان سے کہان نکلکر آباد ہو گئے موجودہ قبائل کے نام بالکل نئے ہین، قبائل کے مساکن و مقامات و اسما کی تعیین اگر ہو سکتی ہے تو صرف جغرافیین عرب کے بیانات سے، فارسٹر کے بعد ڈاکٹر اسپرنگر نے ۱۸۷۵ء مین جغرافیۂ قدیم عرب Anci. Geog. of Arab. کے نام سے اسی قسم کی کوشش کی ہے مجھے اُنکی کامیابی کا حال نہین معلوم اُنکے مرتبہ نقشۂ قدیم عرب کے سوا اصل کتاب مجھے نہین ملی،

[۱] مروج الذہب ص ۱۰۳ ج ۱ مصر بر حاشیہ نفح الطیب،

بہرحال عرب کے جن قبائل ومقامات کے نام یونانیون اور رومانیون کے ہان آئے ہین ہم انکو مستقل ابواب مین ترتیب دیتے ہین،

مقامات عرب

عرب فلکس کے وہ مقامات جو تقریباً صحیح اور معروف ہین حسب ذیل ہین، یہ علی الترتیب حجاز سے بحر احمر، بحر ہند اور خلیج فارس کے کنارہ کنارہ سواحل پر عراق تک واقع ہین،

یونانی تلفظ	بخط اردو	صحیح عربی نام	کیفیت
Macoraba	مکاربا	مکہ، ربۃ	ربۃ کے معنی اعظم کے ہین،
Iathreppa	اثرپا	یثرب	شہر مدینہ منورہ کا جاہلی نام
Iamlia	انبیا	ینبوع	حجاز کا ایک ساحلی مقام
Dumatha	ڈومیتھا	دومہ	دومۃ شمالی عرب کا ایک شہر
Egra	اجرا	حجر	ثمود کا دارالحکومت حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر،
Thairaau	تھیما	تیمار	انتہاے حجاز مین بجانب شام ایک شہر،
Modiuna	مدایونا	مدین	حجاز کے قریب ساحل بحر احمر پر حضرت شعیب کا شہر
Sapphor	سفار	ظفار	یمن مین ایک قدیم شہر

(۱) منتخب از Hogarth. P. 18. Ptolemy's map of Arabia By Sprenger & Bevan. P. 174.

یونانی تلفظ	بخط اُردو	صحیح عربی نام	کیفیت
Adana	عدانا	عدن	ساحل بحر ہند پر یمن میں ایک بندر،
Minai	مینائی	معین	یمن میں ایک قدیم آبادی،
Mariaba	ماریاب	مارب	یمن کا قدیم دار الحکومت،
Negrana	نگرانا	نجران	یمن میں ایک نصرانی آبادی،
Chatramoti	کیٹرموٹی	حضرموت	ساحل بحر پر جنوبی عرب میں یمن کے پاس،
Maccala	مکالا	مکلا	جنوب یمن میں ساحل بحر عرب پہ
Gerrhai	گرہائی	قریہ	یمامہ میں ایک شہر،
Catabaez	قتابائی	قتاب	قدیم یمن میں ایک شہر
x	نشَک	نشق	〃
Karnaee	قرنائی	قرن	〃
Salaee	سبائی	سبا	〃
Omanum	عانوم	عمان	ساحل خلیج فارس پر مشرقی عرب میں ایک صوبہ،
Amithoscuta	امیتھوسکوٹا	مسقط	عمان کا دار الحکومت،

عرب پٹرا اور ذڑرٹا سے یونانیون اور رومانیون کو واقفیت تھی کہ ان پر اُن کا قبضہ تھا لیکن یہان دوسری وقت ہے یعنی عرب آبادیون کو مٹا کر اُنھون نے یونانی نام سے یونانی و رومانی شہر قائم کر لیے تھے تاہم جن نامون کے اتحاد و اشتراک کا حال معلوم ہوا ہے وہ

حسب ذیل ہین۔

تدمر، سب سے مشہور تر مقام ان اطراف مین تھا یہ انتہائے شمال مین فلسطین کے پاس عرب کا آخری شہر ہی، اسفار یہود مین ہی کہ اس کو حضرت سلیمان نے بنوایا تھا (ملوک اول ۹-۱۹) بہرحال یہ ایک عرب ریاست کا دارالامارت تھا، رومیون نے سنہ ۶ء مین جب اسکو لیا تو اس کا نام "پالمائر" رکھدیا،[51]

ربات مواب یہ شہر بحر میت کے قریب عرب پٹرا مین موابی عربون کا دارالحکومت تھا، رومیون نے اسکا نام اریوپولس رکھا تھا، ۳۱۵ء مین زلزلہ سے تباہ ہوگیا،[52]

بصرٰی جسکو رومیون نے بگاڑ کر بوسٹرہ بنایا ہی، وہ بھی اسی کے قریب ایک شہر تھا اور اب بھی اُسکا نشان ہی، یہ ادومی عربون کا خاص مقام تھا،

الرقیم، اس کو عبرانی "سلاع" اور یونانی "پٹرا" کہتے ہین، یہ شمالی عرب مین پہلے مدیانی حکومت کے ماتحت ایک دارالامارت[53] تھا پھر نبطی عربون کا دارالحکومت ہوا، رومیون کے عہد مین بھی اسکو خاص اہمیت ملی،

ربات عمون، عمونی عربون کا عرب دزرٹا کے شمالی و مشرقی حصہ مین دارالحکومت تھا، اسکو یونانیون نے فلاڈلفیا کا نام بخشا ہی کہ تیسری صدی ق م اسکو شاہ بطلیموس فلاڈلفیوس نے دوبارہ تعمیر کیا تھا،[54]

۵۱ Josephus. Vol. 1. P. 428. 1822

۵۲ Bovan. P. 202

۵۳

۵۴ Josephus. P. 192 Vol. 1. 1822

ان لوگون کو بعض جزائر و سواحل عرب سے بھی واقفیت تھی، تم نے مُکلّا کا نام اوپر پڑھا ہی، اسکا ذکر بطلیموس نے کیا ہی، اور اس کی جگہ ۱۳-۴۵ درجہ پر مقرر کی ہی، لیکن صحیح مقام ۱۴-۳۰ درجہ ہی[1]،

بطلیموس سے سو برس پیشتر ایک یونانی مصری نے جسکا نام مجہول ہی، جہاز رانون کے لیے ایک بحری جغرافیہ ترتیب دیا تھا، جسمین اُسنے بحر عرب کی جزائر پر جو عرب کے قریب ہند و اسکندریہ کے سرِ راہ واقع ہین روشنی ڈالی ہی، وہ پہلے بحر عرب مین عرب کے ایک جنوبی ساحل یودیمون Eudaemon کا ذکر کرتا ہی، جسکو "عدن" سمجھنا چاہیئے اسکی نسبت اُسکا بیان ہی کہ مصر و ہند کے درمیان یہ ایک تجارتی منڈی ہی (جیساکہ اب بھی ہی) اس سے آگے بڑھکر بجانب ہند عرب کی ایک راس کا ذکر کرتا ہی، جسکا یونانی نام Syagrus سیاگروس بتاتا ہی، اسکو راس فرطق سمجھنا چاہیے، یہان اندرون عرب مین جانے کے لیے بہت سے بخورات کا سرمایہ پڑا رہتا ہی، یونانی جغرافیہ نویس "دنیا کی سب سے بڑی راس" اسکو قرار دیتا ہی، یمن و حضرموت کے قریب ایک جزیرہ ہے سقوطرہ نام، اُسکا نام یہ ڈائسکروڈیس Dioserides بتاتا ہی[2]-

قبائل عرب

یونانی اور رومانی قومون کو عرب کے صرف اُن قبائل سے واقفیت تھی، جو سیاسی طاقت رکھتے تھے یا تجارت کی راہ سے ادھر اُدھر نکلا کرتے تھے، اسکندریہ کے یونانی اور رومی جغرافیین مین سے اسٹرابو، پلینی، ڈائڈورس اور بطلیموس نے تقریبًا پچاس ساٹھ قبائل کے نام لیے

[1] Forster. Vol. II. P. 292.

[2] History of Ancient Geography by Tozer. P. 276. 1897

ہین، لیکن یونان، اسکندریہ اور روم جاکر انکی شکل ایسی بدل گئی ہی کہ پہچانے نہین جاتے، صرف چند قبائل ایسے ہین جو ہزارون برس کے بعد بھی اپنے وطنی لب و لہجے سے تمیز کر لیے جاتے ہین،

عادِ ارم، عرب کا سب سے قدیم اور مشہور قبیلہ ہی، حضرموت کے پاس اسکا مسکن تھا، قبیلہ کا اکثر حصہ تو یونانیون سے بھی بہت پہلے تباہ ہو چکا تھا، مگر ایک ٹکڑا پیروانِ ہود کا باقی رہگیا تھا، یونانی جغرافیہ نویسون نے حضرموت کے ایک قبیلہ کا نام Adramitae عادرمی، "ٹائی" بتایا ہی "ٹائی" صرف قبیلہ ہونے کو ظاہر کرتا ہی[1]، اصل لفظ عادرم ہی، جو عادارم کی نہایت صحیح صورت ہی، بعض لوگ اس سے خود "حضرموت" سمجھتے ہین لیکن حضرموت کی یونانی زبان مین یہ شکل ہی Chatramolitae خترموٹی، "ٹائی"، اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہی کہ یہ دونون نام ایک ساتھ مستعمل ہوئے ہین اسلیے ظاہر ہی کہ ان سے دو قبیلے مراد لینے چاہئین، اور اس سے زیادہ بدقسمتی ہمارے مخالفین کی یہ ہے کہ بطلیموس نے عاد Aditai اور Oaditai کا بلا اشتباہِ حضرموت بھی ذکر کیا ہے[2]

ثمود، کا بقیۂ نقیہ (مومنین صالح) حجاز کے پاس مدین اپنی قدیم جگہ مین اس عہد تک موجود تھا اسکا تلفظ جغرافیین یونان و روما نے دو طرح کیا ہی Thamydeni تھامادینی اور Thamyditai تھامادی، "ٹائی"، عربی کی "ث" عبرانی مین "ت" اور یونانی مین "تھ" ہو جاتی ہی،

---

[1] ان زبانون مین قوم و جماعت کو ظاہر کرتا ہی جیسے عربی مین بعینہ یہی حروف (یۃ) یہی معنی ظاہر کرتے ہین مثلاً حنفیہ، مالکیہ، مرجیہ،

[2] Forster Vol. II. P. 374 N.

حضرموت، عہد قدیم مین سیاسی وتجارتی دونون حیثیتون سے یمن کے ہم پلہ تھا، یونانیون نے Chatramulitai خترموتی، ٹائی کے نام سے اسکو یاد کیا ہے،

نبط، نجد سے سواحل بحر احمر وعقبہ وبادیۂ شام تک کی حکومت مسیح سے دو تین سو برس پیشتر نبط بن اسماعیل کی اولاد کے ہاتھ مین تھی، نبط کی جمع انباط اور نبطیین ہے، نبطیین سے یونانیون اور رومانیون کو سیاسی تعلقات تھے، انکا نام اُنکے ہان Nabathaei "نباتہ یائی" ہے اور انکا دار الحکومت "پٹرا" تھا،

قیدار، قیدار بن اسماعیل کا خاندان جس سے خاندان اسلام پیوستہ ہے مسیح ؑ سے ایک ہزار برس پہلے سے حجاز کا مالک تھا، یونانی مین اسکا نام، متعدد طریقہ سے لیا گیا ہے جس مین زیادہ صحیح پلینی کا Cedarni کیڈارنی ہے[1]،

یمن کے قبائل Minaei "مین آئی" یعنی "معین" Sabaei "سبا آئی" یعنی سبا Homeritae "ہومرٹائی" یعنی "حمیر" کا مفصل ذکر ہے، خلیج فارس پر، Omanitae عمانی ٹائی یعنی عمانی عرب اور Gerrhaei "گریہ آئی" یعنی اہل قرح واقع یمامہ کا نام بھی مذکور ہے[2]،

قبل اسلام، حیرہ مین مناذرہ اور شام مین غساسنہ ایرانیون اور رومانیون کے ماتحت برسر حکومت تھے اسلیے انکا ذکر بھی مفصلاً یونانی تاریخون مین مذکور ہے، کہ وہ ان دونون مشرقی ومغربی حکومتون کی بیچ کی دیوار تھے، اور عرب نہایت قدیم زمانہ سے مشرقی ومغربی امور سیاسیہ مین حد متوسط ہے[3]،

[1] Bevan's Ancient Geography. Page. 178

[2] Forster Vol. I. P. 244. فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۴

[3] Herodotus Book II - Para. 198.

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بھی بیسیون قبائل کا قدیم یونانی جغرافیون مین نشان ملتا ہی جنمین مین سب سے زیادہ پُرزور اور طاقور بتائے گئے ہین، بنی زوین Bani-Zomeneis سیڈینی Sedeni اور بنوبری Baunbari یہ تینون قبائل سواحل بحراحمر پر خلیج عقبہ سے عسیر تک حجاز و تہامہ مین متوطن ظاہر کیے گئے ہین، لیکن انکے اصلی اور صحیح نام کیا ہین؟ ان نامون کا تو عرب مین کوئی قبیلہ نہین،

ریورنڈ فارسٹر تاکید فرماتے ہین کہ ہم بغیر کسی "شک و سوال" کے بنی زوین کو بنی عمران[1] سیدینی کو جہینہ! اور بنوبری کو کنوان[2] والا قبیلہ! تسلیم کرلین، اسکی مضحکہ خیز دلیل فاضل ممدوح یہ دیتے ہین کہ (تقریبًا دو ہزار برس کے بعد) برکھارٹ اور نیوبہر گذشتہ صدی کے یورپین سیاحون نے ان مقامات مین انھین قبیلون کو دیکھا ہی! حالانکہ صاف ظاہر ہی کہ زوین، خزمین ہی، سیدینی، ہیذین، اور بنوبری نیوبریر؛ خزمیہ حجاز مین ہیذا اور بریرہ دیگر اطراف مین مشہور قبائل ہین،

سب سے زیادہ زور ریورنڈ فارسٹر بنی زوین پر دیتے ہین اور یہ تسلیم کرانے کی کوشش کرتے ہین کہ اُن کا مسکن حجاز نہین بلکہ خلیج عقبہ تھا، اور یہ اسلیے کہ سسلی کے ڈائڈورس نے حج مسیح سے سولہ برس پہلے تھا لکھا ہی کہ "بنی زوین کے ملک مین ایک معبد ہی جسکی تمام عرب عزت کرتے ہین" اس معبد کو اُن علمائے یورپ نے جنکے نام کا پہلا جزء ریورنڈ نہین (غیر پادری) کعبہ سمجھا ہی، بلکہ تعجب ہی کہ ایک ریورنڈ نے بھی اپنے قدیم نقشہاے جغرافیہ مین بنی زوین کو خاص حجاز مین مکہ سے مدینہ تک پھیلایا ہی[3]!

---

[1] بیر عربی مین کنوان کو کہتے ہین، اسیلیے بری کے بھی وہ کنوان کے معنی سمجھتے ہین،

[2] دیکھو کارلائل کا رسالہ "ابطال" فصل بطل البنوۃ، اور گبن باب ۵۰،

[3] Atlas of antient Geog. by Samuel Butler D.D. Map XXII. 1868.

بہرحال اسکی بحث کہ اس معبد سے کعبہ کیون نہ سمجھا جائے اپنے موقع پر آئیگی، یہان صرف قبائل کے مسکن اور اُسکی حقیقت سے بحث ہی، اس کے فیصلہ کے لیے دو چیزون کی ضرورت ہی، نامون کی مناسبت و قربت اور قبائل مذکورہ کا زمانۂ وجود، ہم ذیل مین اس قسم کے یونانی اللہجہ نامون کا ایک نقشہ دیتے ہین، گو بیکار ہی،

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Banikomenies	بنی زومین	بنی عمران	بنی خزیمہ (یا) خزیمین
Sideni	سیدینی	جہینہ	بنو سُید (یا) سیدمین
Banubari	بنی بری	بنو بئر (کنوان والے)	بنو بریر
Arosi	ارسائی	بنی استان	*
Cinaidocalpttai	کینائڈوکوپٹائی	*	*
Debai	ڈیبائی	زبید	ضبہ
Carbai or Corbani	کربا (یا) کربنی	حرب	*
Canraitai	کانرٹائی		*
Dachareni	ڈاخارینی	بنو زہر	بنو سخر
Cassanitai	کسانی ٹائی		بنو غسّان
Gasandi	گسانیڈی		بنو کیسان
Dosoreni	ڈوسارینی		دوسر
Dorni	ڈارنی	دارن (؟)	بنو دارم

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Mocoretai	موکوریٹائی	اہل مخا (بندر یمن)	
Elisari	الیساری		
Elamittai	الامیٹاری	بنی یام	بنو عیلام
Caqulatai	کیقولیٹائی	بنو غیلان	
Saritai	ساری ٹائی		
Tomabel	ٹومابیل		بنو تیم
Sapharetai	سفاری ٹائی	اہل ظفار	
Oaditai	اوڈی ٹائی		عاد
Homeritai	حوموری ٹائی	حمیر	
Adramitai	عڈرمیٹائی	حضرموتی	عادارم
Maphoritai	مافوری ٹائی		
Lainitai	لائینیٹائی	لحیان	
Chaldei	خالڈائی	بنو خالد	
Iolesitae	ایولسٹائی		
Abucaei	ابوکائی		
Lenitai	لینی ٹاے		
Themi	تیمی		تیم
Zamareni	زمارینی	شمر	ضمر

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند المصنف
Scenitai	سینی ٹی ئی		
Saraceni.	ساراسینی	اہل کوہ سروات (سرواتیین)	
Thamareni	تماری نی		بنو ضمر
Nabathaei	ناباتہائی	نبطیین	
Thimanei	تھامانائی		اہل تیماء
Masaemanes	ماسائمینس		
Vadeni	وادینی		
Astapeni	استینی		
Katanitai	کٹانی ٹائی		
Tanutai	ٹنوٹائی	قبیلۂ تنوخ	
Manitae	مانی ٹائی	اہل منیٰ (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Salapeni	سلافینی		بنو سلف
Achoali	اچاؤلی		بنو عجل
Minaet	مینائیت	اہل منیٰ (واقع مکہ)	معین (واقع یمن)
Sabaei	سبائی	سبا	
Anchitai	انخی ٹائی		
Kithibanitae	کیتھی بانی ٹائی	بنو قحطان	قتابین (قتابین واقع یمن)

تلفظ یونانی بخط انگریزی	تلفظ یونانی بخط فارسی	اصل عند فارسٹر	اصل عند الصفت
Madasara	مڈاسارا		
Sophanitai	سفانی ٹائی	بنوسفیان	
Docharemoikai	داخری موئزائی	دارالقرامطہ[۵۳] (واقع بحرین)	
Olomeotae	عیلاموٹائی		بنوعیلام
Omanitai	عمانی ٹائی	اہل عمان	
Jobaritae	جوباری ٹائی		
[۵۱] Chatramatae	خترمٹائی	اہل حضرموت	

عربون اور رومیون کے تعلقات تعارف مین ایک اور واقعہ پہلے یونانی و رومی اور اب یورپین ارباب قلم مین نہایت آب و تاب سے ذکر کیا جاتا ہی وہ ایک رومی سردار آلیوس گالیوس Aelius Gallus کا پہلی صدی عیسوی مین عرب پر حملہ ہے، وہ کہانتک گیا؟ اُسنے کیا کیا؟ کیون واپس آیا؟ اور اس سے کیا فائدے ہوئے؟ ہر ایک چیز کا جواب یورپین مصنفین نہایت مزہ سے لیکر دیتے ہین، اور ایک نے تو عالم نشاط مین یہانتک لکھدیا کہ وہ مکہ تک پہونچگیا تھا، اور اس حملہ کا نام "اکتشاف ارضی ہر رکھا گیا ہے"[۵۴]

ہم اس مضمون پر سلسلۂ تاریخ مین اپنے موقع پر بحث کرینگے،

۵۱ منتخب از Forster. Vol. II. Part. II.

۵۲ Forster. Vol. II. Part. II. Sect. VI.

۵۳ یورپ ستشرق کو نہین معلوم کہ بحرین مین قرامطہ کا وجود بطلیموس کے ۸۰۰ برس بعد ہوا ہی،

جغرافیۂ عہد قرآن

ملک عرب عرب کا ملک حدود طبعی کے لحاظ سے ایک جزیرہ نما ہے لیکن اہل عرب اسکو ہمیشہ جزیرۃ العرب کہتے ہین، اور اس کو وسط معمورۂ عالم یقین کرتے ہین اسکی تصدیق تحقیق جدید سے بھی ہوتی ہے کہ وہ درحقیقت دنیائے قدیم کے قلب مین واقع ہے[ط] اس سے قریب ترین ممالک مشرق مین فارس جنوب مین ہندوستان، مغرب مین حبشہ، سودان اور مصر اور شمال مین ملک شام، الجزیرہ اور عراق ہین،

حدود عرب،

عرب جغرافیہ نویسون نے اسکی تحدید اسطرح کی ہے "مغرب مین بعض اجزاے بادیۂ شام ازمقام بلقاء تا مقام ایلہ قریب عقبہ، مغرب وجنوب مین بحر احمر، ازمدین وجدہ تا سواحل یمن، مشرق مین بحر ہند از عدن وظفار تا مہرہ، مشرق مین بحر عمان وخلیج فارس از مہرہ وعمان وبحرین تا بصرہ وکوفہ، اور شمال مین نہر فرات تا بلقاء،،

جدید طرز مین صاف طور سے یون کہنا چاہیے کہ مشرق مین اُسکی حد خلیج فارس سے شروع ہوکر، بحر عمان کو طے کرکے بحر ہند پر ختم ہوتی ہے، بحر ہند عرب کے تمام جنوبی حد مین پھیلکر مغربی وشمالی گوشۂ عرب مین بحر احمر پر منتہی ہوتا ہے، جسکو ہیروڈٹس وغیرہ قدیم اہل جغرافیہ خلیج عرب کہتے ہین اور جو عرب کی مغربی حدبندی گوشۂ مغربی وشمالی سے گوشۂ مغربی وجنوبی مین خلیج عقبہ تک کرتا ہے اور جس سے حبش ومصر کی سرزمین عرب سے علیحدہ ہوجاتی ہے،

[ط] The penetration of Arabia D.G.Hogarth 1.94

خلیج عقبہ جنوبی گوشہ میں جزیرہ نمائے سینا اور عرب کو ایک فاصلۂ قریب تک باہم علیحدہ کرتا ہے، اسکے اختتام پر شام کی حد شروع ہوتی ہے[1] اور بادیہ شام کو قطع کرکے جنوب میں نہر فرات کے ساتھ ساتھ مشرق کی طرف پھر شرق و شمال کی سمت میں بصرہ کے پاس آکر خلیج فارس پر منتہی ہوتی ہے، اس تفصیل سے یہ ظاہر ہوگیا ہوگا کہ عرب کی مشرق میں خلیج فارس و بحر عمان، جنوب بحر ہند، مغرب میں بحر احمر، مغربی شمالی میں خلیج عقبہ شام اور فلسطین اور شمالی و مشرقی میں نہر فرات واقع ہے،

آپ نے دیکھا! کہ عرب جغرافیہ نویسوں کا عرب عبرانی، یونانی اور رومانی جغرافیہ نویسوں سے چھوٹا ہے، کیونکہ اس میں جزیرہ نمائے سینا اور بعض اجزائے عرب شام شامل نہیں، بات یہ ہے کہ یونانیوں نے ان ٹکڑوں پر قبضہ کرلیا تھا اور تا اسلام عرب اس پر قابض ہو سکے اس بنا پر عرب ان ذا ٔس کو اپنی مملکت سے خارج سمجھ لیا۔ ورنہ حدود طبعی اور جنسیت آبادی کے لحاظ سے وہ کبھی خارج نہیں، ہوا،

مساحت عرب عرب جغرافیہ نویس عموماً مساحت کا بیان زمانۂ رفتار سے کرتے ہیں، ابو الفداء نے تقویم البلدان میں عرب کی مربع مسافت سات مہینے گیارہ دن کی بیان کی ہے، از روئے جدید تحقیق کو حقیقی طور سے عرب کی پیمائش نہیں ہوئی تاہم وسعت کے لحاظ سے عرب چھوٹا ملک نہیں ہے وہ جزیرہ نمائے ہندوستان سے بڑا اور ممالک جرمنی و فرانس سے چار گونہ زیادہ ہے، شمال سے جنوب کی جانب پورٹ سعید (یا العریش) سے عدن تک طول

[1] مصنفین انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع جدید لکھتے ہیں "عرب کی شمالی تحدید مشکل ہے محققین العریش سے شروع کرتے ہیں، شمال میں بحر فلسطین و درمیان پورٹ سعید سے، خلیج عقبہ ختم ہوکر شمال کی طرف شامی حد کے قریب دریم مشرقی جانب کنارۂ فرات اور پھر شمالی و مشرقی دائرۂ شط العرب پھر خلیج فارس، صحرائے شام عرب میں داخل ہے، ملخصاً ص ۲۶۲ ج ۲"

۱۵۰۰ میل اور مغرب سے مشرق کیجانب پورٹ سے فرات تک عرض ۶۰۰ میل ہی اور مجموعی رقبہ ۱۲۰۰۰۰۰ میل مربع،

طبعی حالات،

عرب کا ملک اس وسعت کے باوجود زیادہ تر بے آباد، خشک، شور اور ریگستان ہی، تمام ملک مین پہاڑون کا جال ہی، جابجا بے آب وگیاہ صحرا ہین، حقیقی دریا کا وجود نہین، عموماً پہاڑ کے چشمون وادیون کے پانی اور میدان کے کوُون پر گذر ہی، آب وہوا کے لحاظ سے یہ نہایت گرم ہی، میدانون مین باد سموم جب چلتی ہی تو کوسون تک زندگی دشوار ہوجاتی ہی، کبھی اسکے ساتھ جب ریگ کا طوفان ہوا پر اٹھتا ہی تو پورا قافلہ کا قافلہ، آبادی کی آبادی ریگ کے ڈھیر کے نیچے دب جاتی ہی، اسی لیے ملک عرب مین بغیر واقف کار موسم وہوا، اور رہنماے بادیہ وصحرا سفر نہایت خطرناک ہی،

اس ملک کا سب سے بڑا صحرا شمالی حد مین شام وعرب کا درمیانی ریگستانی میدان ہی جسکو عرب بادیۂ شام اور غیر عرب بادیۂ عرب کہتے ہین، دوسرا ریگستان جنوبی حد مین یمن، عمان اور یمامہ کے درمیان ایک ناقابل آبادی بے آب وگیاہ وسیع صحرا ہی جسکو دہنا، صحراے اعظم اور رُبع خالی کہتے ہین، اسکی ایک نوک بحرین اور نجد مین سے گذر کر صحراے شام مین ملجاتی ہی، یہ صحرا طول مین دو درجہ اور عرض مین ڈیڑھ درجہ ہی، اور مجموعی رقبہ اس کا تقریباً ۵۰۰۰۰ ۲ میل مربع ہی،

اس ملک مین سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ جبل السراۃ ہی جو جنوب مین یمن سے شروع ہوکر شمال مین شام تک چلا گیا ہی، اسکی سب سے بڑی چوٹی ۸۰۰۰ فیٹ بلند ہی، حجاز کا سب سے مشہور پہاڑ جبل الہدیٰ طائف کا جبل الکرا، نجد کا جبل عارض وطریق، مشترکا

جبل سلمیٰ اور یمن کا جبل کوکبان ہی، جبل کوکبان کی بلندی کہین کہین سطح آب سے ... ۲ فیٹ بلند ہو،

عرب مین جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہو گو کوئی دریا نہین لیکن عجیب قدرت خداوندی یہ ہے کہ یہان کے پہاڑون سے ہمیشہ چشمے جاری رہتے ہین جن سے دامن کوہ اور وادیان عموماً سرسبز وشاداب رہتی ہین، کبھی کبھی یہی چشمے پھیلکر تھوڑی دور تک ایک مصنوعی دریا بنجاتے ہین، پھر وہ یا ریگستان مین جذب ہو جاتے ہین یا سمندر مین ملجاتے ہین، ملوک عرب نے انھین چشمون کے روکنے لیے بند بنائے تھے، کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہو کہ یہ چشمے اتفاقاً اُبل کر بصورت سیلاب خطرناک ہو جاتے ہین، عرب کے وہ مقامات اور صوبے جو سواحل بحر پر واقع ہین عموماً سرسبز وشاداب ہین خصوصاً یمن کا صوبہ جو بحر ہند اور بحر احمر کے ساحل پر واقع ہو نہایت زرخیز ہو، اور یونانیون مین اسی سے وہ زرخیز عرب کے نام سے مشہور ہی، عمان، حضر موت، نجد تہامہ اور حجاز مین طائف عرب کے بہترین اقطاع ہین،

حاصلات عرب،

عرب کی پیداوار زیادہ تر کھجور، سیب اور ہر قسم کے بہترین نوع کے فواکہ ہین، کہین کہین زراعت بھی ہوتی ہو، اقوام قدیمہ مین عرب کی شہرت اُسکے طلائی ونقرئی معدن اور بخورات اور خوشبودار اشیاء کی جائے پیدایش ہونیکی بنا پر تھی۔ ہیرو ڈوٹس[1] مورخ یونان کی تاریخ مین عرب کی یہ خصوصیت خاص طور سے نمایان کی گئی ہو، اور تورات تو ملک عرب کے سونا، چاندی اور بخورات کے ذکر سے بھری پڑی ہو[2]، مسلمانون مین ہمدانی نے اپنے جغرافیہ مین معادن عرب کا نشان دیا ہو[3]، علماے یورپ مین برٹن Burton نے

[1] ص ۲۴۰، بیروت ترجمہ عربی [2] پیدایش ۳۷، ۲۵ قضاة ۸-۲۴ و ۲۶ - [3] صفۃ العرب ص

مدین کے طلائی معادن پر The Goldmines of Midian خاص ایک کتاب لکھی ہے،

عمان وبحرین کے سواحل موتیوں کی کانین ہین جہان ہرسال ہزارون غوّاص دریا سے موتیون کے نکالنے مین مشغول رہتے ہین لیکن اُنکی محنت کا ثمرہ موتیون کے عرب تاجر کم اور انگریزی کمپنیان زیادہ تر حاصل کرتی ہین سنہ ۱۹۱۰ء مین بحرین کے موتیون کی لاگت ۱۲ لاکھ پونڈ کے قریب اندازہ کی گئی ہی،

حیوانات کے لحاظ سے بھی عرب بہترین ملک ہی، عرب کے گھوڑے حسن شکل اور بادرفتاری مین دنیا مین اپنا جواب نہین رکھتے، اونٹ عرب کی خاص چیز اور ایک عرب کی زندگی کا حقیقی رفیق ہی، انکے علاوہ ہرن شیر اور دیگر حیوانات بھی عرب مین بکثرت پائے جاتے ہین، ہیروڈوٹس نے عرب کے اُڑنے والے اور قاتل سانپون کا ذکر کیا ہی جسکی تصدیق حضرت موسیٰ کے کلام سے بھی ہوتی ہے[۱]، لیکن شاید اب اُن کا وجود نہین،

اقطاع عرب عرب جغرافیہ نویسون نے ملک کو اُسکے حدود طبعی کی بنا پر منقسم کیا ہے، عرب عراق وعرب شام کو چھوڑ کر حسب ذیل پانچ صوبون پر تقسیم ہی، تہامہ، حجاز، نجد، یمن، اور عروض،

اس تقسیم کا اصل معیار جبل السراة قرار دیا گیا ہی، جو عرب کا سب سے بڑا طویل السلسلہ پہاڑ ہی، یہ سلسلہ انتہائے شمال یعنی بحرالشام سے شروع ہو کر انتہائے عرب یعنی یمن مین منتہی ہوتا ہی اس سلسلہ نے عرب کو شرقی ومغربی دو طبعی حصون مین منقسم کر دیا ہی، مغربی حصہ شرقی حصہ سے چھوٹا ہی اوہ عرضاً دامن کوہ سے سواحل بحراحمر تک، اور طولاً حدود عرب شام سے حدود یمن

[۱] ص ۲۴۱- بیروت [۲] تورات، استثنا باب ۸ درس ۱۵،

تک پھیلتا چلا گیا ہی، اس حصہ کا نام حجاز ہی، حجاز کا جنوبی حصہ بطرف یمن جو نشیب و پست ہی تہامہ اور غور کہلاتا ہی جسکے معنی پستی کے ہین، مشرقی حصہ عموماً بلند اور فراز ہے اور وہ کوہ سرواۃ سے اُتر کر وسط ملک کو طے کرتا ہوا عراق تک چلا گیا ہی اس حصۂ مشرقی کا نام نجد ہی جسکے معنی فراز و بلند کے ہین، تہامہ اور نجد کے درمیانی ور کوہستانی حصہ کو حجاز اس لیے کہتے ہین کہ وہ دونون ملکون کے درمیان ایک حاجز (حاجب) اور پردہ ہی، عراق اور جنوبی حد و نجد سے خلیج فارس تک یمامہ، عمان اور بحرین وغیرہ جو قطعۂ ملک ہی اُس کو عروض (ترچھا) کہتے ہین، کہ وہ ترچھا اور خم واقع ہوا ہی، حجاز نجد اور عروض کے بعد جنوبی حصہ مین ساحل بحر احمر سے سواحل بحر عمان تک سواحل بحر عرب تک وہ قطعۂ ملک ہے جو اپنے یمن و برکت اور زرخیزی کی بنا پر یمن کے نام سے مشہور ہی،

لیکن اب بہت سے اہل جغرافیہ کے نزدیک تہامہ کوئی مستقل صوبہ نہین بلکہ وہ حجاز کا ایک ٹکڑا ہی اس بنا پر عرب کے حسب ذیل صوبے قرار دیے جا سکتے ہین، عروض نجد، یمن اور حجاز، ان چارون صوبون مین سے ہر صوبہ متفرق چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر منقسم ہے،

عروض

عروض جیسا کہ پہلے ہم نے بتایا ہی، وہ قطعۂ ملک ہی، جو مشرقی نجد اور حدود عراق سے سواحل خلیج فارس تک پھیلا ہوا ہی اس صوبہ مین یمامہ، بحرین اور عمان تین اقطاع ہین بحرین اور عمان ساحل بحر فارس پر واقع ہین اور یمامہ بحرین اور عمان کے پار نجد، حجاز اور یمن کے وسط مین ہے

۱۔ **یمامہ**، کے حدود اربعہ یہ ہین، مشرق مین عمان اور بحرین، مغرب مین حجاز اور بعض حصہ یمن، جنوب مین احقاف یا الربع الخالی شمال مین نجد، یمامہ کا وہ حصہ جو نجد سے متصل ہی آباد و سرسبز ہی، یمامہ کی قدیم تاریخ یہ ہی کہ وہ قبائل طسم وجدیس کا مسکن تھا[۱]، حجر یا قریہ، اور جدہ ان قبائل کے عہد مین یمامہ کے مشہور شہر تھے، یمامہ مین طسم اور جدیس کی بعض عمارات اور قلعون کے آثار زمانۂ اسلام تک باقی تھے، جنمین سب سے بڑی عمارتین قصر شموس، قصر معنق تھین، یہ شہر حجر جسکا نام القریہ ہی[۲] ان قبائل کی حکومتون کا صدر مقام تھا، زرقاء جسکی نسبت مشہور رہی کہ وہ بہت تیز نگاہ تھی، دشمنون کی فوج کو تین روز کی مسافت سے دیکھتی تھی اسی یمامہ کی رہنے والی تھی، مشہور قبیلہ ربیعہ کی بعض شاخین عہد قدیم سے یہان آباد تھین، ابن خلدون نے لکھا ہی کہ بنو عجل کی آبادی بھی یہان تھی،

قریب زمانۂ اسلام اس سرزمین مین عرب کا ایک مشہور قبیلہ بنو حنیفہ بستا تھا، جو بکر بن وائل کی ایک شاخ تھا، بنو حنیفہ نے ۹ھ مین خدمت نبوی مین حاضر ہوکر عقیدت کیشی کا اظہار کیا، اسی ملک و قبیلہ کا فرزند مسیلمہ تھا جسنے آخر عہد نبوی مین ادعاے نبوت کیا اور حضرت ابوبکر کے عہد مین ایک جنگ عظیم کے بعد وحشی کے ہاتھ سے مارا گیا، بنو اسد کا ایک مشہور قبیلہ اسلام سے تقریبًا ایک صدی پیشتر یہان آباد تھا، جو حکومت کے لحاظ سے کندہ کا ماتحت تھا،

۲۔ بحرین جسکا دوسرا نام الاحسا ہی، ایک ساحلی مقام ہی اُسکے اوپر عراق، اُسکے نیچے عمان، اُسکے مغربی پہلو پر یمامہ اور شرقی جانب خلیج فارس واقع ہی، بحرین موتیون کے لیے مشہور رہی، اسکے جزائر اور سواحل موتیون کی کان ہین، جہان ہر سال ہزارون کشتیان اور ہزارون غواص موتی نکالنے مین مشغول رہتے ہین،

---

[۱] ابو الفدا ج ۱ ص ۹۹، مصر، [۲] مقامات و عمارات کے نام یاقوت کے معجم البلدان مین دیکھو،

قبیلۂ جدیس جو طسم کو شاکر یمامہ کا مالک ہوا تھا، حسان شاہ یمن کے حملون سے بھاگ کر یہین پناہ گزین ہوا تھا، بعد کو عدنانی قبائل مین سے قبیلۂ عبد القیس کا یہ مسکن ہوا، بعض قبائل ربیعہ بھی یہان آباد تھے، چھٹی صدی عیسوی مین بحرین اہل فارس کے قبضہ مین تھا، اور ان کی طرف سے مناذرہ جو عراق (حیرہ) اور اُسکے آس پاس کے ملک مین ایرانیون کے نائب تھے، بحرین کے حاکم تھے[1]، طرفہ جو عرب کا ایک مشہور شاعر تھا آل منذر کے اشارہ سے یہین قتل ہوا، سنہ ۸ھ مین یہان کا حاکم منذر بن ساوی تھا، جو پیغام اسلام پہونچنے پر اپنی تمام رعایا کے ساتھ مسلمان ہوگیا، اور یہان سے بنو عبد القیس کا ایک وفد حاضر خدمت نبوی ہوا،

بعد اسلام اس ملک مین سب سے بڑا واقعہ یہ ظاہر ہوا کہ **قرامطہ** جو نیم مسلمان مجوسی تھے اُنکی طاقت کا مرکز فارس کے قرب کی بنا پر یہی ملک تھا،

۴۔ **عمان**، بحرین کے بعد خلیج فارس سے ہٹکر بحر عمان کے ساحل پر واقع ہے، مشرق جانب بحر عمان، مغرب کی طرف الربع الخالی، جانب جنوب بحرین جانب شمال شحر یمن، ساحلی مقامات نہایت آباد اور سرسبز ہین، جبل اخضر یہان کا سب سے بڑا پہاڑ ہے، جسکی بلندی ۹۷۵۰ فٹ ...۳ میٹر ہے، ملک عمان کے پہاڑ معدنیات سے اور اُسکے دریا موتیون سے اور اُسکی وادیان غلہ، فواکہ اور خوشبودار لکڑیون سے مالا مال ہین، عمان کے گھوڑے، گائین اور بکریان بھی مشہور ہین،

مورخین عرب کا بیان ہے کہ عمان، عمان بن قحطان کی طرف منسوب ہے، لیکن بروایت توراۃ یہ عمان بن لوط کی طرف منسوب ہونا چاہیے، قبیلۂ ازد جسکو اسد بھی کہتے ہین قبل اسلام اسکی ایک شاخ یہان آباد تھی، آجکل یہ ملک ایک مستقل ریاست ہے جسکا پایۂ تخت مسقط ہے،

---

[1] یعقوبی ج ۱ ص ۲۴۰۔ لیڈن،

اہل ملک زیادہ تر اباضی طریقہ کے خارجی ہین، ملک کا رقبہ کم از کم ۸۰ ہزار میل مربع اندازہ کیا جاتا ہی،

(نجد)

نجد وسط عرب مین ایک سرسبز و شاداب اور بلند و فراز قطعۂ ملک ہی، سطح آب سے ۱۲۰۰[۳۹۰۰ فیٹ] میٹر بلند ہی اور تین طرف سے بے آب صحراؤن سے محیط ہی، اور اسی لیے وہ اجنبی نفوذ اور بیرونی آمد و رفت سے محفوظ ہی، اُسکے شمال مین صحراے شام، مغرب مین صحراے حجاز، مشرق مین صحراے دہنا، اور جنوب مین صوبۂ یمامہ،

نجد، عرب کے مشہور قبیلۂ بکر بن وائل کا مسکن تھا، **کلیب** جس سے بڑھکر عرب جاہلیت کے نزدیک کوئی معزز نہین ہوا، بکر بن وائل کا سردار تھا، جسکے قتل کے بعد انتقام کیلیے بکر و تغلب مین چالیس برس تک آتش جنگ مشتعل رہی، یہین کندہ کے نام سے ایک چھوٹی سی عربی حکومت قائم ہوئی، جو مناذرہ ملوک حیرہ کی ہمسری کا دعوی رکھتی تھی، قباد پدر نوشیروان نے جب مزدکی مذہب اختیار کیا تو مناذرہ کے مقابلہ مین شہنشاہ فارس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے شاہان کندہ نے بھی اس مذہب کو اختیار کرلیا تھا، اور آخر یہی امر انکی تباہی کا باعث ہوا،

عربی زبان کو نجد کی آب و ہوا سے عجیب و غریب مناسبت ہی **مُہَلہِل** جو عربی شاعری کا آدم کہلاتا ہی، اسی نجد کی خاک سے پیدا ہوا تھا اور کلیب مذکور کا حقیقی بھائی تھا، امرؤ القیس جو عرب کا ملک الشعراء تھا اسی نجد کی حکومت کندہ کا آخری شاہزادہ تھا، اور آج بھی جبکہ امتداد زمانہ اور اختلاط اقوام کے سبب سے فصیح عربی زبان کا تمام جزیرہ عرب مین کہین وجود نہین، یہان کے پہاڑون مین قدیم فصیح عربی زبان بلا اختلاط موجود اور محفوظ ہی،

نجد، عہد قدیم سے قبائل عدنانیہ کا مسکن ہی، آخر عہد مین کہلانی قبیلا کی مشہور و معروف شاخ طی، اجا و سلمی کی پہاڑیون مین آباد ہوگئی تھی، جنکو شعراے طی نے ہمیشہ فخر کے ساتھ یاد کیا ہی، چھٹی صدی عیسوی مین جو ظہور اسلام کا زمانہ ہی، نجد مین غطفان کا قبیلہ بستا تھا جسکی تادیب کے لیے خود آنحضرت صلعم مع صحابہ ۴ھ مین نجد تشریف لائے تھے، اس مہم کا نام اہل سیرت کے ہان غزوۂ ذات الرقاع ہی، قبیلۂ ہوازن اور سلیم، نجد کے مغربی حصہ پر قابض تھا، قبیلۂ حطیم کی بھی ایک شاخ نجد مین تھی،

آجکل نجد شمر، قصیم اور عارض تین حصون مین منقسم ہو کر دو شیوخ کے زیر حکومت ہو گیا ہی، شمالی حصہ جو صحراے شام و عراق و حجاز کے متصل ہی شمر کہلاتا ہی اور کبھی اپنے دار الامارۃ حائل کے نام سے حائل بھی پکارا جاتا ہی، جبل شمر اور جبل سلمی اور کچھ وادیان اس تقسیم مین داخل ہین، پہاڑی خود رو نہرون سے وادیان شاداب رہتی ہین، قصیم کا نصف شمالی حصہ حکومت شمر مین داخل ہی، شمر کی حکومت آجکل آل رشید کے قبضے مین ہی، آبادی کا تخمینہ تین لاکھ ہی، شمر مین پہلے قبیلہ طی کی ایک شاخ شمر آباد تھی جسکے نام سے یہ ملک موسوم کیا گیا ہی،

عارض جو یمن کے صوبۂ احقاف کے متصل ہی نجد یمن کہلاتا ہی اور آجکل نجد سے عموماً یہی سرزمین مراد لی جاتی ہی، امیر نجد آل سعود ہی جسکے دار الامارۃ کا نام مدینۃ الریاض ہی قصیم کا جنوبی حصہ اسی حکومت کے تابع ہی، نجد کا یہ حصہ شمر سے زیادہ سرسبز و شاداب ہی، محمد بن عبد الوہاب نجدی کے اثر سے عارض کے باشندے زیادہ تر اہل حدیث ہین، اور اُنکی مردم شماری بیش و کم ۵ لاکھ ہی،

نجد کے پھول، گھوڑے اور اونٹ مشہور ہین، ہر قسم کے میوے یہان کثرت سے پیدا ہوتے ہین، وادیون اور پہاڑون کے دامن مین زراعت بھی ہوتی ہی،

یمن

یمن عرب کا سب سے زیادہ سرسبز سب سے زیادہ آباد سب سے زیادہ وسیع اور سب سے زیادہ متمدن ملک ہی اور جو قبل اسلام و بعد اسلام مرکز علم رہا ہی، اسکی تاریخ نہایت قدیم ہی اسلیے اکثر مجہول ہی، عمارات اور قلعون کے آثار یہان نہایت کثرت سے پائے جاتے ہین، جو قدیم شاندار تمدن کا پتہ دیتے ہین، قرب وجوار کی سلطنتون نے مثلاً روم، فارس اور حبشہ نے اسپر متواتر حملے کئے ہین اور کبھی فتح بھی کیا ہی، یونانی اور رومی مورخین کے پاس یمن کے متعلق بعض اہم معلومات ہین، اور کچھ معلومات آثار قدیمہ کی مدد سے یورپین علماے آثار (ارکیالوجسٹ) نے حاصل کیے ہین،

صوبۂ یمن کے حدود طبعی یہ ہین، گو اُنکی حدود حکومت مختلف زمانہ و حکومت مین مختلف رہے ہین، جنوب مین بحرعرب مغرب مین بحرِ احمر، شمال مین حجاز، نجد اور یمامہ اور مشرق مین عمان و بحرین، اس ملک کی ابتدائی تاریخ جیسا ہم نے پہلے بیان کیا ہی قدامت کی تاریکی مین مخفی ہی، جہانتک معلوم ہوا ہی وہ یہ ہی کہ اس سرزمین کے مختلف اقطاع ہین، وقتاً فوقتاً عمالیق، اہل معین، عاد، سبا، اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتین قائم ہوئی ہین[1] جنھون نے بڑی بڑی عمارتین تعمیر کین جنکی عظمت کے آثار اب تک باقی ہین، ترقی زراعت کے لیے وادیون مین بڑے بڑے بند آب بنائے جن مین سب سے زیادہ مشہور سدّ مارب ہی جسکا قرآن مجید مین بھی ذکر ہوا ہی، ہندوستان، فارس، حبش، مصر اور عراق کی تجارتین اُنھین کی وساطت سے قائم تھین، پہاڑون سے معدنیات اور جواہر نکالتے تھے، سامان عطریات و بخورات

---

[1] ان بیانات کی تفصیل قبائل العرب مین ہوگی،

انھین کی ملک سے تمام مہذب ممالک مین پہونچتا تھا، آخر عہد مین تقریباً ستر برس کیلیے اہل حبشہ
یمن پر قابض ہوگئے تھے جنکو آخرکار اہل فارس نے یمن سے نکالدیا اور خود قابض ہوگئے،
ظہور اسلام کے وقت اہل فارس کیطرف سے باذان یہان کا گورنر تھا، جو سنہ ۹ھ مین
مسلمان ہوگیا، بقیہ اہل یمن جو زیادہ تر مذہباً یہودی تھے، سنہ ۱۰ھ مین داعی اسلام حضرت علیؓ
کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، ہمدان یمن کا ایک مشہور قبیلہ تھا، تمام قبیلہ صرف ایک دن مین
شرف اسلام سے مشرف ہوا،

یمن کے قدیم مشہور مقامات کے نام یہ ہین، معین، مارب، ظفار، شیبان، اُتال،
براقش، نشق، خولان، قرن، شبوہ، عمران، صنعا وغیرہ، ان مین اب اکثر مقامات ویران
یا دریاے ریگ مین غرق ہین بعض موجود ہین لیکن اُنکے قدیم نام متروک ہین، ملک کی کثرت
آبادی و سرسبزی کا اندازہ اس سے ہوگا کہ ملک کی تقسیم پہلے جن صوبون پر تھی اور جنکو
اہل عرب مخلاف کہتے ہین مورخ یعقوبی نے اُنکی تعداد ۸۴ بتائی ہے، یمن کی بڑی بڑی تقسیمین
حسب ذیل ہین،

حضرموت، احقاف، صنعا، نجران، عسیر، جو علی الترتیب مشرقی جنوبی حدود یعنی
حضرموت سے جنوبی مغربی حدود یعنی حجاز تک سواحل بحر ہند و بحر احمر پر واقع ہین،

۱۔ **حضرموت** ساحل بحر ہند پر واقع ہے، شمال مین بحر ہند، جنوب مین الربع الخالی و
الاحقاف اور مغرب مین صنعائے یمن، یہ ایک نہایت قدیم آبادی ہے، قحطان یا یقطان جو
یمن کا پدر اول تھا، اُسکے بارہ بیٹون مین سے ایک کا نام توراۃ[۵۲] نے حضرماوت بتایا ہے،
اس بنا اہل تاریخ یقین کرتے ہین کہ یہ قطعہ ملک اپنے باشندۂ اول حضرماوت بن قحطان کے

---

[۵۱] ص ۲۲۰ ایڈن [۵۲] توراۃ، تکوین ۱۰۔ ۲۶

نام سے منسوب ہی، اہل حضرموت نے ایک مستقل حکومت بھی قائم کرلی تھی جسکی مختصر تاریخ موّرخ ابن خلدون نے بیان کی ہو، عاد و ثمود کے قبائل کا اصلی مسکن بھی یہی تھا، عاد کا قبیلہ یہان سے ذرا ہٹکر احقاف مین بسگیا اور ثمود حجاز کے پار جاکر آباد ہوا، بالفعل حضرموت ایک مستقل قطعۂ ملک کی حیثیت سے ایک مستقل امام کے ماتحت ہی، شادابی اور سرسبزی مین صنعاے یمن سے کم نہین ہو، اور عود و قافلی وغیرہ یہان کے نباتات مشہور ہین، سال بسال حضرموت مین سوق الرابیہ کے نام سے ایک بازار لگا کرتا تھا، اور اسی کے متصل شحر مہرہ مین دوسرا بازار لگتا تھا[۱]،

۲- **بلاد الاحقاف** یا انہ عمان و بحرین حضرموت اور مغربی یمن کے بیچ مین جو صحراے اعظم الدہنا یا ربع خالی کے نام سے واقع ہو گو وہ قابل آبادی نہین لیکن اُسکے اطراف مین کہین کہین آبادی کے لائق زمین ہو، خصوصًا اُس حصہ مین جو حضرموت سے نجران یمن تک پھیلا ہوا ہو، گو اسوقت وہ بھی آباد نہین تاہم عہد قدیم مین اسی قطعہ یعنی حضرموت و نجران مین **عاد ارم** کا مشہور قبیلہ آباد تھا، جسکو خدا نے اُسکی نافرمانی کی پاداش مین نیست و نابود کردیا،

۳- **صنعاے یمن**، ملک یمن کا قلب، و یمن کے قدیم تمدن کا تماشا گاہ درحقیقت یہی ٹکڑا ہو جو بحر ہند اور بحر احمر کے سواحل پر عرب کے شمالی و مغربی گوشہ مین واقع ہو، معین، سبا اور حمیر کی عظیم الشان سلطنتین اسی قطعہ زمین پر قائم ہوئین تھین، سد مارب یا سد عرم اسی کی وادیون مین تعمیر ہوا تھا، ظفار، مارب، اور واذال یہین کے پایۂ تخت تھے، ملکہ سبا اسی سرزمین کی شاہزادی تھی، قصر غمدان، قصر ناعط، قصر ریدہ، قصر صرواح، قصر مدر، اسی قطعۂ ملک مین تعمیر ہوئے تھے، جنکے آثار چوتھی صدی ہجری مین **ہمدانی** نے خود براے العین مشاہدہ کیے تھے،

[۱] ج ۲ ص ۳۰، [۲] یعقوبی ج ۱ ص ۳۱۴،

صنعا، جو یمن کا اب پایۂ تخت ہے قدیم شہر اوزال کے پاس اسلام سے ایک مدت پہلے آباد ہوا تھا، سنہ ۶ھ میں جیسا ہم نے پہلے لکھا ہے یہ ملک مشرف باسلام ہوا، اب یہان زیادہ تر زیدی طریقہ کے مسلمان آباد ہین جو عقائد مین معتزلہ کی ایک شاخ اور شیعہ اور اہل سنت کے وسط مین ہے، یہان کا امام بھی زیدی سادات کے خاندان سے ہے، یمن کے نباتات خصوصاً یمن کا قہوہ (بُن) مشہور ہے، بعد اسلام شہر زبید یمن کا ایک مشہور شہر تھا جہان سے متعدد علماے اسلام پیدا ہوئے،

۴۔ **نجران**۔ بلاد احقاف اور عسیر کے درمیان مین ایک مختصر سی آبادی تھی عہد قدیم مین یہان بنو اسماعیل مین سے بجیلہ بن نزار آباد ہوا تھا[۱۰]، عہد اسلام سے کچھ پہلے سے روم و حبش کی کوشش سے یہان عیسائیت پھیل گئی تھی، یمن کی یہودی حکومت نے ان عیسائیون کو بجبر یہودی بنانا چاہا لیکن روم اور حبش جو مسیحی ہمسایہ سلطنتین تھین وہ برابر اُنکی حمایت کرتی رہین نجران مین ایک بہت شاندار کلیسا بھی تعمیر ہوا تھا جو عربون مین کعبۂ نجران کے نام سے مشہور تھا، سنہ ۹ھ مین اہل نجران کا وفد آنحضرت کی خدمت مبارک مین حاضر ہوا تھا،

۵۔ **عسیر**، بحر احمر کے ساحل پر حجاز اور صنعاے یمن کے مابین واقع ہے، یہان کے باشندے عموماً اہل حدیث ہین، امام عسیر ادریسی خاندان کا ہے،

ان ملکی تقسیمات کے علاوہ یمن مین بہت سے ساحلی مقامات اور جزائر ہین مثلاً شحر، مہرہ، مکلّہ، لحج، جزائر کوریا موریا، جزیرۂ بریم وغیرہ ان کی حکومت مختلف شیوخ کے ماتحت ہے اور جو زیادہ تر برٹش گورنمنٹ کے زیر اقتدار ہے،

زمانۂ ظہور اسلام مین یمن حکومتِ فارس کے ماتحت تھا، سنہ ۹ھ مین یہان کا آخری ایرانی

[۱۰] یعقوبی، ج ۱ ص ۲۵۵،

گویہ زمسلمان ہوگیا، اور ملک بلاجنگ وجدال علم اسلام کے زیر سایہ آگیا،

حجاز

حجاز بحراحمر کے ساحل پر ایک مستطیل صوبہ ہی، جسکا نام توراۃ مین فاران بتایا گیا ہی، اور جہان سے تجلی ربانی کے ظاہر ہونیکی بشارت دی گئی تھی اُسکے مشرقی جانب نجد مغربی جانب بحراحمر شمال مین عرب شام یا عرب الحجر، جنوب مین عسیر، اور شمالاً جنوباً کوہ سروات کا سلسلہ پھیلا ہوا ہی جسکی بلند ترچوٹی ۔۔۔۸ فیٹ ہی، سلسلۂ کوہ مین بہت سے چشمے جاری ہین، جہان گاؤن آباد ہین، باغ لگے ہین، کھیتیان ہوتی ہین، کہین کہین جنگل ہین، دامن کوہ سرسبز ہی اور وہان بھی آبادی ہی لیکن زیادہ آباد اور سرسبز حصہ وہ ہی، جو بحراحمر کے سواحل پر واقع ہے، ان مقامات کے علاوہ تمام حصہ ریگستان ہی، جہان کسی قسم کی زراعت نہین ہوسکتی، حجاز کا سب سے بڑا ساحلی شہر جدہ ہی، جو کہ کا بندرگاہ ہی، اسکے بعد دوسرا ساحلی مقام ینبع ہی جو مدینہ کا بندرگاہ ہی، اندرون ملک کے بڑے شہر مکۂ معظمہ، مدینۂ منورہ اور طائف ہین،

۱۔ مکہ یا بکہ جسکا تیسرا نام اُم القریٰ ہی، حجاز کا دارالحکومت ہی، یہ شہر ایک بوڑھے پیغمبر (ابراہیم) کی بنا، ایک نوجوان پیغمبر (اسماعیل) کی چراگاہ اور ایک یتیم پیغمبر (محمد) کا مولد ہی، شہر عرض البلد ۲۱ درجہ ۳۸ دقیقہ اور طول البلد ۴۰ درجہ ۹ دقیقہ پر واقع ہی، سطح آب سے تقریباً ۳۳۰ میٹر بلند ہی، چارون طرف پہاڑون نے قدرتی دیوارین کھینچدی ہین، بالفعل شرقاً غرباً تقریباً ۳ کلومیٹر لمبا اور جنوباً شمالاً تقریباً ڈیڑھ کیلومیٹر چوڑا ہی، مشرقی سلسلہ شمالی سلسلہ جبل خلیج (فلق)، جبل قیقعان، جبل ہندی، جبل لعلع، جبل کدا، سے مرکب ہین آخرالذکر جبل وہی ہی جسکی راہ سے رسول اللہ صلعم بروز فتح مکہ مین داخل ہوئے، جنوبی سلسلہ جبل ابوحدیدہ

جبل کُدیٰ ہی، اور جبل ابی قبیس کے بعض سلسلہ سے مرکب ہی، مشرق مین جبل ابی قبیس اور اُسکے پیچھے جبل خندمہ واقع ہی، مغرب مین جبل عمر واقع ہی،

حضرت مسیح سے ڈھائی ہزار برس پہلے یہ کاروان تجارت کا ایک منزل گاہ تھا تقریبًا دوہزار ق م مین حضرت ابراہیم نے اپنے فرزند عزیز حضرت اسماعیل کو یہان آباد کیا، باپ بیٹے نے خدا کے نام پر یہان ایک قربانگاہ بنائی جسکا کعبہ نام قرار پایا، فرزندان اسماعیل کی اولاد ایک مدت تک یہان دیگر قبائل پر بالادست رہے، اسکے بعد قحطانی قبائل (بروایت عام) آئے اور اُنھون نے اپنا استیلا ظاہر کیا، بنواسماعیل مین سے قصی نے آخر یہان کی ریاست حاصل کی، قصی قریش کا پدر اعلیٰ تھا، عہد قران مین یہان کے مالک قریش تھے، امور مملکت و صیغہاے حکومت ایک ایک شیخ خاندان کے زیر نگرانی تھے، شہر کے علاوہ اسماعیلی قبائل شہر کے آس پاس بھی آباد تھے، مکہ کے جنوب مین جو پہاڑیان ہین، وہ مشہور قبیلہ ہُذیل کا مسکن تھین، جنوب کیطرف وادی القریٰ ہی، جو قدیم قبائل کا مسکن تھا، اسکے اطراف مین قبائل کنانہ رہتے تھے، مکہ کے پاس جبل حبشی کے دامن مین قبائل احابیش رہتے تھے

۲- **مدینہ منورہ** :- قبل ہجرت نبوی اس شہر کا نام یثرب تھا، ہجرت کے بعد اسکا نام بدلکر مدینۃ النبی صلعم یعنی رسول اللہ صلعم کا شہر ہوا، اور کثرت استعمال سے ال قائم مقام مضاف الیہ ہوکر المدینہ رہگیا، یہ شہر سمندر کی سطح سے ۶۱۹ میٹر بلند اور طول بلند ۳۹ درجہ ۵۵ دقیقہ اور عرض ۲۴ درجہ ۱۵ دقیقہ شمال خط استوا پر واقع ہی، گرمی مین یہان حرارت کا درجہ ۲۸ درجہ تک بڑھتا ہی، اور جاڑون مین دن کو صفر سے دس درجہ اوپر اور رات کو صفر سے ۵ درجہ نیچے ہوتی ہے، اس لیے جاڑون مین اکثر صبح کو پانی یہان یخ ہوجاتا ہی، پہلے یہان عمالیق تھے، لیکن حلد اسلام مین یہان یہود اور قبائل اوس و خزرج آباد تھے، محققین حال کا بیان ہو کہ یثرب مصری لفظ

"اتھریبس" کی تعریب ہی، ہمارے یہان کے مورخین کا بیان ہو کہ سب سے پہلے یہان عمالیق آباد ہوے تھے اور اب یہ ثابت ہو گیا ہو کہ عمالیق ۲۲۰۰ ؁ء مین مصر کے حکمران تھے اور ۱۶۰۰ ؁ ق م مین وہان سے نکالے گئے، اس بنا پر تعمیر شہر کا زمانہ ۱۶۰۰ ؁ قبل مسیح اور ۲۰۰۰ ؁ ق م کے درمیان ہی، عمالیق کے بعد یہان سب سے اول یہود آکر آباد ہوے اُسکے بعد قبیلۂ ازد کی دو شاخین **اوس** اور **خزرج** یہان آکر آباد ہوئین، یہ اوس و خزرج وہی قبائل ہین جنکا لقب اسلام مین **انصار** ہوا، اور جنھون نے اسلام کی دعوت اولین قبول کی اور مسافرین اسلام کو اپنے گھرون مین اُتارا جسکی مکافات مین خداے اسلام نے **انصار** کے نام سے اُن کو زندگی جاوید بخشی، اور اُن کے شہر کو تیتیس کروڑ نفوس کا مرکز قرار دیا،

بنولام جو طی کی ایک شاخ ہی، مدینہ کے کوہستانی مقام مین آباد تھی، ہمدانی نے لکھا ہو کہ بعد اسلام یہ شاخ دیار ربیعہ کو منتقل ہو گئی، بنو ظفر بھی حسب بیان ہمدانی مدینہ کے مقابل ہی سکونت پذیر تھے، بنو کلاب جو مشہور قبیلہ تھا، وہ مدینہ کے اطراف مین زندہ، فدک، اور عوالی مین آباد تھا، بعد اسلام حسب روایات ہمدانی شام کو منتقل ہو گیا، جہان اسنے اپنی ایک ریاست قائم کی،

۳۔ **طائف** حجاز کی جنّت ہی، بے انتہا سرسبز و شاداب مقام ہی، امراے حجاز عموماً گرمی وہی بسر کرتے ہین، ابتدائً قبیلہ **عدوان** کا مسکن تھا، بعد کو وہ مشہور قبیلہ **ثقیف** کے قبضہ مین آیا، قبل ہجرت آنحضرتؐ یہان دعوت اسلام کے لیے تشریف لائے، لیکن جسطرح جلیل کی ایک شہر نے مسیح کو قبول نہین کیا، طائف نے بھی آپکو قبول نکیا، ۸ھ؁ مین آنحضرتؐ نے طائف کا محاصرہ کیا، ۹ھ؁ مین سردار ثقیف عروہ بن مسعود نے اسلام قبول کیا، اور خود اپنی قوم کے ہاتھ سے اسلام کی راہ مین مارا گیا، لیکن اُسکی منادی بے اثر نہ ہی، اسی سال وفد ثقیف،

خدمت نبوی مین حاضر ہو کر عقیدت کیش ہوا،

۴۔ جوف ثمود، تبوک، خیبر، مدین،

ان شہرون کے علاوہ بعض اور مقامات بھی قابل ذکر ہین، مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال وہ میدان واقع ہی جہان ثمود کا قبیلہ آباد تھا، جوف اور وادی القری کے نام سے مشہور ہی، پایہ تخت کا نام حجر تھا جسکا قرآن مین بھی ذکر آیا ہی، یہ شہر زیادہ تر اپنے پیغمبر صالح کے نام سے مدائن صالح کہلاتا ہی ۹ھ مین تبوک کو جاتے ہوئے آنحضرت ؐ کا اس شہر سے گذر ہوا تھا اسی سے متصل دوسری آبادی تیماء ہی حجر اب حجاز ریلوے کا ایک اسٹیشن ہی حجر کے بعد ایک اسٹیشن المعظم چھوڑکر دوسرا اسٹیشن تبوک ہی جہان آنحضرت صلعم نے رومیون کی مدافعت کے لیے اقامت فرمائی تھی، مدینہ کی جانب مغرب خیبر ہی جو یہود کی جنگی قوت کا مرکز تھا، اور جہان یہودیون کے بڑے بڑے قلعے تھے، ۷ھ مین آنحضرت صلعم یہان تشریف لائے، اور اُسکی تسخیر فرمائی، حجر کے مقابل جانب مغرب بحر احمر کے ساحل پر شہر مدین آباد تھا، جو حضرت موسیٰ کا دار الہجرة، اُنکے خسر یثرو یا حوباب (حضرت شعیب) کا وطن اور مدیانیوں کا پایۂ تخت تھا، عہد ظہور اسلام مین یہ تمام شہر یہودیون کے قبضہ مین تھے، اور یہان اُنکے بڑے بڑے قلعے تھے جنکو اسلام نے عہد نبوت مین یکے بعد دیگرے فتح کیا،

(عرب شام)

یعنی وہ قطعۂ عرب جسکو یونانی عرب سنگستانی کہتے ہین اور جو مابین، شام، مصر، بادیہ شام اور حجاز و نجد واقع ہی، یہ آبادی عرب کا بہت قدیم حصہ ہی بلکہ اولین حصہ ہی، اکتشافات جدیدہ سے پہلے بھی گو اس ملک کی وقعت کم نہ تھی کہ اسکے صحرا مین بنو اسرائیل کا مسکن، اسکے

ایک پہاڑ پر اسرائیل کا ایک پیغمبر حضرت موسیٰ خدا سے ہمکلام ہوا، اُسکے متصل ارض موعود واقع ہے جسکو خدائے ابراہیم و اسحاق و یعقوب نے، فرزندان اسرائیل کو وراثتاً بخشا، لیکن اکتشافات جدیدہ کے بعد اسکی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی، یہاں عمالقہ عرب کی آبادی تھی، انھیں کھنڈرون مین انکی عظیم الشان حکومت قائم تھی، جس کا سلسلہ حجاز تک پھیلا تھا، اور جسمین بلقا، عمان، بصری، تدمر وغیرہ شہر داخل تھے، تدمر ایک مشہور تجارتی مقام تھا، زبا، یہان کی ایک ملکہ کا نام ہمیشہ عربون مین ضرب المثل رہا ہے، عہد آخر قبل اسلام مین یہ ملک بنو جفنہ ایک عرب خاندان کے زیر حکومت تھا جو غسانہ کے نام سے موسوم ہے اور جسکا پایہ تخت بصریٰ تھا، قبیلہ جہنیہ کی متعدد شاخین یہان آباد تھین، ہمدانی نے لکھا ہے کہ بعد اسلام عرب شام مین تا حلب بنو عجل آباد ہوئے تھے، ربیعہ شاخ طی کی بھی یہین آبادی تھی، بنو جذیمہ کی اکثر شاخین غزہ کے پاس سکونت پذیر تھین، ظہور اسلام کے وقت یہ تمام اطراف زیر سایۂ روم عرب عیسائی امرا اور یہود کے قبضہ مین تھے،

عرب عراق

عرب عراق سے وہ سرزمین مراد ہے جسکو یونانی عرب ریگستانی کہتے ہین اور خلیج فارس، دریائے فرات، بادیۂ شام اور نجد کے مابین واقع ہے، اب عام طور سے لوگ اس کو عراق عرب کہتے ہین، اس حصہ مین بھی عہد قدیم مین عمالقہ عرب نے ایک شاندار حکومت قائم کی تھی، قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ یہان بھی آباد تھی، بعد اسلام عہد فاروقی مین اسی سرزمین مین کوفہ اور بصرہ آباد ہوا، جو خالص عربی تمدن کا مظہر اور علمائے اولین کا مرکز تھا، جسکی سرزمین مین متعدد علوم اسلامیہ کی بنیادین قائم ہوئین،

ابن خلدون نے لکھا ہی کہ اسی عرب عراق مین سنجار نام مقام مین نہر فرات کے پاس قبیلہ عبید کی ایک ریاست تھی (قبل اسلام) جسکا آخری بادشاہ ضیزن بن معادیہ تھا، اس خاندان کے آثار عمارات اب تک میدان سنجار مین باقی ہین - زبید شاخ طی بھی اسی مقام مین آباد ہوا تھا، بنو عجل کی ایک شاخ یمامہ سے عراق تک پھیلی ہوئی تھی،

ظہور اسلام کے وقت ایک عرب خاندان (مناذرہ) زیر سایۂ حکومت فارس یہان کا فرمانروا تھا، اُس کا پایہ تخت شہر حیرہ، متصل کوفہ تھا،

اقوام ارض القران

(امم سامیہ)

تاریخ ارض القرآن (عرب) کو جن قومون سے تعلق ہی وہ عموماً امم سامیہ ہین، امم سامیہ کیا چیز ہی؟ اسکی حقیقت تفصیل ذیل سے واضح ہوگی،

علم الاقوام اور علم الالسنہ کے محققین نے اقوام عالم کو اخلاق، عادات، اعتقادات، اور زبان کے اتحاد و تشابہ اور جسم و اعضاء و دماغ کی مماثلت کے لحاظ سے تین مختلف خاندانون مین تقسیم کیا ہی

۱۔ **اریانی** (ایرین یا انڈو یورپین) مثلاً ہندوستان، ایران، فرنگستان،

۲۔ **تورانی** (ٹیرنین یا منگولین) مثلاً ترکستان، چین، منغولیا وغیرہ

۳۔ **سامی** (سیمٹک) عرب، آرامی، عبرانی، سریانی، کلدانی، فنیشین وغیرہ،

بعض علمائے اقوام عالم کی **علم الالوان**، یعنی اختلاف رنگ کی بنا پر تین تقسیم کرتے ہین،

۱۔ **جنس ابیض**، عام امم سامیہ و فرنگستان،

۲۔ **جنس اسود یا احمر** باشندگان افریقہ،

۳۔ **جنس اصفر**، جاپان و چین و بقیہ امم تورانیہ،

تیسری تقسیم توراۃ کی ہی طوفان نوح کی زندگی ثانی کے بعد وہ بھی دنیا کی تمام قومون کو تین

خاندانون پر منقسم کرتی ہی، حضرت نوح کے تین بیٹے تھے، یافث، حام، اور سام تمام دنیا انھین
کی تین نسلون کی یادگار ہی تفصیل حسب ذیل ہی،

بنو یافث

یافث کی، اولادین ہوئین، غامر، ماجوج، مادی، یادان، توبال، موشوخ، تیرس،
تورات کا بیان ہی کہ جزائر مین رہنے والے اقوام اسی خاندان سے ہین،

بنو حام

حام کی چار اولادین تھین، کوش (پدر حبش)، مصرائیم (پدر مصر) کنعان، (فینیقیہ)
اور فوط،

۱- **کوش** سے سبا، حویلہ، سبتاہ، رگماہ، سبتیکاہ پیدا ہوئی اسی کوش کی نسل سے **نمرود** کا خاندان پیدا
ہوا، جو بابل کا پہلا بادشاہ تھا،

۲- **مصرائیم** سے لودی، انامی، لہبی، نافتی، فطروسی، کفتوری اور کسلوہی جس سے
فلسطین کا خاندان پیدا ہوا،

۳- **کنعان** سے صیدا، حتی، یابوسی، عموری، جرجاشی، ہوی، ارکی، سینتی، اروادی
سیماری، اور حماتی پیدا ہوئے،

عموماً یہ شام کے باشندے تھے جن مین سے شہر صیدا اور حماة ابتک انکی یادگار باقی ہی،

بنو سام

سام کے پانچ بیٹے تھے عیلام، ارفخشد، لود، اشور، (اسیریا) اور آرام،
توراة کو ان تمام خاندانون مین سے صرف بنو سام سے تعلق ہی اور بنو سام مین سے بھی وہ
صرف دو کی اولادون کا ذکر کرتی ہی، آرام اور ارفخشد،

۱۔ ارام کے بیٹے عوض، حول، جشر اور مس،

۲۔ ارفخشد کے بیٹے کا نام سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، جو تمام بنی عبر (یعنی بنو قحطان، بنو ابراہیم بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل) کا باپ تھا، عبر کے دو بیٹے تھے، یقطان (یعنی قحطان جو قحطانی عربوں کا جداعلی ہی) اور فلج، فلج سے رعو، رعو سے سروج، سروج سے نحور، نحور سے تارح (آزر) اور تارح سے ہاران اور حضرت ابراہیم پیدا ہوئے[1]

حضرت ابراہیم کے تین بیٹے تھے، اسماعیل جو شمالی عرب کے اسماعیلی عربوں کے باپ ہین، اسحاق جن سے اسرائیل کا گھرانا چلتا ہی، اور بنو قطورا جن مین ایک مدین ہی،

توراۃ کی یہ تقسیمات کہانتک تحقیقات علمی کے مطابق ہین؟ اس سوال کے مختلف جوابات ہین، علماے یورپ کا ایک فرقہ ان مین سے اکثر کو لغو سمجھتا ہی، لیکن اس سے زیادہ محقق فرقہ کہتا ہی کہ یہ تقسیمات نسبی اور لسانی نہین ہین، بلکہ صرف جغرافی[2] اور سیاسی ہین،

لیکن یورپ کا وہ گروہ جو معقول و منقول کی تطبیق کا کوشان ہی وہ سفر تکوین کے بیانات اور علم و بحث کے نتائج کو ایک ہی سمجھتا ہی وہ کہتا ہی کہ توراۃ نے جو نام گنائے ہین وہ تلاش و تحقیق کے بعد تھوڑے تغیر کے ساتھ قدیم تاریخی نام سے خواہ وہ خود اشخاص کے ہون یا اُنکے مقامات کے ہون بالکل[3] مطابق ہوتے ہین،

لیکن حقیقت یہ ہی کہ سفر تکوین کی اس فہرست انساب پر نظر ڈالنے سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یہ صرف فلسطین اور اُسکے آس پاس کے اقوام و مقامات مثلاً سوریا (شام) اسیریا

---

[1] ان تمام بیانات کے لیے دیکھو سفر تکوین باب ۹-۱۰-۱۱

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۴، ص ۶۱۸. Britanica. Vol. 24. P. 618.

[3] فصل جغرافیہ توراۃ Bevan

بابل، کلدان، میدیا، سینانیا، مصر، دمشق، لیبیا، افریقہ، سینا اور عرب کا ایک خاکہ ہی، اور اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہو کہ اس فہرست مین اشخاص کے بجاے زیادہ تر اقوام کے نام ہین اور جو اشخاص کے نام نظر آتے ہین وہ بھی حقیقت مین اقوام کے نام ہین جنکے مسکن اب تک فلسطین کے آس پاس موجود ہین اور خود اُن اشخاص یا اقوام کے نام جیسا کہ آگے ظاہر کیا جائیگا، بجاے علمیت کے اپنا جغرافی نام ظاہر کرتے ہین،

بہرحال توراۃ کی تقسیم نسبی سام، حام، یافث) یا علماے السنہ کی تقسیم لسانی (ایرانی، تورانی، سامی یا علماے اقوام کی تقسیم لونی (ابیض، احمر، اصفر) ان مین سے جو بھی معتبر ہو، اُن اقوام کے لیے جو عرب و شام و عراق مین آباد ہوئین یہ عجیب مزیت ہو کہ وہ ہر نوعیت تقسیم کے لحاظ سے ایک ہی جماعت مین داخل ہین، اُن کو توراۃ کی بناپر بنو سام کہہ سکتے ہو، تقسیم لسانی کی بناپر امم سامیہ اور تیسری حیثیت سے جنس ابیض،

بنو سام اور امم سامیہ کی اصطلاح مین صرف اتنا فرق ہوگا کہ بنو سام صرف اُن قبائل و اقوام پر مشتمل ہی، جنکو توراۃ سام کی اولاد بتاتی ہی، لیکن امم سامیہ کا اطلاق اُن تمام قبائل و اقوام پر ہی جو سامی زبان بولتے تھے یا بولتے ہین، اس خصوصیت کی بناپر عیلام جسکا مسکن خلیج فارس کے فارسی سواحل (سسینیا جسکو سوستان بھی کہتے ہین) ہین، اور لود جسکا مسکن بھی اسی کے پاس لودیا مین ہی امم سامیہ سے خارج ہونگے کہ اُن کی زبان کبھی سامی نہ تھی، اور کنعان (فنیشیا) بابل اول، کوش (حبش) عمورانی، وغیرہ کا امم سامیہ مین شمار ہوگا کہ اُنکی زبان ہمیشہ سامی ہی ہی[1]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون السنہ سامیہ

امم سامیہ کا مسکن اوّل

امم سامیہ زمانۂ تاریخ کے پہلے سے متفرق لیکن متصل مقامات مین آباد ہین، اس لیے سوال یہ ہوکہ امم سامیہ جب صرف چند کنبون سے عبارت تھین تو اُن کا مسکن کہان تھا؟ مورخین عرب کے نزدیک اس کا ایک ہی جواب ہوکہ عرب!

یورپ کے موجودہ علماے اقوام والسنہ کے نزدیک اس سوال کے جواب مین چار نظریے پیش ہین،

اول یہ کہ ان کا مسکن اول افریقہ ہو جہان سام کے بھائی حام کی اولاد زمانۂ تاریخی مین آباد ملتی ہو، اس نظریہ کی دلیل یہ بیان کی جاتی ہو کہ سامی اور حامی زبانون مین مشابہت بہت شدید ہو نیز سامی اور حامی اور خصوصاً جنوبی عرب کے سامیون اور حامیون (شاید حبش مراد ہون) کے بعض اعضا مین مشابہت تامہ پائی جاتی ہو،

لیکن یہ دلیل نہایت عجیب ہو، دو بھائیون مین اگر مشابہت پائی جائی ہو اور ایک افریقہ مین رہتا ہو تو کیا ضرور ہو کہ دوسرا بھی افریقہ ہی مین اولاً رہتا ہو، یہ کیون نہین فرض کیا جاسکتا کہ خود حامی پہلے سامی خاندانون کے ساتھ رہتے تھے، اور ایک مدت کی یکجائی کے بعد اُن سے الگ ہوئے، اسی صحبت واجتماع واتحاد نسل کا بقیۂ آثار دونون مین متحداً موجود ہو، جنوبی عرب (یمن) اور حبشیون مین یقیناً تشابہ ہو لیکن اسکا سبب بالکل ظاہر ہے، حبش کوئی مستقل آبادی و نسل نہین ہو بلکہ وہ یمنی عربون کی ایک نوآبادی ہو، اور اُنکی نسل کا مخلوط

ملہ برٹانکا ج ۲ ص ۲۶۴،

حصہ ہی، اسی لیے عرب اُنکو "حبش" (مخلوط) کہتے ہین، اور اسی بناپر قدیم مورخین یمن و حبش کو دو مستقل ملک نہین قرار دیتے ہین، بلکہ ایک ہی ملک (اتیوپیا) کے اُنکو دو ٹکڑے[۵۱] سمجھتے ہین،

دوسرا نظریہ یہ ہی کہ بنو سام کا پہلا وطن ارمینیہ و کردستان تھا، لیکن اس تھیوری کی صحت پر کوئی دلیل بجز تورات کے چند الفاظ کے (جنکے معنی غلط قرار دیے گئے ہین جیسا کہ ہم آگے بتائینگے) کچھ اور نہین ہی، اسی لیے **نولدیکی** نے جو محقق ترین مستشرقین ہی لکھا ہی کہ "اس تھیوری کو اب کوئی تسلیم نہین کرتا[۵۲]"

تیسری تھیوری پروفیسر **گیڈی** Guidi ایک اٹالین مستشرق کی ہی، اسکی راے ہی کہ سامیون کا مسکن اول فرات کا حصۂ زیرین تھا، گیدی نے اپنے دعوی کو عجیب و غریب مقدمات پر مبنی کیا ہی، انکا اجمالی بیان یہ ہی۔

یہ ظاہر ہی کہ ابتدائی زبان مین سب سے پہلے ابتدائی ضروریات اور گرد و پیش کی چیزون کے لیے الفاظ پیدا ہونگے، اور اس لیے یہ الفاظ عموماً مختلف خاندانون اور زبانون مین تقسیم ہونے کے بعد بھی بطور ترکۂ موروثی کے مشترکاً باقی رہینگے، سامی زبانون مین اس قسم کی چیزون کے لیے جو مشترک الفاظ ہین مجموعی طور سے اُن کا وجود جہان پایا جائیگا وہی امم سامیہ کا مسکن اول ہوگا، اس حیثیت سے جو مشترک چیزین معلوم ہوتی ہین اُن کی شہادت ہی کہ وہ فرات کے حصۂ زیرین کی پیداوار ہین،

نولدیکی اس راے کی بھی تردید کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ اولاً ابتدائی ضروریات کے قدیم مشترک الفاظ تطاول زمانہ سے باقی کہان رہے ہین، ثانیاً یہ اصول خود صحیح نہین کہ تمام ابتدائی ضروریات

---

۵۱ یہ بحث مفصل "اصحاب الفیل" مین دیکھو،

۵۲ انسائکلوپیڈیا برٹانیکا، طبع ۱۱ ج ۲۴ ص ۶۲۰،

کے لیے ابتدائی زبان اور اُسکے فروع مین مشترک الفاظ ہونگے، خیمہ، لڑکا، آدمی، بڈھا وغیرہ ان معانی کے لیے اکثر سامی زبانون مین مختلف الفاظ ہین، توکیا یہ کہا جائیگا کہ ان کے لیے موطن اول مین الفاظ نہین پیدا ہوے تھے، حالانکہ زندگی کی یہ ابتدائی باتین ہین، مثلاً جنوبی وشمالی امم سامیہ مین بعض مشترک الفاظ ہین، جو اصول مذکورہ کے مطابق مسکن اول کے متولدات ہونے چاہیین حالانکہ بمشکل اُن کا وجود فرات کے مقام مین تسلیم کیا جا سکتا ہی۔

گیدی سے پہلے اسی قسم کی دلیل دان کریمر نے قائم کی تھی، اور اُسکے خیال کے مطابق اُسکا نتیجہ تھا کہ سامی قومون کا ابتدائی مسکن ایشیاے وسطی مین نہر جیحون وسیحون کے پاس ہے۔ ایک ہی قسم کی دلیل سے دو مختلف نتائج کا ظہور دونون کے ابطال کی دلیل ہی،

چوتھی تھیوری جو قرین صواب و باعتبار دلائل مستحکم ہی یہ ہی کہ بنو سام کا مسکن اول ملک عرب تھا، اس تھیوری کے طرفدار یورپ و امریکہ کے علما کی ایک کثیر جماعت ہی جسکے مشاہیر ارکان یہ ہین، ڈی خوی DeGoege شریڈر Schrader، ونکلر Winckler ٹیل Tiele میر Meyer اور اسپرنگر Springer، نولدیکی Noldeke کی راے بھی اسی طرف راجح ہی، انگریز علما مین کین Keane روبرٹسن سمتھ Roberteon - Smith - سموال لے انگ Samuel Laing اور ولیم رائٹ W.Wright اور امریکن مین سائس Sayce اور راجرس R.W.Rogers وغیرہ محققین کبار کی یہی راے ہی، اس جماعت کے دلائل کا خلاصہ یہ ہی،

۱- تاریخ شاہد ہی کہ عرب سے نکل نکلکر قومین ادھر اُدھر پھیلی ہین،

۲- عربی زبان تمام السنۂ سامیہ مین سے قدیم سامی زبان کے قریب تر ہی،

۳- عربون کی جسمانی ساخت خالص وصحیح سامی ساخت ہی،

۴- اُنکی اجتماعی و معاشرتی زندگی صحیح ابتدائی سامی یادگار ہی،

مزید توضیح کے لیے ہم بعض علماے السنہ و اقوام کے خیالات کی ترجمانی بھی کرتے ہین،

امریکا کا مشہور مصنف، اور السنہ سامیہ کا محقق، سائس، اپنی تصنیف "اسیرین گرامر"

مین اس مسئلہ کے متعلق اپنی حسب ذیل راے ظاہر کرتا ہی،

"سامی روایات ہر حیثیت سے ملک عرب کا اپنا اصلی گھر ہونا ظاہر کرتی

ہین، دنیا کا یہی ایک ٹکڑا ہی جو خالص سامی باقی رہا ہی، جنسی خصوصیات

مذہب کی شدّت، توحش، غیر قومون سے احتراز، بدویانہ زندگی، ان

تمام چیزون کی بہترین تشریح ریگستان کی اصل ہی،

ڈاکٹر اسپرنگر "جغرافیہ عرب قدیم" مین لکھتے ہین،

"میرے یقین کے مطابق تمام سامی قومین عرب ہی کے تو بر تو طبقے ہین،

انھون نے اپنے کو طبقات در طبقات بنا رکھا تھا، اور کون جانتا ہی کہ شلاً

کنعانیون سے پہلے جن سے ہم تاریخ کی ابتدا مین ملتے ہین، کتنے طبقے

گذر چکے تھے"

شرےڈر، ایک جرمن رسالہ مین اپنا خیال اس الفاظ مین بیان کرتا ہی،

"مذہبی فسانے لغوی تحقیقات، جغرافی اور تاریخی بیانات سب ثابت کرتے

ہین کہ ان مختلف سامی قومون کا مسکن اول عرب ہی"

مشہور مستشرق ڈی خوی، ۱۸۸۳ء مین ایک اکاڈمی کے خطبۂ صدارت مین اپنا اعتقاد

یہ ظاہر کرتا ہی،

---

[۱] ان تمام حوالون کے لیے دیکھو، Rogers' Vol. I. P. 306, 307

عرب وسطی ہی سامی قومون کا مسکن اول ہی، جہان سے مختلف طبقات نکلکر
شام، بابل، عمان، اور یمن وغیرہ مین پھیلے، اور اپنے پیشرودون کو آگے
کُردستان، آرمینیہ، اور افریقہ مین ڈھکیلتے رہے"

کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر ولیم رائٹ، اپنی تصنیف "السنہ سامیہ کی نحو" مین لکھتا ہی،
"ان مختلف علما مین سے کسکی راے صحیح ہی، ہم آہستہ آہستہ اسکا فیصلہ کرسکینگے
لیکن اسی اثنا مین، مین صرف یہ کہونگا، کہ مین خود کو عربی صف مین، شرنڈر
اور ڈی خوی کے ساتھ منسلک کرتا ہون،

امرکیہ کا پروفیسر راجرس اپنی تصنیف "تاریخ بابل واشور" مین لکھتا ہی کہ امم سامیہ کا مسکن اول
عرب ہونا اب عموماً مسلم ہی،

"سامی قومین کہان سے آئین، بعضون کا خیال ہی کہ شمال کی جانب سے
کردستانی کوہستان سے آئین ... اور عرب، کنعان اور آرمینیہ کے ملک مین
پھیلے ... لیکن یہ راے اب ساقط ہی ... دوسری تھیوری یہ ہی کہ امم سامیہ
کا ابتدائی وطن افریقہ ہی، دلیل سامی وحامی زبانون کا تشابہ ہی ... اس راے
کی تائید مین سب کچھ کہا گیا ہی پھر بھی تیسرے نظریہ کے لیے قوی رائین ہین،
کہ سامی قومون کا مسکن اول، عرب ہی، جہان سے موجین مارتی ہوئی وہ
وسیع وزرخیز قطعات ملک کی تلاش مین، بابل وجزیرہ، مین نے "اور پیز
کنعان کے مغربی ملک آئین، یہ آخری راے معلوم ہوتا ہی کہ نئے نئے طرفدارون

Wright. P. 7.8.9. — سلہ تمام اندلس خوبیون کے لیے دیکھو

اپنی طرف کھینچ رہی ہو اور کہا جا سکتا ہو کہ اب موجودہ ارباب علم کی عموماً قبول کردہ ہو"

سموال لے لانگ، انگلینڈ کا ایک مقبول مصنف، اور تاریخ قدیم کا واقفکار" اوائل الانسانیہ" مین اپنی حسب ذیل راے ظاہر کرتا ہی؛

"غوا ہا شارہ کرتے ہین کہ سامی اقوام کا ابتدائی وطن جنوبی مغربی ایشیا، (اور جنوبی مغربی ایشیا مین) شاید عرب ہی، عرب کے سوا سامی اقوام ہر جگہ بغرض سکونت یا بغرض فتح باہر سے آتی ہوئی نظر آتی ہین، اور ہر جگہ وہ اپنے سے پہلے قدیم باشندون کو وہان موجود پاتی ہین، لیکن عرب مین وہ اصلی باشندون کی طرح معلوم ہوتی ہین، کلدانیہ اور اسیریا کے قدیم روایات مین بھی وہ جنوب سے (عرب جنوب مین ہی) آتی ہوئی ظاہر کی گئی ہین، کچھ خلیج فارس سے اور کچھ بادیۂ عرب و شام کو قطع کر کے"

چند سطرون کے بعد پھر لکھتا ہی؛

اور صرف عرب مین ہم ام سامیہ کو اور تنہا ام سامیہ کو نہایت قدیم زمانہ سے پاتے ہین،

ہیرن ایک مشہور مصنف جسکا موضوع" قدیم تجارت و سیاست کی تاریخی تحقیقات" ہی، اپنا اعتقاد اس مسئلہ کی نسبت اس طرح ظاہر کرتا ہی؛

"تقریباً یہ ظاہر ہوتا ہو کہ وہ (یعنی اہل اسیریا) عرب سے آئے، جو غالباً سامی

Sammal Laing ص ۲۰۵ ~~~~~~ دیکھو صفحہ ۲۰۵

Heeren Vol. 1. P. 292 ص

قبائل کا عموماً اصلی وطن ہو گو کہ دوسرے مقامات مین مقامی حالات کی بنا پر
اُنھون نے اپنی اُس طرز زندگی مین جسکے وہ اپنی مادری ملک کے ریگستانی
صحرا مین عادی تھے تبدیل کر لی،

سب سے تازہ ترین تحقیق کا ماخذ انسائیکلوپیڈیا ہو، محقق کبیر **نولڈیکی** جو موجودہ یورپ مین مشرقی زبان و تاریخ کا سب سے بڑا فاضل ہو، اپنے مضمون "السنۂ سامیہ" مین کہتا ہو[۱]،

بعض مشہور محققین خیال کرتے ہین کہ جنس سامی کا مولد عرب ہو سکتا ہو بہت سی
چیزین ہین جو اس تھیوری کی تائید کرتی ہین، تاریخ ثابت کرتی ہو کہ نہایت قدیم
زمانہ سے عرب کے ریگستان سے قبائل نکل نکلکر قریب کے سرسبز ممالک مین آباد
ہوتے رہے ہین، آرامی اور عبری زبانون مین بہت سے ایسے نشان پائے جاتے
ہین جنسے ابتدائی خانہ بدوشانہ حالت پائی جاتی ہو، اور عرب کا شمالی حصہ صحراے
ما بین شام و عرب خانہ بدوش قبائل کا مسکن ہو، اور نیز عربون مین قدیم سامی
کیرکٹر اپنے خالص رنگ مین باقی سمجھا جاتا ہو اور اُنکی زبان قریب ترین اصل
زبان ہو،

نولڈیکی دوسری تھیوریون کی تغلیط محض کے بعد اس تھیوری پر چند ریمارکس کرتا ہو، جنکا آخری فقرہ یہ ہو،

"بہرحال ہم خوشی سے قبول کرتے ہین کہ یہ تھیوری کہ عرب امم سامیہ کا مسکن اول
ہو، کسی معنی سے غیر معقول نہین ہو،"

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا ایک اور مضمون نگار لفظ "عرب" کے تحت مین لکھتا ہو[۲]

[۱] برٹانیکا طبع یازدہم، ج ۲۴ ص ۶۲۰

[۲] طبع یازدہم، ج ۲ ص ۲۶۳،

ملک عرب امم سامیہ کا اصلی وطن ہی اسکی تائید متعدد علما کی راے سے ہوتی ہو اگو ابھی یہ مسئلہ محقق نہین ہو لیکن تحقیقات السنہ و اکتشافات آثار سے ثابت ہوتا ہو کہ یہ راے بہت ممکن الصحۃ ہی، عرب سے نکلکر قبائل سامیہ کا دوسرے ممالک مین پھیل جانا آسانی سے تصور مین آسکتا ہو بابل کیجانب بھی حرکت کرنا آسان ہو اکہ کوئی قدرتی روک ان دونون ملکون کے درمیان نہین، اور خود تاریخی زمانہ مین اسکی مثالین ہین، آرامی اقوام کا انتقال وہجرت بھی قدرتی موانع سے خالی ہے،

اب تک زبان، آثار، رسوم وعادات، تشابہ جسمی اور دلائل طبعی کی بنا پر بحث تھی، اب تاریخ کا موقع ہے، سامی قوم کی سب سے قدیم تاریخ توراۃ ہی، توراۃ مین اس موقع کے حسب ذیل الفاظ ہین،

اور تمام روے زمین مین ایک ہی بولی تھی، اور وہ جب پورب سے روانہ ہوئے تو ایسا ہوا کہ انھون نے سنعار (بابل) کے ملک مین ایک میدان پایا اور وہان رہنے لگے، تب خداوند نے انکو تمام روے زمین پر پراگندہ کیا، ... اسلیے اسکا نام بابل ہوا[۱]،

بنو سام، بابل مین پورب کے ملک سے آئے، پورب سے یہان کیا مراد ہو، علماے توراۃ ابھی تک اسکا کوئی فیصلہ نہین کرسکے ہین، عام خیال یہ ہو کہ اس سے مراد آرمینیہ ہی، کیونکہ کشتی نوح جس پہاڑ پر جاکر رکی تھی، عبری مین توراۃ نے اسکا نام "ارارا ط" بتایا ہی، اور ارارا ط کی نسبت، مفروض ہو، کہ وہ آرمینیہ مین واقع ہی لیکن مشکل یہ ہو کہ آرمینیہ بابل کے پورب ہی، اور نہ فلسطین کے پورب ہی، اس مشکل کو متعدد تدبیرون سے حل کرنیکی کوشش کی گئی ہی، بعض کہتے ہین کہ چونکہ حضرت موسیٰ مصر اور عرب

[۱] تکوین باب ۱۱ عدد ۱-۹،

مین رہے تھے، اس لیے ان ملکون کے اعتبار سے اُسکو پورب کہا ہی، بعضون کا جا ب اس سے زیادہ تعجب انگیز ہی کہ چونکہ انسان نے سب سے پہلے سمت مشرق کو جانا کہ وہ مطلع خورشید ہی، اس لیے پورب کہا[51]،

حقیقت یہ ہی کہ توراۃ کے ان فقرون سے یہ تو بالکل ظاہر ہی کہ بابل مسکن اول نہ تھا، وہ یہان پورب کے ملک سے آئے تھے، اور وہی اُن کا مسکن اول تھا، سب سے پہلے یہ سمجھنا چاہیئے کہ توراۃ کے محاورہ مین پورب سے عموماً فلسطین کا پورب مراد ہوتا ہی جو توراہ کی جاے تالیف ہی، اسکے بعد یہ طے کرنا ہی کہ فلسطین کے پورب سے کونسے ملک توراۃ مین مقصود ہوتے ہین، توراۃ مین از روے استقصا، متفقاً ثابت ہی کہ پورب سے دو ملک توراۃ مین عموماً مراد لیا گیا ہی، بابل[52] اور عرب[53]، لیکن جب اس فقرہ مین خود یہ مذکور ہی کہ وہ بابل مین پورب کے ملک سے آئے تو متعین ہو گیا کہ یہان پورب کے ملک مراد ملک عرب ہی،

مجموعۂ توراۃ کے بعد سب سے قدیم ماخذ **یوسیفوس** اسرائیلی کی تاریخ یہود ہی، جو ایک حیثیت سے کہا جا سکتا ہی کہ توراۃ کی تفسیر ہی، اس مسئلہ کے متعلق اُس مین حسب ذیل فقرہ ہے، بنو سام کی آبادی کے نسبت لکھتا ہی[54] کہ:

"وہ نہر فرات سے بحر ہند تک آباد تھے"

نہر فرات سے بحر ہند تک **عرب** کے سوا کیا کوئی اور ملک ہی؟ مارہس ارران

بحث کا فیصلہ اس سے ہو جاتا ہی کہ اہل عرب کے سوا قدیم الایام سے کوئی قوم اُسکی مدعی

Cruden. P. 126. [51]   [52] تکوین ۹ — ۱۱

[53] تکوین ۲۵ — ۶، قضاۃ ۶ — ۲۳، اول سلاطین ۴ — ۳۰، تکوین ۱۰ — ۳۰، وغیرہ،

[54] ترجمہ انگریزی ۱۸۲۳ء ج ۱ ص ۲۵،

نہین کہ اُن کا ملک بنو سام کا مسکنِ اول اور امم سامیہ کا مسقط الراس ہی، عرب عام طور سے اسکے مدعی ہین، اور حق یہ ہو کہ شواہد و قرائن کی شہادت کے ساتھ جب کوئی دوسرا مدعی موجود نہین تو مقدمہ اُنھین کے حق مین فیصل ہونا چاہیئے، عربی تاریخون مین اس دعوی کا مصرحًا ذکر ہی، مورخ ابن قتیبہ جسنے ٢٧٦ھ مین وفات پائی ہی، لکھتا ہی،

واما سام بن نوح فسکن وسط الارض الحرم وما	سام بن نوح نے درمیانی زمین یعنی مکہ اور اطراف مکہ شلاً یمن،
حوله و الیمن الی حضرموت الی عمان الی البحرین	حضرموت، عمان، بحرین، ببرین، وبار، دو، اور دہنا تک
و یبرین و دبار و الدو و الدهناء[۱] -	آباد ہوا،

مورخ یعقوبی جسکا زمانہ بھی اسی کے قریب قریب ہی، اور ٢٨٤ھ مین وفات پائی ہی، لکھتا ہی[۲]،

وصار لولد السام الحجاز والیمن و باقی الارض فرزندان سام کے قبضہ مین حجاز، یمن اور باقی ملک آیا،

ان مقدمات پر ایک دفعہ کا اور اضافہ کرو کہ قرآن مکہ کو امُّ القریٰ (آبادیون کی ماں) کا خطاب دیتا ہی! ~~[illegible]~~

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا

---

۱ کتاب المعارف ابن قتیبہ ص ۱۰، مصر

۲ تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۱۷، لیڈن،

مسکن اول سے ہجرت

عرب کے ملک مین پانی کا دریا نہین، لیکن وہ انسانون کا دریا ہی! تاریخ نے چار بار اس دریا مین طوفان آتے دیکھا ہی، ایک مسیح سے ڈھائی ہزار یا تین ہزار برس پہلے، جب یہان سے قبائل کا سیلاب موجین مارتا ہوا، بابل واسیریا، مصر، اور فنیشیا دکنعان، مین پھیل گیا، اس سیلاب کا زور کم ہوا تھا کہ ۱۵۰۰ ق م مین ایک اور طوفان ادومی، موابی اور مدیانی قبائل کا اُٹھا اور اطراف ممالک مین پھیل گیا لیکن اس کا دائرہ پہلے سے کم تھا، تیسری بار معینی، سبائی وغیرہ اُٹھے اور پھیلے، لیکن سب سے آخری طوفان جو پہلی صدی ہجری مین مسیح سے چھ سو برس بعد اُٹھا وہ سب سے زیادہ وسیع الاثر تھا جو ایک طرف گنگا کے دہانے سے ملگیا اور دوسری طرف بحر محیط سے!

اس باب مین صرف پہلی جنبش وحرکت کا بیان ہی، اس جنبش اول کی تاریخی شہادتون کا ایک بڑا حصہ ہم "ام سامیہ کا مسکن اول" مین پیش کر آئے ہین لیکن نئی شہادتون کے پیش کرنے سے بھی ہم نہین تھکے ہین، ایک امریکن مورخ ولیم راجرس، اپنی تاریخ بابل مین لکھتا ہی،

"ام سامیہ کا مسکن عرب ہی جہان سے نکلکر وہ انتقال مکان کی موجین مارتے ہوئے آباد و سرسبز قطعہ کی تلاش مین بابل والجزیرہ مین اور بعید قطعہ مغربی یعنی کنعان مین پھیل گئے" لہ

ایک دوسرا انگریز مصنف سموال لے انگ اپنی مشہور تصنیف اوائل الانسانیۃ مین لکھتا ہی ٹہ

لہ Rogers. Vol. 1. P. 307

ٹہ Sannual. P. 39. 1903

ہرجگہ عرب کے سوا سامی قومونکو ہم فشان دیکھتے ہین کہ وہ مسافرانہ باہر سے بغرض سکونت یا بغرض فتح آ رہی ہین اور جو ہرجگہ جہان وہ جاتی ہین اپنے سے پہلی قومون کو اُپر قابض پاتی ہین لیکن وہ عرب مین قدیم باشندون کی حیثیت سے نظر آتی ہین، کلدانیہ، اور اسیریا کی ابتدائی روایات مین سامی قومون کو جنوب سے آئے ہوئے ظاہر کیا گیا ہی کچھ تو خلیج فارس کی طرف سے اور کچھ سیدھی بادیہ عرب و شام سے جو رفتہ رفتہ قدیم اکادی آبادی کے ساتھ ملجاتی ہین یا اُن کو ہٹاکر خود اُن کی جگہ لے لیتی ہین،

مصر مین سامی عنصر کا "چالان" اس کے بعد ہوا ہی جس نے مصر کی قدیم تہذیب پر کوئی اثر نہین کیا، سیریا (شام) اور فلسطین مین غالبًا فنیقی، کنعانی اور عبرانی، خلیج فارس یا حدود عرب سے براہ راست یا اسیریا (عراق) اور مصر کے توسط سے باہر سے آئے ہین جنہون نے کبھی اپنے کو ان ممالک کا قدیم باشندہ نہین کہا،

ایک فرنچ مورخ ہوآرٹ Cl. HuaRt اپنی تاریخ عرب کے دیباچہ مین لکھتا ہی، تین ہزار ق م مین ہم سامی اقوام کو ادھر اُدھر انتقال مکانی کرتے ہوے دیکھتے ہین، کنعانی شام مین نظر آتے ہین، جہان فنیقی، (فنیشین) خلیج فارس کے سواحل (بحرین) سے آکر تجارتی شہر قائم کرتے ہین، جہازرانی مین ترقی کرتے ہین، ایجین تہذیب کو ختم کرتے ہین، اور یورپ کو جانے کا بحری راستہ پیدا کرتے ہین، ہائیکسوس مصر مین داخل ہوتے ہین اور اُسکا ایک حصہ فتح کرکے وہان اپنا بادشاہ مقرر کرتے ہین، لیکن خود ریگستان عرب کے بدوی عرب کی تاریخ اب تک مجہول ہی، اسی اثنا مین وہ بھی شہرون کی بنیاد ڈالتے ہین، اور حکومتین قائم کرتے ہین جنکی دولت کا مدار تجارت[۱] ہی

---

[۱] Horlh. Tom. 1. P. 94.

شریڈر Shrader اپنے اس نظریہ کی کہ تمام سامی قومین عرب سے پھیلی ہین، ان الفاظ مین تشریح کرتا ہی

شمالی سامی قومین یعنی ارمن، بابلی اور کنعانی، جنوب مین اپنے دوسرے بھائیون سے جدا ہوکر ایک متحدہ جماعت کی صورت مین بابل آئے، وہان باہم ایک مدت تک اجتماعی حالت مین رہے، ارمن سب سے پہلے اس جماعت سے الگ ہوئے ہونگے، اور اسکے ایک معقول زمانے کے بعد کنعانی، اور سب سے آخر مین اشوری،

عین اسی وقت مین ان مین سے بعض قومون کی ہجرت جنوبی سمت مین واقع ہوئی، شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوئے، یہ ہجرت گزین جزیرہ نماے عرب کے جنوبی سواحل پر آباد ہوئے، جہان سے انکی ایک جماعت دریا کو عبور کر کے افریقہ پہونچی اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی[۱]

ان تشریحات سے ظاہر ہوتا ہی کہ سامی قومین ایک مدت کے اتحاد و اجتماع کے بعد، ملک عرب سے نکل نکل کر اطراف کے ممالک میں پھیل گئین، اور وہان انھون نے زور و اقتدار پیدا کیا، عرب مورخین بھی اس واقعہ سے ناواقف نہ تھے

مشہور مورخ ابن قتیبہ فرزندان سام کی تقسیم و تفریق کے بعد لکھتا ہی،

فمنهم العمالیق، امم تفرقوا فی البلدان و منهم فراعنة مصر و الجبابرة،	انھین مین سے عمالیق ہین، یہ متعدد قومون کے مجموعہ تھے، جو ممالک مین متفرق ہوکر پھیلے، منجملہ انکے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین،

ابن خلدون کا بیان ہی،

---

[۱] W. Wright. P. 9 ؁ کتاب المعارف ص ۱۰ مصر،

وکان لهذه الامم ملوك ودول فی جزيرة العرب وامتد ملکهم فيها الی الشام ومصر فی شعوب منهم[1]

ان اقوام مین بہت سے بادشاہ گذرے، اور انکی عرب مین بادشاہیان ہوئین، جنکے چند قبائل کا سلسلۂ حکومت مصر و شام تک وسیع ہو گیا تھا،

اسی قسم کی تصریحات دوسرے مورخینِ عرب نے کی ہو، ابن ہشام **کلبی** جسکا مخصوص موضوع عرب جاہلیت کی تاریخ و روایت ہو، اُس نے اس موضوع پر کہ عرب سے یہ قومین نکل نکلکر کہان کہان پھیلین، دو کتابین لکھی ہین، **ابن ندیم** نے کتاب الفہرست مین لکھا ہو کہ پہلی کتاب کا نام تفرق عاد ہو یعنی عاد کی قوم عرب سے نکلکر کہان کہان گئی، دوسری کتاب کا موضوع بیان، کتاب من نقل من عاد وثمود والعماليق وجرهم وبنی اسرائيل من العرب ہو یعنی عاد، ثمود، عمالیق،[2] جرہم اور بنی اسرائیل جو عرب سے نکلکر باہر گئے اُن کے حالات،

---

[1] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۵۹،

[2] عمالق کی نسبت متعدد امور قابل تنبیہ ہین:

۱۔ عمالق کی لفظی حقیقت کیا ہو؟ عمالق خود السنۂ سامیہ کے قواعد کی بنا پر علوق کی جمع ہو، علوق دو لفظون سے مرکب ہو عَمّ עם جسکے معنی عبری مین قوم واہل کے ہین، اور یہی لفظ عربی مین اُمّۃ ہو، اور ملوق عام وادی کو کہتے ہین لیکن قدیم زمانہ مین شمالی عرب کا از خلیج فارس تا حدود سینا جسکو رومی و یونانی عربیا ڈزرٹا یعنی عرب ریگستان یا عرب الوادی کہتے ہین نام تھا، دوسرے حصہ کو یعنی مغربی و شمالی عرب کو جو از سینا تا حدود مصر ہو "معان" کہتے تھے "مالوق" اور "معان" انھین ملک کے نام کی حیثیت سے بابلی کتبہ مین ۳۰۰۰ ق م مین مستعمل ہوئے ہین، دیکھو:

Eancycl of Islam Vol.1 P.377. اور Rogers Vol.1 P.369

۲- توراۃ مین عماق، عیشاؤ بن اسحاق بن ابراہیم کے ایک پوتے کا نام بتایا گیا ہی (تکوین ۳۶ - ۱۲) کا تبین اسفار یہود کی رائے معلوم ہوتی ہی کہ اقوام عمالیق اسی عماق بن عیشاؤ کی اولاد ہین، لیکن یہ صحیح نہین کیونکہ عماق بن عیشاؤ کا زمانۂ پیدائش تقریبا ...۲ ق م ہونا چاہیئے، پھر ایک شخص کو کنبہ، کنبہ کو قبیلہ اور قبیلہ کو قوم ہونے کے لیے، اور خصوصا ایسی قوم ہونے کے لیے جو بنی اسرائیل کے کئی لاکھ ادمیون کا مقابلہ کرسکے[۱] کم از کم پانچ چھ سو برس تو درکار ہین، اس بنا پر عماق کا ظہور قومی چودہ پندرہ سو ق م سے ادھر نہین ہوسکتا، حالانکہ روایات عرب اور شہادت آثار کے رو سے عمالق کا وجود اس سے ہزار برس پہلے ثابت ہی،

لیکن اگر ہم بغور توراہ کا مطالعہ کرین تو ہمکو خود توراۃ سے عمالق کا وجود اس عمالق بن عیشاؤ سے بہت پہلے معلوم ہوتا ہی، حضرت ابراہیم کے عہد مین (۲۲۰۰ ق م) مین جب بابل وعیلام اور سادوم کے بادشاہون مین جنگ ہوئی ہی وہان لکھا ہی[۲]،

"کہ انھون نے تمام عمالق کے ملک مین انکو مارا"

دوسری جگہ بلعام کاہن کی زبان سے توراۃ مین جو پیشنگوئی ہی اسمین عمالیق کو "اول الامم" سے خطاب کیا ہی[۳]، اگر عمالیق وہی عماق بن عیشاؤ کی اولاد ہین، جیسا کہ عام طور سے سمجھا جاتا ہی تو اسکو بجاے "اول الامم" کے "آخر الامم" ہونا چاہیئے، کہ ۱۵۰۰ ق م سے پہلے بہت سی قومین اٹھ چکی تھین،

۳- عمالق سے غالبًا قدیم اہل عرب واقف نہ تھے، کیونکہ باین ہمہ جبروت وعظمت، آیات قرآن، روایات احادیث اور صحیح وغیر مشکوک اشعار عرب مین ان کا نام نہین آیا، توراۃ مین اور یہودیون کے لٹریچر مین البتہ کثرت سے عمالق کا ذکر ہی، اور ان کو ایک جبار قوم کی صورت مین پیش کیا ہی اس بنا پر ظاہر ہی کہ عمالق کا علم یہودیون کی راہ سے عربون مین آیا، اور اسطرح آیا کہ اسکو انھون نے یہودیون کی طرح بزرگترین قبائل قرار دیدیا، جسکے سامنے انکا "عاد" بھی دبکر رہگیا،

---

[۱] توراۃ سفر العدد، [۲] تکوین باب ۱۰، [۳] سفر العدد ۲۴-۲۰،

امم سامیہ کے انساب

بہرحال توراۃ کی سے ان سامیون کے باہمی نسبی تعلقات بہ تفصیل ذیل ہین،[۱]

طبقات انساب

۱۔ نوح کے بیٹے سام کی پانچ اولادین تھین، عیلام، اشور، ارفکسد، لود اور ارم، ارم کے چار بیٹے تھے، عوض، حول، حبثر، اور مس، ارفکسد کے بیٹے کا نام، سلح تھا، سلح سے عبر پیدا ہوا، عبر کے دو بیٹے ہوے قحطان اور فلج،

۲۔ **قحطان** سے الموداد، سلف، حضارموت، یارح، ہدورام، اوزال، دقلا، عائل، ابی مائل، سبا، اوفر، حویلاہ، اور یوباب پیدا ہوئے، جنکی آبادی جنوب عرب مین یعنی یمن مین مسا سے ظفار تک ہے،

۳۔ **فلج** سے رعو پیدا ہوا، رعو سے سروج، سروج سے نحور، نحور سے تارح، (آذر) پدر ابراہیم و حاران پیدا ہوا، یہ خاندان کلدانیون کے شہر بابل مین آباد تھا، حضرت ابراہیم مع اپنے برادرزادہ لوط کے کنعان آئے جسکو فلسطین، اور اب عموماً کسیقدر وسعت دیکر شام کہتے ہین،

۴۔ **حاران** سے لوط پیدا ہوئے، لوط کے دو بیٹے، عمون، جو اب عمان کہلاتا ہے، اور مواب جو شمالی عرب مین سینا کے پاس ایک حکومت کا بانی تھا،

۵۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعدد بیٹے تھے، اسحاق پسر سارہ جنھون نے کنعان یعنی فلسطین و شام مین حکومت کی، مدیان[۲] پسر قطورا، جو حجاز کے پاس بحر احمر کے ساحل پر آباد ہوا، اسماعیلؑ پسر ہاجرہ جو اپنے بھائی

---

[۱] تکوین باب ۱۰، ۱۱، ۲۵، دیکھو، [۲] مدیان کے کئی بھائی تھے لیکن اُنکے حالات نامعلوم ہین،

مدیان سے کسی قدر آگے بادیۂ فاران مین آکر رہے،

۶۔ **اسحاق**ؑ کے دو بیٹے تھے یعقوبؑ (اسرائیل پدر بنی اسرائیل) جو پہلے کنعان مین تھے بعد ازان حضرت یوسف کے مصر پہونچنے پر مصر گئے، جہان اُنکی اولاد کئی سو برس تک مصر کی غلامی مین رہکر حضرت موسیٰ کے عہد مین پھر کنعان واپس آئی، ۔ دوسرے بیٹے کا نام عیشاؤ (اور لقب ادوم) تھا یہ شمالی عرب کے کوہ سروات مین ادومی قبائل کا جدِّ اعلیٰ تھا،

۷۔ **اسماعیل** کے بارہ بیٹے ہوئے جو توراۃ کی پیشنگوئی کے مطابق خاندان کے بارہ رئیس تھے، نبایوط، قیدار، ادب ایل، مبشام، مشمع، دومہ، مسا، حدور، تیما، جطور، نفیش و رقدمہ، یہ تمام خاندان حویلا (یمن) سے سور (سیریا یعنی شام) تک پھیلے تھے،

ان ہم نسب اقوام وقبائل کا باہمی رشتۂ تعلق حسب ذیل شجرہ سے واضح ہوگا،

شجرۂ اقوام ارض القرآن بمطابقت توراۃ

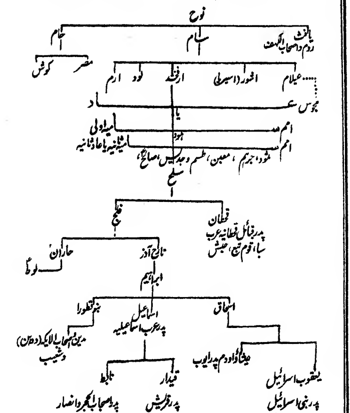

ان تمام سلسلۂ انساب مین سے عرب اور قرآن کی تاریخ کو امم سامیۂ اولیٰ و ثانیہ، بنو قحطان اور بنو ابراہیم سے بحث ہی، اور یہی تین سلسلے عرب کے مستقل اور دائمی باشندے ہین، اور انھین کے حالات و واقعات کی تشریح اس کتاب کا موضوع ہی،

طبقۂ اولیٰ

امم سامیہ اولیٰ

امم سامیہ کی جو تفصیل اوپر بیان ہوئی، اُسکی بنا پر امم سامیۂ اولیٰ سے مقصود وہ قدیم سامی قبائل ہونگے، جو عرب کے سب سے پہلے اور ابتدائی باشندے تھے، اور مختلف اغراض سے یہان سے نکلکر بابل، مصر اور شام وغیرہ کے ملکون مین پھیلے، عرب مورخین اُنکو **امم بائدہ** (برباد ہوجانے والے قبائل) کہتے ہین، کہ وہ اپنے ملک (عرب) سے نکلکر برباد ہوگئے، یا انقلابات حوادث سے مٹ گئے، بعض لوگ اُنکو **عرب عاربہ** (خالص اور غیر مخلوط عرب) کہتے ہین کہ وہ عرب کے خالص اور غیر مختلط النسل باشندے تھے، اور نیز یہودیون کی غلط پیروی مین اُنکو **عمالق** بھی کہا گیا ہے،

یورپ کے علمائے آثار ان قومون کے الگ الگ نام نہین بتاسکتے، وہ مبہم طور سے صرف انکو **سامی** کہتے ہین، اہل عرب اپنے ان قدیم ہموطنون کا ایک ایک کرکے نام بتاتے ہین ان مین سے عاد، ثمود، جرہم، لحیان، طسم، اور جدیس وغیرہ مشہور قبائل ہین، **عاد** سب سے بڑا اور سب سے وسیع قبیلہ تھا، اور تمام عرب بائدہ مین قوت حاکمہ تقریبًا اُسی کو حاصل تھی، عربون کی روایت کے مطابق عرب اور عرب سے باہر بابل اور مصر مین یہ عظیم الشان حکومتین انکا بانی تھا،

ان قبائل بائدہ کا سلسلۂ نسب عمومًا مورخین عرب نے ارم بن سام اور اُسکی مختلف

شاخون سے ملایا ہی، لیکن کس قبیلہ کو ارم بن سام کی کس شاخ سے تعلق تھا؟ علماے انساب کی آرائین اس باب مین اسقدر باہم متعارض ہین کہ فیصلہ مشکل ہی، ہم ذیل مین **ارم** کے مشاہیر قبائل کا نسب دو کتابون سے نقل کرتے ہین، جن مین سے ایک قدیم ترین ماخذ ہی یعنی معارف ابن قتیبہ[1] اور دوسری متاخر ترین ہی یعنی سبائک الذہب[2] قلقشندی،

ابن قتیبہ		قلقشندی
عمالیق بن لاوذ بن ارام بن سام		عملیق بن لاوذ بن سام
جدیس بن لاوذ بن ارام بن سام		جدیس بن ارم بن سام
عاد بن عوص بن ارام بن سام		عاد بن عوص بن عبیل بن ارم بن سام
ثمود بن جثر بن ارام بن سام		ثمود بن جاثر بن ارم بن سام
طسم		طسم بن لاوذ بن سام

ان انساب کی تحقیق بظاہر سخت مشکل ہی، مورخ ابن خلدون نے ان مشکلات کو کسی قدر حل کرنا چاہا ہی، لیکن انسان کے لیے بیکار ہوگا کہ ظلمت کدہ مین وہ روشنی کی جستجو کرے، مجملاً اس قدر یقینی ہی کہ وہ بنو سام تھے، اور زیادہ آگے بڑھین تو یہ کہین گے کہ ارامی عُنصر اُن مین غالب تھا، عربی زبان مین ارامی الفاظ نہایت کثرت سے پائے جاتے ہین[3]، یہانتک کہ قدیم شہر عرب "مکہ" کا نام بھی آرامی ہی[4]، ثمود کے جو کتبات ملے ہین وہ بھی بخط آرامی ہین[5]، اور خود ثمود کا نام ثمود ارم تھا[6]، اور عاد کے نام کا تو ارم جزء لاینفک ہی۔

كان يقال عاد ادم فلما هلكو قيل ثمود ادم فلما	پہلے عاد ارم کہا جاتا تھا جب وہ مٹ گئے تو ثمود ارم کہا گیا جب وہ بھی

[1] ص ۱۰، مصر، [2] ص ۱۳، ۱۴، بمبئی [3] سواد السبیل پروفیسر پی ارنلڈ، لاہور، [4] العرب من الاسلام صفحہ ۲۴

[5] برٹانیکا، ج ۲۴ ص ۶۲۶، [6] ابن خلدون ج ۲ ص ۱۷،

هلکوقیل نمرود ادم (ابن خلدون ج ۲ ص ۸) | برباد ہوگئے تو نمرود ارم کہا جائے گا۔

عجیب تر یہ ہو کہ یہ ارامی سامی خاندان جن جن مقامات مین پھیلے خود اُنکا نام "ارام" ہوگیا،
چنانچہ توراۃ کی زبان مین مابین النہرین (عراق) کا نام "ارام نہرائم[۵۱]" اور "پدان ارام[۵۲]" ہو ملک شام کو
"ارام[۵۳]" اور "ارام دمشق[۵۴]" اور شمالی عرب کو "ارام[۵۵]" کہا گیا ہو نیز ایک اور شہادت یہ ہو کہ بابل،
اسیریا، شام، کنعان، فنیشیا اور شمالی عرب مین جو قدیم کتبات پائے گئے ہین اُنکی زبان اکثر ارامی
ہو یا ارامی الفاظ سے پُر ہی[۵۶]،

کوئی بڑی قوم جب برسر اقتدار ہوتی ہو، تو حقیقت مین اس کُل کے ضمن مین کوئی جزو ممتاز
ہوتا ہو، اور اُس کے انتساب سے مجموعی قوم مقتدر اور ممتاز تسلیم کرلی جاتی ہو، امم سامیہ کی
کثیر الافراد جمعیت مین ضروری ہو کہ کوئی خاص جز، قوت حاکمہ کا مالک ہو، اور بقیہ اجزا اُسکے
اشارہ پر حرکت کرتا ہو، اس جز کا حقیقی نام کچھ ہو لیکن اہل عرب اُس کا نام **عاد** بتاتے ہین!
ولا مشاحۃ فی الاصطلاحات

تاریخ قدیم کے بعض یورپین مصنفین **عاد** کو صرف ایک فرضی اور مذہبی کہانی (میتھالوجی)
سمجھتے ہین، لیکن یہ انتہائی غلطی ہو، تحقیقات جدیدہ نے فیصلہ کیا ہو کہ عرب کے قدیم باشندے
(امم سامیہ) ایک کثیر الافراد با عظمت جمعیت تھی جسنے بابل، مصر و شام مین بڑی بڑی حکومتین
قائم کین، یہ حقیقت اور واقعہ ہو، اہل عرب اگر اپنی زبان مین ان قدیم باشندون کو **امم بائدہ**

۵۲

۵۱ تکوین ۱۴-۱۰،

۵۳ تک ۲۵-۲۰، ۲۸-۲، ۳۱-۶، ۱۸-۳۵، ۹، ۴۶-۱۵، ۵۴ ملوک باب ۲۰ و ۲۲،

۵۵ عدد ۲۳-، ۵۶ برٹانیکا، طبع یازدہم

مضمون السنہ سامیہ اور ہیرن کی کتاب سیاسی و تجارتی تحقیقات، Heeren. Vol. 1. P. 381

اور ان کی جماعت کے افراد کو عاد و ثمود و طسم و جدیس کہتے ہین تو کیا اس وضعِ اسماء کی جرم مین حقیقت اً و واقعۃً مٹ جائیگا؟

سب سے مستند ذریعہ ہمارے پاس قرآن مجید ہی، قرآن مجید نے عاد کی حقیقت یہ بیان کی ہی اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ ، اِرَمَ، اس آیت سے یہ ظاہر ہوا کہ عاد ارم ہی کا حصہ تھا، دوسری جگہ خدا فرماتا ہی،

وَاذۡکُرُوۡۤا اِذۡ جَعَلَکُمۡ خُلَفَآءَ مِنۡۢ بَعۡدِ قَوۡمِ نُوۡحٍ (اعراف رکوع ۹)	اے عاد کے لوگو خدا کے اس احسان کو یاد کرو کہ اُس نے قوم نوح کے بعد تمکو اپنی خلافت عطا کی، (یعنی حکومت دی)

قوم نوح کی بربادی کے بعد عرب مین جو سب سے پہلی مقتدر اور حکمران جماعت ظہور پذیر ہوئی، قرآن کی زبان مین اُسی کا نام عاد ہی، کیا قدیم و ابتدائی امم سامیہ کی یہی حقیقت نہین ہی،

فرانس کا مشہور اسلامی مورخ مسیو سیدیو Sedillot اپنی تاریخ عرب مین لکھتا ہی،

قبائل بائدہ کے حالات قابلِ وثوق نہین، زیادہ سے زیادہ یہ معلوم ہوتا ہے
بلکہ مفروض ہو سکتا ہی کہ عاد مسیح سے ۲۰۰۰ برس پہلے مصر و بابل پر قابض تھے
اور اُن کا نام اُس زمانہ مین چوپان یا ہیک سوس (چرواہے بادشاہ یعنے
بدوی بادشاہ) تھا[۱]،

لیکن امم سامیہ کی حقیقت سمجھنے کے بعد یہ "فرض" یقین سے بدل سکتا ہی،

---

[۱] ترجمہ عربی، ذکر امم بائدہ،

عــاد

گذشتہ مباحث سے مفصل معلوم ہوچکاہی کہ قدیم امم سامیہ اور عاد مترادف لفظ ہین، اس تفصیل کے بعد امید ہی کہ عاد کی شخصیت تاریخی وجود اور دعواے حکومت کے متعلق کوئی شک باقی نہ رہیگا، اب دوسرے مسائل کیطرف توجہ کا موقع آیا ہی،

لفظ عاد السنہ سامیہ مین لٹریچر کے لحاظ سے عبرانی سب سے قدیم زبان ہی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ قدیم الفاظ کی اصلیت عربی سے زیادہ اُس مین محفوظ ہی "عاد" کے لغوی حیثیت سے عربی مین کوئی معنی نہین ملتے،

عبری مین "عاد" کی اصلیت موجود ہی، עדד کے معنی بلند و مشہور کے ہین، اور عجیب تر یہ کہ ارم ארם اور شم (سام) کے بھی یہی معنی ہین، ان معنون کا بقیہ اثر عربی مین بھی موجود ہی، ارم کے معنی پہاڑی اور سنگِ نشانِ راہ کے لغت مین مذکور ہین، اور شم سے "شمم" اور "سمو" توابتک مستعمل ہے

توراۃ مین "عاد" مذکر[1] کے نام کے لیے اور "عادہ" عورتون[2] کے لیے کئی جگہ آیا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ عہد قدیم مین یہ نام عموماً مستعمل تھا،

عاد کا زمانہ

نام کے بعد دوسری بحث زمانہ کی ہی، عرب قبل اسلام مین کوئی باقاعدہ تاریخ رائج نہ تھی اسلیے عرب بائدہ کا کوئی زمانہ مروی نہین، لیکن اس بنا پر کہ مورخین عرب نے عاد کو عوض بن ارم بن سام کا

۱؎ تاریخ ایام اول ۷-۲۱، ۲؎ تکوین ۳۶-۲، تاریخ ایام اول ۰۰۰ ۲،

حقیقی فرزند لکھا ہی (؟) اس لیے اُسکا زمانہ ...۳ ق م سے پہلے قرار دینا چاہیے، قرآن مجید نے عاد کا جہان ذکر کیا ہی اُسکو خلفاے قوم نوح کہا ہی،

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ سرزمین شام کی دوبارہ آبادی کے بعد بنو سام کی پہلی ترقی عاد سے شروع ہوتی ہی اس لیے اس آیت سے نہ صرف زمانہ کی تعیین ہوتی ہی بلکہ ہماری اس تھیوری کی بھی تائید ہوتی ہی کہ امم سامیہ اولی اور علی الاغلب عاد ایک چیز ہے اور اسی لیے قرآن نے ان کو عادِ اولی کہا ہی

وَ اَنَّهٗ اَهۡلَكَ عَادَ اۨلۡاُوۡلٰى ،	اُسی خدا نے عاد اولی کو برباد کیا،

لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے لکھا ہی اور آج کل عموماً تسلیم کیا جاتا ہی کہ بنو سام کی حقیقی ترقی کا عہد ...۲۲ ق م یا ...۲ ق م ہی، حملہ مصر و بابل کی بھی یہی تاریخ ہی، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عاد ارم کا وجود ...۲۲ ق م سے شروع ہوتا ہی، تعین انتہائے مدت کی یہ صورت ہی کہ ۱۵سو ق م مین مین مین ایک دوسری قوت کا ظہور معلوم ہوتا ہی، اور اس سے کچھ ہی پہلے حضرت موسیٰ کا زمانہ ہی، حضرت موسیٰ کے عہد سے پہلے عاد کی تباہی عام ہو چکی تھی، قرآن مجید نے نقل قصص مین ہمیشہ عاد کا ذکر حضرت موسیٰ و فرعون سے پہلے کیا ہی، بلکہ ایک موسوی مسلم، فرعون کے دربار مین کہتا ہی،

يَا قَوۡمِ اِنِّيۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ مِّثۡلَ يَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ (مومن)	بھائیو! مین ڈرتا ہون کہ جماعتون کے دن کی طرح قوم نوح عاد، ثمود، اور جو ان کے بعد ہین اُن کے دن کی طرح ایک دن تم پر بھی آے،

ان وجوہ سے عاد کے عہد سابق اور عہد ترقی و تقدم کا زمانہ ...۲۲ ق م سے ...۱۵ ق م تک ہو سکتا ہی، صالحین عاد کا وجود اس کے بعد بھی ابتدائے عہد مسیح تک باقی رہا ہے اور یونانیون نے عاد رمیٹا (عاد ارم) اور عاد ایحیث (عام) کے نام سے انکا حضر موت مین ذکر کیا ہے

باشندون مین ذکر کیا ہی، تمیز کے لیے عہد اول کو عاد اولیٰ اور عہد ثانی کو عاد ثانیہ کہتے ہین،

عاد کا مقام

عاد کی مرکزی آبادی عرب کے بہترین حصہ یعنی یمن و حضرموت مین از سواحل خلیج فارس تا حدود عراق تھی، دراصل حکومت کا مرکز ملک یمن تھا لیکن خلیج فارس کے کنارہ کنارہ وہ عراق تک وسیع تھی، جس سے نہایت آسانی سے وہ راہ معلوم ہوسکتی ہی جدھر سے یہ قوم عرب سے عراق مین اور عراق سے دیگر ممالک مین پھیلی، اور یہی جدید تحقیقات کی رو سے بھی امم سامیہ کا راستہ سمجھا جاتا ہی،

عاد کا دور دراز ممالک مین جانا عربون مین اسقدر مسلّم تھا کہ وہ شعرا کے ہان تمثیلون مین آگیا ہی ایک جاہلی شاعر محرز بن مکعبر ضبّی کہتا ہی

حتی انتحی لمیاہ الجوف ظاھرۃ	مالم تر قبلھم عاد ولا ارم
وہ وسط صحرا کے تالاب پر آکر رُکا	یہ وہ رفتار تھی جو اس سے پہلے عاد اور ارم عنی بین چلی

عاد کی سلطنتین

عرب کا ملک ایک بے آب و گیاہ صحرا ہی، جہان بڑی اولوالعزم حوصلہ مند قومون کے لیے ترقی کا کوئی میدان نہین ہی، ناچار پُر جوش قومین باہر نکل پڑتی ہین، عرب کا جزیرہ نما جنوب، مغرب اور کسیقدر مشرق کیجانب پانی سے گھرا ہوا ہی، اس لیے آسان اور قدرتی راستہ اُس کے لیے بعض مشرقی اور عموماً شمالی ممالک ہین، یعنی بابل و شام و سینا، بابل سے ایران کا راستہ ہی، شام سے بحر ابیض و بحر روم ہو کر یورپ اور افریقہ کی طرف بھی رُخ کیا جاسکتا ہی، ۱۸۶۹ء سے پہلے جب نہر سویز موجود نہ تھی

ف۵ معارف ابن قتیبہ ص ۱۰۱ مصر

S. Laing. P. 3933. ۵۲

بحرابیض اور بحراحمر کے درمیان آجکل کی طرح متصل دریائی راستہ نہ تھا، نہ جزیرہ نماے سینا اور مصر کے درمیان سویز کی مصنوعی نہر تھی، ایک پتلی سی خشک زمین تھی جو شام، عرب اور جزیرہ نماے سینا کو خشکی کی راہ سے مصر سے ملاتی تھی، ہندوستانی کی قدیم حملہ آور قومون کے لیے جسطرح درہ خیبر مشہور راستہ ہو، اسی طرح مصر کے قدیم حملہ آورون کے لیے بھی پتلی گلی ایک پامال راہ تھی،

اہم سامیئہ اولی یا عاد کی سیاسی تاریخ کے دو جولانگاہ ہین، بیرون عرب و اندرون عرب،

بیرون عرب

از ۴۰۰۰ ق م تا ۱۹۰۰ ق م

۱۔ عرب سامیہ یا عاد بابل مین،

۲۔ عرب سامیہ یا عاد مصر مین،

۳۔ عرب سامیہ یا عاد دیگر ممالک مین،

۱۔ عرب سامیہ یا عاد بابل مین،

کسی مقدمہ کی صحت کے صرف تین جز ہین، مدعی کا دعوی مدعا علیہ کا اعتراف اور گواہونکی شہادت اگر کسی مقدمہ کے یہ تینون اجزا بہم پہونچ جائین تو مقدمہ کی صحت مین کیا شک ہوسکتا ہی؟ اہل عرب کا دعوی ہی کہ اُنھون نے عراق کے شہر **بابل** پر حکومت کی، اہل عراق قدیم اسکا اعتراف کرتے ہین، اور تحقیقات جدیدہ کی شہادت اسکی تائید کرتی ہی، پھر اس مقدمہ مین کسکو شک ہوگا؟

اہل عرب کا دعوی

علامہ ابن قتیبہ المتوفی سنہ[1] اپنی تاریخ مین لکھتے ہین،

فمنھم العمالیق امم تفرقوا فی البلدان	انھین مین عمالیق ہین، یہ متعدد قومین ہین جو ملکون مین منتشر ہوگئی تھین،
ومنھم فراعنۃ مصر والجبابرۃ	اور انھین مین سے مصر اور بابل کے بادشاہ ہین

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہی، جسکو اُس نے اپنی تاریخ مین کئی جگہ دُھرایا ہی،

ان قوم عاد والعمالقۃ ملکوا العراق ،	عاد اور عمالق عراق کے بادشاہ ہوگئے تھے،

[1] کتاب المعارف ص ۱۰، مصر، [2] کتاب العبر ج ۲ ص ۲۵۹، مصر،

یقال انهم انتقلوا الی جزیرۃ العرب من	کہا جاتا ہو کہ یہ لوگ بابل سے جزیرۂ عرب مین اسوقت چلے آئے
بابل لما زاحمهم فیها بنو حام[1]،	جب بنو حام نے انکی مزاحمت کی،
نزلوها (الحجاز) ایام خروجهم من العراق	یہ لوگ عراق سے نکلنے کے زمانہ مین بنو حام کے بادشاہ
امام النماردۃ من بنی حام[2]۔	سے بھاگ کر حجاز چلے آئے،

اہل ایران کا بیان

اہل ایران کا دعوی ہو کہ عراق و بابل کی قدیم ترین حکومت انہین کے ہاتھ مین تھی، اس لیے اس واقعہ کی نسبت ان سے بھی پوچھنا ہو، انکا بیان ہو کہ جمشید کے بعد جو بنو سام بن نوح کا معاصر تھا ضحاک تازی (عرب) نے ملک پر قبضہ کرلیا، عرب بھی اسکو تسلیم کرتے ہین،

والیمن تدعیه و تزعم انه من انفسها وهو	اہل یمن بھی اسکے مدعی ہین، اور گمان کرتے ہین کہ بادشاہ
الضحاک بن علوان … (طبری ۲۰۲ ج یورپ)	انہین کی قوم کا تھا اور اُسکا نام ضحاک بن علوان تھا،
و بلغنا ان الضحاک هو نمرود وان ابراهیم	ہمین یہ روایت پہونچی ہو کہ ضحاک ہی نمرود تھا، حضرت
ولد فی زمانه وانه صاحبه الذی اراد	ابراہیم اسی کے زمانہ مین پیدا ہوئے تھے، اور یہی تھا
احراقه (۲۰۵)	جسنے اُنکے جلانے کا قصد کیا تھا،

فردوسی جو اہل ایران کی تاریخ کا ترجمان، ضحاک تازی (عرب) اور اُسکی ہزار سالہ عہد حکومت کا مفصل بیان شاہنامہ مین کرتا ہو۔

توراۃ کا بیان

بنی اسرائیل کا قدیم خاندان عہد ابراہیمی سے پہلے، اسی ملک کا باشندہ تھا، اور نہایت قدیم

[1] کتاب العبرج ۲ ص ۱۸، مصر، [2] ابن ندیم ص ۲۸، یورپ، [3] کتاب العبرج ۲ ص ۲۰، مصر

زمانہ سے (۲۵۰۰ ق م) اُسکے تعلقات یہان سے قائم ہین، اس بنا پر اس باب مین اُنکی رائے بھی وقعت کے قابل ہوگی، توراۃ کی روایت ہی کہ "بابل کا سب سے پہلا بادشاہ کوش کا بیٹا نمرود تھا" اصل عبارت یہ ہی؛

"کوش حام کا بیٹا تھا،... کوش کی اولاد، سبا، حویلہ، سابتا، رعماہ، اور سابتیکا، اور رعماہ کے بیٹے شبا، اور ددان، کوش نے نمرود کو پیدا کیا،... اور اسکی حکومت کی ابتدا، بابل اور ایرخ (عراق) مین ہوئی" (تکوین ۱۰-۶، ۸، ۱۰)

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ ابتدائی تقسیم اقوام، حسب آرائے موجودہ نسلی نہین، بلکہ جغرافی ہی یہ تمام اقوام جنکا اولاد کوش کے نام سے ذکر ہوا ہے، وہ سب جنوبی سمت اور سواحل خلیج فارس کے باشندے ہین، یعنی عرب ہین، یورپ مین تاریخ قدیم کا سب سے بڑا مورخ جرمن فاضل ڈنکر Duncker ہے، وہ **بابل** کی مفصل تاریخ مین توراۃ کے اس فقرہ کی تفسیر کرتا ہی

سفر تکوین، مثل متاخرین یہود کے "کوش" کے نام کے اندر اُن اقوام کو داخل کرتا ہی، جو جنوبی سمت مین رہتے ہین، نوبی، اثوبی، (اتھوپین) اور جنوبی عرب کے قبائل، یہان پر ہم اُن فرزندان کوش کو جنھون نے بابل کی بنیاد ڈالی، جنوبی قبائل کے باشندے کہ سکتے ہین، جو تقریباً خلیج فارس کے سواحل پر مقیم تھے[۱]

اہل عراق کا بیان؛

بابل کا ایک کلدانی مورخ بروسوس نامی ہی جو اصلاً بابلی اور بعل کے معبد کا ایک کاہن تھا، یہ

---

[۱] تاریخ قدیم ج ۱ ص ۲۴۹،

مسیح سے شائد ۴۰۰ برس پہلے تھا، اسنے بابل کی قدیم تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب توضائع ہوگئی لیکن یہودی اور یونانی مصنفین نے اُس کے حوالہ سے بہت سی باتین لکھین ہین، اور سند اُنکی بعینہٖ عبارت بھی نقل کی ہی، انھین منقول عبارتون مین ایک ملوک بابل کا نقشہ ہی، مورخ موصوف کلدانی بادشاہون کے بعد عرب بادشاہون کا ذکر تاہی، ان کی تعداد وہ ۹ اور اُن کی مدت حکومت ۲۲۵ برس قرار دیتا ہی، اصل نقشہ یہ ہی، یہ نقشہ قابل تنقید ہی، لیکن قابل تغلیط نہین،

عدد	خاندان ملوک	سال
۱۰	بادشاہان قبل طوفان نوح	۴۳۲۰۰۰
۸۶	بادشاہان بعد طوفان	۳۴۰۰۰
۸	میڈیا کے غاصب بادشاہ	۲۲۴
۱۱	بادشاہ ۰۰۰	۲۴۸
۴۹	کلدانی بادشاہ	۴۵۸
۹	عرب بادشاہ	۲۲۵
۰۰۰۰۰	۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰	۰۰۰۰۰۰

تحقیقات جدیدہ

اہل عرب اور اہل بابل کے بیانات سے اس سے زیادہ کوئی اور علم حاصل نہین ہوتا کہ کسی قدیم زمانہ مین عرب سامیہ کے ایک خاندان نے عراق پر حکومت کی، اس سے زیادہ حالات قدامت کی تاریکی مین مخفی ہین، لیکن ارکیالوجی کی اعانت سے آثار وحضریات بابل نے قدامت کے پردہ کو چاک کر دیا ہی، اب نئے سرے سے بابل کا تمدن زندہ ہو رہا ہی، اور علم الآثار کے چراغ طلسمی

مین اب نظر آرہا ہی کہ بابل و اسیریا کا ہر تیھر درحقیقت انکی تاریخ کا ایک صفحہ ہی[۱]،

قدیم بابل (اہل فارس سے پہلے) کے جو کتبات و آثار ملے ہین زبان کی حیثیت سے یہ دو قسم کے ہین، سامی اور غیر سامی، ان سے بابل کے قدیم باشندونکی قومیت کا راز فاش ہوتا ہی، ان مین سے اکثر کتبات پر سلاطین کی تاریخین ہین اور جنپر تاریخ مرقوم نہین ہی اُن کے زمانہ کی تعیین قرائن سے کی گئی ہی، غیر سامی کتبات و آثار عموماً قدیم ترین ہین اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غیر سامی آبادی سامیون سے پہلے یہان آباد تھی، انکی زبان سومری اور اکادی ہی، جس سے ہم اس نتیجہ تک پہونچتے ہین کہ وہ غیر سامی آبادی اکادی اور سومری تھی، جو تشابہ نام و زبان کے لحاظ سے غالباً تورانی النسل ظاہر ہوتی ہی،

---

[۱] ہر جز مذہب سے شروع ہوتی ہی، تورات بابل و اسیریا کے سلاطین اور شہرون کے نام سے پُر ہی، نوع انسان کا افتراق بابل مین ہوا (تکوین باب ۱۰) حضرت ابراہیم بابل و کلدان کے شہرون سے نکلکر فلسطین آئے تھے، یہودیون کی تباہی اہل بابل کے ہاتھ سے ہوئی ان وجوہ سے ضروری تھا کہ یورپ کے علمائے آثار ان ممالک کی تنقیب و اکتشاف کی طرف توجہ کرین انکی ابتدا سولھوین صدی سے ہوئی اور ابتک جاری ہی، سیکڑون کتبات، خطوط، کتابین (منقوش بہ سنگ) مجسمات مسکے اعمارات نشانات، واقعات تاریخی کی منقوش یادگارین زمین سے نکالی گئین، خط اور زبان کی مشکل حل کی گئی، اور باقاعدہ ان اکتشافات و تحقیقات کا سلسلہ جاری کیا گیا، تاآنکہ بابل و اسیریا کی عظیم الشان تاریخ مدون ہوئی، سیکڑون علمائے مشرقیات نے ان تحقیقات مین اپنی زندگیان وقف کین، ان مین سے مشاہیر کے نام حسب ذیل ہین، ہربرٹ ۱۶۲۷ء، سرجان چارڈن ۱۷۱۱ء، کارنلس ڈی بروئن ۱۷۱۱ء، نیوبھر ۱۷۶۵ء، جولیس موہل ۱۸۲۳ء، جارج اسمتھ ۱۸۷۶ء اور ہالیسے وغیرہ، اس وقت بھی ایک جرمن سوسائٹی مشغول کار ہی اور اُسکے حیرت انگیز نتائج ابھی سال شائع ہوئے ہین، اس سلسلہ مین عجیب بات یہ ہی کہ بابل و اسیریا کی تحقیقات و اکتشافات مین دولت عثمانیہ اور بعض ترک سلمان حمدی بے اور خلیل بے کے نام بھی نہایت روشن ہین،

ارض بابل کے اس عہد کے تمام کتبات کو بہ ترتیب رکھنے سے ظاہر ہوتا ہی کہ ... ۴ ق کی ابتدا میں قدیم سومری الفاظ کی بجاے ان مین سامی الفاظ کی آمیزش شروع ہوتی ہی، اور یہ آمیزش اور اختلاط رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہی تا آنکہ الفاظ، نام، خط اور خیالات بالکل سامی ہوجاتے ہین اور ایک مدت تک کتبات و آثار بالکل سامی رہتے ہین، پھر ایک زمانہ کے بعد سومری کتبات کا دوسرا دور شروع ہوتا ہی، جبکا خاتمہ ایک دورانی النسل زبان عیلام پر ہوتا ہی، جبکا وطن خلیج فارس کا فارسی ساحل تھا پھر ایک زمانہ کے بعد ... ۲۵ ق م مین زبان بالکل سامی ہوجاتی ہی، بعد ازان ایک مرکب و متحد زبان کی صورت نظر آتی ہی (اسکے بعد کے انقلابات ہمارے موضوع سے الگ ہین)

نقشہ کی ان سادہ لکیرون مین اگر ہم رنگ بھر دین تو ایک قومی و سیاسی تاریخ کا مسلسل مرقع طیار ہو جائیگا، کہ پہلے یہان سومری و اکادی قوم آباد تھی، رفتہ رفتہ عرب کے سامی عنصر کی آمیزش شروع ہوئی جسنے آہستہ آہستہ سیاسی قوت حاصل کرلی، اور ایک مدت تک حکومت انکے ہاتھ مین رہی، تا آنکہ سومریون نے پھر جدید قوت حاصل کرلی، جبکا عیلامیون کے ہاتھ سے خاتمہ ہوا، عیلامیونکی حکومت کے بعد پھر عربی سامی قوت کا عروج شروع ہوا، اور اُس نے عیلامیون کو ہٹا کر اپنی پہلی جگہ پھر حاصل کرلی، بعد ازان ایک مدت کے بعد ایک مشترک وطنی حکومت کی بنیاد پڑی،

ان قدیم ترین حکومتہاے بابل کے سلسلہ مین ہم نے دو جگہ عرب سامی خاندانون کا ذکر کیا ہی ایک ... ۴ ق م، اور ایک .. ۲۴ ق م مین، یہ دونون علحدہ علحدہ بیان کے محتاج ہین،

چار ہزار ق م۔

اس خاندان کے متعلق صرف اتنا معلوم ہی کہ وہ سامی تھا، باہر سے آیا تھا، اور ابتدأ نہایت وحشی تھا، یہ بیرونی وحشی سامی کون تھے؟ غالباً عرب! اس خاندان کے حالات کے متعلق جدید ترین تحقیق یہ ہے:

"تقریباً چار ہزار ق م کی ابتدا مین سومری لوگون نے جو ایک اعلی تمدن حاصل کر رہے تھے اپنے ملک کو ایک بار (اسکے بعد) وسیع التعداد بربری قبائل سے پُر پایا، یہ سامی تھے جو نہایت قریبی خونی تعلق عربون سے رکھتے تھے جو ایکبار (اسکے بعد) اسپین تک دوڑ چکے ہین اور عبرانیون سے بھی اسی قسم کی مشابہت رکھتے تھے جو ایک بار نہر اردن کو عبور کرکے کنعان پہونچے،

بعضون کا خیال ہو کہ یہ کردستان سے آئے، اور بابل ہوتیکر یہان سے آرمینیا، عرب اور کنعان وغیرہ مین پہونچے، لیکن یہ خیال اب متروک ہو گو ایک دو آدمیون کے نام اب بھی اسکے موید ین مین نظر آتا ہو، دوسری راے یہ ہو کہ وہ افریقہ سے آئے اور مصر ہو کر تمام پھیلے ... اس تھیوری کے اثبات مین بہت کچھ کہا گیا ہو لیکن پھر بھی ایک تیسری تھیوری کے لیے بہت کچھ باقی ہو کہ "ان کا اصل مسکن عرب تھا، جہان سے نکلکر ایک سرسبز و وسیع قطعہ کی تلاش مین الجزیرہ، بابل اور دُور مغرب مین کنعان مین موجین لیتے ہوئے نکل آئے،

یہ آخری خیال روز بروز نئے نئے طرفدار و نکو اپنی طرف کھینچ رہا ہو اور کہا جا سکتا ہو کہ گو اب یہی جدید علما کی مقبول راے ہو" (مختصراً از باب ۱۱ کتاب ۱)

سومری حکومت کے اسی عہد کا ایک چھوٹا سا اور ٹوٹا سا کتبہ ملا ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ اس وقت ایک جدید داخل ہونے والی قوم سے جسنے شمالی بابل کو لے لیا تھا، دوبارہ اُسکی واپسی کے لیے کوشان تھی، یہ نئی آنے والی قوم کون تھی؟ سامی! جس کا اصلی گھر غالباً عرب تھا، لیکن اب وہ کچھ دنون سے بابل کے شمالی و مغربی حصہ مین غالباً الجزیرہ مین آباد تھی، سامیون نے ملک کے تمام آباد

اور زرخیز شہر جن پر سومری جیتے تھے اپنے قبضہ مین کر لیے (باب الکتاب ۲)

اس زمانہ مین حکومت ایک شہر سے عبارت تھا، جسکے آس پاس کچھ گاؤن کچھ خیمون کی آبادی اور کچھ ادھر اُدھر رہنے والے قبائل پر مشتمل ہوتا تھا، شہر مین ایک شاہی قصر اور ایک ہیکل پتھرون کا بنا ہوتا تھا، ہیکل کا کاہن اور قصر کا بادشاہ عموماً ایک شخص ہوتا تھا، اور کبھی دو ہوتے تھے، ہر شہر کے ہیکل کا ایک خاص دیوتا ہوتا تھا، جسکے قبضۂ قدرت مین تمام شہر کی جان ہوتی تھی، اسوقت شہر "کش" "وغشبان" سومریون کے خاص شہر تھے،

جس عہد کا قصہ ہم لکھ رہے ہین، تقریباً دو سامی شہری حکومتون کا ذکر پاتے ہین، حکومت کش وغشبان وارخ جسکا تمہیدی ذکر اوپر ہوا، اور حکومت اغاد،

حکومت کش وغشبان وارخ

یہ حکومت بابل مین پہلی سامی حکومت ظاہر ہوتی ہے، اس حکومت کے صرف تین کاہن بادشاہون کے نام معلوم ہین، "اوکوش" "کاہن غشبان" "لوغل زاغیسی" بن اوکوش، لوغل اوکسیلسی

(۱) "اوکوش" کے متعلق اتنا معلوم ہے کہ وہ غشبان کا کاہن اور سیاسی قوت سے زیادہ مذہبی قوت زیادہ رکھتا تھا،

(۲) "لوغل زاغیسی" نے باپ سے زیادہ سیاسی قوت حاصل کی، وہ کش اور غشبان دونون کا بادشاہ تھا، تقریباً ... ہ ق م مین اس نے تیسرے شہر "ارخ یا ارک" (عجب نہین کہ لفظ عراق کی یہی اصل ہو) کی بنیاد ڈالی، جسکو اُس نے کل ملک کا دارالحکومت مقرر کیا،

(۳) "لوغل کیسلسی" اپنے باپ کے بعد تخت نشین ہوا، اسکے عہد مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سومری طاقت نے پھر عود کیا ہے، اور اس شہر کو بیرونی قومون سے واپس لے لیا،

حکومت اغاد۔

کتبات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس خاندان مین چار بادشاہ گذرے ہین، لطی بعل (بعل ایک دیوتا تھا) شرغنی شرعلی، کرزام سن کر، اور بن شرعلی،

(۱) "لطی بعل" کے نام کا خود کتبہ نہین ملا، لیکن اس کے بیٹے "شرغنی" کا ایک کتبہ ملا ہے جسمین وہ اپنے باپ کا ذکر ان الفاظ مین کرتا ہے،

"شرغنی شرعلی بن لطی بعل شاہِ قادراغاد..... بانی ایکو ہیکلِ بعل در شہر نپّور"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ ہونے کے علاوہ بہت سی عمارتون کا بانی بھی ہے،

(۲) "شرغنی شرعلی کر" (۳۸۰۰ ق م) اس کا پورا نام ہے، لیکن کبھی صرف "شرغنی" بھی پایا گیا ہے، لیکن زیادہ مشہور یہ شرغون اول یا سرجون اول کے نام سے ہے، شرغون اس خاندان کا گل سرسبد ہے اور حکومتہاے بابل کے بزرگترین بادشاہون مین اس کا شمار ہے، اس کے جو کتبات اس وقت تک ملے ہین وہ متفقاً اس کی عظمت وجلال کے بیان سے پُر ہین، اس نے ایک طرف سومریون کی قوت کا خاتمہ کر دیا اور دوسری طرف فارس مین عیلامیون کو مغلوب کر لیا، بعد کی تاریخون مین شرغون کے کارنامون کے بیان مین اتنا مبالغہ کیا گیا ہے کہ وہ معمولی نسانیت سے نکلکر ایک غیر معمولی انسان بن جاتا ہے، ایک لوح پر جو آٹھوین صدی ق م کی کتابت ہے، اور جسکی نسبت مفروض ہے کہ وہ شرغون کے مجسمہ کی نقل ہے، اسکی پیدایش وظہور کے متعلق عجیب داستان تحریر ہے،

(۳) "نرام سن کر" (۳۷۵۰ ق م) بھی عظمت مین اپنے باپ سے کم نہین، اسکا خطاب تھا "شاہ چار دانگ عالم" "نرام سن" کی خاص مہم زمین "مغان" پر حملہ ہے "مغان" سے غالباً جزیرہ سینا ملحق بہ شمالی مغربی مراد ہے، اس کے قریب شہر "معان" ابتک معلوم ہے،

فاتح ہونے کے علاوہ یہ بادشاہ بانی عمارات بھی ہے، نپور اور اغادین ہیکل، تعمیر کراے اور شہر

بنوائین، سفار مین آفتاب دیوتا کا ہیکل طیار کرایا،

(۴) "بن غلی شر علی" خاتم خاندان اور مجہول الحال ہی[1]

۴۰۰ ق م

گذشتہ صفحات مین ڈھائی ہزار برس کا مرقع پیش کیا گیا، جسمین بابل کے اسٹیج پر سومری، عیلامی، اور سامی قوتون کا کبھی بصلح و آشتی، کبھی بجنگ و جدال ظہور ہوتا رہا، ۲۴۰۰ ق م مین ایک اور سامی قوم کا ظہور ہوا، جسنے تمام قومون کا خاتمہ کر دیا، اور ایک متحد سامی حکومت کی نبیاد ڈالی، اس حکومت کی حقیقتِ قومیت ان الفاظ مین امرکین مورخ راجرس ادا کرتا ہی۔

"سومری تہذیب اب پیری کو پہونچ چکی تھی، موت کے جراثیم اب اُسمین
پیدا ہو چکے تھے، دوسری طرف سامی تمدن زندگی اور جوش سے لبریز تھا

---

[1] اس فصل کے لکھتے وقت حسب ذیل کتابین ہمارے پیش نظر تھین، نینوی اور اُسکی یادگارین Nineveh and its remain by A.H. Layard 1849 London تاریخ قدیم رالنسن پروفیسر تاریخ قدیم کیمبرج A manual of ancient History by G. Rawlison تحقیقات آثار نینوی و بابل Discoveries in the ruins of Nine and Balyl by A.H Layard 1853 لیکن رالنسن کی کتاب صرف تاریخ یونان و روم و توریت سے ماخوذ ہی اور لے بارڈ کی کتابین کے معلومات جو گو سیاحت بابل و نینوی کے نتائج ہین، تاہم اسکے معلومات پُرانے ہو چکے ہین، راجرس R.W. Rogers کی تاریخ بابل و اشور جو بالکل جدید تصنیف ہی، اور جسکی بنا صرف تحقیقات تازہ پر ہے اور جو تمام یورپ کے دار الآثار اور کتبخانون کے مطالعہ کے بعد لکھی گئی ہی، اس فصل کا ماخذ ہی، جلد اول کتاب اول باب ۱۱۔ ۲ اور کتاب ۲ باب اول سے یہ تمام معلومات ملخص ہین،

سامی ریگستان عرب کی آزاد ہوا سے باہر آئے تھے، وہ اپنی رگون مین زندگی رکھتے تھے[۱]

اس خاندان کا شجرۂ ملوک جیسا کہ کتبات سے ظاہر ہوا ہی حسب ذیل ہو[۲]،

۱- سُمو-ابی	۲۴۵۴ — ۲۴۴۰ ق م	۱۵ برس
۲- سُمو-لاایلو	۲۴۳۹ — ۲۳۹۱ ق م	۳۵ "
۳- ذابو	۲۴۰۴ — ۲۳۹۱ ق م	۱۴ "
۴- اَفِل-سِنْ	۲۳۹۰ — ۲۳۷۳ ق م	۱۸ "
۵- سِنْ مبلّط	۲۳۷۲ — ۲۳۴۳ ق م	۳۰ "
۶- حمو-رابی	۲۳۴۲ — ۲۲۸۸ ق م	۵۵ "
۷- سمو-ایلونا	۲۲۸۷ — ۲۲۳۵ ق م	۳۵ "
۸- ابی-شوع	۲۲۵۲ — ۲۲۲۸ ق م	۲۵ "
۹- عمی-ستانا	۲۲۲۷ — ۲۲۰۳ ق م	۲۵ "
۱۰- عمی صادقا	۲۲۰۲ — ۲۱۸۲ ق م	۲۱ "
۱۱- سمو-ستانا	۲۱۱۸ — ۲۱۵۱ ق م	۳۱ "

اس فہرست مین پہلا نام "سُمو ابی" کا ہی، اسکی نسبت کوئی واقعہ نہین معلوم، اسکا نام صرف سلاطین کی فہرست مین ملا ہی اسکے بعد کے جانشینون کی نسبت بھی ہمکو کوئی صحیح علم نہین ہے،

"سمو لاایلو" کے متعلق اتنا جانتے ہین کہ اُسنے بابل مین چھ قلعہ تعمیر کراے تھے، تیسرا بادشاہ

"ذابو" صرف ایک ہیکل کے بانی کی حیثیت سے معلوم ہی جو شہر کے دیوتا کے نام سے بنا تھا

۱ـہ Rogers Vol.1.P.383 ۲ـہ Rogers vol.1.P.338

" افل سن" اور سِن مبلطؔ بھی مجہول الحال ہین،

اس خاندان کا مشہور و ممتاز بادشاہ **حمورابی** ہو جسکی نسبت ہماری اطلاعات کسیقدر وسیع ہین، اسکا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہو کہ اسنے ملک کو عیلامیون سے پاک کر دیا، اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہو کہ حمورابی سے پہلے تک عیلامیون کا زور ملک مین باقی تھا، اور عجب نہین کہ حمورابی کے اسلاف کا عدم اہمیت و شہرت اسی علت کا معلول ہو، اور یہی وجہ ہو کہ حمورابی سے پہلے کے بادشاہون کے ساتھ شاہی القاب نظر نہین آتے

ابتک جو کتبات اس خاندان کے ملے ہین وہ عموماً **حمورابی** ہی کے ہین، جن سے اس بادشاہ کی عجیب و غریب عظمت ظاہر ہوتی ہو[لہ]

توراۃ مین سب سے پہلا جو سیاسی واقعہ مذکور ہو وہ حضرت ابراہیم کے عہد مین شمالی عرب مین عراق اور شام کے بادشاہون کی باہمی جنگ ہو، اس موقع پر **شنعار** (بابل) کے بادشاہ کا نام امرافیل یا امورافیل مذکور ہوا ہی[لہ] الف اور ح کا اور ب، پ اور ف کا مبادلہ السنہ سامیہ مین بہت متداول ہو، اسلیے عجب نہین کہ امرافیل، اصلاً امورانی ہو اور امورافی، حمورابی کا عبری تلفظ ہو، " اِل" کا اضافہ (یعنی خدا) صرف عبری نامون کی مناسبت سے کیا گیا ہو، جیسے اسرائیل، شمائیل، حزقیل وغیرہ، امرافیل اور حمورابی کے اتحاد کی بڑی دلیل دونکا تقریباً اتحاد عصر و اتحاد ملک بھی ہو، بہر حال اگر یہ قیاس صحیح ہو تو **حمورابی** اور حضرت ابراہیم کا باہم ایک ہی زمانہ ہوگا[لہ]

لہ Rogers. vol. 1. P. 391

لہ تکوین باب ۱۴ – ۱۱

لہ Rogers. vol. 1. P. 390.

حمورابی کے ایک اور کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ شاید یہ دنیا کا سب سے پہلا مقنن ہو[۱۵۱] بابل کے ایک منارہ پر اس کے قوانین کا خلاصہ درج ہی، جو توارت کے احکام سے بہت مشابہ ہین يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا، اہل ضلال کہتے ہین کہ تورات کے احکام ہیین سے ماخوذ ہین، ارباب ہدی کہہ سکتے ہین کہ احکام ابراہیم کی شریعت کے ہین جنکو حمورابی نے سنا اور قبول کیا،

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّهِمْ،

حمورابی کے بعد جو بادشاہ اس خاندان مین ہوئے وہ باپ کی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے[۱۵۲]

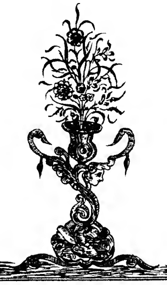

۱۵۱ حمورابی کے یہ قوانین انگریزی مین ایک رسالہ کی صورت مین چھپ گئے ہین،

۱۵۲ اس باب کے تمام حوالون کے لیے راجرس تاریخ بابل و اسیریا دیکھو،

عرب سامیہ یا عاد مصر مین

عراق کی طرح مصر مین بھی اس واقعہ کے تین اجزا ہین، روایت عرب، بیان اہل مصر اور تصدیق تحقیقات جدیدہ، بلکہ اس مقدمہ مین ایک چیز اور زیادہ ہے یعنی اشارات تورات،

روایت عرب

علامہ ابن قتیبہ کی عبارت ہے

فمنهم العماليق امم تفرقوا فی البلاد ان منهم فراعنة مصر[1]،

انہین مین سے عمالیق ہین، یہ متعدد قومین ہین جو ممالک مین پھیل گئین، انھین مین مصر کے بادشاہ تھے،

مورخ یعقوبی لکھتا ہے[2]

فلما ملکوا النساء طمع فیهم العمالقة ملوك الشام فغزاهم ملك العمالقة، وهو یومئذ الولید بن دومع و وطئ البلاد فرضوا ان یملکوا علیهم فاقام دهرا طویلا، ثم ملك بعده ملك اخر من العمالقة یقال له الریان بن الولید وهو فرعون یوسف،

مصریون نے جب عورتون کو بادشاہ بنایا، شام کے بادشاہ جو عمالیق تھے انھون نے طمع کیا، عمالق کے بادشاہ نے جسکا نام ولید بن دومع تھا ملک کو پامال کیا تھا، اہل مصر اسکی بادشاہی پر راضی ہوگئے، ایک زمانہ تک یہ بادشاہ زندہ رہا، پھر عمالیق کا دوسرا بادشاہ ہوا، جس کو لوگ ریان بن ولید کہتے تھے، حضرت یوسف کا معاصر فرعون یہی ہے،

---

[1] کتاب المعارف ص ۲۰، مصر

[2] تاریخ یعقوبی جلد اول ص ۲۱۱ ، لیڈن،

جزئیات بیان اور نام گو صحیح نہون لیکن اصل واقعہ ثابت ہی، اور کیا عجب کہ یہ عربی نام اصلی ناموں کا ترجمہ ہو، اسی قسم کا بیان اور تاریخون مین بھی ہی، عجم یاقوت مین ہی،

وقيل ان فراعنة مصر كانوا من العماليق	کہاگیا ہی کہ مصر کے فرعون عمالیق مین سے تھے، انہین مین
وكان منهم فرعون ابراهيم	حضرت ابراہیم .... اور حضرت یوسف کے
وفرعون يوسف... وفرعون موسى(؟) . . .	فرعون ہین

مورخ طبری کی روایت ہی،

وانه ملك على مصر اخاه سنان بن علوان وهو	اُسنے مصر پر اپنے بھائی علوان بن سنان کو بادشاہ
اول الفراعنة وانه كان ملك مصر حين	بنایا، یہ مصر کا پہلا فرعون تھا، حضرت ابراہیم جب
قدمها ابراهيم خليل الرحمان (۲۰۲ج ایوپ)	مصر گئے تو یہی فرعون تھا،

اس معاصرت کی تائید دیگر ذرائع سے بھی ہوتی ہی، جسکا بیان آگے آئیگا،

مورخ ابن خلدون کی تحقیق ہی[1]

ان بعض ملوك القبط استنصر ملك	قبط (قدیم باشندگان مصر) کے بعض سلاطین نے
العمالقة لعهده ..... فجاء معه	اپنے زمانہ کے شاہ عمالیق سے مدد مانگی، وہ آیا اور
وملك مصر،	اُسنے مصر پر قبضہ کرلیا،

اہل مصر کا بیان،

مسیح سے دو ہزار برس پہلے مصر پر ایک اجنبی قوم نے قبضہ کیا، اس کا نام اہل مصر **سوس** (چرواہے) اور ہیک سوس (چرواہے بادشاہ) بتاتے ہین، یہ چرواہے بادشاہ کون تھے، عرب! جو اکثر شتربانی سے جہان بانی تک پہونچے ہین!! اور اُس وقت بھی ان کو یہی لقب دیا گیا

[1] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۸۱ مصر،

لیکن کیا کیا جائے کہ چرواہا ہونا نہ صرف عرب کا بلکہ تمام امم سامیہ کا قومی و ملکی پیشہ ہی اور اس کی تحریری شہادت آج سے دو ہزار برس پیشتر کی ہمارے پاس موجود ہی، تاآنکہ پیشوایان امم سامیہ بھی اس سے مستثنیٰ نہین[1]۔

ہرحال انھین عرب چرواہونکی نسبت اہل مصر کا اعتراف ہی کہ مسیح سے دو ہزار برس پیشتر مصر پر حکمران تھے، مصر کا قدیم مورخ اسکندریہ کا مانیتھو ہی جس نے مسیح سے ۲۶۰ برس پیشتر یونانی مین مصر کی تاریخ لکھی تھی، اصل کتاب تو مفقود ہی لیکن اسکی جستہ جستہ عبارتین بعد کی یونانی اللسان مصنفین کے یہان منقول ہین جنمین سے ایک یہودی مورخ **یوسیفوس** بھی ہی۔

یوسیفوس نے ایک خاص رسالہ اُن یونانیون کی ردمین لکھا ہی جو یہودیون کی قدامت عہد و مجد کے منکر تھے، اور اسمین غیر یہودی مورخین کی شہادتین نقل کی ہین، جنمین سے ایک اسکندریہ کا یہ مانیتھو بھی ہی، مانیتھو نے ہیک سوس کی نسبت جو کچھ لکھا ہے ہم اُس کا بیان اقتباس کرتے ہین

"ایک ہمارا بادشاہ طیماؤس نامی تھا، اُسکے عہد مین یہ ہوا، لیکن ہم نہین جانتے کہ کیونکر ہوا، خدا ہم پر خفا تھا؛ ایک عجیب طریقہ سے شریر الخلقت لوگ "اطرافِ مشرق" سے چلے آئے، وہ اسقدر بہادر تھے کہ وہ ہمارے ملک مین گھس گئے نہایت آسانی سے بزور مسخر کرلیا، گو اُن سے ہماری ایک قسمت آزما جنگ ہوئی، جب اُنھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کرلیا جنھون نے اپنی

---

[1] فلسفۂ یہودیت یوسیفوس ذکر موسیٰ یہودین نیز توراۃ دیکھو، حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ہر نبی نے بکریان چرائین اور مین نے بھی سر ولیم میور جو آنحضرتؐ کے بکریان چرانے سے آپکی ذلت و تحقیر کا پہلو نکالتے ہین اُن کو یوسیفوس پڑھنا چاہیے اور اپنی مذہبی کتاب توراۃ مین دیکھنا چاہیے کہ ابراہیمؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور موسیٰؑ کا کیا پیشہ تھا!

اپنی طاقت سے ہم پر حکومت کی تھی تو ہمارے شہرون کو جلا دیا، ہمارے دیوتاؤن
کے ہیکلون کو برباد کر دیا......

آخر وہ حاکم بن بیٹھے، اور اپنا ایک بادشاہ بنایا جسکا نام "سلاطیس" تھا...
سلاطیس نے مصر بالا اور مصر زیرین دونون سے خراج وصول کیا، اور مناسب
مقامات پر دستے متعین کیے، خصوصاً مشرقی حصون کی حفاظت اہل اسیریا کے
مقابلہ مین پیش بینی کے لیے بہت کرتے تھے جو اُس زمانہ مین قوی ترین قوت
تھی.......

سلاطیس نے ۳۰ برس حکومت کی، پھر ایک دوسرا بادشاہ ہوا، جسکا "بیون"
نام تھا، اور یہ ۴۴ برس زندہ رہا، بعد ازین ۳۶ برس سات مہینے کے لیے
"ابوفیس" بادشاہ ہوا، اور پھر "جنیاس" نے ۵۰ برس اور ایک مہینہ تک
حکومت کی، اور ان سب کے آخر مین "اسیس" بادشاہ ہوا، ۴۹ برس ۲ مہینے
اسکی بادشاہی کا زمانہ ہے.......

اس تمام قوم کا نام "ہائیک سوس" رکھا گیا تھا" یعنی "چرواہے بادشاہ"
کیونکہ "ہائیک" کے معنی مقدس زبان مین "بادشاہ" کے ہین، اور سوس
عام زبان مین چرواہے کو کہتے ہین، اور ان دونون لفظون سے ملکر "ہائیک
سوس" بنا ہے، لیکن "بعض لوگ کہتے ہین کہ یہ عرب تھے"......۵۱۱ برس
یہ مصر پر قابض رہے[a1]،

ان عرب حملہ آورون کے نام و لقب کے متعلق ایک بات یہان قابل ذکر ہے، روایات صحیحۂ عرب

a1 Josephus. Against Book. 1. sect. 14. vol. IV.

مین فاتح مصر کا نام "شدّاد" ظاہر کیا گیا ہی، مانیتھو نے "سلاط" لکھا ہی[1]، حقیقت مین یہ دونون لفظ معنیً ایک ہی ہین، "شداد" کے معنی "قوی" اور "جابر" کے ہین، اور "سلاط" بھی سامی زبانون مین یہی معنی رکھتا ہی جس سے عربی زبان مین "سلطان" "سلطنۃ" اور "سلطہ" نکلے ہین،

"ہیک" کو اگر ہم "شیخ" کا محرف نہ کہین جو امیر بدو کا خاص لقب ہی، تو اس کو خاص مصری لفظ تسلیم کرتے ہین جیسا کہ مانیتھو نے بتایا ہی، لیکن "سوس" کا لفظ تو خالص عربی ہی "سوس" کے اصل معنی نگرانی و انتظام کے ہین، اسی مناسبت سے چرواہے کو بھی "سوس" ابتداءً کہتے ہونگے، جس سے منتقل ہو کر گلہ بانی سے جہان بانی کے لیے عربی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، اسی ماخذ سے سیاسۃ کا لفظ اب عام طور سے اس معنی مین بولتے ہین، (سیاسۃ کا اصل مادہ، لغت مین یہی "سوس" ہی) معنی اول یعنی گلہ بانی یا چوپانی کا اثر باقی صرف ایک لفظ مین ہمارے ہان باقی ہی، یعنی "سئیس" خادم اسپ، عجب نہین کہ عبری مین بھی اسی سے لفظ "صوص" סוס گھوڑے کے لیے مستعمل ہوا ہو، تیسرے بادشاہ کا نام "ابوفلیس" بھی عربی وضع کا ہی، آخری نام "اسیس" وہی نام ہی جسکو ہم "عزیز" کہتے ہین، اور اب تک امراے مصر کا لقب جانتے ہین، اور ایک عجیب بات یہ ہی کہ قرآن مجید مین حضرت یوسف کے قصہ مین "عزیز" ہی کا لفظ پاتے ہین،

قرآن تورات

توراۃ مین حضرت **ابراہیم** کا جب پہلی بار ظہور ہوتا ہی تو وہ اپنے خاندان کے ساتھ عراق سے مصر تک کی زمینون مین سفر کرتے ہوئے ملتے ہین، وہ اپنی بیوی سارا کو جو رشتہ کی بہن بھی تھین، اپنی بہن ظاہر کرتے ہین،

فرعونِ مصر قرابت کی درخواست کرتا ہی، پھر جب واقعہ ظاہر ہوتا ہی تو خود اپنی بیٹی

[1] "ی" اور "س" جو سلاطیس کے آخری اجزا ہین مذکر نام کے آخر مین یونانی اور لٹین مین، زائد کردیے جاتے ہین،

" ہاجرہ " کو کنیز گی مین پیش کرتا ہے، کیا اس سے نسبی تعلق کی بو نہین آتی!

ڈیڑھ سو برس کے بعد اتفاقاً حضرت **یوسف** مصر تشریف لیجاتے ہین، اور باوجود اسکے کہ اُن کا عبرانی ہونا ظاہر ہو جاتا ہے، اور اہل مصر عبرانیون کو ذلیل جانتے ہین اور اُنکے ساتھ کھانا عار سمجھتے ہین، فرعونِ مصر یوسفؑ کی عزت کرتا ہے، اُنکو اپنا نائب السلطنت مقرر کرتا ہے، یوسفؑ کے پدر بزرگوار حضرت یعقوب اور اُنکے خاندان کے مصر آنے پر فرعون اور ارکان سلطنت خوشی کا اظہار کرتے ہین، اور اُنکے مرنے سے نہایت رنجیدہ ہوتے ہین۔ اور سب سے عجیب یہ ہے کہ حضرت یوسف اپنے خاندان کو تاکید کرتے ہین کہ فرعون اگر پوچھے کہ تم کون ہو؟ تو یہ جواب دینا کہ " ہم چرواہے ہین! اور چوپانی ہمارا آبائی پیشہ ہے!" اور پھر خود تورات کا یہ عجیب تر بیان کہ " مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے تھے" اور یقیناً یہ سیاسی نفرت تھی، ان آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چرواہے بادشاہون کا وجود تاریخی ہے، اور حضرت یوسف اور بنی اسرائیل کا قیام انھین عرب سامیہ یا چرواہے بادشاہون کے عہد مین ہوا، جیسا کہ مورخین عرب کا بھی بیان ہے، اور یہ بھی اُس سے واضح ہوتا ہے کہ ان عبرانی اور مصر کے خاص شاہی خاندانون مین ضرور کوئی خاص قومی تعلق تھا، جبکا اظہار کنایۃً حضرت یوسف باوجود اس علم کے کہ مصری ہر چوپان سے نفرت رکھتے ہین، " چوپانی" کے ذریعہ سے کرنا چاہتے ہین، کیونکہ جیسا کہ اوپر گذر چکا اہل مصر اس بدوی حکمران خاندان کو تحقیراً " شاشو" یعنی چوپان کہتے تھے،

سلہ تورات تکوین۔ باب۔ ۴۳۔ ۳۲، سکہ تورات تکوین باب ۴۶ - ۳۲ - نیز باب ۴۷ - ۳

لمہ یہ واقعہ کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھین، تورات مین نہین مگر یہودی روایات مین موجود ہے اور اُن کا مصری ہونا تورات مین بھی مسلم ہے، عسہ تورات تکوین باب ۴۱۔ ۴۰، ۴۱، ۴۴، سسہ تورات تکوین باب ۴۵ - ۱۶ - للعہ تورات تکوین باب ۵۰ - ۳، ۱۱، صہ تورات تکوین باب ۴۶ - ۳۴ -

چند صدیون کے بعد **بنی اسرائیل** کا مصر مین مبتلائے مصائب ہونا، ہمارے نزدیک اسکی توجیہ یہ ہو کہ جب اہل مصر یعنی بنو حام نے سابق حکمران خاندان یعنی بنو سام کو مصر سے نکالدیا، اور اُنکی حکومت کا مصر مین خاتمہ ہوگیا تو بنو اسرائیل جو بنو سام کی ایک شاخ تھے اور بعہد حکومت سابقہ مصر مین نہایت طاقتور ہوگئے تھے، انکو سیاسی وجوہ سے کمزور کردینا چاہا، تورات مین اس موقع پر حسب ذیل عبارت ہی،

لیکن اسرائیل کی اولاد برومند ہوئی، اور بہت بڑھی اور فراوان ہوئی" اور بہت زور پیدا کیا" اور وہ زمین ان سے معمور ہوئی، تب مصر مین ایک "نیا بادشاہ" جو یوسف کو نہ جانتا تھا پیدا ہوا، اور اسنے اپنے لوگون سے کہا، دیکھو کہ بنی اسرائیل کے لوگ ہم سے زیادہ اور قوی ترہین، اور ہم ان کے ساتھ دانشمندانہ تدبیر کرین، تا نہو وے کہ جب وے اور زیادہ ہون، اور جنگ پڑے تو ہمارے دشمنون سے ملجائین، اور ہم سے لڑین، اور ہم کو نکالدین[1]،

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہو کہ مصر مین بنی اسرائیل کا معاملہ بالکل سیاسی تھا، قرآن مجید سے بھی اسکی تائید ہوتی ہو **فرعون** حضرت موسیٰ اور ہارون کی نسبت کہتا ہی،

اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ	یقیناً یہ دونون جادوگر ہین جو چاہتے ہین کہ "تم کو تمھارے ملک سے نکالدین"

توراۃ کے اس فقرہ کا کہ "تب مصر مین ایک نیا بادشاہ ہوا جو یوسف کو نہ جانتا تھا" ہم یہ مطلب سمجھتے ہین، کہ "تب ایک نئی بادشاہی قائم ہوئی جو بنی اسرائیل کو جو سابق سامی حکومت کی ایک شاخ تھی نفرت رکھتی تھی"

[1] سفر خروج باب اول ۷، ۹، ۱۰، ۱۱،

ہمارے خیال کی مزید تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ تاریخ نے عرب سامیہ کی حکومت مصر کی جو مدت قرار دی ہی، یہ تقریباً وہی ہی جو ابراہیمؑ سے (جو ابتدائے حکومت کا زمانہ ہم فرض کرتے ہین) حضرت موسیٰ سے کچھ پہلے تک (جو اختتام کا زمانہ ہی) تورات نے قرار دی ہی، یعنی تقریباً ۵۲۵ برس، کیونکہ بنی اسرائیل کی سکونت مصر کا زمانہ جو حضرت یوسف سے حضرت موسیٰ تک ممتد ہی تورات نے ۴۳۰ بتایا ہی[1]، اس پر حضرت ابراہیم سے حضرت یوسف تک کا زمانہ اور اضافہ کرو، یہ چار پشتین ہین جنکے لیے ۱۰۰ برس فرض کیا جا سکتا ہی، مجموعہ ۵۳۰ ہوتا ہی، اور مانیتھو اس حکومت کا زمانہ ۵۱۱ بتاتا ہی، چند سال جو تورات مین فاضل ہین یہ وہ ہین کہ دوسری وطنی حکومت مصر مین قائم ہوئی جسکے چند سالہ مظالم سہکر بنی اسرائیل مصر سے نکلے،

بنی اسرائیل اور عرب سامیہ کے باہمی تعلقِ مصر کا نہ صرف تورات کے ان فقرون سے ثبوت ملتا ہی، بلکہ مصر اور عرب دونون کی تاریخ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہی، یعقوبی کی عبارت ہم نے پہلے بھی نقل کی ہی، اور پھر نقل کرتے ہین،

ثم ملك بعده ملك آخر من العمالقة يقال له الريان بن الوليد وهو فرعون يوسف ..... ثم ملك فرعون موسىٰ وهو الوليد بن المصعب[2]

اسکے بعد عمالقہ مین سے ایک اور بادشاہ ہوا جسکا نام ریان بن ولید تھا، وہ حضرت یوسف کا فرعون ہی"..... پھر حضرت موسیٰ کا فرعون بادشاہ ہوا جسکا نام ولید بن مصعب ہی،

لیکن ایک بڑی غلطی ان روایات مین یہ ہی کہ فرعونِ موسیٰ کو بھی عمالیق مین شمار کیا گیا ہی حالانکہ حضرت موسیٰ سے پہلے ہی ان کا اخراج ہو چکا تھا،

ادھر تو یہ غلط بحث ہی، اُدھر مانیتھو کے ہان تاریخ مصر مین دوسرا غلط مبحث ہی وہ عربون کو اور بنی اسرائیل کو گویا ایک ہی سمجھتا ہی، اور ظاہر ہی کہ باہر کا آدمی ایک قبیلہ کے باہمی خاندانون کے

[1] خروج ۱۲ — ۴۰، [2] تاریخ یعقوبی ج ۱ ص ۲۱۱، لیڈن،

وصل و وصل کو کیا جانتا ہے؟ ہندوستان مین تمام یورپین انگریز ہین، یورپ مین ترک ہر مسلمان کا نام ہے اسپین مین عرب اور مسلمان ایک تھے **مانیثو** کہتا ہے،

> مصر کے بادشاہ . . . نے ان چرواہون کو مفتوح کرلیا، اور درحقیقت
> اُنکو مصر کے اطراف سے نکالدیا، لیکن وہ اوارس نام ایک زمین مین نظربند
> کردیے گئے جسکی وسعت دس ہزار ایکڑ تھی، . . . . پھر اس شرط پر کہ
> وہ مصر چھوڑ دینگے رہا کردیے گئے . . . . اور اُنھون نے اپنا راستہ صحرا
> کی طرف شام کا لیا، اور چونکہ وہ اسیریا سے ڈرتے تھے اس لیے اُس ملک
> مین جسکو یہودیہ کہتے ہین . . . ایک شہر بنالیا جسکو یروشلیم کہتے ہین[۵۱]،

مانیثو نے یہان متعدد غلطیان کی ہین اولاً دو واقعون کو باہم ملادیا، عرب سامیہ کی جلاوطنی اور بنی اسرائیل کی قید دونون کو ایک ہی خاندان سے متعلق سمجھا، ثانیاً یہ کہ بنی اسرائیل عمالیق سے خوف زدہ تھے نہ اسیریا سے، سوم یہ کہ بنی اسرائیل نے دریا کا راستہ اختیار کیا نہ صحرا کا،

توراۃ کے بیانات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امم سامیہ مین سے عربون کے تعلقات مصر سے سب سے زیادہ تھے، اسماعیلی عربون کی ماں "ہاجرہ" مصر کی تھین[۵۲]، خود حضرت اسماعیل کی ماں کے سوا بیوی بھی مصریہ تھین[۵۳]، عربون کے قافلے برابر مصر کو آتے جاتے تھے[۵۴] خود حضرت یوسف کو دربار مصر تک جسنے پہونچایا وہ عرب ہی تھے[۵۵] حضرت **یوسف** کے عہد مین جب مصر اور اُس کے آس پاس کے ملکون مین قحط پڑا، تو یمن سے جو عام روایت کے

---

[۵۱] Against. Book I. Sect. 14.

[۵۲] تکوین ۱۶ ، ۱۳، [۵۳] تکوین ۲۱ - ۲۱، [۵۴] تکوین ۳۰ - ۲۶، [۵۵] تکوین ۳۷ - ۲۹،

رو سے عاد و عمالیق کا وطن تھا، یہان کی شاہزادی نے مصر سے غلہ طلب کیا تھا، یہ واقعہ اُس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ جسکو مسلمان علماے آثار نے ابتدائی صدی مین یمن مین پایا[۱]

اس کتبہ سے نہ صرف تورات کے اس فقرہ کی تائید ہوتی کہ کہ "تمام زمین مین قحط پڑا" بلکہ اُن عربون مین جو یمن مین تھے اور اُن سامی عربون مین جو اس وقت چرواہے بادشاہون کے نام سے مصر مین تھے، باہم تعلقات کا اظہار ہوتا ہی،

تحقیقات جدیدہ،

مانیتھو نے جو کچھ لکھا ہی ایجپٹالوجسٹ (عالم مصریات، یعنی آثار مصریہ) اس پر کچھ اضافہ نہین کرتے، وہ صرف اُس کی شرح کرتے ہین، آثار سے ثابت کرتے ہین کہ ہیک سوس سامی عرب تھے بعض اُس سے بھی آگے بڑھتے ہین اور کہتے ہین کہ خود مصری اصلاً شاید سامی عرب ہین[۱]۔

"ہائیک سوس" کے عرب ہونے کی نسبت سب سے پہلی شہادت ایک مستند جرمن مورخ ہیرن A.H.L. Heeren کی پیش کرتے ہین، مورخ موصوف لکھتا ہی،

"اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ مختلف جہات سے مصر مین یہ قبائل حملہ آور تھے" لیکن وہ جو مشرق سے آئے تھے یعنی **عرب** سب سے زیادہ زبردست تھے، یہ مصر زیرین تک دوڑ پڑے،.....[۳]

آگے چلکر لکھتا ہی:

"اُنکی لمبی داڑھی لمبے کپڑے ہر چیز اُن کے عرب ہونیکو ظاہر کرتی ہی[۴]"

---

[۱] ابن ہشام، اس کتبہ کی اصل عبارت کو ہمدانی نے اکلیل مین نقل کیا ہی، حمیری عبارت کا عربی ترجمہ مقدمہ مین گذر چکا ہی،

[۲] تاریخ مصر قدیم، مصنفہ جی راولنسن، ج ۱ ص ۹۸، [۳] ج ۲ ص ۱۱۲، [۴] ج ۲ ص ۱۱۸،

جارج رالنسن G. Rawlinson. جو اوکسفورڈ یونیورسٹی مین تاریخ قدیم کا پروفیسر تھا اور مصر کی تاریخ قدیم کا مصنف ہی لکھتا ہی:

مصر جو پانچ سلطنتون مین بٹ گیا تھا، اُس کے ضعف نے شمالی مشرق سے باہر کے حملہ آورون کو طمع دلایا، ۲۰۰۰ ق م مین یا اس کے کسی قدر بعد ایک طاقتور دشمن شمالی مشرق سے مصر زیرین مین داخل ہوگیا، یو ممفط کی حکومت کے برباد کرنے اور ملک کے حصۂ زیرین واقع طول البلد ۲۹ - ۳۰ پر قبضہ کرنے مین کامیاب ہوگیا،

یہ حملہ آور، ہائیک سوس یا چرواہے بادشاہ تھے، جو شام یا عرب کے صحرانورد اور بدوی لوگ تھے[۱]،

یہی مصنف دوسری جگہ لکھتا ہی۔

"مصریون کے دوسرے دشمن اس جانب مین شاشوش تھے" جو شاید ہیک سوس ہین، اور بظاہر عرب معلوم ہوتے ہین[۲]"

ایک جرمن فاضل بروگش ہنرخ Brugsch Heinrich. نے مصر کی تاریخ صرف کتبات وآثار کی بنا پر لکھی ہی، تاریخ مذکور مین فاضل موصوف کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہی کہ "ہائیک سوس یقیناً سامی تھے، مصر کی زبان قدیم مین "ہائیک" بادشاہ، اور "سوس" چوپان اور اہل بادیہ کو کہتے ہین[۳]، اہل عرب کی اس روایت کو بھی اُس نے تائیداً نقل کیا ہی کہ "شداد بن عاد نے مصر پر حملہ کیا تھا[۴]"

---

[۱] ج ۱ ص ۶۶، [۲] ج ۱ صفحہ ۱۱۱ [۳] ج ۱ ص ۲۷۳، ۲۴۷، ۲۰۱۔ [۴] ج ۱ ص ۲۲۶،

برٹش میوزیم، لندن مین جو مجموعات مصریہ Egyptian Collections
ہین، ۱۹۰۹ء مین ایک اُنکا دلیل نامہ Guide لکھا گیا، ہ جو معلومات تازہ کا خلاصہ ہے،
" ہائیک سوس" کے متعلق اُس مین حسب ذیل تحقیق ہے[۱]

تیرھوین خاندان حکومت کے زوال کے بعد نسبتًا فوراً ہی مصر زیرین (ڈلٹا)
اور شمالی اطراف مصر پر متحدہ سامی بدوی قبائل نے آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا،
جنکے سردارون کا نام بروایت یوسیفوس (المتوفی سنہ۱ء) " ہائیک سوس"
یا چرواہے بادشاہ تھا، لفظ " ہائیک سوس" دو مصری لفظون سے ماخوذ ہے
" ہیکو" اور " شاشو" یعنی " شیخ" یا حاکم قبائل بادیۂ وصحراے مشرق
وشام وغیرہ،

W. Cook Toy ایک انگریز مورخ صاحب جو ایک چھوٹی سی لیکن مستند تاریخ کے مصنف
ہین، فاتح عربون کی شجاعانہ قوت سے برہم ہوکر لکھتے ہین[۲]،

زمین عرب، جہان کے بادیہ نشین قبائل جو تاریخ کے قدیم ترین عہد سے
گلہ بان اور غارتگر ہین اور اتبک ہمارے زمانہ تک بھی وہ ایسے ہی ہین، اُن
مصر مین داخل ہونے والی قومون کی مان تھی، جنھون نے نہایت سختی سے
قدیم مصریون کو ستایا، —— ان کا نام " ہائیک سوس" تھا، یا " چرواہے
بادشاہ[۳]"

اس عصر جدید مین مسلمان مورخین مین " عمالقہ" یا عرب سامیہ اور " ہائیک سوس" کے ایک ہونے کا
خیال سب سے پہلے ایک مصری مسلمان عالم، علامہ رفاعہ بک طہطاوی کو پیدا ہوا جنکی ذات

[۱] ص ۲۲۴، [۲] ص ۲،

مصر کی دور انقلاب علمی کا پہلا نتیجہ، اور معلومات مغربی و مشرقی کے پیوند کا پہلا ثمر تھا، انکی تاریخ مصر بنام "انوار توفیق الجلیل" ۱۲۸۵ھ مین آج سے تقریبًا پچاس برس پہلے شائع ہوئی ہی اس موقع کی عبارت یہ ہی،

ودولتهم تسمى دولة العقصوص، واشتهروا بالتواريخ باسم الملوك الرعاة وفى كتب التواريخ الاسلامية يقال لهم العمالقة،	ان کی سلطنت کا نام ہیک سوس کی سلطنت ہی یہ بادشاہ چرواہے بادشاہون کے نام سے مشہور ہین، اسلامی تاریخون مین انکا نام عمالقہ ہی،

جمہور کی اس آواز متفق مین کہ ہائیک سوس "سامی عرب" تھے، کبھی کبھی ایک دھیمی آواز بھی سنائی دیتی ہی کہ وہ تورانی یا منگولین تھے، آج سے ۸۰ برس پیشتر مسٹر روسی لینی Roselini نے یہ خیال ظاہر کیا تھا، اس مدعی کے پاس اس دعوی کی صرف یہ دلیل ہی کہ "سوائس" Scios جو "ہیک سوس" کا جزء ہے اور ایک تورانی قوم کے یونانی نام سیتھینس Scythes. مین بعض حروف کی تمسخر انگیز لفظی مناسبت ہی، جرمن عالم ہیرن Heeren نے اس کی تردید مین کہا ہی،

> "ہائیک سوس جو مصر کے ایک بڑے حصہ پر مصر کے ۱۶-اور ۱۷ خاندان حکومت مین قابض ہو گئے تھے، مسٹر روسی لینی کا اور میرا اس پر اتفاق ہی کہ وہ بادیہ نشین تھے، کیونکہ آثار مین جو انکی تصویر دکھائی گئی ہی وہ گلون اور چوپایون کے جھنڈ کے ساتھ ہی، اس سے سب نے یہ طبعی طور سے سمجھا ہی، کہ وہ حدود مصر کے بدوی قبائل تھے،
>
> مین یقین کرتا ہون کہ ان مین عرب قوم کو مین اپنے مخصوص خصوصیات مین

۱۵؎ انوار توفیق الجلیل فی اخبار مصر، ج ۱ ص ۵۰، مصر ۱۲۸۵ھ

ڈارھی، لنبے کپڑے، اور کھلے رنگ مین پاتا ہون، اور جو ایک ایسی راے
ہی جسکی قوت کے ساتھ شہادت خود ناقل روایت یوسیفوس نے دی ہی'
مسٹر روسی لینی ان کو سیتھینس فرض کرتے ہین، سیتھینس سے مقصود
شائد ایشیاے وسطی کے تورانی بدوی قبائل ہین، لیکن اُنکے ذکر کردہ بیان
سے . . . . علاوہ ازین کوئی چیز ایسی نہین ہی جو یہ دکھا سکے
کہ ان قبائل نے اس قدر بعید زمانے مین کوئی مہم بغرض فتح اس قدر بعید
فاصلہ کے لیے اختیار کی ہو،
مسٹر روسی لینی کی دلیل صرف لفظی تشریح پر مبنی ہی جسکی بنا پر اُنکو نظر آتا ہی کہ مصری
نام Scios "سائس" Scythes "سیتھینس" ہی جسکے معنی برباد کنندہ
کے ہین، مین اس مسئلہ کے اندر پڑنے کی جرأت نہین کر سکتا، لیکن مین اپنے
اعتراف و بیان مین بھی ترمیم نہین کر سکتا۔[۱]

پچاس ساٹھ برس کے عرصے مین اس دھیمی آواز مین اور بھی ضعف آگیا ہی، آج سے دس بارہ
برس پہلے ایک کتاب لکھی گئی ہو جس مین یہ تسلیم ہو کہ تنہا تورانی نہ تھے بلکہ سامی عرب بھی اسمین
شریک تھے،

اس مین معتد بہ حد تک شک ہی کہ ہائیک سوس کس قومیت سے تعلق رکھتے
تھے، وہ بعض صرف کنعانی، عرب اور دوسرے سامی قبائل سمجھے گئے ہین
لیکن حیتی (ایک تورانی قبیلہ) بھی اُنکے ساتھ شریک معلوم ہوتے ہین، اور
ان کے لیڈر تورانی معلوم ہوتے ہین اس فیصلہ کی بنا پر کہ آخری سلاطین

[۱] جلد ۲ صفحہ ۲۰۵،

ہیک سوس کے جو دو مجسمے ابھی حال میں ملے ہیں وہ بالکل عربی شکل کے ہیں،
بعض اشخاص کی مشابہت شکل پر بغیر کسی تاریخی اور اثری دلیل کے قومیت کا فیصلہ عجیب ہے! اور
اسی لیے یہ آواز ہمیشہ بالکل غیر مسموع رہی ہے تازہ ترین خیال جو برٹش میوزیم اجپشین گائڈ اولین آثار مصریہ اور سائیکلوپیڈیا طبع یازدہم، مضمون (ایجپٹ) کو پڑھکر متفقاً تسلیم شدہ نظر آتا ہے یہ ہے کہ
ہیک سوس "متحدہ سامی" تھے،

اور حقیقت یہ ہے کہ ہیک سوس کے عرب ہونے پر اس قدر بیہم دلائل موجود ہیں جنکا استقصا ناممکن ہے، تم ان پر ایک بار اور مجموعاً نظر ڈال لو،

۱۔ عربوں کا بیان کہ اُنھوں نے زمانہ قدیم میں مصر پر حکومت کی،

۲۔ قدیم اہل مصر کا اعتراف کہ عرب یہاں حاکمانہ داخل ہوئے،

۳۔ ہیک سوس کے بادشاہ اول کے نام کا عرب کے ذکر کردہ فاتح مصر سے مطابقت معنوی و لفظی،

۴۔ سلاطین ہیک سوس کے نام کا عربی اللفظ یا سامی الماخذ ہونا،

۵۔ آثار میں اُنکے مجسمے کا عربی شکل ولباس میں ہونا،

۶۔ عرب و مصر کے قدیم تعلقات،

۷۔ ہیک سوس کے جو اوصاف بیان کیے گئے ہیں اُن کا بعینہ عربوں میں موجود ہونا،

۸۔ تورات کے قرائن واشارات،

۹۔ علمائے آثار کی تائید،

۱۰۔ مورخین یورپ کا علی الاکثر بیانات قدیمہ سے اُنکی عربیت کی تصدیق،

۱۱۔ ان تمام مباحث ومطارحات کے بعد سب سے آخری قطعی اور فیصلہ کن شہادت خود اُس

ہ‍ سوال ابے انگ صفحہ ۱۷، ۱۹،

قوم کی نقل کرتے ہین جس نے "شاسو" کو اپنے ملک سے نکالا کہ وہ خود "شاسو" کو کیا سمجھتے تھے؛ مصر کا قدیم بادشاہ رعمسیس سوم اپنے ایک کتبہ مین اپنی ایک فتح کی نسبت لکھتا ہی

"مین نے ساعیر کو جو "شاسو" کے قبائل مین ہین برباد کر دیا"

ساعیر سے مقصود اہل ساعیر ہین، جو شمالی عرب مین ایک کوہستانی مقام ہی اور جہان ادومی عربون نے ایک حکومت قائم کی تھی، توراۃ مین کوہ سعیر کا نہایت کثرت سے ذکر ہی،

عرب سامیہ

اسیریا، ایران، فنیقیہ، قرطاجنہ، کریٹ اور یونان مین،

عرب سامیہ اولیٰ کا ان ممالک مین گذر یا یہان کسی حکومت کی تاسیس ایک تعجب انگیز واقعہ ہی لیکن غیر معقول نہین، ۱۲۰۰ ق م مین بابل کی جگہ اسی ملک مین اسیریا کی حکومت قائم ہوئی، ایران اسوقت تک کوئی مستقل ملک نہ تھا، اسیریا اور بابل کا ایک جزء تھا، فنیقی (فینیشین) شام و فلسطین کے سواحل بحر ابیض پر آباد تھے، توراۃ مین ان کو آرامی کہا گیا ہی، یہ دنیا کی سب سے پہلی تاجر اور ایشیا سے یورپ کا سفر کرنے والی قوم سمجھی جاتی ہی، اور یہی قوم ہی جسنے قدیم یورپ مین تہذیب کی روشنی پیدا کی، اس نے ایک طرف افریقہ کی زمین شور مین کار تھیج تمدن کی تخم ریزی کی اور دوسری طرف یورپ کے برفستان (یونان) مین تہذیب و تمدن کی آگ روشن کی،

ان مباحث کی نسبت تفصیلاً بحث و اثبات تو طول کلام ہی، مستند چند کتابون کے حوالہ سے ضروری نتائج پر ہم اکتفا کرتے ہین،

اسیریا:

اسیریا کے متعلق سب سے آخری بحث مین ثابت ہو چکا ہی کہ وہ سامی قوم تھی[۱] اور یہ معلوم ہی کہ وہ خلیج فارس کے سواحل عرب سے ٹھیک اسی راستہ سے بابل آئی تھی[۲] جس راستہ سے اس سے پہلے دور مین عاد یا امم سامیہ اولیٰ کا ادھر گذر ہوا تھا، اس بنا پر حقیقت مین اسیرین نسلاً عرب تھے، اور اسیریا کی اثری تاریخون مین اس کے دلائل ہر جگہ ملین گے۔

[۱] سائینٹفک ریویو امریکہ جلد ۱۹۱۴ء [۲] راجرس امریکانی کی تاریخ بابل ج ۲ تذکرۂ اسیریا۔

ایران

ایرانیون کی قدیم روایات مین مذکور ہی کہ جمشید کے بعد **ضحاک** نامی ایک عرب نے (خاندان ضحاک سمجھنا چاہیے) ہزار برس تک ایران پر حکومت کی۔[۱]

ہمارے مورخین کہتے ہین کہ ضحاک یمن کے ایک بادشاہ کا نام تھا،[۲] لیکن تاریخاً اور اثراً اس نام قدیم مین یمن کا براہ راست ایران پر حملہ اور حکومت معلوم نہین، اسکی صحیح توجیہ یہ ہی کہ یمن سے سواحل خلیج عرب سے ہوکر اسیریا مین جو عرب خاندان حکمران تھا وہ ایران پر حملہ اور ہوا، اور ایک مدت تک اُس پر حکومت کی ایران کا بابل و اسیریا کی محکومی مین میڈیا کے عروج (۶۰۰ ق م) تک رہنا اب ایک مسلم واقعہ سمجھا جاتا ہی،

اسیریا کا دور وجود سنہ ۲۸۰۰ ق م اور زمانۂ عروج سنہ ۱۲۰۰ ق م سے سنہ ۶۰۶ ق م تک ہی،

فنیقیہ

فنیقی سواحل بحر ابیض پر آباد تھے، ٹائر اُنکے دار الحکومت کا نام تھا، او رایشیا سے لیکر یورپ تک تجارت قدیم کے مالک تھے، عبرانی نام ان کا آرامی ہی، عاد ارم کے ذکر مین معلوم ہوچکا ہی، کہ بنو ارم کا مسکن عرب تھا، یہ تو اہل عرب کا دعوی ہی لیکن خود ان ارامیون کا بیان ہی کہ وہ اس مقام پر بحرین کے پاس آئے ہین جو عرب کا ایک ساحلی قطعہ ہی، اور جسکا پہلا نام ٹائر تھا، آثار کے رو سے بھی یہ تصدیق ہوتی ہی کہ ان کی زبان، مذہب اور رسوم تمامتر سامی ہین،[۳] اس بنا پر اہل فنیشیا کے تمامتر کارنامے اہل عرب کی طرف راجع ہوگئے ہین،[۳]

قرطاجنہ

جہان اب تونس آباد ہی، یعنی فنیشن یا ارامی عربون کی آبادی تھی جسکو عام طور سے اب کارتھیج

[۱] فردوسی ذکر ضحاک تازی، [۲] تاریخ طبری ج ۱ ص ۹۰، مصر [۳] ان بیانات کے لیے دیکھو سموال لے زنگ ص ۴۷

کہتے ہین، ان ارامی عربون نے یہان ایک عظیم الشان حکومت کی بنیاد ڈالی جس سے رومتہ الکبریٰ کی حکومت بھی لرزگئی ہینیبال وغیرہ اسی خاک کے فرزند تھے، رومیون سے متعدد معرکے ہوے اور آخر نہین کے ہاتھ سے اسی سنہ مین برباد ہوگئے،

یونان وکریٹ

یورپ کا سب سے پہلا متمدن ملک یونان ہی، اور یونان کا تمام تر تمدن وعلوم وخط فینیشیا سے ماخوذ ہی اور یہین سے اُسکی ترقی کا باب شروع ہوتا ہی، اس واقعہ سے اس مسئلہ پر روشنی پڑ سکتی ہی کہ عربی اور یونانی مین کیون لوازم تمدن و اشیائے تجارت کے بہت سے نام مشترک ہین،

لیکن اس سے بھی زیادہ دلچسپ یہ مسئلہ ہی کہ عربون کی براہ راست آبادی یورپ کے شہر یونان وکریٹ مین تھی، پلینی ایک یونانی جغرافیہ نویس اہل معین واقع یمن کے ذکر مین لکھتا ہی کہ "معین کے لوگ اپنے کو مینوس شاہ کے خاندان سے بتلاتے ہین"، ایک دوسرا یونانی مصنف اسٹرابو جزیرہ یوبیا (ملک یونانی کا ایک جزیرہ) کے قدیم باشندون کی نسبت لکھتا کہ یہان پہلی آبادی ایک "عرب" نوآبادی تھی جو قیدموس کے ساتھ یونان مین تھی"

ہم ان فقرون کا ماحصل اتنا سمجھتے ہین کہ عرب تاجر قدیم زمانہ مین یونان تک پہونچ چکے تھے اور وہان اپنی کوئی تجارتی نوآبادی بھی قائم کرلی تھی؛

سلہ پلینی اور اسٹرابو کے لیے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۱-۷۰-۱۸۵-

عاد اور قرآن

گذشتہ صفحات پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا ہوگا کہ **عاد** صرف کوئی محدود اور مختصر قبیلہ نہ تھا، وہ ایک عظیم الشان قوم تھی جو دنیا کی قدیم ترین تہذیب کی بانی تھی، ایشیا اور افریقہ کا کثیر حصہ اُسکے زور و قوت کا تماشا گاہ تھا، بڑی بڑی اور عظیم الشان عمارتین اُسکے دست صنعت کا نتیجہ تھین، اس بنا پر عرب کے لیے اس قوم سے زیادہ عبرت و بصیرت کا کوئی دوسرا نمونہ نہ تھا، اسی لیے قرآن مجید نے عرب کی اس عظیم الشان قوم کی داستان بار بار دُھرائی ہی،

اب تک تاریخ قدیم اور تحقیقات جدیدہ کے رو سے اس قوم کے حالات کا جو مرقع پیش کیا گیا ہی اب آؤ دیکھین کہ قرآن کی تصویر کیا اس سے لگ ہی،

١- معلوم ہو چکا کہ **عاد** ارم بن سام کی نسل سے تھے، قرآن بھی یہی کہتا ہی

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (فجر)	تو نے نہین دیکھا کہ تیرے خدا نے اُس عاد ارم کے ساتھ کیا کیا؟ جو بڑی بڑی عمارتون کے بانی تھے، جنکی نظیر دنیا مین نہین پیدا کی گئی،

بعض داستان گو مفسرین نے "ارم" سے ایک عجیب الخلقت باغ مراد لیا ہی جسمین سونے چاندی کی اینٹین تھین، اور لعل و گوہر کی پچہ کاری تھی، عاد کے بادشاہ **شداد** نے اسکو بہشت کے مقابلہ مین بنوایا تھا، لیکن یہ دانشمند یہ نہ سمجھے کہ اس حالت مین عاد اور ارم مین باہمی نحوی تعلق کیا ہوگا؟ مشہور قراءۃ مین یہ بدل مبدل منہ ہین، شاید وہ مضاف و مضاف الیہ کی ترکیب قرار دیتے ہون،

لیکن اس حالت مین قراۃ شاذہ کے لزوم کے علاوہ، قافیہ جسکا نظم قرآن مقتضی ہی باطل ہوتا ہی،
ابن خلدون نے اس موضوع پر ایک محقق بحث مقدمہ مین لکھی ہی، اس موقع پر وہ قابل
مطالعہ ہی

۲- ہم نے دعویٰ کیا ہی کہ **عاد** ام سامیہ کے ہم معنی یا تقریباً ہم معنی ہین، نیز یہ کہ وہ ایک عظیم الشان
حکمران قوم تھی، قرآن پاک باعلان عام اسکی تصدیق کرتا ہی،

وَاذْكُرُوْا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ (اعراف)	عاد کے لوگو یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے قوم نوح کی تباہی کے بعد تمکو خلافت (حکومت) عطا کی

قوم نوح کے بعد عرب اور اطراف عرب مین معلوم ہی کہ نوح کے بیٹے **سام** کی نسل (ام سامیہ)
نے ظہور کیا تھا،

۳- عاد کی عظمت وجلالت اور تفوق سیاسی کے مفصل بیانات گذر چکے ہین، انکو دعویٰ
تھا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (حم السجدہ) ہم سے بڑا روے زمین پر آج کون ہی؟ ان کے پیغمبر نے
کہا وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّىْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (ہود) عجب نہین کہ خدا تم سے لیکر اپنی خلافت کسی دوسری
قوم کو عطا کر دے؛

۴- عاد بڑی بڑی عمارتون کے بانی تھے، قرآن مجید نے اس واقعہ کو متعدد مقامات پر دُہرایا
ہی، اور اسی لیے وہ اس قوم کو "ذَاتِ الْعِمَادِ" (ستونون والے) کا خطاب دیتا ہی،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ، اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ، الَّتِىْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِى الْبِلَادِ (الفجر)	تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے اُس عاد ارم کے ساتھ کیا کیا، جو بڑی بڑی عمارتون والا تھا جسکی نظیر دنیا مین نہین پیدا کی گئی،

دوسری جگہ حضرت ہود کی زبانی ارشاد ہی،

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ (شعراء)	اے عاد والو! تم ہر خوش قطع مقام میں بفائدہ یادگار اور کاریگری کے مکان بناتے ہو، شاید تم ہمیشہ دنیا میں رہو گے۔

انھین عمارات باقیہ کی طرف خطاب کرکے قرآن کہتا ہے۔

وَعَادًا وَّثَمُوْدَا وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (عنکبوت)	اور عاد و ثمود کو ہلاک کیا، اور انکے گھرون کے کچھ حصے تمھارے سامنے ہین،

دوسری جگہ کہتا ہے

فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (احقاف)	عاد کا یہ حال ہوا کہ اُنکے مکانون کے سوا اب کچھ نظر نہین آتا،

عاد کا مقام عام روایات مین یمن بتایا گیا ہے، ام سامیہ کے مسکن کے بیان مین کسی خاص مقام کی تعیین نہین کی گئی ہے، صرف جزیرہ نماے عرب تک محدود کیا گیا ہے، لیکن قرآن نے ایک موقع پر کہا ہے،

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ،	برادرِ عاد کو یاد کرو جب احقاف مین اس نے اپنی قوم کو ڈرایا،

"احقاف" صحراے ریگستان کو کہتے ہین، یہ صحرا جنوبی اور شمالی عرب مین دونون طرف واقع ہے، اس بنا پر پیغبرِ عاد کے مقام بعثت کو جنوبی صحرا (یمن) کے ساتھ تخصیص کا کوئی سبب نہین ہے،

قومون کی ملکی محرومی اور سیاسی بدبختی خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اُنکے اخلاق و صفات عالیہ کا پایہ کس حد تک پست ہوگیا ہے عاد کے سیاسی تفوق و امتیاز کا دیگر ممالک مین ابطال اُنکی دلیل ہے کہ وہ اس حد تک گر چکے تھے کہ جہان پہونچکر خدا کا غضب قومون پر بھڑکتا ہے، اور اُن کو

نیست و نابود کر دیتا ہی، بابل، اسیریا، فنیشیا، قرطاجنہ، یونان، روما، فارس قدیم سب اسی کلیہ کے جزئیات ہیں سُنَّۃَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا[1]

ایسے موقع پر خدا کا یہ قانون بھی ہی کہ قوم ہین وہ کسی روحانی مصلح اعظم یعنی خود پیغمبر یا نائب پیغمبر (علما و مصلحین) کو پیدا کرتا ہی، جو قوم کو عبرت دلاتا ہی، اُسکے عیوب و مفاسد کی اصلاح کرنا چاہتا ہی اُسکو صلاح و ہدی کی دعوت دیتا ہی، وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا[2]

لیکن تمام قومون کی پچھلی تاریخ شاہد ہے کہ کبھی بدبختی کی انتہا یہ ہوتی ہی کہ ایک جماعت قلیل کے سوا، عموماً اُسکی آواز ہر طبقہ مین غیر مسموع ہوتی ہی، اور جو سنتے ہین وہ سمجھتے نہین اور جو سمجھتے ہین وہ عامل نہین اور نتائج صرف عمل پر موقوف ہین، اس وقت خدا کا غضب، تلوار مین چمک کر، آسمان سے گرج کر یا زمین سے پھٹ کر ظاہر ہوتا ہی، اور دوسری قوم کے لیے پہلی قوم کی جگہ صاف کر دیتا ہی،

بعثت ہود،

اب وہ وقت آگیا کہ اس عظیم الشان اور عظیم الجبروت قوم کو جسنے اپنے زور و قوت سے دنیا کو ہلا دیا تھا آخری دعوت دی جاے، آخر انھین مین ہود مبعوث ہوا جس نے اُن کو خدا کی آخری آواز سنائی، پیغمبر نے کہا،

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ	اے میری قوم خدا کو پوجو، اُسکے سوا تیرے لیے کوئی دوسرا خدا نہین، کیا ڈرتی نہین، اُسکی قوم کا وہ بلند طبقہ جو کافر تھا بولا! اے ہود ہم تمکو حماقت مین مبتلا پاتے ہین، اور تم کو مبعوث ہونے والون مین پاتے ہین، ہود نے کہا اے

[1] ترجمہ: خدا کا قانون گذشتہ قومون مین بھی یہی تھا، اور خدا کے قانون مین تبدیل نہ پاؤگے،

[2] ترجمہ: اور ہم کسی قوم کو اُسوقت تک مبتلاے عذاب نہین کرتے ہین جبتک اُن مین پیغمبر نہ بھیج لین،

سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ، قَالَ
يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ
الْعَالَمِينَ، أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ
أَمِينٌ، أَوَعَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِنْ رَبِّكُمْ عَلَى رَجُلٍ
مِنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَاذْكُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ
مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً
فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَنَذَرَ مَا كَانَ
يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ
الصَّادِقِينَ،
قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ
أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ
وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ،
فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ
(اعراف ۹)

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ
وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً. أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ
اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً. وَكَانُوا
بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ، (السجدہ)

میری قوم! مجھ مین حماقت نہین، ہان مین پروردگار عالم کی طرف سے رسول ہون، اپنے پروردگار کے پیغام تمکو پونہچاتا ہون اور مین درحقیقت تمہارا خالص خیرخواہ ہون، کیا تم کو تعجب ہوا کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے نصیحت، تم مین سے ایک شخص پر اُتری، تاکہ تم کو متنبہ کرے، یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُسنے تم کو قوم نوح کے بعد خلافت (حکومت) دی، اور تم کو خلق مین وسعت عطا کی، خدا کی نعمتونکو یاد کرو کہ فلاح پاؤ،
کافرون نے جواب دیا، کیا تو اس لیے ہمارے پاس آیا ہی، کہ ہم ایک خدا کو پوجین، اور جنکو ہمارے بزرگ پوجتے تھے اُن کو چھوڑ دین، جس عذاب کا تم دعویٰ کرتے ہو، اگر تم سچے ہو تو لے آؤ،
پیغمبر نے کہا، تمہارے پروردگار کا عذاب و غضب تم پر آگیا، کیا تم مجھ سے اُن چند نامون مین جھگڑتے ہو، جنکو تم نے اور تمھارے بزرگون نے رکھ لیا ہی، خدا نے اُسکے لیے کوئی دلیل نہین اُتاری، عذاب کا انتظار کرو، مین بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہون
لیکن عاد نے بلا استحقاق، زمین مین غرور کیا، اور کہا کون مجھ سے طاقت مین بڑا ہی، کیا وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ جس خدا نے اُن کو بنایا وہ طاقت مین اُن سے زیادہ بڑا ہی، وہ ہماری نشانیون کے منکر تھے،

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ، اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ
بِالْاَحْقَافِ، وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ
يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ، اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ
اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ،

عاد کے بھائی (ہود) کو یاد کرو جب اُسنے اپنی قوم کو صحرائے
ریگستان مین متنبہ کیا، خدا کی عبرتناک دھمکیان اُسکے سامنے
اور اُسکے پیچھے تھین، اُسنے کہا، اس ایک خدا کے سوا
اور کسی کو نہ پوجو، مین ڈرتا ہون کہ تم پر کوئی بڑا عذاب
نہ آجائے،

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا، فَاْتِنَا
بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ،
قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاُبَلِّغُكُمْ
مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ
قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ، (احقاف)

اُنھون نے کہا، اے ہود تو اس لیے ہمارے پاس آیا
کہ ہمکو اپنے دیوتاؤن سے مرتد کردے، جس عذاب کا تم
دعویٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو لے آؤ، اُس نے کہا کہ اسکا
علم خدا کے پاس ہے کہ عذاب کب آئے گا، جو پیغام
دیکر مین بھیجا گیا ہون وہ صرف تمکو پہونچاتا ہون لیکن مین
تم کو نادان قوم خیال کرتا ہون،

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا. قَالَ يٰقَوْمِ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ، يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ
عَلَيْهِ اَجْرًا، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی الَّذِیْ
فَطَرَنِیْ، اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ
السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ
قُوَّةً اِلٰی قُوَّتِكُمْ، وَلَا تَتَوَلَّوْا
مُجْرِمِيْنَ.

عاد کی طرف ہم نے اُنکے بھائی ہود کو بھیجا، اُس نے کہا میرے
بھائیو! خدا کو پوجو، اُسکے سوا تمہارا کوئی خدا نہین، دوسرے
خداؤن کا نام تمہارا صرف افترا ہے، بھائیو، اس وعظ و نصیحت
کا کوئی معاوضہ مین تم سے نہین چاہتا، میرا معاوضہ اُسپر
لازم ہے جسنے مجکو پیدا کیا، کیا تم نہین سمجھتے ہو؟ بھائیو!
خدا سے اپنے گناہون کی معافی مانگو، اُسکی طرف رجوع کرو،
تو وہ آسمان کو تم پر برستا ہوا بھیجیگا، اور تمہارے زور و
قوت مین ترقی دے گا، گنہگار بنکر منہ نہ پھیرو،

قَالُوا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ، اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ.

اُسکے بھائیون نے کہا، ہود! تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہ لائے، صرف تمہارے کہنے سے تو ہم اپنے خداؤن کو چھوڑ دینیوالے نہین ہین، اور نہ ہم تمپر ایمان لانے والے ہین، ہم تو یہی کہتے ہین کہ ہمارے بعض دیوتاؤن نے تمکو کچھ کر دیا ہی،

قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ، مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ، اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ، مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ، وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْئًا، اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ، (هود ١٠)

ہود نے کہا، مین خدا کو گواہ ٹھہراتا ہون، اور تم بھی گواہ رہنا مین جسکو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، خدا کے سوا اُس سے پاک ہون، تم سب ملکر میرے لیے سازش کرو، پھر مجھے مہلت نہ دو، مین نے خدا پر بھروسہ کیا ہی جو میرا اور تمہارا دونو نکا پروردگار ہی، کوئی چلنے والا نہین جسکی پیشانی اُس کے ہاتھ مین نہین، مرا پروردگار صحیح راستہ پر ہی، اگر تم انکار کرو تو مین جو پیغام لیکر بھیجا گیا تھا وہ تمکو پونچا چکا، خدا تمہارے سوا کسی اور کو حکومت بخشے گا، تم اُسکا کچھ نہین بگار سکتے، مرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہی،

كَذَّبَتْ عَادُ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ، اَلَا تَتَّقُوْنَ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ، وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ، وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ

عاد نے پیغمبرون کو جھوٹا کہا، جب اُن سے اُن کے بھائی ہود نے کہا، تم پرہیزگار بنو، مین تمہارا پیغمبر امین ہون، بس خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، مین اس کے لیے تم سے کوئی معاوضہ نہین مانگتا، میرا معاوضہ پروردگار عالم کو دینا ہی، کیا تم ہر خوش قطعہ مقام مین بیفائدہ یادگار نشانی اور کاریگری کی عمارتین بناتے ہو؟ شاید تم ہمیشہ رہوگے، جب کسی کو

جَبَّارِيْنَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ، وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوَاعِظِيْنَ، اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ، فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. (الشعراء)

پکڑتے ہو تو جابر بنکر، خدا سے ڈرو اور میری بات مانو، اس خدا سے ڈرو جسنے تمہاری ان نعمتوں سے مدد کی جنکو تم خود بھی طرح جانتے ہو، چوپائے، اولادیں، باغ او چشمے، مجکو ڈر ہی کہ تم پر کوئی بڑا عذاب نہ آئے، اُنھون نے جواب مین کہا، خواہ تم وعظ و نصیحت کرو یا نہ کرو ہم ماننے والے نہیں، یہ اگلے زمانے والون کی عادت ہی اور نہ ہم پر عذاب آئیگا، ان لوگون نے پیغمبر کو جھٹلایا تو ہم نے انکو برباد کردیا، اس واقعہ مین عبرت کی نشانی ہی، یہ لوگ اکثر ایماندار نہ تھے،

ان آیات پاک مین عاد کی تباہی کے تین اسباب بتائے گئے ہین جو ہمیشہ ہر قوم کی تباہی کے باعث ہوئے ہین،

۱۔ **غرور قوت**، عاد کو اپنی قوت پر ناز تھا، اور اسی طرح ہر قوم جو مجد و تفوق پر قابض ہوتی ہے اپنے زندگی کے آخری دنون مین بھی اپنی قوت پر مغرور رہتی ہی،

متکبرین عاد نے کہا۔ اسے ہود ہمین کس سے ڈراتے ہو،

مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً — قوت و زور مین ہم سے کون بڑا ہی!

حضرت ہود نے کہا تمھاری قوت مسلّم، لیکن اگر صلاح و تقویٰ کی دعوت قبول کروگے،

يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ — تو خدا تمھاری قوت کو اور قوت بخشیگا،

لیکن وہ نہ سمجھے!

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ اَشَدُّ — کیا وہ نہ سمجھے کہ جس خدا نے انکو پیدا کیا وہ ان سے بھی زیادہ

مِنْهُمْ قُوَّةً	قوی ہَ

اُن کو نہ صرف اپنی فوجی وسیاسی قوت پر ناز تھا، بلکہ اپنے افراد کی تعداد اور اپنی مواشی کی کثرت اور اپنے باغون کی بہتات پر بھی ناز تھا جو اس عہد کی سب سے بڑی دولت تھی،

حضرت ہود نے کہا کہ یہ شکر کی بات ہے نہ استکبار کی،

وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ، اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ	اُس خدا کا خیال کرو جس نے تم کو وہ چیزین عنایت دین جنکو
وَّبَنِیْنَ، وَجَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ،	تم جانتے ہو، مواشی، اولاد، باغ اور چشمے،
وَزَادَکُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْطَةً،	اور تم کو خلق وسعت عطا کی،

۲- ظلم وجور، قوم کی حاکمانہ زندگی کے لیے سب سے زیادہ زہر قاتل ظلم اور جور وستم ہی اقوام عالم کی تاریخ اس دعوی پر بہترین شاہد ہی، **عاد** اپنے ممالک مقبوضہ مین اکڑتے پھرتے تھے، بغیر کسی استحقاق کے قومون کو چھیڑتے تھے، جیسا کہ ہر عہد کے **عاد** زمین کے ہر قطعہ پر اکڑتے پھرے ہین اور معصوم قومون کو چھیڑ چھیڑ کر فنا کرتے رہے ہین،

اَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ	لیکن عاد نے زمین مین بلا استحقاق غرور کیا، اور کہا کون ہم سے
وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً	زور وقوت مین بڑا ہی،

عاد کی اس جباری وستمگری کا ثبوت مفتوح اقوام کی زبان سے بھی ملتا ہی،

"خدا ہم سے ناراض تھا، ایک عجیب طریقے سے اطراف مشرق سے شریر الخلقت لوگ چلے آئے، وہ اسقدر قوی تھے کہ ہمارے ملک مین گھس گئے اور بزور نہایت آسانی سے اُس کو مسخر کرلیا...... جب اُنھون نے ہمارے سردارون کو گرفتار کرلیا... ہمارے شہرون کو جلادیا، ہمارے دیوتاؤن کے مندر گرادیے، اور تمام باشندون کے ساتھ وحشیانہ طریقے سے سلوک کیا، اور نہ صرف یہ بلکہ بعض کو ہتھیارون

سے مار ڈالا، اور اُنکی بیوی بچون کو غلام بنایا[۱]،

۳۔ سب سے آخری چیز جو انتہاے بربادی عالم ہی خداے واحد کا انکار، اور معبودان باطل کی پرستش ہی! ہود نے کہا،

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ (اعراف)	بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی خدا نہین، کیا پرہیزگار نہین بنتے؟
يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ (هود)	بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی خدا نہین، دوسرے خداؤنکا نام تمھارا افترا ہی،

جواب وہی ملا جو اکثر ملتا ہی،

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ، (هود)	اے ہود تم ہمارے پاس کوئی حجت نہین لائے صرف تمھارے کہنے سے ہم اپنے دیوتاؤن کو چھوڑنے والے نہین، اور نہ ہم تم پر ایمان لانے والے ہین،

ہود نے اب خدا کا آخری پیغام پہونچایا،

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ	اگر اعراض کیا تو مین تم کو جو پیغام دیکر بھیجا گیا تھا پہونچا چکا، خدا تمھارے سوا کسی اور کو حکومت دیگا۔
اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (احقاف و شعراء)	مین ڈرتا ہون کہ تم پر بڑا عذاب آئے،

آخر وہ دن آگیا جب سنت الٰہی نے اپنی زمین کے لیے ایک دوسری قوم کا انتخاب کیا، اور اس شریر قوم کو احقاف کے باہر تلوار سے اور احقاف کے اندر ہوا اور ریگ کے طوفان سے برباد کر دیا، کہ یہ سب اُسکے ہتھیار ہین، اُسکا ہاتھ انسانون کے ہاتھ مین بھی ویسا ہی کام کرتا ہی جسطرح

---

[۱] یوسیفوس کی تاریخ، بحوالۂ سابق

ہوا، پانی اور آگ مین،

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى (حٰمٓ السجدہ)

ہم نے اُن پر نحوس دنون مین بادِ صرصر بھیجا، تاکہ ہم اُن کو عذاب ذلت کا اسی زندگی مین مزہ چکھائین، اور عذاب اخروی سب سے زیادہ ذلت والا ہی،

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ، رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ، تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِاَمْرِ رَبِّهَا، فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ،

(احقاف)

جب اُن کو بادِ صرصر کا عذاب ایک بادل کی صورت مین جسکا رخ اُنکی وادیون کی طرف تھا، نظر آیا بولے یہ ہم کو سیراب کرنیوالا بادل ہی، نہین بلکہ یہ وہ ہی جسکی اسے گنہگارو تمکو جلدی تھی، یہ ہوا ہی جسمین دردناک عذاب ہی، جو اپنے خدا کے حکم سے ہر شے کو برباد کر دیتی ہی، پھر وہ ایسے نیست و نابود کر دیے گئے کہ اُنکے گھرون کے سوا اور کچھ باقی نہ رہا،

اَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ، سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ بَاقِيَةٍ، (الحاقہ)

لیکن عاد تو وہ تند بادِ صرصر سے برباد کر دیے گئے، خدا نے جڑ کاٹنے والے سات رونز اور آٹھ دن تک اُن پر اس ہوا کو لگا دیا، تم دیکھتے ہو اس ہوا مین اُس قوم کو اُفتادہ جیسے وہ کھوکھلے درخت کی جڑ تھے، کیا اب ان مین کا کوئی تم کو زندہ نظر آتا ہو

وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ، مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ،

اور عاد مین عبرت مین، جب ہم نے بے فائدہ بخش ہوا کو بھیجا جو ایسی تھی کہ جس شے پر اُسکا گذر ہو جاتا اُس کو بوسیدہ ہڈی کی طرح کر چھوڑتی،

اور ملکون مین پانی کا دریا ہی جسمین کبھی کبھی طوفان آتا ہی، عرب اور افریقہ مین ریگستان کا دریا ہے

کوسون تک ریگستان ہی، **احقاف** وہ عظیم الشان ریگستان ہی جو سیکڑون میل تک وسیع ہی اور اب اسکو الربع الخالی کہتے ہین، اس مین جب تیز ہوا چلتی ہی زندگی دشوار ہوجاتی ہی، ریگ کے پہاڑ کے پہاڑ ہوا پر اُڑتے پھرتے ہین، اور جہان وہ تھمتے ہین، اُسکو دبا کر دفن کردیتے ہین، قافلہ کا قافلہ گاؤن کا گاؤن اسکے نیچے دبکر موت سے پہلے مدفون ہوجاتا ہی، پھر اتفاق سے جب یہان سے ریگ ہٹتی ہی تو ہڈیون کا قلعہ نظر آتا ہی، ایک انگریز سیاح جس نے اس طوفان سموم کا عرب مین نمونہ دیکھا ہی اُسکی کیفیت یون بیان کرتا ہی،

دوپہر تھی جنوب کی طرف سے دفعتًا لُو کے جھونکے آنے لگے، ہوا کی تیزی رفتہ رفتہ بڑھتی گئی...... میرے عرب رفیق نے اپنے چہرے کو کپڑے سے لپیٹ لیا، اور اونٹون کو مار مار کر تیز کرنے لگے، لیکن اونٹ بار بار بیٹھ جانے کی کوشش کرتے تھے، مین نے رفیقون سے واقعہ دریافت کیا، لیکن نہایت گھبراہٹ کے ساتھ، صرف یہ کہا کہ "سامنے کے خیمے مین اگر پہونچ گئے تو جان بچ جائیگی، اس اثنا مین ہوا اور زیادہ تند و تیز ہوگئی، گرمی کی یہ شدت ہوگئی کہ معلوم ہوتا ہی کہ آسمان سے دوزخ اُتر آئی ہی، بالآخر کوشش کرکے ہم خیمے تک پہونچگئے، وہان ایک عورت منہ لپیٹے اوندھی پڑی تھی، ہمارے اونٹ ہوا کے رخ سے منہ پھیر کر ناک کو ریت مین گاڑ کر مردے کی طرح پڑ گئے،

ہم بھی خیمہ مین جاکر منہ لپیٹ کر اوندھے پڑ گئے، تاریکی اتنی شدید تھی کہ رات معلوم ہوتی تھی دس منٹ تک تقریبًا یہی حالت رہی، پھر ہوا اور گرمی مین تخفیف ہوئی، جب ہم اُٹھے تو ہمارے چہرون پر مردنی چھائی ہوئی تھی"[۱]

---

[۱] سیاحت نامہ عرب پالگریو، Palgrave.

تنبیہات

حضرت ہود کو عام طور سے "عابر" سمجھا جاتا ہی جو از روے توراۃ تمام عبرانیون کا باپ تھا، بظاہر ہم اس اتحاد کی کوئی وجہ نہین سمجھ سکتے، گو نصرانی مصنفین جو آباے توراۃ کا تاریخی ثبوت ڈھونڈھتے ہین، اور ایک ایک ذرہ کو جو اُن کے موافق ہو پہاڑ ماننے کو طیار رہتے ہین لیکن اپنی مخالفت مین پہاڑ کو ذرہ ماننے پر بھی آمادہ نہین بدل وجان اس اتحاد کے موئد ہین،

عدن کے پاس عاد ثانیہ کا ایک کتبہ ملا ہی اُسمین ہود کا نام بھی مذکور ہی،

عام طور سے مشہور ہی کہ حضر موت کے دامن کوہ مین حضرت ہود کی قبر شریف ہی، اور اب تک لوگ اُسکی زیارت کو آتے جاتے رہتے ہین،

قوم عاد کی نسبت عام طور سے نہایت لغو باتین مشہور ہین، مثلا یہ کہ اُن کا قد کئی کئی گز کا ہوتا تھا، یہ شبہہ اس لیے ہوا کہ قرآن نے اُن کو ذَاتِ الْعِمَادِ (ستونون والے) کہا ہی اس سے وہ سمجھے کہ اُنکا قد ستونون کی طرح تھا، حالانکہ "ستونون والے" سے مقصود "عمارتون والے" ہے دوسری جگہ قرآن مین انکی نسبت ہی

وَزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً	خدا نے تم کو بدن مین زیادہ تی بخشی،

بَصْطَةً سے مقصود زور و قوت ہی یعنی خدا نے تمہارے بدن مین زور و قوت بخشا ہی یہی محاورہ دوسری جگہ حضرت طالوت کی نسبت مستعمل ہوا ہی، وَزَادَهُ بَصْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ[1] اس سے یہ معنی کون سمجھ سکتا ہی کہ طالوت بڑے قد آور تھے، بلکہ یہ مقصود ہی کہ صاحب قوت تھے، یہ بھی عام طور پر مشہور ہی کہ عذاب کے بعد قوم عاد مین پھر کوئی زندہ نہ بچا، یہ غلط خیال قرآن کی ان آیتون سے سمجھا گیا ہی،

فَاَصْبَحُوا لَا يُرٰى اِلَّا مَسَاكِنُهُمْ (احقاف)	وہ اس طرح ہو گئے کہ اُن کے گھروں کے سوا کچھ نظر نہین آتا،

[1] لفظی ترجمہ۔ خدا نے اُسکو بدن مین اور علم مین زیادتی بخشی ہی،

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ (الحاقه)	اس ہوا مین یہ قوم اس طرح افتادہ تھی جیسے کھوکھلے درخت کی جڑ ہو، کیا ان مین سے اب کوئی زندہ نظر آتا ہی،

لیکن یہ تو زمانۂ نزول قرآن کا حال بیان کیا گیا ہی، اس سے دو ہزار برس پہلے کا حال کیا تھا، خود قرآن کہتا ہی،

فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا، وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا، (اعراف ۹)	ہم نے ہود کو اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور جنھون نے ہماری نشانیون کی تکذیب کی اُنکی جڑ کاٹ دی
وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ	اور جب ہمارا حکم آیا ہم نے ہود کو اور جو لوگ اُس کے ساتھ ایمان لائے اپنی رحمت سے نجات دی، اور ہان ہم نے اُن کو بڑے عذاب سے نجات دی،

اور تیسری جگہ قرآن نے تفصیل کر دی ہی، اور ان ہلاک ہونے والون کو "عاد اولی" کہا ہی،

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ، (نجم)	اور اُس خدا نے عاد اولی کو ہلاک کر دیا،

اس آیت سے خود بخود یہ سمجھنا چاہیے کہ نجات پانے والون کا عاد ثانیہ نام ہی، ابن ہشام کلبی نے "عاد اولی و عاد ثانیہ" کے حال مین ایک کتاب لکھی[1] تھی لیکن اب کہان ملتی ہی،

---

[1] ابن ندیم ص ۹۸،

اندرون عرب

یہ اُن قبائل کی سرگذشت تھی جو ملک سے باہر جاکر آباد ہوئے خود اندرون ملک مین بھی بہت سی قومین رہ گئی تھین، جن مین ثمود سب سے زیادہ مشہور ہین، اور جنکی ترقی کا زمانہ عاد اولیٰ کے بعد سے ہے، امم سامیہ کا جو حصہ باہر سے شکست کھاکر پھر عرب واپس آیا[1]، اُس نے سوڈیرھ سو برس یہان بھی اپنے عروج کو قائم رکھا، اسکی صحیح مثال مسلمانونکی ہے، فتنۂ تاتار کے بعد بھی کئی سو برس تک وہ جیتے رہے لیکن اُنکی روح اُسی دن مر چکی تھی،

بہرحال خواہ باہر سے منہ زمانہ واپس آکر یا خود عرب مین رہکر جن قبائل نے اندرون ملک مین حکومتین قائم کین وہ یہ ہین،

حضرموت سے سواحل خلیج فارس کے طول مین عراق تک عاد ثانیہ، عرب مین حجاز سے حدود سینا تک ثمود یامہ مین طسم و جدیس، یمن مین اہل معین،

١- عاد ثانیہ، یا عاد عرب

اس سے پہلے یہ معلوم ہوچکا ہو کہ حضرت ہود نے مع اپنے متبعین و صالحین عاد کے عذاب سے نجات پائی، روایات عرب مین ہو کہ وہ عذاب سے پہلے عاد کی آبادی سے نکلکر حجاز چلے گئے تھے، بہرحال انمین لقمان نام ایک نیک بادشاہ ہوا، اس کی عمر کئی سو برس کی بیان کی گئی ہو، اور یہ کچھ عجب نہین،

[1] ابن خلدون ج ٢ ص ١٠، یقال انهم انتقلوا الی جزیرة العرب لما زاحمهم فیها بنو حام

تمام قدیم قومون کی ابتدائی تاریخ اسی قسم کے طویل العمر بادشاہون سے شروع ہوتی ہی، عام طور سے اب اس قسم کی روایات کے یہ معنی سمجھے جاتے ہین کہ اُس شخص کے خاندان مین حکومت کئی سو برس تک رہی، اور مجازاً بجائے خاندان کے خود اُسکا شخصی نام خاندان قرار دیاگیا، اس بنا پر لقمان کی عمر سے خاندان کی عمر مرادلینی چاہیے،

حضرت لقمان

یہ لقمان کون تھا؟ روایات عرب مین ایک شخص لقمان مشہور رہی، جسکو لوگ اب عموماً حکیم لقمان کہتے ہین، اسکی طرف حکایات وتمثیلات حکیمانہ کثرت سے منسوب ہین، قرآن مین بھی لقمان کا تذکرہ ہی، اور اُسکے بعض نصائح کا حوالہ ہی، ہم ان دونون کو ایک ہی سمجھتے ہین، اور اس اتحاد کی ہمارے پاس ایک قدیم شہادت بھی موجود ہی، مشہور مورخ **ابن اسحاق** المتوفی ۱۵۱ھ جسکی سیرت آج آنحضرت صلعم کے حالات مین قدیم ترین تصنیف ہی، اور تصنیفات موجودہ کی بنا پر عرب قدیم کا سب سے پہلا مورخ ہی، کتاب **التیجان** مین جو مخصوص عرب قدیم کی تاریخ مین ہی روایت کرتا ہی،

قال وھب فلما مات شداد بن عاد صار الملك الی اخیه لقمان بن عاد وکان اعطی الله لقمان مالم یعط غیرہ من الناس فی زمانه اعطاہ حاسة مائة رجل وکان طویلا لا یقارب اھل زمانه، قال بن وھب قال بن عباس کان لقمان بن عاد بن الملطاط بن السلك بن	وہب (ایک مشہور راوی) نے کہا کہ شداد بن عاد جب مرگیا تو حکومت اُسکے بھائی لقمان بن عاد کو ملی، خدا نے عاد کو وہ کچھ دے رکھا تھا جو کسی دوسرے کو اُس زمانہ مین نہین دیا تھا، اُسکو حواس سو آدمیون کے برابر خدا نے دیے تھے، اور اپنے معاصرین مین سب سے زیادہ وہ بلند قامت تھا، ابن وہب نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ لقمان بن عاد، بن ملطاط

۱ کتاب التیجان قلمی موجودہ کتبخانہ بانکی پور، ص ۰،،

وائل بن حمیر نبیا غیر مرسل، | بن سلک بن وائل بن حمیر؛ دنسب نامہ صحیح نہین، نبی بلاکتاب تھا

عام لوگ غلطی سے لقمان عاد اور **لقمان** حکیم کو دو سمجھتے ہین، عرب کے افسانہ گو کہتے ہین کہ لقمان حکیم افریقی الاصل تھا، اور ایک غلام کی حیثیت سے عرب مین آیا تھا، بعض علماے یورپ، لقمان حکیم اور **ایساپ** نام ایک یونانی حکیم کو ایک قرار دیتے ہین اس اتحاد کی جو دلیل وہ پیش کرتے ہین وہ یہ ہی کہ ان دونون کی طرف جو حکایات وتمثیلات منسوب ہین وہ تقریبًا ایک ہی قسم کے ہین، لیکن یہ ایک تعجب انگیز استدلال ہی، کسی دو تصنیف کے مطالب کا اتحاد، اُنکے مصنفین کے اتحاد شخصیت کو اگر مستلزم ہی تو افسوس ہی کہ اس جرم مین ہمکو سینکڑون تاریخی اشخاص کے مٹجاتے کا افسوس ہوگا، اسکے بعد دوسرا سوال یہ ہی کہ قدیم عرب حکماے یونان سے کب واقف تھے، ؟ عرب کا ایک شاعر جاہلی **سلمی** بن ربیعہ کہتا ہی،

اھلکن طسمًا وبعدہ غذی بھم وذا جدون	حوادث زمانہ نے قبیلۂ طسم کو اور اُسکے بعد ذاجدون
واھل جاش ومارب وحی لقمان والتقون	شاہ یمن، کو اور اہل جاش ومارب کو اور قبیلۂ لقمان کو، مٹا دیا

اس دوسرے شعر سے نہ صرف **لقمان** کا عربی ہونا ظاہر ہوتا ہی بلکہ ایک قبیلہ کا مالک یمن کا باشندہ، اور عظمت وشوکت مین " سبا" کا مقابل، اور یہ تمام باتین لقمان عاد پر صادق آتی ہین،

عرب مین لقمان نہایت مشہور تھا اُسکا صحیفۂ حکمت، خود عرب مین موجود تھا، اور لوگ اُسکو پڑھتے تھے،[۱]

عاد کا ایک کتبہ جو سنہ ۱۸۳۴ء مین ملا تھا اسمین چند حسب ذیل فقرے ہین،

ہم پر دہ بادشاہ حکومت کرتے ہین جو کمینہ خیالات سے بہت دور، اور شریرون کو سزا دینے والے تھے، اور ہود کی شریعت کے مطابق ہمارے واسطے پیدا ہوتے تھے

---

[۱] ابن ہشام ذکر سوید وبیت عقبہ،

"" اچھے فیصلے ایک کتاب میں لکھے جاتے تھے"

کیا ہم ان آخری الفاظ سے جو کاغذ پر نہیں پتھر پر لکھے پائے گئے ہیں، یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ **صحیفۂ لقمان** لقمان کے "اچھے فیصلے ایک کتاب میں لکھے ہوئے" تھے،

اس نیک دل بادشاہ کا جو ہود کی شریعت کا متبع تھا، قرآن نے بھی ذکر کیا ہی، اور اُسکی نیکی اور دانائی کی شہادت دی ہی،

لَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ،

بیشک ہم نے لقمان کو دانائی دی، کہ خدا کا شکر کر، اور جو خدا کا شکر ادا کرتا ہی اُسکا نفع خود اُسکو ملتا ہی اور جو کوئی ناشکری کرتا ہی تو خدا بے پروا اور حمد کیا گیا ہی،

وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ، وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ، وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ، فَلَا تُطِعْهُمَا، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا، وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ، يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَطِيفٌ

یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا فرزند من! خدا کے ساتھ شرک نہ کرنا، شرک بڑے ظلم کی بات ہی (خدا کہتا ہی کہ) ہمنے انسان کو حکم دیا ہی، پنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کریں، اُسکی ماں نے اُسکو پیٹ میں رکھا، کمزوری پر کمزوری، دو برس کے اندر اسکا دودھ چھڑانا ہی اے انسان مرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گذار ہو، بازگشت میری طرف ہی، اگر والدین تجکو میرے شرک پر مجبور کریں تو اُنکا کہنا نہ ماننا، لیکن دنیا میں نیکی کے ساتھ اُنکے ساتھ رہنا، اور اُن لوگوں کا پیرو بن جو میری طرف رجوع کرتے ہیں، پھر میری طرف بازگشت تمہاری ہی تمکو بتاؤنگا جو تم کیا کرتے تھے، فرزند من! اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی چیز ہوگی

خَبِيْرٌ، يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ
وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَاصْبِرْ عَلٰى مَا
اَصَابَكَ، اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي
الْاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ
مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ، وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، اِنَّ اَنْكَرَ
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ،
(لقمان)

اور وہ کسی چٹان کے اندر، یا آسمان مین یا زمین مین ہوگی تو
تو وہ بھی خدا لے آئیگا، خدا بے شبہ باریک بین اور خبر رکھنے والا
ہی، فرزند من! نماز پابندی سے پڑھا کر، اور نیک بات کی
لوگون کو ہدایت کر، اور بُری بات سے روکا کر، اور جو تجھپر مصیبت
آئے اُسپر صبر کیا کر، یہ بڑی باتین ہین، غرور سے منہ لوگون
سے نہ پھیرا کر، اور نہ زمین مین اترا کر چل، یقین رکھ کہ خدا
مغرور اور فخار کو پیار نہین کرتا، اور اپنی چال مین میانہ
روی اختیار کر، اپنی آواز کچھ نرم کر کہ بدترین آواز گدھون کی
آواز ہی، (جو زور سے چیختے ہین)

عاد ثانیہ کی تاریخ اثری

عاد ثانیہ کے متعلق کوئی مزید تاریخی یا اثری حال نہین معلوم، ابتک اس قوم کا صرف ایک کتبہ حصن غراب (واقع قریب عدن) کے کھنڈرون مین ١٨٣٤ء مین ملا ہی اسکی دو سطرین ہم نے اوپر نقل کی ہین، یہ کتبہ ایک منہدم عمارت مین پتھر پر کندہ تھا، ایک انگریزی افسر جسکا نام ولسٹد Wellsted تھا ان کتبون کا مکتشف ہی، اور یہ سب سے پہلا عربی کتبہ ہی جو یورپ نے عرب کی سرزمین مین دریافت کیا، اس کتبہ کی زبان اور خط جنوبی عربی ہی جسکو متاخرین غلطی سے حمیری کہتے ہین، اور اب اسی نام سے مشہور ہی، کتبہ کی اصل حمیری عبارت الگ صفحہ پر ہی، اسکا اردو ترجمہ بترتیب سطر یہ ہی[١]،

١۔ ہم مدت تک اس وسیع قصر مین رہے ہماری حالت بدنصیبی اور ادبار سے
دور تھی، ہماری نہرون مین،

[١] اصل کتبہ اور اُسکا اصل و ترجمہ اولاً ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین چھپا تھا لیکن ہم نے فارسٹر سے نقل کیا ہی،

۲۔ دریا کا پانی اُمنڈا آتا تھا، سمندر موجین مارتا ہوا ہمارے قلعہ کی دیوارون سے غضبناک ہوکر ٹکرین مارتا تھا، ہمارے چشمے خوش آیند آواز سے بہتے تھے،

۳۔ بلند کھجورون کے اوپر۔ جنکے باغبان خشک چھوہارے ہماری وادیون کی چھوہارون کی زمینون لگاتے تھے اورخشک چاول بوتے تھے، (؟)

۴۔ ہم پہاڑی بکرون کا اور جوان خرگوشون کا شکار بہجرون اور جالون سے کرتے تھے اور مچھلیون کو

۵۔ بہلا بہلا کر باہر نکال لیتے تھے، اور ہم آہستہ آہستہ خرامان خرامان، رنگ برنگ کے ریشم کے کپڑے اور کاہی سبز مختلف الالوان جامہ پہنکر چلا کرتے تھے اور ہم پروہ بادشاہ حکومت کرتے تھے جو کمینہ خیالات سے بہت دور او شریرونکو سزا دینے والے تھے ہود کی شریعت کے مطابق،

۶۔ اچھے فیصلے ایک کتاب مین لکھے جاتے تھے اور ہم معجزات کا یقین رکھتے تھے، قیامت کے زلزلہ اور جہنمون کے راز پر ایمان تھا

۷۔ رہزن (دشمن) گھس آئے اور وہ ہمارے ساتھ کچھ جھگڑا کرکے ہم کو ذکھوڑونکو پویہ ڈالدیا، اور ہمارے کریم نوجوان سخت اور نوکدار نیزون کو لیکر آگے بڑھے

۸۔ ہمارے خاندان کے مغرور بہادر مرد، اور عورتین گھوڑون پر رہی تھین جنکی گردنین لمبی تھین اور جو چمکدار کمیت رنگ کے تھے،

۹۔ ہماری تلوارین بدستور دشمنون کو زخمی کر رہی تھین اور چھید رہی تھین، یہان تک کہ اُن کے قلب پر حملہ کرکے اُن کو مفتوح اور بالکل پست کردیا جو بدترین نوع انسان مین تھے،

مقدمہ مین بیان ہوچکا ہو کہ یہی کتبہ حضرت معاویہ کے زمانہ مین بھی بعض مسلمان علماے آثار نے پڑھا تھا، اور اسوقت ان کا ترجمہ یہ کیا گیا تھا،

غنینا زمانا فی عراصة ذا القصر — بعیش رخی غیر ذی ضنك ولا نزر

یفیض علینا البحر بالمد زاخرًا — وانهارها بالماء مبزعة تجری

خلال نخیل باسقات...... — ...بالقسب المجزع والتمر ؛

ونصطاد صید البحر بالخیل والقنا — وطورا نصید النون من لجج البحر

ونرفل فی الخز المرقم تارة — وفی القز احیانا وفی الحلل الخضر

یلینا ملوك یبعدون عن الخنا — شدید علی اهل الخیانة والغدر

یقیم لنا من دین هود شرائعًا — ونؤمن بالآیات والبعث والنشر

اذا ما عدو حل ارضًا یریدنا — برزنا جمیعًا بالمثقفة السمر

نحامی علی اولادنا ونسائنا — علی الشهب والكمت المعتق والشقر

نقارع من یبغی علینا و یعتدی — باسیافنا حتی یولون بالدبر

اس کتبہ سے نہ صرف عاد ثانیہ کے بعض حالات پر روشنی پڑتی ہو بلکہ متعدد حیثیات سے یہ قرآن کی تائید کرتا ہو، اول یہ کہ ہود کی تاریخی شخصیت ثابت ہو، ثانیًا یہ کہ بقایاے عاد صرف متبعین ہود تھے، ثالثًا یہ کہ عاد ذات العماد اور عمارتون کے بانی تھے، رابعًا یہ کہ وہ حقیقۃً جیسا کہ قرآن نے کہا ہو، بڑے بڑے باغ چشمے، آل و اولاد، اور چوپایون کے مالک تھے،

اَمَدَّکُم بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ بِاَنۡعَامٍ وَّبَنِیۡنَ، وَ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ (شعراء)

خدا نے تمھاری مواشی، اولاد، باغ اور چشمون سے مدد کی،

یونانی تاریخ وجغرافیہ مین عاد ثانیہ کا نام مدین کے شمالی ومشرقی جانب نظر آتا ہو اُنکا

نام بتلفظ یونانی عادائٹ Oaditae لیا گیا[۵۱]، مسلمان بھی عاد کے اس مسکن سے واقف تھے[۵۲]
لیکن عربون کے عام روایات کے مطابق یمن مین اُسکی سکونت بھی یونانی جغرافیہ سے ثابت ہی،
بطلیموس جنوبی عرب کے قبائل مین عادریمیٹا Adremata اور عادائٹ Adite
کا ذکر کرتا ہی[۵۳]، ہم پہلے نام کو عاد ارم اور دوسرے کو عاد سمجھتے ہین، بطلیموس دوسری صدی
عیسوی مین تھا، اس بنا پر عاد کا وجود اس زمانہ تک مسلم ہی،

عدن،

یمن وحضرموت کے طبقات حدود پر، عدن نام ایک مشہور شہر واقع ہی، اور اب تک اسی نام
سے مشہور ہی، اور آجکل انگریزی مقبوضات مین داخل ہی، لفظ عدن کی حقیقت پر تھوڑی دیر
غور کر لینا چاہیے،

عہد قدیم مین عموماً سامی مذاق یہ رہا ہی کہ شہر کا نام بعینہ بانی شہر کے نام پر رکھتے تھے،
عرب کے شہر، رقیم، سبا، حضرموت، عمان، مدین، اوفر، حویلہ، تیما، وغیرہ کے اسی قسم کے
نام ہین، اس بنا پر اگر یمن کے قدیم شہر "عدن" کو جسکے قریب وہ تمام قدیم عمارات واقع ہین جنکو
عرب "عادیات" کہتے ہین اور تاریخ جسکے قریب عاد کی آبادی کا نشان بتاتی ہی، اگر ہم "عادین"
کا مخفف سمجھین تو کیون غلط ہوگا؟ "عادین" کی جمعیت پر اعتراض نکرو کہ قبیلہ کے نام کے پہلے
بنو (فرزندان) کا اضافہ کرنا شمالی عرب کی زبان ہی، عموماً قدیم طریقہ یہی ہی کہ پدر قبیلہ کے نام کی
جمعیت سے قبیلہ کا نام پیدا کر لیتے ہین، مثلاً لودیم، مصرایم، جراہیم، وغیرہ، عربی مین جمع مکسر
مین اب تک یہ قاعدہ جاری ہی، مثلاً منذر سے مناذرہ، غسان سے غساسنہ، ارقم سے اراقمہ،

۵۱ Bewan.ch. Arabia ۵۲ Gold mines of Midian

۵۳ یاقوت "وادی القریٰ"

فارسٹر عدن کو عدنان سے نسبت دیتا ہی حالانکہ عدنان کو یمن سے کوئی تعلق نہین ہی اُس کا مسکن تو عرب کا شمالی حصہ تھا[1]،

نیوبھر Newbher اٹھارھوین صدی کا ایک یورپین سیاح، عدن کو (نبیم) کے دوان[2] کے ساتھ تطبیق دیتا ہی لیکن شاید نیوبھر کو حزقیال[3] کے اُس ورس کی خبر نہین جس مین عدن اور دوان ایک ساتھ واقع ہین[4]،

یمن و حضرموت کے احقاف مین جسکو جوف بھی کہتے ہین ہالوے اور گلازر دو ماہر اثریات نے سیکڑون کتبات پائے ہین، لیکن جس مقام مین پائے گئے ہین اُس کا نام شہر معین معلوم ہوا ہی اس لیے ان کتبات کو "معینی" اور یہان کی اثری تاریخ کو "اہل معین" نام ایک مجہول الاصل قوم کی طرف منسوب کرتے ہین، لیکن چونکہ موقع اور مقام وہی ہی جہان عرب عادِ ثانیہ کی آبادی بیان کرتے ہین، اور کتبات کی تاریخ بھی حسب راے علماے جرمن ۱۶-۱۷ سو ق م تک پہونچتی ہی[5]، اس لیے بہتر ہوتا کہ معین کے باشندون کی قومیت "عادِ ثانیہ" قرار دیجاتی لیکن اب "اہل معین" کی اصطلاح پھیل چکی ہی تو اتباع لازم ہی،

۲- ثمود

عاد کے بعد شہرت اور سیاسی جانشینی ثمود کو حاصل ہوئی

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاۗءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ	ثمود! یاد کرو کہ خدا نے تمکو عاد کے بعد جانشین بنایا۔

"ثمود" کی لفظی تحقیق شاید عربی مین صحیح نہ مل سکے، "ثمد" عربی مین "آب قلیل" کو کہتے ہین، لیکن اس سے کوئی خاص مناسبت نہین معلوم ہوتی، عبری مین ایک لفظ تامید ......

---

[1] جلد ۲ ص ۴، ۳ [2] یسعیاہ ۲۱-۱۳، [3] حزقیال ۲۷-۲۰، ۲۳، ۲۴، [4] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "عرب"

ہو جسکے معنی "دائم" اور "خالد" کے ہین، عربی کی "ث" اور عبری کی "ت" ایک چیز ہو عربی مین "ث" نہین ہو اس لیے اکثر وہ الفاظ جو عربی مین "ث" سے ہین، عبری مین "ت" ہین، اس بنا پر ثمود کے معنی عام سامی زبان مین وہی ہونگے جو عربی مین "خالد" کے معنی ہین اور بہت سے قبائل عرب کے نام ہین،

اس سے پہلے عاد کے حالات مین تم نے پڑھا ہوگا کہ وہ عرب جنوبی و مشرقی پر جو ساحل خلیج فارس کے ساتھ ساتھ حدود عراق تک وسیع ہو، مالک تھے، ثمود اس کے مقابل عرب مغربی و شمالی پر قابض تھے جسکا نام اُس زمانے مین وادی القری[1] تھا، وادی القری اسیلے کہتے تھے کہ اُس عہد قدیم مین یہ وادی چھوٹی چھوٹی آبادیون سے جابجا آباد تھی، ان آبادیون کے سنگی کھنڈر اور آثار جغرافیین اسلام نے دیکھے تھے[2] اور اب بھی باقی ہین، قرآن نے سورۂ فجر مین "وادی" سے اسی وادی قری کو مراد لیا ہو،

وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر) اور ثمود جو وادی (قری) مین پتھر تراشا کرتے تھے (بغرض تعمیر)

ثمود کے ملک کا دارالحکومت حجر تھا، یہ شہر اُس قدیم راستہ پر واقع ہو، جو حجاز سے شام کو جاتا ہو، اسی راستہ پر ثمود کا ایک دوسرا مقام "فج الناقہ" ہو جسکو یونانیون نے تلفظ Badneita لکھا ہو، لیکن اصلی شہر حجر ہی تھا اب عموماً اس شہر کو مداین صالح کہتے ہین،

قوم ثمود کے سیاسی حالات بالکل نہین معلوم، صرف اتنا معلوم ہو کہ یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی، فن تعمیر مین عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑون کو کاٹکر مکان بنانا، پتھرون کے عمارات و مقابر طیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا، یہ

[1] دیکھو معجم یاقوت، لفظ "وادی القری"۔ [2] Bertanic Vol. 24. P. 636 Edi. II.

یادگارین ابتک باقی ہین، ان پرارامی وثمودی خط مین کتبے منقوش ہین، لیکن انمین سے اکثرارامی کتبات نبطی اقوام کے ہین، جنھون نے مسیح سے کے قبل وبعداسی مقام پرحکومت کی ہی،

قرآن مجید نے انکی عظمت تعمیر کا متعدد آیات مین ذکرکیاہی،

وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (فجر)	اور ثمود جو وادی مین (بغرض تعمیر) پتھر تراشا کرتے تھے،
وَبَوَّأَكُمْ فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا	(صالح نے کہا لے لوگو) خدانے تمکو زمین مین جگہ دی، جسکے
وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا، (اعراف)	میدانون مین تم قصر و محل اور پہاڑونکو کاٹکر گھر بناتے ہو،
وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ (شعراء)	پہاڑون کو کاٹکر مکان بناتے ہو،

یہ پہلے کہا جاچکاہی کہ اس قوم کا زمانۂ ترقی عاد سے متاخرہی، اسکی دلیل یہ ہی کہ اس قوم کا نام اسیریا اور یونان مین نہایت صراحت کے ساتھ ملتاہی، قرآن کی حسب ذیل آیت سے بھی یہی مفہوم ہوتاہی،

وَاذْكُرُوْا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ عَادٍ (اعراف ۸)	یادکروجب خدانے تم کو عاد کے بعد جانشین بنایا ا یا حکومت عطاکی،

اور اس ترقی کی انتہا حضرت موسیٰ سے پہلے ہوجاتی ہی کیونکہ شمالی عرب کے نام بڑے بڑے قبائل کے سیاسی تعلقات کی بنا پر تورات مین مذکور ہین، لیکن اس فہرست مین ثمود کا نام نظر نہین آتا، قرآن سے بھی یہی اشارہ مفہوم ہوتاہی، ایک مومن موسیٰ اہل فرعون سے کہتاہی،

يٰقَوْمِ إِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ (مومن)	بھائیو! مجکو ڈر ہی کہ دوسری قومون کی طرح نوح کی قوم عاد اور ثمود کی طرح تم پربھی عذاب آئے،

ا انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۱ ص ۲۳۱،

اور یہ زمانہ تقریبًا ۱۸۰۰ ق م سے ۱۶۰۰ ق م تک کا ہی، حضرت موسیٰ سے پہلے اس قوم کی بربادی عام کی ایک اور دلیل یہ ہی، کہ اس عہد مین ٹھیک اُس جگہ پر جہان اس قوم کو از روے روایات ہونا چاہیئے، اہل مین غالب نظر آتے ہین، یہ حقیقت سفر خروج کے ہر مطالعہ کرنے والے پر ظاہر ہی،

صالح ثمود کے پیغمبر کا نام صالح تھا،

قوم کی آخری زندگی مین جو مرض عام پیدا ہوتا ہی، ثمود بھی اُس سے مستثنیٰ نہ تھے، خداے واحد کی پرستش چھوڑ کر اُنھون نے ستارون کے مادی ہیکلون کے سامنے سر جھکایا، حسب سنت آلٰہی ایک پیغمبر صالحؑ نام مبعوث ہوا، توراۃ مین ارم کے بھائی ارفخشد کے ایک بیٹے کا نام "سالح" ہی۔ جو تمام اولاد ابراہیم، اور عرب یقطانی کا باپ[1] ہی، نصرانی پادری جو بزرگان توراۃ کی تاریخی ہستی کے اثبات کے لیے کسی کوشش سے دریغ نہین کرتے، روایات عرب اور قصص قرآن کا نام عام طور سے اُنکی زبان مین افسانہ ہی، لیکن اگر خود اُن کو ضرورت پڑے تو وہ تاریخ کی بلند ترین شہادت ہی، کہتے ہین کہ "صالح" اور "سالح" ایک ہی شخص[2] تھے، تاریخ اگر اجازت دے تو ہمین بھی اس اتحاد کی تسلیم مین کوئی عذر نہین، خدا کے پیغمبر نے خدا کی دعوت دی، لیکن بدبخت قوم نے قبول نہ کیا، اُس نے کہا "یہ اونٹنی ایک نشان ہی، زمین مین اسکو چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک دن یہ پیئے گی اور ایک دن تم پینا، اگر اس اونٹنی کو صدمہ پہونچا تو وہ خدا کے عذاب کا دن ہوگا" آبادی مین مومنون اور کافرون کی دو جماعتین تھین، مومنون نے صالحؑ کی دعوت کو لبیک کہا، کافرون کی جماعت مین سے نو آدمیون نے سازش کی کہ صالحؑ اور اُس کے متبعین پر شبخون مارین، اُنھون نے اونٹنی کی کونچ کاٹ ڈالی، کہ یہ مرجائے خدا کا

[1] تکوین ۱۰-۲۴،

[2] Gold mines. P.278.

عذاب پُرشور زلزلہ کی صورت مین نمودار ہوا، فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا
قرآن مجید مین یہ تمام قصہ نہایت تفصیل سے مذکور ہوا ہی،

وَإِلٰى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صٰلِحًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
مَا لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرُهٗ، قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ، هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً، فَذَرُوهَا تَأْكُلْ
فِيٓ أَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ،
وَاذْكُرُوٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّأَكُمْ
فِي الْأَرْضِ تَتَّخِذُونَ مِنْ سُهُولِهَا قُصُورًا وَّتَنْحِتُونَ
الْجِبَالَ بُيُوتًا، فَاذْكُرُوٓا اٰلَاءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي
الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ،
قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِينَ
اسْتُضْعِفُوا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صٰلِحًا
مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ، قَالُوٓا إِنَّا بِمَآ أُرْسِلَ بِهٖ
مُؤْمِنُونَ،
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا بِالَّذِيٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ
كٰفِرُونَ، فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ
وَقَالُوا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ إِنْ كُنْتَ مِنَ
الْمُرْسَلِينَ، فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا

ثمود کے پاس ہم نے اُنکے بھائی (ہمقوم) صالح کو پیغمبر بناکر
بھیجا، اُسنے کہاکہ بھائیو! خداکو پوجو، اُسکے سوا تمہارا کوئی
دوسرا خدا نہین، تمھارے پاس خدا کی دلیل آچکی یہ خدا کی
اونٹنی تمھارے لیے نشانی ہی، اسکو خدا کی زمین مین چرنے دو
اس کو دق نہ کرو، ورنہ ایک دردناک عذاب تمھین آئیگا،
اور یاد کرو خدا کے اس احسان کو کہ اُس نے عاد کے بعد تمکو
خلافت بخشی اور ملک مین تمکو جگہ عنایت کی جسکے میدانون
مین تم محل اور جسکے پہاڑون کو کاٹکر مکان بناتے ہو، خدا کی
عنایتون کو یاد کرو، اور ملک مین فساد نہ کرتے پھرو،
اسکی قوم کے مغرور سردارون نے اُن کمزورون سے
جو انکی قوم مین مومن تھے، پوچھا کیا تم سچ مچ یقین رکھتے
ہو کہ صالح اپنے خدا کی طرف سے پیغمبر ہی، انھون نے
جواب دیا کہ بیشک صالح جو پیغام لیکر بھیجا گیا ہی اُسپر ہمکو
ایمان ہی،
مغرورون نے کہا تم جسپر ایمان لائے ہو، ہمکو اوس سے انکار
ہی، اسکے بعد اُنھون نے اونٹنی کی کونچ کاٹ ڈالی، اور
خدا کے حکم کی نافرمانی کی، اور صالح سے کہا صالح اگر تم

فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ، فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ (اعراف)

پیغمبر واقع مین ہو، تو جس عذاب آنیکا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو وہ لے آؤ، پس زلزلہ نے اُنکو پکڑ لیا، اور وہ اپنی جگہ پر اوندھے رہگئے، صالح نے اُنکی جانب سے منہ پھیرا، اور کہا، بھائیو! مین اپنے خداوند کا پیغام یقیناً پہونچا چکا، اور تمھاری خیرخواہی کرچکا، لیکن تم اپنے خیرخواہون کو پسند نہین کرتے،

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالْمُرْسَلِیْنَ، اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ، اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ، وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ، اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَا اٰمِنِیْنَ، فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ، وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ، وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ، وَلَا تُطِیْعُوْا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ، الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ،

ثمود نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جب اُنکے بھائی صالح نے کہا، کیا تم پرہیزگار نہین بنتے، مین تمہارا رسول امین ہون، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، او مین اس کا تم سے کوئی معاوضہ بھی نہین چاہتا، میرا معاوضہ دوگا عالم پر ہی، کیا جو نعمت تم کو یہان حاصل ہی اُسی مین تم باطمینان تمام چھوڑ دیے جاؤ گے، ان باغون، چشمون، اور کھیتون مین اور ان چھوہارے کے درختون مین جنکے خوشے ہین، اور پہاڑون کو کاٹکر تم بڑی بڑی عمارت بناتے ہو، پس خدا سے ڈرو اور میری بات سنو، اور اُنکی سنو جو حد سے گذر گئے ہین، جو ملک مین فساد پھیلاتے ہین، صلح نہین،

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ، مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ، قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ، وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَظِیْمٍ، فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ، فَاَخَذَهُمُ

اُنھون نے کہا تم پر جادو کر دیا گیا ہی، تم تو ہماری ہی طرح ایک آدمی ہو، کوئی نشانی لاؤ اگر سچے ہو، اُسنے کہا یہ ایک اونٹنی ہی، اسکے لیے پینا ہی، اور تمہارے سیلیے

الْعَذَابُ اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ، وَمَا کَانَ	ایک مقرر دن کا ہینا ، اور اسکو چھیڑو نہین ، ورنہ ایک
اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ، وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ	بڑا عذاب تم کو آئیگا ، اُنھون نے اُسکی کونچ کاٹ ڈالی
الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (شعراء)	پھر نادم ہوئے پس عذاب نے اُن کو آلیا ، یقیناً اِین
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ،	عبارت کی نشانی ہے ، اور انمین سے اکثر مومن نہ
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ	تھے اور خدا تو غالب اور رحم والا ہے ۔
یَخْتَصِمُوْنَ ، قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ	اور البتہ ہم نے بھیجا ثمود کے پاس اُنکے بھائی
بِالسَّیِّئَۃِ قَبْلَ الْحَسَنَۃِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ	صالح کو کہ خدا کو پوجو ، ناگہان وہ دو فریق ہوکر باہم
اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ، قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِکَ	جھگڑنے لگے ۔ صالح نے کہا کہ بھائیو اچھائی سے پہلے برائی
وَبِمَنْ مَّعَکَ ۔ قَالَ طٰٓئِرُکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ	کیون جلد چاہتے ہو ، کیون خدا سے مغفرت نہین چاہتے
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ، وَکَانَ فِی	شاید تمپر رحم کیا جاے ، اُنھون نے کہا ہم نے تم سے اور
الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی	تمھارے ساتھیون سے شگون لیا ، اُسنے کہا تمھارا شگون خدا کے
الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ ، قَالُوْا تَقَاسَمُوْا	پاس ہے ، بلکہ تم لوگ آزمایش مین ڈالے جاؤگے شہر مین
بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ	نو آدمی تھے جو ملک مین فساد پھیلاتے تھے ، صلح نہین ، اُنھون
لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِکَ اَهْلِهٖ	نے کہا آؤ باہم خدا کی قسم کھائین کہ ہم صالح اور صالح کے
وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ،	خاندان پر شبخون مارین ، پھر اُسکے وارث سے ہم کہدینگے
وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا وَّهُمْ	کہ اُسکے خاندان کے قتل مین تو شریک بھی نہ تھے ۔
لَا یَشْعُرُوْنَ ، فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ	اُنھون نے مخفی تدبیر کی ، خدا نے بھی مخفی تدبیر کی ،
مَکْرِهِمْ ، اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ	اور اُنھین خبر نہین ، پس دیکھو اُنکی مخفی تدبیرون کا کیا
اَجْمَعِیْنَ فَتِلْکَ بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَۃً بِمَا ظَلَمُوْا	انجام ہوا ، ہمنے اُنکو اور اُنکی قوم کو سب کو برباد کردیا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ وَأَنجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (نمل)

یہ ہین اُنکے گھر اور مسکن جو اُنکی گنہگاری کے باعث ویران پڑے ہین اُسمین جاننے والون کیلیے بڑی عبرت ہی اور ایمان والونکو ہم نے نجات دی کہ پرہیزگار تھے، اور

وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَظِرِينَ (ذٰریت)

ثمود مین نشانیان ہین جب اُنسے کہا گیا کچھ دیر فائدہ اُٹھالو، انھون نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی تو اُنکو کڑک نے آلیا اور وہ دیکھ رہے تھے، پھر نہ کھڑے ہوسکے اور نہ مہلت پاسکے،

كَذَّبَتْ عَادٌ وَثَمُودُ بِالْقَارِعَةِ ۝ أَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ (الحاقة)

ثمود و عاد نے عذاب کا اِنکار کیا، لیکن ثمود تو نافرمانی کے باعث تو ہلاک کردیے گئے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ (قمر)

ثمود نے ہماری تنبیہون کو جھٹلایا اور بولے کہ ہم مین سے ایک آدمی ہی اُسکی ہم پیروی کرین، اُسوقت ہم گمراہ اور مجنون ہونگے، کیا ہم لوگونمین سے وحی اُسی پر جھکرآئی نہین وہ جھوٹا اور مغرور ہی، کل معلوم ہوگا کہ کون جھوٹا اور مغرور تھا ہم اونٹنی کو اُنکے لیے آزمایش بناکر بھیجتے ہین اے پیغمبر تو بھی تاک در انتظار کر، اور اُنھین خبردار کردے کہ پانی اُنمین بٹ دیا گیا ہی، ہر ایک کا پانی الگ موجود ہی، اُنھون نے اپنے ساتھی کو بلایا، اُسنے پکڑا اور کونچ کو کاٹا، پھیر عذاب اور میری دھمکی کیسی تھی، ہم نے اُنپر ایک چیخ بھیجی جسکے اثر سے وہ پامال بھُس کی طرح ہو کر رہگئے۔

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۝ وَثَمُودَ فَمَا

اَبْقٰی، (نجم)	اور خدا نے عاد اولیٰ اور ثمود کو ہلاک کر دیا، اور کچھ رحم نہ کیا
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ اِذِ انْبَعَثَ اَشْقٰىهَا	ثمود نے اپنی سرکشی سے تکذیب کی، جب اُنھون نے
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا،	اپنے بدبخت ترین آدمی کو بھیجا، پیغمبر خدا نے کہا خدا کی اونٹنی
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا، فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ	اور اُسکے پانی پینے کا خیال رہے، اُنھون نے جھٹلایا اور
رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا وَلَا يَخَافُ	اُسکی کونچ کاٹی، خدا نے اُنکے گناہ کے سبب اُنپر ہلاکی
عُقْبٰهَا، (والضحیٰ)	ڈالی اور اُن کو برباد کر دیا، اور اُسکے انجام کا وہ خوف
وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ	نہین کرتا۔
اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ هُوَ	ثمود کے پاس ہم نے اُنکے بھائی صالح کو بھیجا، اُسنے
اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا	کہا بھائیو خدا کو پوجو اُسکے سوا تمھارا کوئی خدا نہین، اُسنے
فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ	زمین سے تم کو پیدا کیا، اور زمین ہی مین تم کو آباد کیا، اُس سے
قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ، قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا	اپنے گناہون کی مغفرت مانگو، پھر اُسکی طرف رجوع کرو،
مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا	میرا پروردگار پاس ہی اور قبول کرتا ہی، اُنھون نے کہا صالح ہم کو
يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا	اِس سے پہلے تمھاری ذات سے بڑی توقع تھی، تم ہم کو اُسکے پوجنے
تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ،	سے روکتے ہو جسکو ہمارے باپ دادا پوجا کرتے تھے، تم جدھر
قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ	بلاتے ہو اُسمین تو ہم کو بڑا شک ہے۔
رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ	صالح نے کہا بھائیو! تم سمجھتے ہو، اگر خدا کی طرف سے
اللّٰهِ اِنْ عَصَيْتُهٗ، فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ،	مین بصیرت پر ہون، اور اُسنے اپنی رحمت سے مجکو مین سے
وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً	کچھ عنایت کیا ہی تو اگر مین اپیغام رسانی مین اُسکی نافرمانی
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَ	کرون تو خدا سے بچانے مین میری کون مدد کریگا، تم صرف

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيبٌ ، فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ ، ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ، (هود)

پیر نقصان بڑھاؤگے، اور ہان ای بھائیو! یہ خدا کی اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے اسکو خدا کی زمین مین چرنے دو اور اسکے ساتھ برائی نکرو، ورنہ خدا کا عذاب جو نزدیک تم کو آلیگا، اُنھون نے اُسکی کونچ کاٹ ڈالی، صالح نے کہا اب اپنے گھر مین تین دن اور لطف اُٹھالو، یہ جھوٹا وعدہ نہین۔

حسب سنت الٰہی حضرت ہود اور صالحین ثمود کو اس عذاب سے نجات مرحمت ہوئی

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَالَّذِينَ اٰمَنُوا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ، إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ، وَأَخَذَ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جٰثِمِينَ ، كَأَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ، أَلَا إِنَّ ثَمُودَ كَفَرُوا رَبَّهُمْ ، أَلَا بُعْدًا لِّثَمُودَ ، (هود)

جب ہمارا حکم آیا تو ہم نے صالح اور جو اُسکے ساتھ ایمان لائے تھے، اپنی رحمت سے اُس اُن کی خواری سے نجات بخشی، بیشک تیرا پروردگار، زبردست اور غالب ہے اور گنہگارونکو چیخ نے آلیا، پس اپنے گھر مین سینہ کے بل پڑے رہ گئے، گویا کہ کبھی وہ اُن گھرون مین آباد ہی نہ تھے، ہان ثمود نے اپنے پروردگار کو نہ مانا، ہان ثمود کے لیے ہلاکت ہو،

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ، فَأَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (حم السجدہ)

ثمود کی ہم نے رہنمائی کی، اُنھون نے ہدایت پر گمراہی کو ترجیح دی، تب رُسوا کردینے والے عذاب کی کڑک نے اُنکے اعمال کے سبب اُنکو آلیا، اور ایمان والون کو ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے۔

وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (نمل)

اور ایمان والونکو ہم نے نجات بخشی کہ وہ پرہیزگار تھے،

اِن بقایای ثمود کو **ثمود ثانیہ** کہتے ہین۔

طریقۂ ہلاک کو کہین خدا نے صرف عذاب کہا ہی کہین صاعقہ (بجلی کی کڑک) اور کہین صیحہ (چیخ) سے ادا کیا ہی، اِس سے کوئی خاص طریقہ عذاب نہین، مُطلق عذاب مُراد ہی، جو انسان کے لیے کڑک اور چیخ سب کچھ ہی، بعض مفسرین نے کڑک اور چیخ سے زلزلہ مُراد لیا ہی، اِس بنا پر کڑک اور چیخ کے لحاظ سے یہ آتش فشانی زلزلہ ہوگا، اور جغرافیہ نویسان سابق وحال تسلیم کرتے ہین کہ ثمود کے مقامات آتش فشان مادہ سے لبریز ہین۔

عام روایات مین ہی کہ یہ اونٹنی معہ اپنے بچہ کے، کفار کے حسب طلب حضرت صالح کے ایک معجزہ سے ایک پہاڑ کی چٹان سے پیدا ہوئی تھی، لیکن صحیح طریقہ سے یہ واقعات ثابت نہین، قرآن مجید نے بھی اپنی تمام تفصیل مین اِس خاص طریقہ پیدایش کا ذکر نہین کیا، اِس بنا پر وہ غیر مسلّم ہین قرآن مجید کی آیتون کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم جانور و نیز ظلم کرتی تھی، خدا نے ایک اونٹنی کو نشانی بنایا کہ جبدن تم نے اُس کو ستایا وہی عذاب کا دن ہوگا، ثمود کی ایک پہاڑی کا نام عربون مین "فج الناقہ" مشہور ہی **بطلیموس** نے اِس مقام کو یونانی تلفظ مین "بنڈا ناٹا لکھا ہی"، اِس تسمیہ سے نفس اونٹنی کے واقعہ کا ثبوت قرآن سے ۴۰۰ برس پیشتر ملتا ہی،

ثمود ثانیہ یعنے بقایاے ثمود

تاریخ مین **ثمود ثانیہ** کا نام عاد ثانیہ سے زیادہ روشن نظر آتا ہی، اِسکا ایک سبب تو قرب زمانہ ہی اور دوسرا سبب دیگر اقوام قدیمہ سے قرب مکان ہی، اسی لیے اِن کا نام ایکطرف تو اسیریا کے کتبون مین نظر[الف] آتا ہی اور دوسری طرف رومیون کی تاریخ[ب] مین، رومی مسیح سے

الف Rogers Vol. II 164 ب Bevan P 173.

کچھ پہلے عرب سنگستان پر جو مقام ثمود سے بالکل متصل ہے، اور اِس وقت انباط[۵۱] بعد ادوم ان اطراف کے ممتاز قبائل تھے قابض تھے۔

سرجون یا ترغون ثانی، اسیریا کا ایک بادشاہ تھا جس کا زمانہ ۷۲۲ قم سے ۷۰۵ ق م تک ممتد ہے، اس بادشاہ نے عرب پر فوج کشی کی تھی جسکا ذکر اُسنے اپنے کتبہ فتح مین کیا ہے، اِس کتبہ مین جن عرب محکوم قبائل کا نام مذکور ہے اُنمین ثمود کا نام بھی ہے[۵۱] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ثمود دور ثانی مین کوئی جدید قوت حاصل نہ کرسکے اور اگر کرسکے تھے تو وہ زائل ہوچکی تھی،

مورخین یونان و روم مین سے ڈائیڈورس (۸۰ ق م) پلینی (۷۹ء) اور بطلیموس (۱۴۰ء) نے ثمود کا ذکر کیا ہے[۵۲]، ڈائیڈورس نے ثمود کا تلفظ تھموڈینی Thamudani اور بطلیموس نے تھموڈیٹی (Thmudiatai) کیا ہے مگر دونون نے جو جگہ اِسکی مقرر کی ہے ٹھیک روایات عرب کے مطابق ہے[۵۳]

ثمود کے ذکر مین ایک دوسرے یونانی مصنف اورنیوس Uranus کی شہادت ڈاکٹر اسپرنگر نقل کرتے ہین، جو گواہی دیتا ہے کہ ثمود "انباط" کے پہلو مین آباد تھے[۵۴] رومیون نے جب عرب شمالی پر قبضہ کیا، تو ثمود رومیون کی فوج معادن مین داخل ہوگئے تھے، قیصر جسٹینین کے عہد مین جو سنہ سے سنہ تک ہے ۳۰۰ ثمود عرب بھی رومی فوج مین داخل[۵۵] تھے اِنکے لمبے نیزے اور سواری کے اونٹ مشہور تھے، بظاہر ایسا معلوم

۵۱ Huges. P. 17 ۵۲ Forster vol. II P125.

۵۳ galamines P278 ۵۴ Huart P. 3.

۵۵ gibbon's vol I P.

ہوتا ہی کہ ثمود کے ملک کا اکثر حصہ جو نکہ اہل مدین نے پہلے دبا لیا تھا، اور باقی حصہ پر بعد کو انباط قابض ہوگئے تھے، اور رومی انباط کے خلاف عرب پر فوج کشی کا ارادہ رکھتے تھے، اور اس ارادے کو اُنھوں نے پورا بھی کیا، اس تقریب سے عجب نہین کہ انباط کی مخالفت مین ثمود نے رومیونکا ساتھ دیا ہو-

تاہم تعجب ہوگا کہ ثمود کا ذکر توراۃ مین نہین لیکن توراۃ کی تحریر واقعات کے سنین جاننے کے بعد یہ تعجب رفع ہوجائیگا، توراۃ کی تاریخ بدء عالم سے حضرت یعقوب تک نبی ابراہیم تک محدود ہی اسکے بعد ہجرت مصر کا واقعہ ہی جو تقریبًا ۱۶۰۰ ق م مین واقع ہوا ہوگا، اس زمانہ سے تا عہد موسٰیؑ جو تقریبًا ۴۵۰ برس کا زمانہ ہی توراۃ کی کامل خاموشی کا عہد ہی اور اندرونی تاریخ ثمود کے عروج وزوال کا یہی زمانہ ہی، اسکے بعد توراۃ مین صرف اُن غیر اقوام کا ذکر ہی جن سے بنی اسرائیل کے سیاسی تعلقات تھے، اور یہ رتبہ ثمود کی جگہ اب مدین کو حاصل تھا، جو ثمود اولی کے جانشین تھے، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ۹۰۰ یا ۱۰۰۰ ق م مین اہل مدین جب بنی اسرائیل کے ہاتھ سے کلیتًہ برباد ہوگئے تو ثمود ثانیہ نے پھر ایک سنبھالا لیا، اور یہ وہی زمانہ ہے جب شاہ اشور نے شمالی عرب پر حملہ کرکے ثمود سے ۷۱۵ ق م مین خراج وصول کیا اسکے بعد ظہور مسیح سے پہلے انباط نے ثمود کو فتح کرلیا، اِسکے بعد جب رومیون نے انباط پر حملہ کیا تو ثمود دشمنون کے ساتھ ہوگئے اور اِسی خصوصیت سے تاریخ روم مین ثمود کا ذکر آیا۔

اِسلام جب آیا تو ثمود کا نام ونشان نہ تھا، یہان قبائل جہینہ وبلی اور یہود اُسوقت آباد تھے[۱] عجب نہین کہ انباط نے خیانت وطنی کی سزا مین اُنکو برباد کردیا ہو فانظر کیف

---

[۱] معجم یاقوت لفظ ”وادی القری“.

كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا (نمل)

۳-جرهم

یہ قبیلہ حجاز مین آباد ہوا تھا، تقریبًا ۲۲۰۰ ق م جب حضرت اسمعیل اس ملک مین آئے تو یہ قبیلہ انھین اطراف مین موجود تھا، حضرت اسمعیل نے اپنے پڑوس مین جگہ دی[1] اور باہم اس سے رشتہ قائم کیا، جرہم کی قومیت کیا تھی اور کس سلسلہ نسب سے اسکو تعلق تھا؟ بعض ارباب تاریخ کی راے یہ معلوم ہوتی ہو کہ وہ نسبًا امم سامیہ ولی سی تھا[2]، اور بعض اسکو قحطان کی نسل سے سمجھتے ہین، عام مورخین نے دونون تہیوریون کو یکجا کردیا ہو کہ جرہم دو تھے، جرہم اولی اور جرہم ثانیہ، جرہم اولی معاصر عاد تھا اور وہ امم سامیہ ولی سے تھا، اور جرہم ثانیہ قحطان کا بیٹا اور حضرت اسمعیل کا پڑوسی اور رشتہ دار تھا جرہم کا دوسرا بھائی یعرب بن قحطان یمن کا مالک تھا، اور جرہم بن قحطان کے حصہ مین حجاز کا ملک دیا گیا تھا۔

قحطان اور اسکی بارہ اولاد کا نام بنام توراۃ مین ذکر ہی جس مین ایک یارح ہے جسکو یعرب سمجھ لو، لیکن جرہم یا اسکا مماثل کوئی نام مذکور نہین اس بنا پر بعض نصرانی علماے یورپ نے اس بات کی کوشش کی ہو کہ یارح اور جرہم ایک ہی نام ثابت کیا جاے، اس اشتباہ کا سبب یہ ہو کہ عربی دعبرانی اور لاطینی و یونانی مین "یا" "ہمزہ" "ی" اور "ج" کا ہمیشہ مبادلہ ہوجاتا ہی

---

[1] بخاری کتاب الانبیاء، [2] تاریخ یعقوبی ص ۲۵۳، ۲۳۱ فکان ولد جهم بن عابر الملصا[...] الخ و تهم من بنی قحطان بن عامر الی الیمن اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جرہم قحطان کا بیٹا نہ تھا بلکہ اسکا بھائی تھا مطبوعہ لیڈن جلد ا

اس بنا پر تمام یورپین تراجم مین جنکا ماخذ لاطینی و یونانی ترجمہ ہی یارح کا تلفظ "جرح" یا "جارح" ہوا ہے، جسکو نہایت آسانی سے "جرہم" فرض کرنا ممکن ہی لیکن یہ شدید غلطی ہی، اولاً یہ کہ توراۃ کے نام عربی مین عبری سے آئے ہین، یونانی یا لاطینی سے نہین آئے ہین، اس لیے ثبوت طلب تو یہ ہی کہ عربی اور عبرانی مین "ی" اور "ج" کا باہم مبادلہ ہوتا ہی اور یہ غیر مسلم ہے ثانیاً یہ کہ اگر یرح، جرح، اور جرح، جرہم ہی تو پھر تعرب کی اصل کیا ہی؟ ثالثاً یہ کہ یعرب اور جرہم ایک ہی نام (یا یرح) کے دو متفرق تلفظ ایک ہی ملک اور ایک ہی زبان مین کیونکر پھیلے؟

آخراً یہ کہ جس زمانہ مین جرہم کا وجود حجاز مین نظر آتا ہی، اُس وقت قحطانی عربون مین کوئی سیاسی جنبش نہین پیدا ہوئی تھی، قحطانیون کی حرکت سیاسی امم سامیہ اولی و ثانیہ کی تباہی کے بعد ایک ہزار ق م مین نظر آتی ہی، ان وجوہ سے ہم اُس فریق کے ساتھ ہین جو جرہم کو صرف ایک اور اس ایک کو بھی اُمم سامیہ اولی مین سے تسلیم کرتا ہی، ملوک جرہم کا کچھ حال عربی تاریخون مین مذکور ہے، ہم یہان صرف اُس کا لفظی ترجمہ کر دیتے ہین[1]:

پہلے مضاض بن عمرو جرہمی بادشاہ ہوا، لیکن سمیدع نام ایک مدعی نے اس سے جنگ کی، مضاض کو فتح ہوئی، اور سمیدع شام چلا گیا، اور وہان عمالیق کا بادشاہ ہوا، مضاض کے بعد اُس کی جگہ حارث اُس کا بیٹا حاکم ہوا، پھر عمرو بن حارث، بعد از بن مقسم بن ظلیم، پھر حواس بن جحش بن مضاض اس کے بعد عداد بن صنداد بن جندل بن مضاض، پھر فنحص بن عداد، اور آخر مین حارث، یہ جرہم کا آخری بادشاہ تھا، جسکے عہد مین جرہم اپنی سرکشی اور طغیان کی پاداش مین ہلاک ہو گئے،

[1] یعقوبی ج ۱ ص ۲۵۴ - یورپ

اسی جرہم کے گھرانے مین بروایت عرب حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی[1]، لیکن توراۃ مین ہو کہ اُنکی مان نے جو مصریہ تھین، ایک مصری عورت سے اُنکا بیاہ کردیا تھا[2]، اس اختلاف پر علماے نصاری کی اکثر اُلجھنان اُٹھی ہین، لیکن اگر اُنھین یہ معلوم ہوتا کہ اُس وقت عرب سامیہ اولی خود مصر پر قابض تھے، اور اُن کا سلسلۂ تعلق مصر سے جاری تھا تو کبھی اس اختلاف سے اُنکو حیرت نہ ہوتی، بیان مذکور کے مطابق یہ کہنا بھی صحیح ہو کہ امم سامیہ کے ایک خاندان جرہم نام مین شادی ہوئی، اور یہ بھی صحیح کہ حضرت اسماعیل کی بیوی مصر سے تعلق رکھتی ہین،

بنی اسماعیل و جرہم اور بناے کعبہ کی روایت، احادیث و روایات عرب کے علاوہ اشعار عرب مین بھی موجود ہی، عرب کا ایک جاہلی نصرانی شاعر زہیر بن ابی سلمی کہتا ہی،

واحلفت بالبیت الذی طاف حولہ ۔۔۔ اناس بنوہ من قریش وجرھم

پلینی اپنے زمانے کے قبائل عرب مین سے ایک نام "چرمی" Charmai بتاتا ہی[3] عجب نہین کہ یہ جرہم کی تحریف ہو،

عہد ظہور اسلام مین جرہم کی جمعیت باقی نہ تھی، تاہم اُسکے منتشر افراد باقی تھے، عبید بن شریہ جرہمی نام ایک شخص اس زمانہ مین موجود تھا، جو اسی خاندان جرہم کی طرف منسوب تھا، کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر وہ اسلام لایا تھا حضرت معاویہ کے عہد حکومت تک وہ زندہ رہا، امم قدیمہ کی تاریخ و قصص سے اُسکو کامل واقفیت تھی، حضرت معاویہ کے حکم سے اُسکی یہ زبانی داستانین قید تحریر مین لائی گئین[4]،

---

[1] بخاری کتاب الانبیاء، [2] تکوین ۲۱-۲۱، [3] Forster. Vol. I. P. 124.

[4] کتاب الفہرست ابن ندیم ص ۸۹ لیڈن،

قبیلہ جرہم کے حالات مین غالباً تیسری صدی کے ایک مورخ ابراہیم بن سلیمان النہمی الکوفی نے "اخبار جرہم" کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی[1]

۴ طسم و جدیس

یہ دونون قبائل یمامہ مین تھے، یہ کلبی کی روایت ہی اور زیادہ مشہور ہی، مورخ ابن خلدون نے ان کو بحرین مین جگہ دی ہی، ہماری تحقیق مین یہ اختلاف صرف لفظی تشابہ سے پیدا ہوا ہی، زمانۂ قدیم مین ان دونون شہرون کا نام "ہجر" تھا[2] اور صحیح یہ ہی کہ خلیج فارس پر یمامہ، بحرین اور عمان کے نام سے جو شہر آباد ہین طسم وجدیس کی آبادی ان سب پر مشتمل تھی[3] یہ عاد کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تھے[4] قوت سیاسی اولاً طسم کے ہاتھ مین تھی، ایک زمانہ کے بعد "عملوق" نام ایک ظالم بادشاہ تخت نشین ہوا، جسنے اپنے شرمناک قواعد سے قبائل جدیس کو برہم کردیا، آخر جدیس کی ایک خاتون عروس نے قبیلہ کو غیرت دلائی، یہ غیرت آگ بنکر اُٹھی، طسم نے شاہ یمن سے مدد مانگی، اُس نے آکر جدیس کو شکست دی آخر قبائل کی باہمی نااتفاقی نے ملک غیرون کے ہاتھ سپرد کردیا[5]،

مورخین عرب نے اس شاہ یمن کا نام تبع حسان یا جشان (باختلاف روایت) لکھا ہی

[1] کتاب الفہرست طوسی ص ۱۳ کلکتہ [2] دیکھو معجم یاقوت لفظ "حجر" و "ہجر" [3] اخبار الطوال ابو حنیفہ دینوری ص ۱۷، [4] القاموس للفیروزآبادی لفظ طسم [5] یہ واقعات اغانی اور تمام تاریخ عرب کی کتابون مین مذکور ہین،

لیکن یہ یقیناً غلط ہی، ایک طرف تو یہی ارباب روایت ان قبائل کو اتنا قدیم ٹھہراتے ہین کہ ان کو ارم کی صرف بدو واسطہ اولاد قرار دیتے ہین یعنی ۳، ۴ ہزار ق م ان کا زمانہ بتاتے ہین، اور پا اسقدر پیچھے کرتے ہین کہ تبابعۂ یمن کا معاصر قرار دیتے ہین، جبکا زمانہ ۱۱۵ ق سے اوپر نہین، غالباً تبع یمن سے عام شاہِ یمن مراد ہی،

یونانیون نے قبائل عرب مین سے ایک کا نام جولسٹی Jolistai لکھا ہی شاید اُس سے جدیس ہی مراد ہو، طسم کا نام ہلاکت و بربادی کی عبرت کے لیے اسقدر مشہور ہی کہ عربی زبان مین "طسم" کے معنی خود "بربادی" ہو گئے ہین، عرب کا ایک جاہلی شاعر سلمی بن ربیعہ کہتا ہی،

اھلکن طسماً وبعدہ	غذی بھم وذا جدن	حوادث زمانہ نے "طسم" کو اور اسکے بعد"... ذاجدن شاہ یمن کو
واھل جاش ومارب	وحی لقمان والتقون	اور اہل جاش و اہل مارب کو اور قبیلہ لقمان کو... ہلاک کیا"

اس ترتیب سے ظاہر ہوتا ہی کہ طسم کا زمانہ سبا (اہل مارب) اور عاد ثانیہ (حی لقمان) سے مقدم تھا،

یمامہ کا قدیم نام "جوا" ہی، لیکن زیادہ تر اپنے قصبۂ حکومت کے نام سے مشہور ہی جسکا نام "قریہ" اور "حجر" ہی قریہ اور حجر لفظ دو ہین لیکن معنی ایک ہی ہین، ابن الحائک ہمدانی یمنی جو عرب کی قدیم زبانون سے واقف تھا، وہ کہتا ہی کہ ان دونون لفظون کے معنی "آبادی" کے ہین، قدیم عربی زبان مین "حجر" لفظ تھا، بعد کی عربی زبان مین اس کے لیے "قریہ" کا لفظ استعمال ہوا، جو حجر کا بعینہ ترجمہ ہی،

یمامہ مین جسکو قدیم نام کے لحاظ سے حجر یا قریہ کہنا چاہیے، آثار قدیمہ کے نشان جغرافیہ نویسان

---

۵۱ دول العرب و الاسلام طلعت حرب بک ج اول ذکر طسم و جدیس،

۵۲ حجر یاقوت ج ۳ ص ۲۴۴ مصر

اسلام کے عہد تک باقی تھے، اور انھون نے خود انکو مشاہدہ کیا تھا، نجران اور بحرین کے مابین ایک پہاڑی پر مشقر نام ایک قلعہ ہی جو طسم کی طرف منسوب ہی، ایک اور عمارت ایک ٹیلہ پر واقع ہی جسکا نام معنق ہی وہ بھی طسم ہی یادگار ہی، شموس بھی اسی قسم کی ایک عمارت ہی، قریۂ بنی وس یمامہ مین ایک مقام ہی، اوپر سے نیچے تک صرف ایک پتھر کو تراشکر ایک پوری عمارت بنائی گئی ہی، ایک اور عمارت "بتیل حجر" کے نام سے ہی، اس عمارت کا حصۂ زیرین مربع الشکل ہی، اور بلندی ۰۰ ہاتھ کے قریب ہی، جعدہ نام ایک اور قلعہ یہان بنائے قدیم کی یادگار ہی[۱]

خدا جانے ان آثار کا اب کسقدر حصہ باقی ہی؟ تاہم اگر یہ کل یا ان مین سے بعض بھی طسم وجدیس کے مصنوعات ہون تو ان قبائل کی عظمت و تمدن کے دلائل نہایت واضح ہین،

اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ قریہ اور ہجر یمامہ و بحرین کا نام ہی، جغرافیین یونان و روم خلیج فارس کے سواحل پر اور کبھی یمن کے قرب مین عرب کے دو شہرون کا نام لیتے ہین، جن مین سے ایک کا تلفظ اُن کے ہان گرّا Gerra گرّائے Garrai اور کبھی جرہا Gerrha ہی اور دوسرے کا اگریا Agraie غالباً پہلے اور دوسرے نام کی اصلیت "قریہ" اور تیسرے کی "ہجر" ہی، یونانیون اور رومیون نے عرب تجارت پیشہ قومون مین یہان کے باشندون کا مخصوص ذکر کیا ہی، ہندوستان کی تجارت مین خاصتہً انہین کو دخل تھا، آج بھی ان مقامات کے عرب اپنے قدیم خصوصیات کے ساتھ قائم ہین اور تمام قبائل عرب مین سب سے زیادہ ہندوستان کے ساتھ انھین کو تعلقات حاصل ہین،

ان مقامات پر یونانیون یا رومیون نے کبھی حملہ نہین کیا، سکندر کے بعد جب عراق مین سلوقی (سلوکس) خاندان قائم ہوا تو اُسنے صرف ایک بار ۲۰۵ھ ق م[۲] اہل قریہ پر تھوڑی سی فوج

[۱] ان تمام عمارات و مقامات کے نام معجم مین مطابق حروف اسمار دیکھنا چاہیئے [۲] برٹانیکا طبع ۱۱ ج ۲ ص ۲۰۴

کے ساتھ حملہ آوری کی جراءت کی تھی، قبائل قدیمہ یمامہ و بحرین کی بربادی کے بعد ایک مدت تک یہان ویرانی رہی، تاآنکہ آخر مین اسماعیلی و قحطانی عربون نے اُدھر رخ کیا، ربیعہ اسماعیلی کی ایک شاخ عنزہ بن اسد اور کہلان قحطانی کی بعض اولاد نے بحرین پر اور بنو حنیفہ نے یمامہ پر قبضہ کیا[1]، اسلام آیا تو بحرین اہل فارس کے قبضہ مین تھا، اور اُن کی طرف سے ایک عرب خاندان نائب حکومت تھا، اور یمامہ بدستور بنو حنیفہ کے ہاتھ مین تھا، اول نے برغبت دعوت اسلام قبول کی اور ثانی عہد خلافت صدیقی مین ایک جنگ عظیم کے بعد مطیع ہوا،

[1] اخبار الطوال ابوحنیفہ، ص ۱۷، ۱۸، مصر،

۵ اہل معین

جوفِ یمن مین معین نام ایک آبادی تھی، اس کے مشرق مین حضرموت، اور جنوب مغرب مین سبا (موجودہ صنعا) واقع تھا، آجکل علمائے آثار مین اس آبادی کو نہایت اہمیت حاصل ہے، انکو اس آبادی کا سراغ مل چکا ہی، وہان کے کتبے پڑھے گئے ہین، یونانی بیانات سے ان کی تشریح کی گئی ہی، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ معین آبادی کا نام تھا، باشندون کا قومی نام کیا تھا معلوم نہین اسی بنا پر یہ پتہ نہین لگ سکتا کہ عربون کو اس قوم کے حالات کہان تک معلوم تھے، لیکن تحقیقات جدیدہ نے اسکی، جائے وقوع کی جو تعیین کی ہی وہ بعینہ عاد ثانیہ کا مقام و مسکن نظر آتا ہے، عام تقلید کی بنا پر ہم بھی ان کو اجمال و ابہام کے ساتھ صرف اہل معین کہتے ہین،

"معین" کے لفظی معنی "منبع آب" اور "چشمہ" کے ہین، دیگر سامی زبانون مین مثلاً عبری مین یہ لفظ "معیان" ہی، جو نہایت آسانی سے "معان" کی صورت مین بگاڑا جا سکتا ہی جو اب تک شمال عرب مین ایک آبادی ہی،

اہل معین کا ذکر تحریری حیثیت سے سب سے پہلے، آٹھوین صدی ق م مین اسفار یہود مین نظر آتا ہی[۱]، اس کے ۶۰۰ برس بعد اراٹستھینیس المتوفی ۱۹۲ سنہ ق م ایک یونانی مصنف معین کا ذکر کرتا ہی،

---

[۱] تاریخ دوم ۲۶-۷

اراٹستھینیس کے علاوہ اسٹرابون (سنہ ۶۳ء تا ۱۹ء) پلینی (سنہ ۷۹ء) اور بطلیموس (سنہ ۱۶۰ء) نے بھی معین کا تلفظ Minaei, Mantai اپنے اپنے زمانہ مین ذکر کیا، اور تشریح کی کہ اُن کا اصلی مقام حضرموت کے پاس مارب اور قتاب کے درمیان ایک معین نام آبادی ہی، اور اُن کے پایۂ تخت کا نام **قرن** Si Charnaei'

عرب مورخین کو بھی معین سے واقفیت تھی، لیکن اُنکو اس آبادی کا کوئی تفصیلی حال معلوم نہ تھا، یونانیون نے جو حالات لکھے ہین وہ گو معلومات عرب پر بہت کچھ اضافہ کرتے ہین، تاہم اُسکے افشا کے لیے قدرت کو علم الآثار کے ہاتھ کا انتظار تھا،

اب ہم ترتیباً، عرب، یونان اور علم الآثار کے بیانات و نتائج کا ذکر کرتے ہین،

عربون کو معین کے متعلق صرف اسقدر معلوم تھا کہ یہ ایک مقام یا عمارت کا نام ہی، **ہمدانی** کتاب الاکلیل اور صفتہ جزیرۃ العرب[1] مین جہان اضلاع یمن کا ذکر کرتا ہی لکھتا ہو۔

من افراليمن براقش ومعين وهما باسفل جوف الرحب مقابلتان فمعين بين مدينة نشان وبين ددب شراقة،	یمن کے اضلاع، براقش اور معین ہین، اور یہ دونون رحب کے صحراے ریگستانی کے نیچے واقع ہین، معین شہر نشان اور درب شراقہ کے مابین ہی،

یاقوت حموی نے بھی معجم مین ان دونون مقامات کا ذکر کیا ہی، لفظ معین کے تحت مین لکھتا ہی

مَعين اسم حصن باليمن وقال الازهري معين مدينة باليمن تذكر في براقش،	معین یمن مین ایک قلعہ کا نام ہی، اور ازہری کا بیان ہی کہ معین ایک شہر تھا، جس کا براقش مین واقع ہونا کہا جاتا ہی

براقش کے ذکر مین لکھتا ہی،

قال الاصمعي. براقش ومعين حصنان باليمن كان	براقش اور معین یمن مین دو قلعے ہین، بعض شاہان یمن ذی قصر

[1] اکلیل میری نظر سے نہین گذری، مولف نے اسکا حوالہ دیا ہو، جزیرۃ العرب میرے پیش نظر ہو،

بعض التابعة امر ببناء سلحين فبنى فے	سلحین کی تعمیر کا حکم دیا تھا، وہ اسّی برس مین بنکر طیار ہوا، اور
ثمانين عاما وبنى براقش ومعين بغسالة	براقش اور معین کارگرون کے ہاتھ کے دھوون سے بنے
ايدى صناع سلحين .. قال ولا ترى لسلحين	لیکن دیکھو کہ قصر سلحین کا کوئی نشان نہین، اور وہ دونون
اثرا وهما قائمتان	کھڑے ہین،

اس عبارت سے دو باتین ثابت ہوتی ہین، ایک تو یہ کہ یمن کے بادشاہون کی تعمیر ہے، دوم یہ ہو کہ یہ دونون مقامات دوسری تک ہجری تک موجود تھے، **براقش** کا ذکر اسکے بعد بھی تاریخ اسلام مین آٹھوین صدی ہجری تک نہایت کثرت سے آتا ہی اور اُس وقت تک ایک آباد شہر تھا،[1]

شعرائے عرب نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے، حسب ذیل اشعار کو **ہمدانی** اور **یاقوت** دونون نے اکلیل اور معجم مین نقل کیا ہی،

فروہ بن مسیک کہتا ہی،

احل بجاجر جد ے غطيف   معين الملك من بين ابينا
وسلكنا براقش دون اعلے   وانعم اخوتى وبنى ابينا

علقمہ کا شعر ہی،

وقد اشوا براقش حين اسوا   ببلقعة ومنبسط اسوق
وحلوا من معين حين حلوا   لعزهم لدے الفج العميق

مالک بن حریم الدلانی کا یہ شعر صرف ہمدانی کے ہان ہی،

وتحمى الجوف ما دامت معين   باسفله مقابلة عرادًا

یہ دو شعر صرف یاقوت نے نقل کیے ہین،

[1] تاریخ یمن (العقود اللؤلؤیۃ) للخزرجی ج ا ص ۱۰۰ طبع گب سیریز،

ینادی من براقش او معین فاسمع فاتلاب بنا ملیع

وقال الجعدی ·

تستن بالضرو من براقش او هیلان او باعر من العتم[1]

ابوعلکم مرانی حمیری کہتا ہے، براقش و معین بخن عامرھا + دخن ارباب مہرد احرددثانا

ان شہادتون سے چند امور ثبوت کو پہونچتے ہین، **معین** ایک آبادی کا نام تھا، مقام جوف یمن واقع تھا، اسکا وجود دوسری صدی ہجری تک باقی تھا، یہ شہر کسی زمانہ مین حکومت کا مستقر تھا، براقش، اس سے متصل ایک دوسری آبادی تھی، ان روایتون اور شعرون مین البتہ یہ دعوی عجیب ہے کہ یہ سبا اور حمیر کی تعمیر تھی، لیکن یہ تعجب اسلیے رفع ہوجاتا ہے کہ اہل معین کے بعد **سبا** ہی اسکے مالک بن بیٹھے تھے، بعد کے لوگون نے انھین کو غلطی سے اصلی بانی سمجھ لیا،

معین اور اکتشافات جدیدہ، معین کی تاریخی حقیقت واضح کرتے مین جدید اثری تحقیقات نے بڑی مدد دی ہے، یمن کے آثار قدیمہ کے اکتشافات تمامتر دو جرمن فاضل گلازر اور ہالوے کے نتائج سعی ہین ان دونون نے یمن کے کئی ہزار کتبات حاصل کیے اور ان کو حل کیا، جن سے سینکڑون سیاسی مذہبی اور تجارتی واقعات کا سراغ لگا، معین، حضرموت، قتبان اور مارب و سبا کی حکومتونکی تاریخ، موقع و قوع، اسمائے ملوک، مذہبی رسوم، طرز تمدن کا نشان ملا، ان تمام یمنی حکومتون مین قدیم تر "معین" کی حکومت ہے،

معین کا زمانہ معین کے عہد وجود و زمانہ بقا کے متعلق گو کوئی قطعی تاریخی فیصلہ نہین ہوسکتا تاہم آثار کی مدد سے کچھ نہ کچھ روشنی پہونچی ہے۔ بڑی مشکل یہ ہے کہ معین کے کتبات پر عموماً تاریخ ثبت نہین، اس بنا پر زیادہ تر قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے، جرمن علمائے آثار کی رائے ہے کہ خاندان حکومت

[1] معجم البلدان یاقوت ج ۲ ص ۹۸، مصر

۱۴۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک موجود تھا فریخ ماہرین اثریات اور براے نام انگریز محققین کا اس کا زمانہ یقینی طور سے ۸۰۰ ق م سے شروع کرتے ہیں[۵۱]، لیکن عجیب تر یہ ہی کہ تازہ ترین انگریزی تحقیق، (برٹانیکا طبع یازدہم) مین ہم یہ الفاظ پاتے ہین،

"آخر زمانے کے کتبات کو چھوڑکر، زمانۂ قدیم کے کتبون مین کوئی سنہ یا تاریخ مذکور نہونیکی وجہ سے اور نیز اس سبب سے کہ کتبات کی تعداد کم ہی علما مین زمانۂ تاریخ عرب قبل اسلام کی نسبت بہت سے اختلافات پیدا ہوگئے ہین، لیکن تمام علما کا اس پر اتفاق کہ ان کتبات کی تاریخ ۷۰۰ ق م تک پہونچتی ہے، اور بعضون کا قول ہی کہ صرف ۱۶۰۰ ق م تک یہ پہونچ سکتی ہی، اور ان سے ثابت ہوتا ہی کہ اس زمانہ مین عرب مین کم از کم چار متمدن حکومتین ۱ معین ۲ سبا ۳ قتاب ۴ حضرموت کی قائم تھین[۵۲]"

مصنفین انسائیکلوپیڈیا آف اسلام معین کا زمانہ بظاہر اس سے بھی زیادہ قدیم قرار دیتے ہین، کہتے ہین،

"اس قدر قدیم کہ ۳۰۰۰ ق م مین قدیم بابل کے کتبات ایک شاہ معنیوم (جسکا پورا نام معنوم - دانوم ہی) کا ذکر کرتے ہین، جو "معان" یا مشرقی عرب کا بادشاہ تھا، اس نظریہ کی نسبت بہت کچھ کہا جا سکتا ہی کہ معان، عربی لفظ معین کا سومری تلفظ ہو اور اسی صدی سے (جسکی تاریخ غیر معلوم ہی) جنوبی عربی حکومت معین یا معینان کی بنیاد پڑی، جس نے شاید اپنی ابتدا مین تمام جنوبی عرب کو جس مین قتاب اور حضرموت داخل ہی، اپنے آغوش مین لے لیا تھا، اور جس مین ایک اور صوبہ ملوخ (ملوق) بھی شامل تھا جسکی نسبت بیان ہی کہ

۵۱ *Huart. Tome. I. P. 45.*

۵۲ مضمون عرب (تاریخ)

وہ غالباً عرب وسطی اور عرب شمالی و مغربی کا نام تھا[۵۰]،

ان معلومات پر دو واقعات کا اور اضافہ کرنا چاہیئے **ہائیکسوس** عرب جب ۲۰۰۰ ق م مین مصر پر قابض تھے تو ان حکمران قبائل مین سے ایک قبیلہ کا نام اہل مصر "مین" بتاتے ہین[۵۱] جو "معین" کی نہایت صاف شکل ہی، نیز معین و اشور کے کتبات باہم واقعات کا تعلق ظاہر کرتے ہین، **اشور** کے کتبات مین جنکا زمانہ ۱۹۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک ہی "معین" کا ذکر موجود ہی[۵۲] ان وجوہ سے جیسا کہ فرنچ مورخ عرب ہوارت Huart کہتا ہے "ہم زیادہ نیچے بھی نہین اُتر سکتے[۵۳]"

حکومت معین کی تعیین زمانہ کے وقت ایک اور واقعہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے یمن کی ایک اور عظیم الشان حکومت کا نام سبا ہی، سبا کا زمانہ بلاشک واشتباہ ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے شروع ہی، اور آخر عہد تک حمیر کے نام سے قائم رہی اس بنا پر یہ ظاہر ہی کہ معین کا پورا زمانہ یا کم از کم عروج کا زمانہ ۸۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے قبل ہونا چاہیئے تاکہ **معین** کا زوال و عہد آخر سبا کی ابتدا و عہد اول ہو، بعض اشخاص دونون کو معاصر فرض کرتے ہین، لیکن یہ قابل غور امر ہی کہ اس مختصر خطۂ ارض یعنی یمن مین دو عظیم الشان سلطنتین ایک ساتھ کیونکر قائم رہ سکتی ہین۔

بہرحال اس عقدہ کے حل کرنے مین ہم انسائکلوپیڈیا آف اسلام کے مضمون نگار "عرب"، مشہور جرمن فاضل **ہومل** Hommal ساتھ ہین، جس نے بدلائل متعددہ یہ ثابت کیا ہی کہ **معین** کا تمام زمانہ یا علی الاقل زمانۂ عروج سبا سے پیشتر تھا،

"مولر (وائنا) Muller of Viena کی راے ہی کہ سبا اور معین معاصر تھے، اڈورڈ گلازر

---

۵۰ Brugsch. Vol. 1. P. 288.

۵۱ Vol. 1. P. 45.

۵۲ انسائکلوپیڈیا آف اسلام، لفظ "عرب"

Winchler اور راقم *E.Glaser* کی مشہور رائے ہو جسکی تقلید وتائید ونکلر
سطور (ہومل) نے کی ہو کہ معین کی حکومت کا زمانہ سبا کی حکومت سے اقدم ہو، اور نیز
(سبا کے) کاہن بادشاہوں (مکارب) سے پہلے ہو، اس تھیوری کی بنا پر طبعاً معین کے لیے
ایک قدیم زمانہ علی الاقل ۱۲۰۰ ق م سے ۷۰۰ ق م تک مفروض کرنا چاہیے،
حال مین سبا و معین کی ہمعصری کی تائید بعض علمانے شلاً ماہر عربیات مارٹن ہارٹمن
M.Hartmann اور مورخ اڈورڈ مائر *E. Meyer* کی ہو لیکن پھر بھی
ہارٹمن یہ قبول کرتا ہو کہ معین کا زمانہ زرین یقیناً سبا سے مقدم تھا،
موئدین معاصرت کا سارا زور اس پر ہو کہ کتبۂ معین (گلازر، نمبر ۱۱۵۵۔ ہالدے نمبر ۵۳۵) مین ذکر
ہو کہ "معین کے تجارات کی تجارت مصر، عشور اور عبر نہرین کے ساتھ تھی" اور نیز اسمین ایک جنگ
کا ذکر ہو جو "مذی" نام ایک قوم اور مصر مین ہوئی تھی، مذی کو یہ سید یعنی اہل میڈیا (فارس)
سمجھتے ہین، جنکی لڑائی مصر کے ساتھ ۵۲۵ ق م مین ہوئی تھی،
ہومل جواب دیتا ہو کہ "مذی" سے اہل مدین یا "منی" کیون نہ سمجھا جائے جو باشندگان
سینا کا نام تھا، اور سب سے عجیب بات اس کتبہ مین ہماری تائید مین یہ ہو کہ اس کتبہ مین
عشور (اشور یعنی اسیریا) اور عبر نہرین (مابین النہرین یعنی الجزیرہ) کا ذکر ہو، عشور سے اسیریا
مراد ہوگا جسکا تورات مین اشور اطلاق ہو، از روے تاریخ اسیریا کا زوال ۶۰۰ ق م مین ہو چکا تھا،
اس بنا پر یقیناً معین کا زمانہ اسیریا سے یعنی ۷۰۰ یا ۹۰۰ ق م سے بہت پہلے فرض کرنا چاہیے
اس بنا پر معین کا تمام زمانہ سبا سے اقدم ہوگا، یا کم از کم یہ کہ معین کا آخری زمانہ سبا کے ابتدائی زمانہ
کے معاصر ہو[1]،

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۸۰،

یہ منازعات و مباحث معین کے ابتدائی زمانہ وجود یا زمانۂ عروج کے متعلق ہین، معین کا آخری زمانہ یونانی شہادتون کی بناپر سو برس ق م تک قائم تھا، اس کے بعد پہلی صدی مسیحی مین بھی معین کے متعلق ایک دو حرف ملتے ہین، لیکن زیادہ تر سبا کی عظمت سے یہ روایات پر ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ معین اس وقت گمنام ہو چکے تھے،

معین اور مورخین یونانی یونانی مورخین نے اپنی تصنیفات سے نہ صرف اپنی قوم کو زندہ رکھا بلکہ اپنے زمانہ کی تمام قومونکو بھی اُنھون نے زندہ رکھا ہی،

یونانیون اور عربون مین صرف تاجرانہ تعلقات تھے، مصر چوتھی صدی ق م سے یونانیون کے قبضہ مین تھا، اسکندریہ اس وقت تجارت کا مرکز تھا اس زمانہ مین معدنیات اور لوبان وغیرہ خوشبودار چیزون کی تجارت خاص عرب تاجرون کی ملکیت تھی، اراتستھینیز Eratosthenes جسکی تاریخ وفات ۱۹۶ سنہ ق م ہی وہ قبائل یمن کے ذکر مین لکھتا ہی[1]:

"ملک عرب کے انتہائے اختتام پر سمندر کے کنارے اہل معین Minaians رہتے ہین، جنکا خاص شہر قرن Karna ہی، ان کے بعد سبا آتے ہین، جنکا پایہ تخت مارب ہی، آگے بڑھکر بجانب مغرب خلیج عرب کے گوشہ پر اہل قتاب آباد ہین، جن کے بادشاہ تمنع مین رہتے ہین، آخراً انتہائے مشرق مین اہل حضرموت ہین، جنکا شہر سبا تا ہی ان چارون ممالک مین سے ہر ایک کی وسعت مصر زیرین سے زیادہ ہی۔

ان ممالک مین ایام گرما مین بارش ہوتی ہی اور ندیان بہتی ہین جو میدانون اور نالاؤن مین گم ہو جاتی ہین، اسی لیے زمین اسقدر زرخیز ہی کہ تخم ریزی وہان سال مین دو بار ہوتی ہی؛ ..... حضرموت سے ملک سبا تک ۴۰ روز کا راستہ ہی، سوداگر "معین" سے عیلانہ (عقبہ) تک ۷۰ دن مین جاتے ہین، حضرموت، قتاب، سبا، اور معین کے

[1] اسٹرابو کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۰ و ۳۱۱، Vol. I. P. 310. 311.

شہر دولتمند اور ہیکلون اور شاہی عمارتون سے آراستہ ہین "

اس بیان سے جو مسیح سے ۲۰۰ برس قبل کی شہادت ہی، یہ ظاہر ہی کہ اس وقت مین چار آباد قطعات تھے جنمین سے ایک **معین** تھا، اسکی وسعت مصر زیرین سے کم نہ تھی، زمین نہایت زرخیز و سرسبز تھی، مملکت معین کا خاص شہر قرن تھا، موقع وقوع کے لحاظ سے مورخ یونانی کا بیان ہی کہ یمن کے مشرق مین حضرموت، مغرب مین بجانب بحر عرب قتاب اور وسط مین معین اور سبا، معین اور خلیج عقبہ کے درمیان جو مین سے شام و مصر کا راستہ تھا ۷۰ دنکی مسافت تھی[۵۱]

معین تاجر پیشہ قوم تھی زیادہ تر خوشبودار لکڑی اور بخورات کی تجارت کرتی تھی ایک قدیم جغرافیہ نویس لکھتا ہی۔

یہان سے بطرا اور فلسطین تک سڑک جاتی ہی جہان اہل قریہ اور اہل معین اور آس پاس کے نام عرب بالائی ملک سے خوشبودار جیزرون کے بستے اور بخورات لاتے ہین[۵۲]،

پلینی کے بیان کے مطابق انکی زمین کی خاص پیداوار چوہارے اور انگور تھے لیکن اُن کی دولت کا اصلی سرچشمہ جانورون کی تجارت تھی[۵۳]۔

پلینی کا سال وفات ۷۹ء ق م ہی اس وقت تک **معین** گو زندہ تھے لیکن سبا کے مقابلے مین گمنام ہو چکے تھے، جیسا کہ پلینی کا یہ فقرہ ظاہر کرتا ہی،

سبا تمام قبائل عرب مین سب سے زیادہ مشہور ہین..... وہ سمندر کے اس ساحل سے اُس ساحل تک کے مالک ہین، حضرموت اُن کے ملک کا ایک ٹکڑا ہی..... حضرموت کے پیچھے اندرونی حصہ مین معین واقع ہی[۵۴]،

---

[۵۱] Goldmines of Midian P.179

[۵۲] فارسٹر ج ۲ ص ۲۲۴، ۲۲۶ [۵۳] ڈنکر کی تاریخ قدیم ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳،

اس فقرہ سے ثابت ہوتا ہو کہ پہلی صدی عیسوی میں معین، سبا کے مقابلہ میں گمنام ہو چکے تھے، اور اس وقت سبا سمندر کے اس گوشہ سے اُس گوشہ تک یعنی خلیج فارس سے بحر احمر تک کے تنہا مالک تھے، گو شہر معین کا وجود دوسری صدی ہجری اور آٹھوین صدی عیسوی تک باقی تھا[1]، پلینی نے ایک مزہ کی بات یہ لکھی کہ "معین" اپنا نسب "مینوس" شاہ کریٹ تک پہونچاتے ہین[2]" یہ دعویٰ شاید یونانیون کا طبع زاد ہوتا ہم اس سے اتنا تو ثابت ہوتا ہو کہ معین کا سلسلۂ تجارت یونان کی سرحد تک پہونچ چکا تھا،

معین کا دائرہ حکومت۔ معین کا دائرۂ حکومت کسقدر وسیع تھا؟ اس سوال کا جواب آسان نہین تاہم کوشش کیجاتی ہو عرب و یونان کی روایات اور علم الآثار کی تائید کی بنا پر معین، حضر موت اور سبا (صنعاء) کے وسط مین واقع تھا، جسکو آثار نے جنوبی جوف[3] کے حدود مین محدود کیا ہو، عربون کے بیانات بھی معین کے لیا سی مقام کی تعیین کرتے ہین ایک عرب شاعر جیسا کہ پہلے بھی گذر چکا ہو، کہتا ہو۔

وتخیّرُ الجوف" مادامت "معین" باسفله مقابلة عـرادا

معین کے خاص دار الحکومت کا نام یونانیون نے قرن لکھا ہو، آثار مین بھی قرن لکھا ہوا پایا گیا ہو، آثار سے قرن کے علاوہ اور بھی بہت سی آبادیون کے نام معلوم ہوے ہین جو معین کے حدود مین واقع تھے، ان مین سے بعض کے نام یہ ہین مثلاً، نشق، نشان، حرم اور کمنہ[4] براقش کا نام اوپر آچکا ہو،

معین کے کھنڈر اب تک باقی ہین اُن سے ظاہر ہوتا ہو کہ معین کے تمام قلعے و شہر

---

[1] معجم البلدان یاقوت ج ۲ ص ۔ [3] فارسٹر ج ۲ ص ۵۔

[2] برٹانیکا مضمون عرب، [4] Huart Tome .1. P.45.

ایک دائرہ کی صورت مین واقع تھے، معین خود سبا کے قلب مین اُس شاہراہ کے دست راست پر جو عرب کی شمالی جانب ہو واقع تھا، روایات عرب مین معین کے ساتھ ساتھ براقش کا ذکر ہوتا ہی، براقش کا محل وقوع معین کی مغربی وجنوبی جانب اور موجودہ صنعاء کے قریب جو کوہستانی سلسلہ ہی اُسکی مغربی جانب تھا، براقش کا قدیم نام ثیل تھا، اہل معین کا تیسرا قلعہ یا شہر جو شاید یونانیون کا بیان کردہ قرن یا قرنا ہو، شمالی جوف کے وسط مین معین و براقش کے شمال مین تھا،[۱]

یمن کے علاوہ معین کے آثار اور خط و زبان کے نمونے شمالی عرب مین العلا مین بھی ملتے ہین، اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ معین کی کوئی نوآبادی یہان بھی قائم تھی، غالباً اس نوآبادی کی غرض یہ ہوگی کہ معین کے اُن تجارتی راستون کی حفاظت کرے جو سواحل بحر احمر پر عقبہ (عیلانہ) ہو کر شام و فلسطین اور اسکندریہ کو جاتے تھے،

معین کے ان شمالی آثار سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ یہ صرف تجارتی حکومت نہ تھی، بلکہ جنگ و فتح مین حصہ لیتی تھی، شمالی معین کا ایک گورنر اپنے آقا کے بخیریت جنگ سے واپسی پر ایک ایک یادگاری لوح پر لکھتا ہی،[۲]

" استار (دیوتا) کے شکرانہ مین اُسکی حفاظت پر فرمانروا ے جنوب اور فرمانروا ے شمال کی باہمی جنگ مین اور مدی اور مصر کی لڑائی مین اور اُن کے بخیریت اپنے خاص شہر قرن واپس پہونچ جانے مین "

اس کتبہ کا نویسندہ اپنے کو "ابی یدع ثیع شاہ معین" کا ماتحت ظاہر کرتا ہی، اور اپنا لقب "قسار اشوء اور بالائی ساحل بحر کا حاکم بتاتا ہی "مسار" کا ذکر مصری کتبات مین بھی ہی، اس سے معلوم

[۱] برٹانیکا مضمون عرب، [۲] ہمو ال سے اگے، عرب،

ہوتا ہو کہ مصری و عربی سرحد پر جہاں اب سوئز ہی نسار کوئی سرحدی قلعہ تھا، معین کے ایک دوسرے شمالی کتبہ مین، حُکام معین شہر غزہ کا حاکم ہونا بھی اپنے کو بیان کرتے ہین[1]، شہر غزہ، شام و فلسطین کے پاس ابتک موجود ہو، ان بیانات سے معلوم ہوگا کہ معین کی حکومت یمن سے شروع ہو کر شام و مصر اور اشور (اسیریا) تک ممتد تھی،

معین کے شمالی آثار مین مصران نام ایک آبادی کا نام بھی منقوش ہو، یہ آبادی غالباً مدین کے پاس تھی، مصران، عبری کے مصرائم اور عربی کے مصر سے بہت متشابہ ہو، اور عجیب تر یہ ہو کہ مصر کی طرح یہان کا حاکم بھی اپنا لقب **فرعون** رکھتا تھا، اس بنا پر جرمن علما مین عموماً نظریہ مقبول ہو گیا ہو کہ توراۃ مین جہان جہان مصرائم (مصر) کا ذکر ہو اس سے مراد بھی شہر مصران ہو لیکن یہ تھیوری بھی بہت سے اعتراضات کا مورد ہی[2]،

ہم نے آغاز فصل مین لکھا ہو کہ سنہ ۸۰۰ ق م مین بنی اسرائیل نے "معین" کا ذکر کیا ہو، اس زمانہ مین عزیاہ بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا، عزیاہ اس زمانہ مین عربون سے لڑا تھا، اس لڑائی کا نتیجہ بنیمین مین اس طرح مذکور ہو،

اور خدا نے اُس کو مدد دی کہ اہل فلسطین پر اور اُن عربون پر جو جور بعل مین رہتے تھے اور معینون پر اُس کو غالب کیا، (تاریخ دوم ۲۶-۷)

یہ جنگ معین کے شمالی مقبوضات مین جو فلسطین سے متصل تھے، واقع ہوئی ہوگی، اس شہادت سے جو سنہ ۸۰۰ برس ق م کی ہو چند نتائج مستنبط ہوتے ہین، اولاً یہ کہ جیسا کہ آثار سے ثابت ہوتا ہو کہ معین کی نوآبادی شمالی عرب مین بھی تھی اس واقعہ سے بھی اسکی تائید ہوتی ہو، ثانیاً یہ

---

[1] بیانات بالا کے لیے دیکھو، Human. Origens. P. 37.

[2] Huart's Tome. 1. P. 46.

کہ ۸۰۰ برس ق م معین کی ابتدائی قوت کا زمانہ نہین ہی جیسا کہ فرنچ علماے آثار نے قرار دیا ہی بلکہ ابتدائے ضعف کا زمانہ ہی جیسا کہ جرمن علما کی راے ہی، اسکی ترقی کا زمانہ اس زمانۂ شکست سے بہت اوپر فرض کرنا چاہیئے، ثالثاً یہ کہ معین اصل مین ایک فاتحانہ قوم تھی، اگر ۲۰۰ ق م سے ۲۴ء تک یونان کے جغرافیہ نویسون نے اُسکا ذکر صرف ایک تاجر قوم کی حیثیت سے کیا ہی تو وہ اس بات کا ثبوت ہی کہ اُسکی سیاسی عظمت اس سے بہت پہلے مفقود ہو چکی تھی، اور اس زمانہ مین وہ صرف ایک تاجرانہ قوم رہ گئی تھی،

شاہان معین | خاندان معین مین کتنے بادشاہ گذرے اور اُن کے کیا نام تھے ؟ اس کا جواب نہ خود روایات عرب مین ہی، اور نہ مورخین یونان کے بیانات مین، اسکے لیے دنیا کو صرف علمائے آثار کا ممنون ہونا چاہیئے، انھون نے معین کے تقریباً ۲۵ بادشاہون کے نام دریافت کیے ہین جنمین سے ۲۰ باہم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہین، نامون کی فہرست حسب ذیل ہی،

۱- ایل صادق،	ابی یفع یاتوش	خالی کریب
وقہ ایل یاثع،	۳- ابی یفع وقہ	حفن یاثع
ابی یفع یاشر،	وقہ ایل صادق،	۶- ثبع ایل ریام
حفنم ریام،	ابی کریب یاثع،	تبع کریب
۲- ابی یفع یاثع،	عمی یدع نابط،	۷ ابی یدع
ابی یدع یاثع،	۴- ابی یفع ریام،	حفنم
وقہ ایل ریام،	ہوفاعثت،	
حفنم صادق	۵- ابی یدع،	

یہ کل ۲۲ نام ہین جو عمارات اور مقبرون کے کتبون سے جمع کیے گئے ہین؀ یہ تعداد زمانۂ حکومت کے لحاظ سے بہت کم ہی، اور ظاہر ہی کہ متعدد نام ایسے ہونگے جنکے نام کے کتبے ہمکو نہین ملے، اور بہت سے ایسے ہونگے کہ جنکے نام کے کتبے سرے سے نہونگے، اسلیے زمانۂ حکومت کی وسعت کے مطابق کم از کم دس بارہ نام اور فرض کیے جاسکتے ہین، کل ۳۵ نام ہوتے ہین، احمرۂ اصفہانی نے ۲۶ تبابعۂ یمن کی مدت حکومت ایک ہزار برس لکھی ہی، لیکن یہ مدت ۲۶ بادشاہون کے زمانۂ حکومت کے لیے بہت زیادہ ہی، کیونکہ زیادہ سے زیادہ ہر ایک کا زمانہ علی الاوسط ۲۰ برس سے زیادہ مفروض نہین ہوسکتا، اگرچہ ایک طرف ان مین بہتیرے ۵۰ برس کے ہونگے، تو دوسری طرف بہت سے ۱۰ برس کے ہونگے، اس لیے زیادہ سے زیادہ اوسط ۲۰ برس ہم فرض کرتے ہین،

اس فرض کی بناپر ۳۵ بادشاہون کے لیے ۷۰۰ برس کا زمانہ ہونا چاہیے، یہ زمانہ اگر ۱۰۰۰ ق م سے شمار کیا جائے جو یمن مین عاد کی خاتمۂ حکومت کا زمانہ ہی تو ۱۰۰۰ ق م پر آکر یہ ۷۰۰ کی مدت ختم ہوتی ہی اور ٹھیک وہ زمانہ ہی جب توراۃ کے روسے (قصۂ سلیمان وسبا) قوم سبا کی ابتدا ہو رہی ہی،

گلازر Glaser اور **ہومل** Hommel جو جرمنی کے محققین علماے آثار ہین وہ معین کا عہد حکومت ۱۵۰۰ ق م سے ۹۰۰ ق م تک متعین کرتے ہین جسکے بعد اُن کا بیان ہی کہ سبا نے شمال عرب سے آکر معین کو فتح کرلیا؀ ہم نے معین کی ابتدا عاد کے خاتمہ سے لیکر (۱۰۰۰ ق م) سبا کی ابتدا تک (۱۰۰۰) جو قرار دی ہے اس سے بغیر کسی تکلف کے یمن کی ایک مسلسل تاریخ قائم ہوجاتی ہی؀ اور فرض محققین آثار سے زیادہ دور بھی نہین واقع ہوتا معین کی

؀ ان ناموں کی فہرست کے لیے دیکھو Huart. Tome. I. P. 56

؀ برٹانیکا مضمون عرب یازدہم،

زبان، خط، اور دیوتا کے نام سبا سے مختلف ہین، اور کسی قدر بابل سے مشابہ ہین، اس نتیجہ سے معین کی قومیت کا رازفاش ہوتا ہے، کہ وہ عرب سامیۂ اول کے بقایاے یادگار تھے،

۶- بنی لحیان

من جملہ عرب بائدہ کے رواۃ عرب بنی لحیان نام ایک قبیلہ کا ذکر کرتے ہین، بنی لحیان کی نسبت وہ صرف اس قدر جانتے ہین کہ یہ جرہم کی ایک شاخ تھی ابن خلدون نے بھی اسیقدر لکھا ہے[۱]

آجکل شمالی عرب کے شہر العلا مین چند کتبات سبائی اور نبطی کتبون کے پہلو بہ پہلو ملے ہین جن سے نہ صرف "بنو لحیان" کا وجود ثابت ہوتا ہے، بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ شمالی عرب مین حدود شام مین اور خصوصاً العلا کے اطراف مین آباد تھے، خط لحیانی جنوبی عرب کے خط معینی و سبائی کے مشابہ ہے، بلکہ انھین سے ماخوذ معلوم ہوتا ہے[۲]

علمائے آثار بنو لحیان کی قوت سیاسی کا زمانہ شمالی عرب مین معین و سبا کے انحطاط (سنہ ۵۰۰ ق م) اور انباط کے ارتقا (سنہ ۱۰۰ ق م) کے درمیان مین قرار دیتے ہین، لحیانی کتبات کے مضامین کچھ زیادہ واضح طور سے پڑھے نہین جا سکے ہین، لیکن اس خیال کی ہر طرح تائید ہوتی ہے کہ فارس و مصر کے فاتحانہ تعلقات کے عہد (سنہ ۵۰۰ ق م) کے ہین، اس بنا پر اس زمانہ مین ہیرو ڈوٹس (۲۰۶ ق م) نے فارس و مصر کے تعلق سے جن عربون کا ذکر کیا ہے خیال کیا جاتا ہے کہ وہ یہی "بنی لحیان" ہین[۳]،

بنی لحیان کا مسکن حکومت فارس و مصر کے درمیان واقع تھا، ہیرو ڈوٹس بیان کرتا ہے کہ "یہ عرب ہر سال ہزارون وزن (۱) بخورات شاہ فارس کو نذر دیتے ہین،

---

[۱] تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص مصر [۲] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۹۲،

[۳] ایضاً ج ۱ ص ۳،۹۔

لیکن یہ نذر غلامی و عبودیت کی قیمت نہ تھی، بلکہ دوستانہ ہدیہ تھا، کیونکہ مورخ مذکور لکھتا ہی کہ ان عربون کو ابتک کوئی مفتوح نہ کرسکا"

۵۲۵ ق م مین قمبیز شاہ فارس نے جب مصر پر حملہ کرنا چاہا تو صحراے سینا کا بے آب و دشوار گذار میدان بغیر ان عربون کی اعانت سے قطع کرنا محال تھا، شاہ فارس نے ان عربون کے پاس ایک سفارت بھیجی کہ وہ اسکی مدد کرین اور اس ریگستان مین اُسکی فوج کے لیے پانی کا انتظام کرین، شاہ عرب نے امداد کا وعدہ کیا اور پتھر سے اُنگلی پر مار کر خون نکالا جو مستحکم وعدہ کی عربون مین نشانی تھی، اونٹون کی کھالون مین پانی بھر کر اس خشک ریگستان کو چشمۂ پر آب بنا دیا [۱]،

پلینی نے پہلی صدی عیسوی مین خلیج ایلانہ (عقبہ) کے پاس لیانیین نام ایک قوم کا ذکر کیا ہی [۲]، بعض لوگ اسکو لحیانیین سمجھتے ہین [۳]،

لیکن ہماری راے مین وہ ایلانیین ہی، اور اسکی شہادت یہ ہی کہ اس خلیج کا نام "ایلہ" اور "ایلانہ" نہایت قدیم ہی اور اسی نام سے اسفار یہود اور جغرافیہاے یونان مین اسکا ذکر ہی حالانکہ اسکے بعد اور اس کے پہلے بنو لحیان کا وجود بھی نہ تھا،

بنو لحیان عرب کے ایک اور قبیلہ کا بھی نام ہی جو اسماعیلی قبائل کی شاخ ہذیل بن کنانہ کی فرع ہی، یہ عہد ظہور اسلام مین نجد کے قریب آباد تھی، مسلمانون کو اس کے ساتھ ایک غزوہ بھی پیش آیا،

۱؎ ہیروڈاٹس باب ۳ فقرہ ۸،

۲؎ *Goldmines. P*

۳؎ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۰۹،

مجہول قبائل سامیہ

ان قبائل مذکورہ کے علاوہ اور بہت سے قدیم قبائل بائدہ کے نام منقول ہین، لیکن نام کے سوا اور کچھ نہین معلوم، مثلاً عبیل، عبس اولیٰ، امیم، ارقم، اوبار وغیرہ ہم، جاہلی شاعر نابغہ جو اسلام سے کچھ پہلے گذرا ہی ایک قصیدہ مین عرب کے قبائل بائدہ کا بہ تفصیل ذکر کرتا ہی[1]،

الم تروا ارما و لا عادا	افناهم الليل والنهار
وانقرضت بعدهم	ثمود بما جنى فيهم قدار
وجاسم بعدهم وطسم	قد اوحشت منهم الديار
وحل بالحي من جديس	يوم من الشر مستطار
ومر دهر على صحار	فهلكت جهرة صحار
ومتعت بعدهم وبار	ولا صحار ولا وبار
بادوا وخلوا رسوم دار	فاستوطنت بعدهم نزار
لان لهم سودد حلم	ونجدة شانها وقار
اخنت عليهم من دهر	له على اهله عثار

[1] حمزہ اصفہانی، کلکتہ ص ۱۱۱،

طبقۂ ثانیہ

بنو قحطان

۲۵۰۰ ق م

قحطان قبائل یمن کا جداعلیٰ تھا، عبرانی توراۃ مین قحطان کے بجائے یقطان مذکور ہو، (تکوین ۱۰-۲۶) توراۃ کے یونانی تراجم مین بمبادلہ "یا" "بالجیم" جقطان استعمال کیا گیا ہو، قحطان، یقطان، اور جقطان تینون ایک ہی نام کے مختلف تلفظ ہین پہلے علماے نصرانیت مین مسلم نہ تھا، لیکن اب یہ عام طور سے قبول کیا جارہا ہو، چنانچہ انسائیکلوپیڈیا مین جو زمانۂ حال کی مستحکم ترین سند ہو اس اتحاد کو تسلیم کیا گیا ہو[1]، ریورنڈ فارسٹر جنھون نے اُنیسوین صدی کے وسط مین عرب کا جغرافیۂ تاریخی لکھا ہو وہ اس اتحاد کے لیے نہایت بیقرار ہین[2]، کہ توراۃ کے یقطان کی تاریخی شخصیت کی تصدیق عرب کے قحطان کے سوا کسی اور صورت مین نظر نہین آتی، انہین اسباب سے ہم دیکھتے ہین کہ توراۃ کے مشرقی تراجم مین یقطان کی بجاے اب عام طور سے قحطان لکھا جاتا ہو،

قحطان و یقطان کے اتحاد مسمّیٰ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہو کہ توراۃ مین جن اولاد و نکا ذکر ہو حسب اصول تطابقِ اسماء اُن کا مسکن یمن ثابت ہوتا ہو، جسکی تفصیل ہین آگے آتی ہو، توراۃ نے انکی جاے سکونت "مسا سے صفار پورب کے پہاڑ تک" بتائی ہو (تکوین ۱۰-۳۱)

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲ ص ۲۶۴ [2] ج ۱ فصل ۲،

مسا اور صفار دونوں مقام مجہول ہیں، صفار سے اب عموماً ظفار واقع یمن مراد لیا جاتا ہے، مسا سے اگر حجاز مراد لیا جائے (کیونکہ حضرت اسمٰعیل کے ایک بیٹے کا نام مسا تھا) تو مطلب یہ ہوگا کہ حجاز سے یمن تک بنو قحطان آباد تھے اور یہ بیان عربوں کی روایت کے بالکل مطابق ہے،

توراۃ میں ہے کہ قحطان کے تیرہ بیٹے تھے، الموداد، شلف، ہدورام، اوزال، دقلاہ، عوبال، ابی مال، اوفیر، حویلہ، یوباب، یارح، حضارموت، شبا (تکوین ۱۰-۳۰)

عرب رُواۃ یارح، حضارموت، اور شبا کے سوا کسی اور سے واقف نہیں، لیکن یورپ کی مذہبی جماعت نہایت اہتمام و کوشش سے ان میں سے ہر ایک کا وطن و مسکن عرب کے ایک ایک گوشہ میں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکال رہی ہے، ان کی تحقیقات کا نتیجہ حسب ذیل ہے، گو انکی صحت قطعی نہیں،

الموداد

الموداد اور اُسکی اولاد نے مشرقی عرب کے سواحل بحر فارس پر اقامت کی کیونکہ بطلیموس اومائیٹو *Allumaeotae* نام ایک عرب قبیلہ کو جو الموداد کے نام سے مطابق ہے یہیں جگہ دی ہے،

شلف

بنو شلف حجاز میں مدینہ اور کوہ ذامس کے مابین آباد تھے، بطلیموس نے سلفنی نام سے بیان ایک قوم کا ذکر کیا ہے جو عبرانی نام کی یونانی شکل ہے،

ہدورام

ہدورام کی اولاد نے بھی یہی سمت اختیار کی، ہدرمہ *Hadrama* نام ایک

ــــــــــ

لـه اسی کتاب میں جغرافیہ عرب حسب بیان توراۃ دیکھو،

آبادی کا ابوالفدا نے ذکر کیا ہو (اصل نام حضرمہ ہو، ان ناواقفون کو D کے تلفظ نے دھوکا دیا ہو، جو یورپین زبانون مین عربی کے "د" اور "ض" دونون کا کام دیتا ہو، جغرافیۂ ابوالفدا کے یورپین ترجمہ مین حضرمہ کو Hadrama لکھا ہوگا)

اوزال

وسط یمن مین اُس مقام پر آباد ہوئے جہان اب صنعا آباد ہو، انھین کے نام سے یمن مین "اوزال" ایک مشہور شہر تھا، یہ شہر مسیح سے چھ سات سو برس پہلے تجارت کی ایک بڑی منڈی تھی، یہان سے فولاد، تیزپات، اور مسالا لایا کرتے تھے (حزقیال ۲۷ - ۱۹) یہود اب تک موجودہ شہر صنعا کو جو قدیم اوزال کی جگہ چھٹی صدی عیسوی مین آباد ہوا ہو اوزال ہی کہتے ہین،

دقلاہ

یمن مین ایک مقام کا نام "ذوالخلاء" ہو، شاید وہ عبری دقلا کی عربی شکل ہو،

عوبال

عرب مین اس خاندان کا نشان نہین ملتا، شاید کہ وہ افریقہ (اتیھوپیا) چلا گیا ہو،

ابی مائل

بعض اشخاص کے بیان کردہ آثار کے مطابق مسکن بنی سالف اور حجاز کے مابین اسکی اقامت ظاہر ہوتی ہو،

اوفر

بنو اوفر یمن کے سواحل پر جاگزین ہوئے، انھین کے نام سے اس مقام کو اوفر کہتے تھے، یہ یمن کا قدیم بندرگاہ تھا، حضرت سلیمان کے جہاز یہان آکر لنگر انداز ہوا کرتے تھے اور اُن کے لیے یہان سے سونا لادکر لے جایا کرتے تھے (۱ سلاطین ۹ - ۲۸) اوفر کے سونے کا

تمام اسفار یہود مین بکثرت ذکر ہی[1]،

حویلہ

اسکی اولاد یمن مین شمال کی جانب آباد ہوئی جہان اُن کے نام سے شہر حویلہ آباد ہوا،

یوباب

یوباب کو یونانی مین جوباب کہین گے، یمن کے جنوب مین جوبارٹی Jobaritee کو بطلیموس نے جگہ دی ہی شاید یہ وہی ہو[2]،

یارح، حضرموت اور سبا کے متعلق کسیقدر زیادہ ہمکو حالات لکھنے ہین اس لیے اونکے لیے مستقل عنوان کی ضرورت ہی،

---

[1] ایام دوم ۸-۱۸، و ۹-۱۰ و ۱۰-۱۱، ایام اول ۲۹-۴ سفر ایوب ۲۲-۲۴، و ۲۸-۱۶، زبور ۴۵-۹، اشعیا ۱۳-۱۲،

[2] ان تمام بیانات کے لیے دیکھو فارسٹر ج ۱ فصل ۲،

یارح یا یعرب

یارح عبرانی ہی عرب اسکو یَعرُب کہتے ہین، السنۂ قدیمہ مین اس قسم کا تغیر لہجہ نہایت عام ہی، یہودی رُواۃ عرب تمام قبائل یمن کو تنہا اسی یعرب کی اولاد قرار دیتے ہین، تا آنکہ سَبا کو بھی یعرب ہی کا بیٹا سمجھتے ہین، اور یہی راے ہمارے ہان متفقاً تمام علماے ادب وانساب کی ہی، اس غلطی کا سرِ بنیاد صرف، عبید بن شریہ وغیرہ یہودیین کے عام افسانے ہین، توراۃ مین قحطان واولاد قحطان کے تحریری حالات وانساب موجود ہین۔ جنکا رتبہ بہرحال یہودیین کی زبانی کہانیون سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہی،

روایات عرب کے روسے یعرب یمن کا سب سے پہلا بادشاہ ہی، یا یون سمجھو کہ تمام بنو قحطان مین نسل یعرب پہلی حکمران جماعت ہی، یہ بھی کہتے ہین دعائے شاہانہ جو اسلام سے پہلے جاہلیۃ مین جاری تھی یعنی اَبَیتَ اللّعنَ و اَنعِمْ صَبَاحًا سب سے پہلے اسی کو دیگئی، یہ بھی مشہور ہی کہ عربی زبان کا سب سے پہلا متکلم فصیح یہی تھا، حسان بن ثابت (مشہور شاعر صحابی) فرماتے ہین،

تعلمتم من منطق الشیخ یعرب — اَبِینا، فصرتم معربین ذوی نفر

وکنتم قدیمًا مالکم غیر عجمۃٍ — کلام، وکنتم کالبھائم فی القفر

یہان تک تو غنیمت ہی، آگے چلکر دعوی کیا جاتا ہی کہ "عربی" اور "عرب" کا نام بلکہ وجو

اسی "یعرب" سے ماخوذ ہی، ہماری رائے مین یہ دعوی صرف لفظ "یعرب" اور "عرب" کی مناسبت لفظی پر مبنی ہی، بلکہ یعرب کی فصیح اللسانی کا دعوی بھی عجب نہین کہ اسی نام کی معنوی مناسبت کا نتیجہ ہو کہ "یعرب" اور "اعراب" ہم مادہ ہین، اور "اعراب" کے معنی عربی زبان مین صفائی کے ساتھ اظہار مطلب کے ہین،

توراۃ مین یعرب کی اولاد کا حال مذکور نہین، رواۃ عرب "یشجب" نام اسکے ایک بیٹے کا ذکر کرتے ہین، اور سبا کو توراۃ کے برخلاف یعرب (یارح) کے بھائی کی بجائے، یعرب کا پوتا اور یشجب کا بیٹا کہتے ہین، لیکن ظاہر ہی کہ ان دونون ماخذون مین معتبر ترکون ہی؟ یہ بھی روایت ہی کہ یعرب خود یمن کا فرمانروا ہوا اور اپنے بھائی جرہم کو حجاز کا حاکم بنایا، توراۃ مین یعرب کے تمام بھائیون کے نام مذکور ہین، ان مین جرہم کسی کا نام نہین، جرہم البتہ ایک الگ قبیلہ تھا، جسکا ذکر ہم "امم سامیہ" کے عنوان مین مفصل کر آئے ہین،

مصنف جغرافیہ عرب پوڑنڈ فارسٹر اور اُنکی گمراہ کن پیروی مین مصنف "خطبات احمدیہ" نے یہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہو کہ یارح، یعرب، اور جرہم ایک ہی نام ہی، یارح اور یعرب کا اتحاد تو ظاہر ہی لیکن یارح اور جرہم مین باہم کیا تعلق ہی؟ یہ غلطی اس لیے پیدا ہوئی ہو کہ یونانی تلفظ مین جسکی تمام السنۂ یورپ مین تقلید ہو "ی" "ج" سے بدلکر "یرح" کا "جرح" ہوگیا ہی، اس بنا پر ایک یورپین کی نگاہ مین اگر جرح اور جرہم ایک نظر آئے تو تعجب نہین لیکن ایک عرب نژاد مسلمان کو کیونکر دھوکا ہوا! واقعہ یہ ہو کہ جرہم خاص سامی التلفظ نام ہو یونانی نہین، کیونکہ اسمائے قدیم کے متعلق عربون کے معلومات براہ راست یہودیون سے ماخوذ ہین جنکی زبان عبرانی وسریانی تھی، اور یا خود اُن کے عربی موروثی روایات ہین، اور ان دونون کے لحاظ سے "ی" اور "ج" کا مبادلہ غیر مسلّم ہی، یہ مبادلہ سامی (عبری و عربی) اور غیر سامی (یونانی ولاطینی)

زبانون کے مابین ہوتا ہو ورنہ خود سامی زبانون کے اندر اس قسم کا مبادلہ کبھی نہین ہوتا؛

یعرب اور نسل یعرب اور اُسکی حکومت کے متعلق کچھ نہین معلوم، روایات عرب مین غلطی سے سبا کو یعرب کی فرع تسلیم کرکے تمام قبائل سبا اور حکومتہائے سبا کو قبائل یعرب اور حکومتہائے یعرب کہتے ہین، لیکن ہم بحوالۂ توراۃ ابھی ثابت کرچکے ہین کہ سبا اور یعرب دونون قحطان کی الگ الگ اور مستقل شاخین ہین، اہل معین کا دور حکومت جیسا کہ گذرا سترھوین صدی ق م سے شروع ہوتا ہی، اور امم سامیہ اولی (عاد وغیرہ) جو یمن پر قابض تھے اُنکی تباہی ۲۰۰۰ ق م مین ہوئی ہو تو کیا درمیانی زمانہ بنو یعرب کا فرض کیا جائے؟

حصارموت یا حضرموت

عبری زبان مین "ض" نہین ہی، اس لیے حضرموت کا تلفظ اُس مین حصرموت یا حصارموت بزیادت الف ہی، حضرموت کی اولاد نے جس قطعۂ عرب کو اپنا مسکن بنایا وہ حضرموت کے نام سے آج تک مشہور ہی، حضرموت، عرب کے انتہائی جنوب مین بحر عرب کے سواحل پر یمن کے مشرق مین واقع ہی،

بنو حضرموت کی ایک مستقل حکومت تھی جسکا ذکر یونانیون نے جابجا کیا ہی، مسلمان مؤرخین بھی اس دورِ حکومت سے واقف تھے، علم الآثار نے بھی یہان کے متعدد بادشاہون کے نام دریافت کیے ہین، یونانی اور عربی زبانون مین باہم "ح" اور A اور ch "ض" اور D اور T اور ک مین مبادلہ ہوجاتا ہی، اس لیے حضرموت کا تلفظ یونانی مین مختلف طرق سے ہوا ہی، سینٹ جیروم نے Asarmonth پلینی نے Atranit a.e. اور Chatramotilae اور بطلیموس نے Chathramitae Chatramotitae کیا ہی[1]،

عرب مورخین نے حضرموت کی گو مفصل تاریخ کہین بیان نہین کی ہی، لیکن اتنا اُن کو معلوم تھا کہ سَبا کی طرح اس خاندان مین بھی متعدد بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہین انکا لقب عیاہل ہوتا تھا، مورخین عرب کا بیان ہی کان فیہم ملوک تقارب ملوک التبابعۃ فی علو الصیت فی بناء المدن

---

[1] فارسٹر اور بیوان

شاہان حضرموت شہرت اور ناموری مین تبابعۂ یمن کے ہم درجہ تھے، ابن خلدون نے تاریخ مین بعض بادشاہون کا ذکر کیا ہی، نشوان بن سعید حمیری نے بھی انکا نام[۱] لیا ہی،

وعیاھل من حضرموت من بنی	اجماد ذی الاشباو آل صباح
والعزمن حبدن وابنا مرۃ	وبنی شبیب والاولی بناح
وبنی الھذیل وآل فھد منھم	من کل حش بالندا ے مرتاح

فرزندان حضرموت زیادہ تر لڑائیون مین برباد ہو گئے، اور جو بچے اُنھون نے اپنے کو قبیلۂ کندہ مین منضم کر دیا، ابن خلدون کی عبارت ہے،

قد ذھب اکثرھم واندرج باقیھم فی کندۃ وصاروا فی عدادھم[۲]

اکثر لوگ فنا ہو گئے جو بچے وہ قبیلۂ کندہ مین مختلط ہو گئے اور ان کا شمار اُنھین مین ہو گیا،

بنی حضرموت چونکہ بحر عرب کے ساحل پر آباد تھے، جو تقریبًا جنوبی ہندوستان کے سامنے ہی، اسلیے ہندوستان کی بحری تجارت کے یہ عہد قدیم سے مالک تھے، ہندوستان کا تمام بیوپار انھین کے توسط سے انجام پاتا تھا، جہازرانی مین ان کو خاص دستگاہ حاصل تھی، اسلام کے بعد انکی یہ قوت اور زیادہ نمایان ہو کر چمکی، جزائر ہند جاوہ سماطرہ اور تمام سواحل ہند مین انکی نوآبادیان قائم ہین، دکن کی فوجی طاقت مین حیدرآباد اور مرہٹون کی زمانہ تک انکا عنصر ایک جزو اہم تھا، ان سواحل وجزائر مین اشاعت اسلام کی خدمت بھی انھین حضرموتی عربون کے ہاتھون سے انجام پائی ہی

حضرموت اور توراۃ

حضرموت اُن خوش نصیب عرب قبائل مین ہی جنکا نام توراۃ مین مذکور ہی لیکن افسوس ہی کہ یہ خوش نصیبی نام کی حیثیت سے صرف ایک ہی بار نصیب ہوتی ہی یعنی قحطان کے بیٹون کے سلسلہ مین

۱ قصیدۂ حمیریہ قلمی کتبخانۂ بانکی پور ۲ ابن خلدون ج ۲ ص

لیکن حضرموت کے بندرگاہ قانہ یا قانع کا نام تجارت کی مناسبت سے مذکور ہی، حزقیال ۲۷، ۲۲ مین ہی "حاران اور قانہ اور عدن، سبا کے تاجر اسیریا... تیرے بیوپاری تھے" قانہ کا بندرگاہ کتبات مین بھی مذکور ہی

حضرموت اور یونان

یونان نے بھی اسی بحری تجارت اور ہندوستانی بیوپار کے تعلق سے ان کا ذکر کیا ہے، اراٹوستھنیس *Eratosthenes* المتوفی ۱۹۶ ق م بیان کرتا ہو کہ "یمن کے آخر مین مشرق کی طرف حضرموت *Chatramitis* ہی اسکے دارالحکومت کا نام سباٹھا *Sabbatha* ہی" سباٹھا کا اصلی تلفظ "شبوہ" ہی جو اب تک حضرموت کی ایک مشہور آبادی ہی، یہی مصنف آگے چلکر لکھتا ہی "حضرموت زیادہ تر بخورات پیدا کرتا ہی، لیکن ہر قسم کے میوے بھی وہان وافر اور جانور بھی کثرت سے ہوتے ہین، حضرموت سے سبا کا ملک ۴۰ روز کی مسافت پر ہی،... حضرموت.... اور شبا نہایت دولتمند شہر ہین، اور مذہبی و شاہی عمارات سے آراستہ ہین"

پلینی (۷۹ء) کہتا ہی "سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہی، جسکا خاص شہر سباٹھا (شبوہ) ہی، اس شہر مین ۶۰ ہیکل ہین،.... یہان سے بخورات جمع کر کے سباٹھا لائے جاتے ہین، اور اُس وقت تک یہ خرید نہین کیے جاسکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہی، جب تک کاہن، سباٹھا کے دیوتا کے لیے ایک عشر (دسوان حصہ) اُن سے نکال نہین لیتا"

ایک یونانی مورخ لکھتا ہی کہ "حضرموت مین بادشاہ وارثۃً نہین ہوتا، بلکہ شرفاے ملک کے گھر مین بادشاہ کے انتخاب کے بعد جو پہلا بچہ پیدا ہوتا ہی وہی ولی عہد قرار پاتا ہی"

لہ دیکھو، ان دونون یونانی حوالون کے لیے *Dunker's History of Antiquity Vol. I. P. P. 310. 311. 313.*

تھیوفراسٹس Theophrastens جو تاریخ طبعی کا مصنف ہی بیان کرتا ہی کہ لوبان عود وغیرہ بخورات، سبا اور حضر موت کے عرب اضلاع مین پیدا ہوتے ہین،...... یہ تمام ملک سبا کے متعلق ہین[۱]، تھیوفراسٹینس کا زمانہ ۳۱۲ قم ہی، اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اس عہد قدیم مین بھی حضر موت، سبا سے آزاد نہ تھا،

حضر موت اور آثار قدیمہ،

حضر موت کے آثار کی تحقیق بہت کم ہوئی ہی، ۱۹۱۳ء تک جو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام جلد اول کے طبع کی تاریخ ہی حضر موت کے پایۂ تخت شبوہ مین، سینکڑون کتبات ایسے موجود تھے جو پڑھے نہین گئے تھے[۲]، تاہم جو آثار دریافت ہو چکے ہین اُن سے ثابت ہوتا ہی کہ حضر موت کا تعلق نہایت قدیم زمانہ سے معین کے ساتھ تھا، بلکہ حضر موت کا خاندان معین کے ساتھ تعلقات نسبی بھی رکھتا تھا، اور قانہ کا بندرگاہ اور ملک کا ایک ٹکڑہ ایک حد تک اُس کے ماتحت تھا: ایک طویل خاموشی کے بعد حضر موت کا نام سبا کی ماتحتی مین نظر آتا ہی[۳]،

سبا کا زمانہ ۹ یا ۱۰ سو ق م سے ۱۱۵ ق م تک مفروض ہی، اس دور مین بھی حضر موت کی حکومت کا ذکر جنگ و صلح کے تعلق سے آتا ہے، شاہان سبا کے خطاب شاہی کے ساتھ "شاہ حضر موت" کا لقب بھی نظر آتا ہی، سواحل یمن کی دوسرے جانب ملک حبش ہی: اہل حبش بھی حقیقت مین سبائی عرب تھے، اُنھون نے اپنی نوآبادی زمانۂ قدیم مین اپنے وطن کی دوسری مقابل جانب مین قائم کی تھی، اس زمانہ مین رفتہ رفتہ وہ بھی سواحل حضر موت پر واپس

[۱] Heeren's Historical researches of Antiquity Vol. I. P. 35.

[۲] Encylop of Gslam Vol I. P. 377.

[۳] Histoire L. Arabee Tome I. P. 49.

آرہے تھے، تقریباً سنہ ۳۰ع مین بالآخر حضرموت پر اُنھون استیلا حاصل کرلیا[۱]،

حضرموت کے بادشاہون کے جو نام کتبات ونقوش مین پڑھے گئے ہین، ان مین سے ہمکو صرف دو معلوم ہین، "صدوق ایل" اور "معدی کرب" معدی کرب، صدوق ایل کا پوتا تھا، اور معین کے بادشاہ "ابی یع یاثع کا چچا اور معاصر،

حضرموت اور اسلام

سنہ ۱۰ھ مین حجاز ونجد سے فارغ ہوکر آنحضرت صلعم نے یمن مین حضرت علی معاذ بن جبل اور ابو موسی اشعری کو جو اصلاً یمنی تھے دعوت اسلام کی غرض سے یمن بھیجا، ایک ہی سال کے اندر اندر تمام ملک مسلمان تھا، اسی سال زیاد بن ولید خزرجی یہان عامل مقرر ہوکر آئے، عہد اسلام مین حضرموت کا آخری بادشاہ ہشولا روائل بن حجر تھا، حضرموت کی زبان حجاز کی زبان سے مختلف تھی، شاہان عالم کے سلسلہ مین وائل کو عربی مین جو خط لکھا گیا تھا، وہ حضرموتی الفاظ کی آمیزش کے ساتھ تھا

من محمد رسول الله الی الاقیال العباهلة، والاروع المشابیب ... فی التیعة لا مقورة الالباط، ولاخناك وانطوا الثبجة، وفی السیوب الخمس ومن زنا مم بکر فاصقعوه مائة واستوفقوه عاما ومن زنا مم ثیب فضرجوه بالاضامیم ولا توصیم فی الدین

---

[۱] Encyclop. Bret. Vol. II. P. 264.

سبا

یہ امم قحطانیہ کی سب سے مشہور شاخ ہی، ایک طرف روایات عرب، حکایات یونان اور آثار قدیمہ مین، دوسری طرف قرآن مجید، تورات، زبور اور انجیل مین اسکی شہرت و رفعت کی داستانین اور واقعات موجود ہین، جنوبی و شمالی عرب جو تمدن کے گہوارے تھے اسکی حکومت کے مرکز ہین، لیکن اسکی حکومت کو حقیقی وسعت و اقتدار جنوبی عرب مین حاصل تھا، **معین** کی حکومت اب بر سر زوال تھی، یمن مین معین کے قلعون کے چارون طرف سبا نے اپنے قلعہ قائم کر لیے تھے،

نام

توراۃ مین شبا ایک جد قبیلہ کا علم ہی بروایت عرب اس جد قبیلہ کا نام عمر یا عبد شمس اور لقب سبا تھا، محققین جدید بھی زیادہ تر اسکو لقب خیال کرتے ہین، لغویین عرب کی راے ہی کہ یہ "سبی" سے مشتق ہی جسکے معنی غلام بنانے کے ہین، چونکہ عبد شمس بہت بڑا فاتح تھا، اور اس نے بہت سے لوگون کو گرفتار کر کے غلام بنایا، اسلیے اسکا لقب **سبا** قرار پاگیا، تحقیق جدید یہ ہی کہ "سبی" اور "سبا" کے اُس معنی سے ماخوذ ہی جسکا مفہوم "تجارت" ہی، کتبات مین عموماً سبا کا مادہ "تجارتی سفر کے معنی مین مستعمل ہوا ہی[1]، عربی زبان مین یہ ابتک یہ "شراب کی تجارت اور خرید و فروخت اور اُس کے لیے سفر"

[1] Encyclo. Brit. Vol. 23. P. 955.

کے معنی میں مستعمل ہے، سبا چونکہ تاجر قوم تھی، اس لیے اس لقب سے مشہور ہوئی،

زمانہ

سبا کا زمانۂ عروج کب سے شروع ہوتا ہے؟ روایات عرب میں براہ راست اسکا کوئی ذکر نہیں، لیکن تمام مورخین واہل نسب نے عبد شمس سبا کو قحطان کا پوتا لکھا ہے یہ انکی حکومت کا زمانہ ۴۸۴ برس بتاتے ہیں، اسکے بعد اُسکا جانشین اُنکی تصریح کے مطابق حمیر ہوتا ہے، بقاعدۂ عام عبد شمس سے اگر عبد شمس کا خاندان مراد لیا جائے تو قحطان کی تیسری پشت سے جو کم از کم ۲۵۰۰ ق م ہوگی، اسکا زمانہ شروع ہو کر ۴۸۴ برس کے بعد ۲۰۰۰ کے پس و پیش میں ختم ہو جائیگا، حالانکہ سبا اور حضرت سلیمان (۹۵۰ ق م) کی معاصرت قرآن مجید، اسفار یہود اور انجیل سے اسکے ایک ہزار برس کے بعد بھی ثابت ہے،

اسفار یہود میں سبا کا حکومت کی حیثیت سے ذکر سب سے پہلے حضرت داؤد کی زبور میں نظر آتا ہے[۲] اس سے ثابت ہوتا ہے ۱۰۰۰ ق م سے پہلے عہد عروج شروع ہو چکا تھا اسیریا کے کتبات میں ۷۱۵ ق م میں اسکا ایک بادشاہ اسیریا کو خراج دیتا ہے، یہ سبا کی ترقی کا درمیانی زمانہ ہے، آخر میں ولادت مسیح کے پس و پیش یونانی تاریخوں بھی اسکا ذکر ہے، اس سے سبا کا آخری زمانہ ظاہر ہوتا ہے،

یمن کی تمام قدیم حکومتوں میں سے سبا کے آثار و کتبات سب سے زیادہ ملے ہیں، یہ کتبے اکثر غیر مورخ ہیں، لیکن بعض واقعات، اشارات، اور خود کتبات کے حوالوں کی مدد سے علمائے آثار نے زمانہ کی تحدید کرنی چاہی ہے، یہ متفق طور سے ثابت ہے کہ "از روے کتبات

---

[۱] مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۹۳ مصر

[۲] زبور داؤد ۷۲ — ۱۰،

۱۱۵ ق م سبا کی آخری تاریخ ہی، ابتدائی تاریخ کی نسبت بھی یہ متفق ہی کہ " وہ نوین صدی ق م سے پیچھے نہین ہی، اور بعضون کی راے ہی کہ انیسوین ق م سے پیچھے نہین ہی[1] " ہماری راے یہ ہی کہ چونکہ حضرت داؤد کی زبور مین جسکا زمانۂ تصنیف دسوین صدی ق م کا وسط حصہ ہی، شاہان سبا کا ذکر صریح موجود ہی اسلیے سبا کا ابتدائی زمانۂ عروج ۱۱۰۰ ق م سے کسی حال کم نہین ہو سکتا،

دائرۂ حکومت،

سبا کا اصلی مرکز حکومت جنوب عرب مین یمن کا مشرقی حصہ تھا، اسکا دار الحکومت شہر مارب تھا، لیکن رفتہ رفتہ اسکا دائرہ مغرب مین حضرموت تک وسیع ہو گیا تھا، اور چونکہ یہ ایک تاجر قوم تھی اس لیے بہت سے بحری اور تجارتی راستون پر بھی اسکو قبضہ کرنا پڑا تھا، اسی سلسلہ مین شمالی عرب مین سبا کی حکومت نظر آتی ہی، اور افریقہ مین بھی اُسکے آثار ملتے ہین، حبشہ مین اذینہ کا ضلع سبا کے ماتحت تھا، اس ضلع پر " معافر " کے لقب سے ایک سبائی گورنر حکومت کرتا تھا[2]، یمن سے براہ حجاز شام تک جو قدیم تجارتی راستہ تھا یہ بھی انھین کے قبضہ مین اسوقت نظر آتا ہی، اور اسپر جابجا انکی نوآبادیان قائم معلوم ہوتی ہین، غالباً ان مقامات پر سبا کا قبضہ و استیلا نوین یا آٹھوین صدی مین اہل معین کی مفتوحی کے بعد ہوا ہو گا،

اسیریا کے بادشاہ **سرجون** کے ایک کتبے مین جو ۷۱۵ ق م کا ہی، شمالی عرب کے چند قبائل کا ذکر ہی، ان مین ایک کا نام " شعر سبائی " ہی یہ سرجون کو خراج[3] دیتا ہی، سرجون کا یمن تک آنا آثار سے ثابت نہین ہی، اس لیے لامحالہ خود سبا کا گذر وہان تک ہوا ہو گا، اس واقعہ

---

[1] Encyclo. Bret. Vol. II. P. 264.

[2] Encyclo. Bret. Vol. 23. P. 955

[3] Encyclo. Bret. Vo.

سبا کی حکومت کا رقبہ شمالی عرب مین عراق تک ثابت ہوتا ہے اور سبا کی حکومت کا ان اطراف مین سُراغ بھی ملتا ہے، سفرایوب ۱-۱۵ مین ہے کہ "سبائی اور اہل اسیریا نے حضرت ایوب کے غلام اور جانور لوٹ لیے" ۲-۱۹ مین ہے کہ "سبا کے ساتھی تیما کے سوارون کا انتظار کرتے ہین" تیما، شام کے پاس شمالی عرب مین ایک شہر ہے اس آیت سے سبا اور شام کے تعلقات ظاہر ہوتے ہین، دیگر اسفار یہود مین بھی سبا کا بکثرت ذکر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملک شام و فلسطین و مدین کے آس پاس بھی سبا کی نوآبادیان تھین،

سبا اور اُسکی شاخون مین امتیاز،

عام عرب مورخین نے حمیر کو سبا کا بلاواسطہ جانشین فرض کیا ہے اور اُن تمام ملوک مین کو جو اس سلسلہ مین اول سے آخر تک گذرے ہین اُن کو حمیر بن سبا اور ملوک حمیر بن سبا سمجھتے ہین اس بنا پر مستقلاً خاص "سبا" کے نام سے کسی زمانہ مین بھی اُن کے اصول کے مطابق کوئی حکومت نہ تھی، لیکن تصریح قرآن کے یہ بالکل مخالف ہے، اُس نے حمیر کے بلاتوسط حکومت سبا کا صاف و صریح نام لیا ہے، اور تمام عبرانی، یونانی اور اثری شہادات قرآن کے ساتھ ہین عبرانی صحائف جنکا زمانہ آخرا ۰۰ ۲ ق م ہے، حکومت یمن کا ہمیشہ سبا کے نام سے ذکر کرتے ہین یونانی مورخین نے ۲۰ ق م سے پہلے حمیر کا نام نہین لیا ہے، آثار مین ۱۱۵ ق م کے بعد حمیر خاندان کا وجود نظر آتا ہے،

مورخین عرب نے ایک بڑی غلطی یہ کی ہے کہ حمیری بانی حکومت سے حمیر بن سبا تک جتنے آبائے نسب تھے اُن سب کو بادشاہ قرار دیکر دہین سے حمیری حکومت قائم کردی حالانکہ یہ ضرور نہین کہ ایک فرزند قبیلہ جو اتفاق سے ایک سلطنت کا بانی ہو جائے، اس سے لیکر خود مورث قبیلہ تک اُس سلطنت کی نسبت مسلسل ہو، ابوالعباس سفاح عباسی حکومت کا بانی

ہو لیکن اس خاندان کے پدر اول حضرت عباس اس سے پانچ چھ پشت پہلے ہین، اس بنا پر نسب عباسی کی ابتدا بیشک حضرت عباس سے کی جائیگی، لیکن ظاہر ہو کہ حکومت عباسی کی ابتدا حضرت عباس سے نہین، بلکہ سفاح سے کی جائیگی، اسی طرح نسب حمیری کی ابتدا حمیر بن سبا سے ہو، لیکن حکومت حمیری اس کے سینکڑون برس بعد قائم ہوئی، اور نسب خاندانی کے لحاظ سے صحیح طور پر اس کو حمیری کہا گیا، لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ خود حمیر بن سبا نے اسکی بنیاد بھی ڈالی، امیر معاویہ اور اُن کے جانشینون کی حکومت کا نام اُمویہ ہو، لیکن کیا اسکا یہ مفہوم ہو کہ خود اُمیہ اسکا بانی بھی تھا،

سبا کو چھوڑ کر سبا کی متفرق شاخون مین جو بادشاہ گذرے ہین، اُن کے نام و تعداد و حالات کسی قدر زیادہ روشن ہین، انکی بنا پر الکا زمانہ ۹یا ۱۰سو سے زیادہ نہین[۱]، اس زمانہ کی انتہائی حد معلوم ہو، یعنی تقریباً ۱۱۵ء جو ظہور اسلام کا زمانہ ہو اس حساب سے انکی ابتدا ے تفرق ۸۰۰ق م یا علی العموم پہلی صدی ق م ہونا چاہیے، اور یہ وہی زمانہ ہو جسکو گلازر وغیرہ نے ابتداے حمیر و انتہاے سبا کے لیے از روے آثار مقرر کیا ہو، اس بنا پر اس زمانۂ تفرق و تفرع سے پہلے فرزندان سبا کا جو مشترک زمانہ تھا، "حکومت سبا" سے وہی عہد مراد ہو،

فرمانروایان سبا

حکومت سبا کا نام تحریری حیثیت سے سب سے پہلے ۱۰۰۰ق م مین حضرت داؤد کے عہد مین نظر آتا ہو، اس زمانۂ بعید العہد مین بھی سبا کی دولت و حشمت ہمسایہ بادشاہون کی نگاہون مین قابل رشک تھی، حضرت داؤد زبور مین کہتے ہین،

آلهی! اپنے باشاہ کو اپنا فیصلہ عطا کر، اور بادشاہ کے بیٹے کو راستی ․․․․․ شبا اور سبا

[۱] حمزہ اصفہانی سے، ملوک غسان، اور مناذرہ کے ازمنہ جمع کرو، اور حمیر کے زمانہ کی تعدیل کر کے دیکھو،

بادشاہ اُس کو نذرین دینگے ... اور شبا کا سونا اُسکو پیش کیا جائیگا ؎

بادشاہ (داؤدؑ) کی دعا قبول ہوئی، اور بادشاہ کے بیٹے (سُلیمان) کی بارگاہ مین سبا کے بادشاہ نے نذر دی، اور سبا کا سونا اُس کے سامنے پیش کیا ۹۵۰ ق م مین جو تقریبًا حضرت **سلیمان** کا عہد ہی، از روے قرآن و توراۃ سبا پر ایک عورت حکمران تھی، رُواۃ عرب اس عورت کا نام **بلقیس** بتاتے ہین لیکن بلقیس کا جو زمانہ وہ قرار دیتے ہین وہ صحیح نہین مفصل بحث آگے آئیگی،

سرجون یا شرغون شاہ اسیریا کے عہد مین جسکا زمانہ ۷۲۱ ق م ۔ ۷۰۵ ق م ہی، ملک سبا پر **شیمر** نام بادشاہ تھا، سرجون نے اپنے ایک یادگاری کتبہ پر لکھا ہی کہ "اُس کو ... ثمود، شمسیہ ملکہ عرب (عربی) اور شیمر سبائی نے خراج دیا ؎" یہ متفق ہی جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہی کہ سرجون یمن تک نہین پہونچا، اسلیئے ظاہر ہی کہ خود سبا حدود اسیریا تک پہونچ گئے تھے۔ اسکی تائید سفر ایوب سے بھی ہوتی ہی، جسمین کلدان (اسیریا) اور سبا کو باہم متحدًا حدود شمالی عرب مین ظاہر کیا گیا ہے،

شیمر سبا کے متعدد بادشاہون کا نام ہی، انھین مین سے ایک وہ شیمر بھی ہی جس نے سبا کے دار الحکومت **مارب** مین سدّ عرم کی بنیاد ڈالی،

عرب مورخین نے چونکہ سبا اور حمیر مین کوئی تفریق نہین کی ہی، اسلیئے سلسلۂ حمیر سے الگ اُنھون نے کسی بادشاہ کا ذکر نہین کیا، البتہ حمیر کے اُنھون نے دو ٹکڑے کیئے ہین ملوک حمیر اور تبابعۂ حمیر، ملوک وہ ہین جو صرف یمن مین حکمران تھے، تبابعۂ وہ ہین جنکے ماتحت یمن و حضرموت دونون تھے، انکی تحقیق کے مطابق سب سے پہلا تبع حارث الرائش ہی، ملوک حمیر کی تعداد ان کے ہان بہت کم ہی، بلکہ بعضون نے تو اس طبقہ کو بالکل حذف کر دیا ہی، وہ حمیر بن سبا کے بعد فورًا بلا واسطہ یا بچند واسطہ حارث رائش نام لے لیتے ہین، حالانکہ حمیر اور حارث کے درمیان کم از کم ایک ہزار برس کا فصل ہی جسکی رخنہ پُری

؎ زبور ۷۲، ۱۰، ۱۵، ؎ تاریخ بابل راجرس امریکانی ج ۲ ص ۱۶۳،

صرف مخصوص مورخین نے کی ہی لیکن وہ باہم اسقدر مختلف ہین کہ نتیجتہً اُن سب کی بے اعتباری ظاہر ہوتی ہی اس بے اعتباری کی بڑی دلیل یہ ہی کہ بجز چند نامون کے اِن مین سے کوئی نام سبائی اسما کے طرز کا نہین ہی، حالانکہ نامون کے اسلوب و طرز کو قومیت کی تعیّن مین بہت بڑا دخل ہی بہرحال مثالاً چند مختلف روایات مستندہ سے یہ درمیانی نام پیش ہین:

نشوان بن سعید حمیری	قلقشندی	ابوالفدا	ابن خلدون	مسعودی
سبا	سبا	سبا	سبا	سبا
حمیر	حمیر	حمیر	حمیر	حمیر
الہمیسع	الہمیسع	وائل	وائل	کہلان
ایمن	ایمن	الکسک	الکسک	ابومالک
زہیر	زہیر	یعفر	یعفر	جباربن غالب
عریب	عریب	ذوریاش	نعمان	حارث الرائش
الغوث	قطن	نعمان	ذوریاش	.
وائل	الغوث	اشحم	اشحم	.
عبدشمس	وائل	شداد	حارث الرائش	.
زہیرالصوار	عبدشمس	لقمان	.	.
ذویقدم	زرعہ حمیراصغر	ذوسدد	.	.
ذوانس	شدد	الحارث الرائش	.	.
عمرو	الحارث الرائش		.	.

الملطاط	.	.	.	.
القلیص	.	.	.	.
سدد	.	.	.	.
الحارث الرائش	.	.	.	.

غالبًا اسی اختلاف و اختلاط کی بنا پر حمزہ اصفہانی نے حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے درمیان کے نام چھوڑ دیئے ہین، اور مجملاً لکھا ہی کہ "حمیر بن سبا انتہاے عمر کو پہونچکر مرگیا، اُسکی نسل اُس کے بعد وراثتۂ حکومت کرتی رہی، اور ان کے خاندان سے نکل کر یمن کی مملکت دوسرون کو نہین ملی، یہانتک کہ صدیان گذر گئین، اور حکومت حارث الرائش کے ہاتھ مین آئی، یہ پہلا تبّع ہی، حارث سے پہلے حکومت یمن، سبا اور حضرموت دو ٹکڑون پر منقسم تھی، کُل اہل یمن ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے لیکن حارث الرائش جب بادشاہ ہوا، توسب اسپر متفق ہوگئے، اور اُسکے تابع بنے، اسلیئے اُسکا نام تبّع پڑا........ حمیر بن سبا اور حارث الرائش کے درمیان پندرہ پشتین ہین[له]"

اس عبارت مین آخری فقرہ کے علاوہ اور سب نہایت محتاط و قابل قبول باتین ہین، تبابعہ زیادہ سے زیادہ ۸۰۰ق سے شروع ہوتے ہین، اِس بنا پر اگر بقول صحیح سبا کی اور بقول عرب ملوک حمیر بن سبا کی ابتدا کم از کم ...۱ق م سے یعنی زمانۂ داؤدؑ سے ہو تو تبابعۂ حمیر کے پہلے ملوک حمیر یا سبا کے لیئے .. ۹ برس رہتے ہین، اگر ایک ایک بادشاہ کا اوسط زمانہ ۲۵ برس بھی فرض کیا جائے توکم از کم اس عرصے مین ۲۶ پشتین ہونگی، اسلیئے "حمیر بن سبا" کے معنی صرف یہ لینے چاہئین کہ حمیر جو سبا کی اولاد در اولاد مین تھا، اور جو تقریبًا ۱۱۵ ق م مین دولت حمیریہ کا بانی ہوا" اس حمیر اور حارث رائش کے درمیان ۱۵ پشتین ہونا ممکن ہے،

له حمزہ صفہانی ص ۱۰۶ کلکتہ

بہرحال رواۃ عرب نے بتابعۂ حمیر سے پہلے کے جو نام ملوک حمیر کے نام سے بتلائے ہین وہ بہت کچھ محتاج تصحیح ونقد ہین،

آثار وکتبات نے تاریخ یمن کا جو حصّہ روشن کیا ہی نوشتہائے یونان وروماں کی مدد سے اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ درحقیقت اشارۂ قرآن کے مطابق حکومت یمن کے دو مستقل دور دو مستقل نامون سے ہین سبا اور حمیر، سبا کی انتہا معلوم ومتفق ہی کہ وہ سنہ ۱۱۵ ق م ہی اور یہی سال حمیر کی ابتدا کا ہی، سبا کی ابتدا ہم نے بوجوہ سابقۃ الذکر (سبا کا زمانہ) ۱۲۰۰ ق سے شروع کی ہی اِس بنا پر حمیر سے پہلے حقیقی سبا کی تاریخ ۱۰۰۵ برس پر مشتمل ہوگی جسمین کم ازکم ۴۵ سے ۵۰ بادشاہون کی پشتین گذرنی چاہئین،

مکارب سبا

باعتبار کتبات دورِ سبا کے دو طبقے نظر آتے ہین، پہلے طبقہ مین مین شاہان سبا کا لقب مکارِبؔ سبا" لکھا ہوا ملتا ہی" اسوقت اِن کا مرکزی شہر یا قلعہ "صرواح" تھا" مکارب" دو لفظ سے مرکب معلوم ہوتا ہی "مکا" اور "رب"، "مکا" کے معنی "مذہبی" کے ہین اور "رب" بڑے کو اور بادشاہ کو کہتے ہین" "مکارب" کے معنی "مذہبی بادشاہ" یا "کاہن بادشاہ" کے ہین" الغرض مکارب سبا حکومت سبا کے ابتدائی کاہن بادشاہون کا لقب تھا، صرواح جو اِن کاہن بادشاہون کا دار الحکومت تھا، اُس کے آثار اب تک مارب اور صنعاء کے درمیان مین باقی ہین، صرواح سے عرب بھی واقف تھے، عمرو بن نعمان بن سعد بن خولان کہتا ہے۔

ابونا الذی کانت بصرواح دارہ	وفی جبلی نعمان عز ممکنا
ہمارا باپ تھا جس کا مسکن صرواح تھا	اور نعمان کے دو پہاڑون مین عز متمکن ہوئی

شاعر جاہلی علقمہ کہتا ہے:-

ا؎ Encyces.Bret.Vol. II.P. 264

من یامن الحد ثان بعد	ملوک صرواح و مارب
صرواح اور مارب کے بادشاہوں کے بعد	اب کون حوادث سے محفوظ رہ سکتا ہی

ابو علکم مرانی قصوربین کے ذکر مین کہتا ہے۔

برا قش و معین نحن عامرها	ونحن ارباب صرواح و ذو ثانا
براقش و معین کے آباد کرنے والے ہم ہین	اور ہم ہین مالک رب صرواح اور ذو ثان کے

ان شعرون مین چند نہایت کار آمد تاریخی اشارے ہین علقمہ صرواح اور مارب دو دارالحکومتون کے بادشاہون کا ذکر کرتا ہی، اور بعینہ یہی جدید تحقیق ہی ابو علکم اپنے شعر مین بجائے "ملوک" یا "حکام" یا اور اس وزن کے الفاظ کے "ارباب صرواح" کہتا ہے، جس سے "مکارب صرواح" کی بو آتی ہے،

مکارب سبا کا زمانہ از روے کتبات سنہ ۸۰۰ ق م ہو اور زبور کی شہادت تحریری کے روسے سنہ ۸۰۰ ق م سے شروع ہوتا ہی، لیکن احتیاطاً ہم سنہ ۱۰۰۰ ق م سے شروع کرتے ہین، اور اُسکا اختتام سنہ ۵۵۰ ق م مین ہو جاتا ہی، ۲۵۰ سال (حسب کتبات) یا ۴۵۰ سال (حسب احتیاط) کے لیئے بادشاہون کی ایک کثیر تعداد چاہیئے، لیکن افسوس کہ ہمکو صرف ۱۱ مکارب سبا کے نام کتبات سے ملے ہین، اور وہ بھی کل ایک ہی باپ کے بیٹون اور پوتون کی چار پشتین اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہمکو مکارب سبا کی بہت کم تعداد معلوم ہی، ملکہ سبا جس کا ذکر اسفار یہود (نبئیم) مین قرآن مین اور انجیل مین موجود ہی اُس کو اسی طبقہ مین سنہ ۹۵۰ مین ہونا چاہیئے۔ لیکن جو نام معلوم ہوئے ہین وہ زیادہ سے زیادہ سنہ ۸۰۰ سے شروع ہو سکتے ہین، اس بناء پر اس ملکہ کے حالات سے ابتک علم الآثار بیخبر[1] ہے،

---

[1] مکارب سبا کے حالات جدید کے لیئے دیکھو. Encycls. Bret. Vol. II. P. 264

مکارب سبا کے جو نام اب تک دریافت ہوئے ہین حسب ذیل ہین لہ جن مین بجز آخر کہ اُس کے متعلق ہمکو علم نہین، ہرایک کو دوسرے سے نسبی تعلقات ہین' الفاظ کے فصل کے لیے نقطے اصل سبائی خط کی مطابقت ہے،

متحد خاندان

۱ ذمرعلی. مکارب. سبا.
۲ کرب ایل، وتار بن. ذمرعلی ”
۳ سمہی علی، ینوف. بن ذمرعلی ”
۴ یثع امر بیّن. بن سمہی علی. ینوف ”
۵ یدع ایل ذرّح. بن سمہی علی. ینوف ”
۶ یثع امر وتار. بن سمہی علی ینوف ”
۷ کرب ایل. بیّن. بن یثع امر وتار ”
۸ یدع ایل. بیّن. بن یثع امر وتار ”
۹ سمہی علی. ینوف. بن یثع امر وتار ”

متفرق نام

۱۰ ذمرعلی، وتار بن کرب ایل. بیّن
۱۱ یدع ایل. ذبی. مکارب. سبا.

” شجرۂ خاندان مکارب

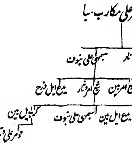

ملوک سبا،

شاہان سبا کا زمانہ ۵۵۰ ق م تک نظر آتا ہے' اس عہد مین ان کا لقب ”ملک سبا“ منقوش ملتا ہے' ان کا دارالحکومت شہر ”مارب“ تھا' یہ شہر یمن کے مشرق مین واقع تھا اور اسکا دوسرا نام شہر سبا، تھا، مارب کے قصر شاہی کا نام ”سلحین“ تھا، سکّون مین جائے ضرب ”بیت سلحین فی حضر ماد ب“ منقوش ملتا ہے' مارب تو مشہور مقام ہے لیکن سلحین بھی غیر معروف نہین جاہلی شاعر علقمہ کہتا ہے،

لہ یہ فہرست ہم نے الو M.J. Halevy کے شائع کردہ اصل کتبات سبا سے جو بخط عبری Jornal Asiatique. ماہ دسمبر سنہ ۱۸۷۴ پیرس مین چھپے ہین اقتباس کی ہے اور اسکی تطبیق Huart Tome.I.P 56 کرلی ہے۔

وقصر سلحین قد عفا ہ ریب الزمان الذی یریب

یہی شاعر دوسری جگہ کہتا ہے،

اوما ترین وکل شئی للبلی سلحین خاویة کان لم تعمر

ابوعلکم مرانی کہتا ہے،

وقصر سلحین علاہ رشیدہ کھلان والدنا، احب بکھلانا

۸۵۰ق م سے ۱۱۵ق م تک ۷۳۵ برس ہوتے ہین جو تقریبًا اِس عربی روایت کے مطابق ہو کہ "سبانے ۷۴۴ برس حکومت کی"[1] اِس زمانہ مدید کے لیئے، ملوک سبا کے نام ہمکو ملے ہین جو تقریبًا مفروضہ مدّتِ زمانہ کے برابر ہین، اور وہ نام یہ ہین،

متحد خاندان:

سمہی علی، ذرح، ملک سبا
کرب ایل، بن سمہی علی، ذرح، ملک سبا
الیشرح، بن سمہی علی ذرح، ملک سبا
سمہی علی، بن الیشرح، بن سمہی علی ″

یثع، امر، ملک سبا
کرب ایل، وتار، بن یثع امر ″ ″
یدع ایل، بین، یثع، امر ″

وہب ایل، یاحوز، ملک سبا
کرب ایل، وتار، یوہنعم بن وہب ایل ″ ″
یوہمین، بن وہب ایل، ملک سبا۔

ذمر علی، ذرح، ملک سبا ″
نشا کریب، یوہمین، ملک سبا ″

متفرق نام:

وتبروم، یوہمین، ملک سبا
یکرب ملک، وتار، ملک، سبا
یارم، ایمن، ملک سبا
تبع شرحیل، ملک سبا
فرع ینہب، ملک سبا

[1] مروج الذہب مسعودی ج ۱ ص ۱۹۳ مصر

ان ناموں کے علاوہ کتبات میں ہم نے اور نام بھی پڑھے ہیں، لیکن ان کے ساتھ کوئی لقب شاہی نہیں ہے، ممکن ہے کہ امرائے سبا ہوں فرع ینہب کا نام سب سے آخر اسلئے قرار دیا گیا ہے کہ ایک کتبہ میں "الیشرح ملک سبا وذوریدان... بن فرع ینہب ملک سبا" منقوش ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فرع ینہب "ملک سبا" کے لقب سے آخری شخص تھا اسکا بیٹا ملک سبا وذوریدان کے نام سے تیسرے طبقہ کا بانی ہے،

سبا کی تقسیم وتنظیم،

مملکت سبا کی حقیقت سمجھنے کے لئے پہلے یہ جاننا چاہئیے کہ مملکت میں کس اصول پر منقسم تھی اور امرا کی ترتیب وتنظیم کیونکر تھی؟ ایک قلعہ ہوتا تھا، قلعہ کے آس پاس گاؤں کی صورت میں مختلف چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہوتی ہیں، انھیں کے مجموعہ کو مخفد کہتے تھے، قلعہ دار ان گاؤں کا حاکم ہوتا تھا، اُسکا لقب اُس کے قلعہ کے انتساب واضافت سے رکھا جاتا تھا، مثلاً ذوغمدان، ذوثعلبان، ذوبتین، ذو یمنی زبان میں کلمۂ اضافت ہے اور اُسکے معنی آقا کے ہوتے ہیں، اسی لئے مجازی عربی میں اسکے معنی صاحب ومالک کے ہیں، اور بغیر اضافت مستعمل نہیں ہوتا، اس "ذو" کی جمع "اذوا" (قلعہ داران) ہے،

یہ قلعے یا محافد، ملکر ایک "مخلاف" کے تابع ہوتے تھے جس کو صوبہ کا ہم معنی سمجھنا چاہئیے، حاکم مخلاف کا لقب "قیل" تھا، اسکی جمع اقیال ہے، اور عام طور سے مشہور ہے کہ "اقیال" یمن کے بادشاہوں کو کہتے ہیں، محفد اور مخلاف کی یہ تقسیم عہد اسلام میں بھی باقی رکھی گئی تھی دولت عباسیہ کے زمانہ میں یمن میں ۸۴ مخلاف تھے، یہ تمام اقیال ایک بادشاہ کے ماتحت ہوتے تھے جس کا نام باختلافِ عہد مکارب سبا، اور ملک سبا تھا،

ان اذواء، اقیال، اور ملوک میں امن واطمینان اور نظام کی زندگی بہت کم قائم رہتی تھی،

قوی ضعیف کے ماتحت ہوتے تھے، جو ذرا بھی قوی ہوجاتا تھا، وہی بادشاہ بن بیٹھتا تھا، عموماً بادشاہ کسی قلعہ مین سکونت کرتا تھا، اس قلعہ کی طرف نسبت بھی القاب شاہی کا جزو ہوتی تھی مثلاً ملک سبا قلعہ ریدان مین رہتا تھا، اسکا لقب شاہی "ملک سبا و ذو ریدان" تھا،

سبا کے تمدنی و تجارتی حالات

حکومتین دو قسم کی ہوتی ہین صلح پسندانہ اور فاتحانہ، بابل، اسیریا اور مصر کی حکومتین فاتحانہ تھین، ان کے آثار و کتبات فتوحات کی یادگارون سے پر ہین، لیکن سبا کی حکومت بالکل صلح پسندانہ تھی، سبا کے جتنے کتبات میری نظر سے گذرے ہین جنکی تعداد ۳۰۰، ۴۰۰ سے کم نہوگی وہ تمام تر یا مقابر کی لوحین ہین، یا عمارتون کے یادگاری پتھر ہین، یا دیوتاؤن کے ہیکل و مذبح پر نذر و شکر کے سپاس نامے ہین،

ہم نے پہلے بتایا ہو کہ سبا ایک تاجر قوم تھی جسکی صحیح مثال موجودہ تاریخ مین برطانی حکومت ہو، عرب مین کثرت سے سونے اور جواہر کی کانین تھین اور اب بھی ہین، ہمدانی نے ان کانون کا ایک ایک کرکے نام گنایا ہی۔¹ ڈاکٹر اسپرنگر نے ان بیانات کو اپنے جغرافیہ عرب قدیم مین یکجا کیا ہو خدیو مصر کے اشارہ سے برٹن نام ایک انگریز عرب کے شہر مدین مین صرف وہان کے معدنیات کا پتہ لگانے کو بھیجا گیا تھا، حضرموت اور یمن کا ملک خوشبودار چیزون کی پیداوار کے لئے طبعی طور سے مخصوص ہو، اس زمانہ مین تمام دنیا مین دیوتاؤن کی عام طور پر پرستش کی جاتی تھی، ان کے لئے بڑے بڑے ہیکل بنائے جاتے تھے، ان ہیکلون مین شب و روز خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین، اسلئے قدیم زمانے مین ہر ملک مین انکی بڑی مانگ تھی، عمان و بحرین مین موتیون کے خزانے ہین، اور یمن کے سواحل ہندوستان و حبش کی پیداوار کی منڈی تھے، یہ تمام تجارتی اشیاء اس عہد مین سبا ہی کی وساطت سے بحر احمر کے راستہ سے یا حجاز کی راہ سے شام، فنیشیا، اور مصر کو جاتی تھین اور یہان سے تمام یورپ مین پھیلتی تھین،

¹ صفۃ جزیرۃ العرب، ص ۸۰، لیڈن

توراۃ **سبا** کی دولت وعظمت کے بیانات سے پُر ہے، سب سے پہلے حضرت **داؤد** کہتے ہین (زبور ۷۲)

"شبا اور سبا کے بادشاہ اُسکو نذرین دینگے اور... شبا کا سونا اُسکو پیش کیا جائیگا" حضرت **سلیمان** کے دربار مین **سبا** کی ملکہ آتی ہے:-

"وہ بہت فوج اور تزک و احتشام کے ساتھ یروسلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون پر خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا، اور بیش قیمت جواہر لدے تھے،... ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئین اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیئے، ملکہ نے جیسی خوشبوئین دین، ایسی پھر کبھی نہ ملین (تاریخ ایام)

اشعیا نبی کی پیشینگوئی ہے،

حبش اور سبا والون کی تجارت جو شریف ہین، تیرے پاس آوے گی"۔ (۴۵-۱۴)

حزقیال نبی کہتے ہین:-

جمہور آدمیون کے ساتھ سبا والے بیابان (عرب) سے آئے، جن کے ہاتھون مین کنگن ہین، اور سرون پر خوبصورت تاج. (۲۳-۴۲)

"سبا اور رعما تیرے تاجر ہین وہ عمدہ خوشبو، جواہر، اور سونا تیرے بازارون مین بیچتے ہین، حران قانہ اور عدن (یہ تینون یمن کے شہر ہین) تیرے تاجر ہین، سبا اور اثور اور کلماد تیرے سوداگر" (۲۷-۱۴)

اشعیا کی نبوت ہے:-

"اونٹون کی قطارین (اے یروسلیم) تجھپر چھا جائین گی، مدین اور عیفا کی اُنٹنیان تمام سبا سے سونا، اور لوبان لیکر آئین گی (۶۰-۶)

یرمیاہ نبی، بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہین، کہ خدا کہتا ہے جب تمھارے اعمال صحیح نہین تو ہیکلون مین "سبا کا لوبان میرے سامنے کیون پیش کرتے ہو؟" (۶-۲۰)

چوتھی صدی ق م سے پہلی صدی ق م تک یونانی مصر کے حکمران تھے، اِن کے عہد مین مصر کا دار الحکومت "اسکندریہ" تمام مشرقی اور مغربی تاجرون کا مرکز تھا، سبا اِس عہد کی سب سے بڑی قوم تھی، اس بنا پر دیگر عرب قبائل کی بہ نسبت وہ سبا سے زیادہ واقف تھے اراتو ستھینس Eratosthenes (سنہ ۱۹۴ ق م) بیان کرتا ہے:-

عرب کی انتہائی حد پر سمندر (بحر ہند و عرب) کے پہلو مین ..... سبا کے لوگ ہین، جنکا دار الحکومت مارب Mariaba. ہے، ... یہ قطعۂ ملک مصر زیرین سے بڑا ہے، گرمیون مین بارش ہوتی ہے، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور تالابون مین جا کر خشک ہو جاتے ہین، اسی سبب سے زمین اسقدر سرسبز و شاداب ہے کہ تخم ریزی وہان سال مین دو بار ہوتی ہے،

حضر موت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے، اور معین سے سوداگر، دن مین ایلہ (عقبہ) پہونچتے ہین، حضر موت، معین اور سبا کے ملک خوش و خرم ہین اور ہیکلون اور شاہی عمارتون سے آراستہ ہین،

یونانی مورخ اگاتھر شیڈس Agarther chi des (سنہ ۱۴۵ ق م) جسکی تصنیف کا زمانہ دوسری صدی ق م ہے، بیان کرتا ہے،

سبا عرب آباد ان Aabia flex مین رہتے ہین جہان بہت اچھے اچھے بے شمار میوے ہوتے ہین، زمین متصل بحر مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہین جو دیکھنے مین نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین، اندرون ملک مین بخورات دارچینی، چھوہارے وغیرہ کے نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین اور ان درختون سے نہایت شیرین بو پھیلا کرتی ہے، درختون کے اقسام کی کثرت تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہے، جو خوشبو اُنمین سے اُڑتی ہے وہ جنت کی خوشبو سے کم نہین اور جسکی تعریف لفظون مین ادا نہین ہو سکتی

جو اشخاص اس زمین سے دور، ساحل پر سے بھی گذرتے ہین وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہی، تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہین، ان مسالون کو وہان کاٹتے نہین، اور کاٹ کر ان کا انبار نہین لگاتے، لیکن چونکہ شگفتہ اور تازہ رہتے ہین، اسلئے جو شخص اس ساحل سے گذرتا ہی آب حیات کا گویا لطف اُٹھاتا ہی، یہ تشبیہہ بھی اُسکی قوت و لطافت کے لحاظ سے ناقص ہے،

"سبا مین حکومت وراثتہً منتقل ہوتی ہی، ان کا بڑا شہر مارب ہی جو ایک پہاڑ پر واقع ہے، (جبل ابلق) بادشاہ اسی شہر مین رہتا ہی، جو لوگون کو فیصلہ دیتا ہی، لیکن اُسکو کبھی اسکی اجازت نہین کہ وہ اپنا قصر چھوڑ کر نکل سکے، اگر وہ اسکے خلاف کرتا ہی تو وہ حسب حکم مذہبی سنگسار کر دیا جاتا ہے"

"سبا تمام دُنیا مین سب سے زیادہ دولت مند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہی، بُعد کے سبب سے کسی نے اُن کو فتح نہین کیا ہی، اسی لیئے خصوصاً اُنکے دارالحکومت مین سونے چاندی کے برتن ہین تخت اور پیشگاہین ہین جن کے ستون زرنگار اور نقرئی و طلائی نقش و نگار سے آراستہ ہین، ایوان اور دروازے زر و جواہر سے منقش ہین، اس قسم زیب و زینت پر نہایت ہنرمندی اور محنت وہ صرف کرتے ہین"

مشہور مورخ آرٹی میڈوروس Artimidorus سنہ ق م باشندۂ شہر افسوس Ephesus جو سبا کے عہد آخر مین تھا، لکھتا ہے:

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب مین ہی، جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر زنانہ خوشحالی (عیش آرائش و مسرت) مین واقع ہی، میوون کی کثرت کے سبب سے لوگ سُست اور ناکارہ ہو گئے ہین، خوشبو دار درختون کی جڑون مین لیٹے پڑے رہتے ہین، جلانے کی لکڑی کے بدلے دارچینی اور خوشبودار لکڑی جلاتے ہین، کچھ لوگون کا پیشہ زراعت ہی، اور کچھ ملکی اور غیر ملکی مسالون کی تجارت

کرتے ہین، یہ مسالے مقابل کے حبشی ساحل سے لائے جاتے ہین جہان سبا کے لوگ چمڑے کی کشتیون
مین بیٹھکر دریا کے پار چلے جاتے ہین، قرب وجوار کے قبائل سبا سے تجارتی اسباب خریدتے ہین اور
وہ لیے ہم سایون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام وجزیرے تک پہونچتے ہین[1]،

سبا کی عمارتین،

ہمنے پہلے بتا یا ہو کہ سبا ایک صلح پسندانہ اور امن ومسرت کی حکومت تھی، یہی سبب ہے کہ
اُسنے اپنی قوت کا زیادہ تر حصّہ اسلحہ کی بجائے عمارتون پر صرف کیا، یونانی مورخین کے بیان سے
بھی یہی ثابت ہوتا ہو، ان مین سے بعض عمارتین عہد اسلام تک باقی تھین، مسلمان مورخین نے
خود دیکھا اور اپنی کتابون مین ان کے حالات لکھے ہین، ہمدانی نے اکلیل کا ایک باب صرف
انھین عمارتون کے لیے مخصوص کیا ہو، سبا کے اب تک جو کتبات ملتے ہین وہ زیادہ تر انھین عمارتون
کی یادگاری لوحین ہین، نشوان بن سعید حمیری نے قصیدۂ حمیریہ مین تقریباً ۲۵ عمارات شاہی کا
ذکر کیا ہو، یورپین سیاح بھی ان عمارات کے کھنڈرون کے عجیب وغریب حالات بیان کرتے ہین،
قصر سلحین جو قیامگاہ شاہی تھا اُسکا نشان بھی اب تک موجود ہے،

سدِ مارب.

اسی سلسلۂ عمارات مین ایک چیز "بند آب" ہو، جس کو عربِ حجاز "سد" اور عرب یمن "عرم"
کہتے ہین، عرب کے ملک مین کوئی دائمی دریا نہین، صرف سلسلۂ کوہستان ہو، بانی پہاڑون سے
بہکر ریگستانون مین خشک ہوجاتا ہو، اور ضائع جاتا ہو، زراعت کے مصرف مین نہین آتا سبا نے
مختلف مناسب موقعون پر پہاڑون اور وادیون کے بیچ مین بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے کہ پانی
رُک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے مصرف مین آئے، مملکت سبا مین اس قسم کے سینکڑون

[1] تمام بیانات تاریخ قدیم کے مستند ترین ماخذ Dancker ڈنکر کی تاریخ قدیم سے ماخوذ ہین ج اص ۳۱۰، ۳۱۲،

بند تھے، اِن مین سب سے زیادہ مشہور **سدِّ مارب** تھا جو خود دار الحکومت کے اندر واقع تھا، شہر مارب کی جنوب مین داہنے بائین دو پہاڑ ہین جنکا نام کوہِ ابلق ہی، دونون پہاڑونکے بیچ مین وادی اذینہ ہی، پہاڑون سے اور نیز اِدھر اُدھر سے پانی جمع ہوکر وادی اذینہ مین ایک دریا جاری ہوجاتا ہی، سبا نے اِن دونون پہاڑون کے بیچ مین تقریبًا ۸۰۰ ق م مین سدِّ مارب کی تعمیر کی تھی، یہ بند تقریبًا ۱۵۰ فیٹ لمبی اور ۵۰ فیٹ چوڑی ایک دیوار ہی، اسکا اکثر حصّہ تو اب اُفتادہ ہی لیکن تاہم اسکی ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہی، **ارناؤ** ایک یورپین سیاح نے اسکے موجودہ حالات پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل مین لکھا ہی اور اسکا موجودہ نقشہ نہایت عمدگی سے طیار کیا، اِس دیوار پر جابجا کتبات ہین وہ بھی پڑھے گئے ہین،

عام مسلمان مورخین چونکہ ہر قدیم عمارت کو "بنائے سُلیمانی" کہنے کے عادی ہین، اس لیئے اِس لیئے اس سدّ کا بانی وہ بلقیس ملکۂ یمن و حرم سلیمانی کو قرار دیتے ہین، لیکن سدِّ مارب کے بقیہ حصّہ پر جو کتبات ہین، اُن مین بانیون کے نام بھی خوش قسمتی سے باقی رہگئے، ان مین سے یثیع امر بیّن بن سمہعلی ینوف مکارب سبا، سمہعلی ینوف بن ذمرعلی مکارب سبا، کرب ایل بیّن بن یثیع امر مکارب سبا، ذمرعلی ذرح ملک سبا، اور یثیع ایل وتار کے نام پڑھے گئے ہین، اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ سد ایک مانہ ممتد مین مختلف سلاطین یمن کے عہد مین تعمیر ہوا ہی، اسکا پہلا بانی **یثیع امر** تھا جو آٹھوین صدی ق م مین تھا، اس سدّ مین اوپر نیچے بہت سی کھڑکیان تھین، اوپر سے نیچے تک کی کھڑکیان حسب ضرورت کھولی اور بند کی جاتی تھین، سدّ کے دائین بائین مشرق و مغرب مین دو بڑے بڑے دروازے تھے جن سے پانی تقسیم ہوکر چپ و راست کی زمینون کو سیراب کرتا تھا، اس سد کے حالات ہمارے مفسرین نے جو بیان[1] کیئے ہین، بعینہ ارناؤ کے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہی[2]، نقشہ کے دیکھنے سے صورت حال اچھی طرح

---

[1] تفسیر آیت مذکور، طبری اور بغوی مین دیکھو [2] فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کا رسالہ ۱۸۷۴ء

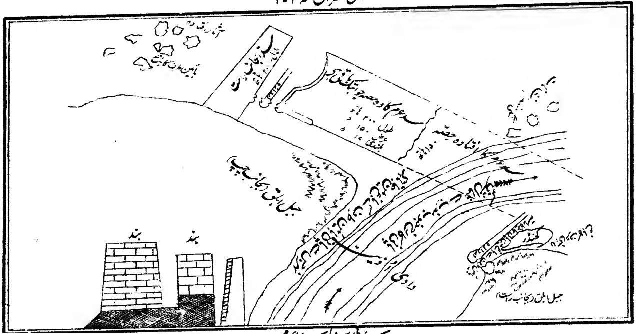

سد مارب یا سد عرم

ذہن نشین ہوجائیگی،

جنتین عن یمین وشمال،

اس نظام آبرسانی سے چپ وراست دونون جانب اس ریگستانی وشور ملک کے اندر ۳۰۰ میل مربع مین سینکڑون کوس تک بہشت زارطیار ہوگئی تھی، جس مین انواع واقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے، انکی خوشبو دور تک پھیلی رہتی تھی،

جنت سبا اور قرآن مجید۔

قرآن مجید ان آیات مین انھین باغون کی طرف اشارہ کرتا ہے،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَأٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ. كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ. بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ.

سبا کے لوگون کیلیے خود اُنکے گھر مین قدرت خدا کی ایک عجیب نشانی موجود تھی، دو باغون (کا سلسلہ) داہنے بائین، سبا کے لوگو اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ اور شکر کرو، شہر ہی پاکیزہ اور پروردگار ہی بخشنے والا،

ہمارے پاس اس جنت زار کے قصے بروایت عرب واقعہ سے کئی سو سال بعد کے موجود ہین لیکن خود ہمارے دشمنون کے سفینون مین اسکی معاصرانہ شہادتین جو محفوظ ہین اُنکو ایک دفعہ پھر پڑھو،

اراٹوستھنیس Ertosthenes جو ۱۹۴ـــہ ق م مین سبا کا معاصر تھا لکھتا ہی:

"...سبا کے لوگ ہین جن کا دارالحکومت شہر مارب ہی... یہ قطعہ ملک مصر زیرین سے بڑا ہی، گرمیون مین بارش ہوتی ہی، اور دریا جاری ہوتے ہین، جو میدانون اور تالابون مین خشک ہوجاتے ہین اس سبب سے زمین اسقدر سرسبز وشاداب ہی کہ تخم ریزی وہان سال مین دوبار ہوتی ہی،

...سبا کا ملک خوش وخرم ہے،

آغاتھارشیدس Agatharchides جو ۱۴۵ــہ ق م مین سبا کے زمانۂ وعصر مین تھا بیان کرتا ہے:

"سبا عرب کے حصۂ سرسبز و آباد Felix میں رہتے ہیں جہاں بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہیں، دریا کے کنارہ جو زمین ہی اُس میں نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں جو دیکھنے میں نہایت بھلے معلوم ہوتے ہیں، اندرون مُلک میں بخورات، دارچینی اور چھوارے کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں اور ان درختوں سے نہایت شیرین بو پھیلا کرتی ہی، درختوں کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے ہر قسم کا نام و وصف مشکل ہی، جو خوشبو اُسمیں سے اُڑتی ہی، وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں، اور جسکی تعریف لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی، جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گذرتے ہیں، وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہی تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہیں، ... وہ گویا آبحیات کا لطف اُٹھاتے ہیں، اور یہ تشبیہہ بھی اُس کی قوت و لطافت کے مقابل میں ناقص ہی،

آرٹی میڈروس Artimidorus جو سبا کے عہد آخر میں تھا لکھتا ہی

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب میں ہی، جو ایک پُر اشجار پہاڑ پر عیش و مسرت (زمانہ خوشحالی) میں واقع ہے[1]"

خدائے پاک اسکے بعد فرماتا ہے:

فَاَعۡرَضُوۡا فَاَرۡسَلۡنَا عَلَيۡهِمۡ سَيۡلَ الۡعَرِمِ | پھر اُنھوں نے سرتابی کی تو ہم نے اُنپر بند (توڑ کر اُسکا) سیلاب بھیجا

یہ سیلاب آیا اور ہم اِس پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن اِس عصر تاریخی میں جب ہر غیر معاصرانہ روایت قابل شک و اشتباہ ہی، خدائے قرآن نے اپنے کلام معجز کی صداقت کا نیا سامان پیدا کر دیا، یعنی اِس بند کے ٹوٹے ہوئے کھنڈر ہیں، واقعۂ سیلاب کے مشرح حالات کا کتبہ جو ایک عیسائی فاتح یمن کے ہاتھ کا لکھا ہوا مل گیا، یہ عیسائی فاتح وہی ہی جو

---

[1] ان عبارتوں کا حوالہ اوپر گذر چکا،

اپنے ہاتھیوں کے بل پر کعبہ کو ڈھانے نکلا تھا، لیکن آج اسی دشمن کعبہ کا شکی ہاتھ کعبہ مکرمہ کی کتاب مقدس کی تصدیق کے لیئے بلند ہو[1]

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا)	اور اُن اعلیٰ میوہ ون کے باغون کے بدلہ معمولی پھلون یعنی پیلو، جھاؤ اور کچھ بیری کے باغ دیدیے، یہ اُن کے کفران کی سزا ہی ہم کفران نعمت کرنیوالون ہی کو سزا دیتے ہین

قرآن مجید جب نازل ہورہا تھا تو اس سزا کو جو ان درختون کی شکل مین نمودار ہوئی تھی یمن کا ہر باشندہ بچشم خود معائنہ کررہا تھا، لیکن ۴۰۰ برس کے بعد بھی، برائی العین ہر سیاح کو نظر آرہی تھی، ہمدانی التوفی ۳۳۴ھ جسکی صداقت بیانی کے نہ صرف سیاحین یورپ بلکہ اثرین (ارکیالوجسٹ) بھی معترف ہین وہ چوتھی صدی کے اوائل مین شہادت عینی پیش کرتا ہو کہ "اُن باغون کی جگہ یہان پیلو کے درخت اتنے ہین کہ کہین اور نہین"

سبا کی آبادیان

ہم نے "سبا کے دائرۂ حکومت" کے تحت مین لکھا ہو کہ یمن کے علاوہ حبشہ اور شمالی عرب مین بھی سبا کی آبادیان تھین، توراۃ و اسفار مین متفرق خاندانون کے نام بتاے گئے ہین، سبا بن یقطان (قحطان) باشندۂ یمن، سبا بن ... بن ابراہیمؑ برادر زادۂ مدین باشندۂ عرب شمال، سبا بن کوش بن حام باشندۂ حبش، (تکوین)

نولڈیکی کے اُصول کی بناپر کہ توراۃ کے قبائل و اقوام کا تقسم صرف جغرافی نسب و تعلق ہی، ان تینون متفرق النسب سبا کے یہ معنی ہین کہ سبا کے تین جغرافی مرکز یا آبادیان تھین، یمن حبشہ اور شمالی عرب مین، یمن مین سبا کا وجود و قیام تو محتاج اثبات نہین، روایات عرب تاریخ اقوام

[1] تفصیل اصحاب الفیل مین دیکھو،

آثار قدیم اِن سب کی شہادت قاطعہ موجود ہی، دیگر اطراف ملک مین بھی اِن کا وجود واثر مخفی نہین ہی، شمال عرب مین بطرفِ شام وعراق توراۃ کے متعدد فقرون مین ان کا وجود عارضی نہایت قدیم زمانہ سے مذکور ہی، اوران کا بار بار ذکر اوپر گذر چکا ہی (دیکھو سبا کا دائرۂ حکومت، اور سبا کی دولت وعظمت) یونانی مورخین نے بھی اِن اطراف مین اِن کا ہونا بیان کیا ہی، آغاتارسیدوس (۱۴۵ ق م) کہتا ہی کہ سب سے پہلے نبطی (جن کا مسکن عراق وشام کے درمیان تھا) اور سبائی جو شام[۱۵۱] کے اوپر واقع ہین، عرب سعید پر قابض ہوئے ہین" ایک اور یونانی مورخ بیان کرتا ہی[۱۵۲]:

"یہان سے اُس شہر تک ایک سڑک جاتی ہی جس کا نام پٹرا (رقیم) ہی، جہان اہل قریہ اہل معین اور وہ تمام عرب اسکے قریب رہتے ہین جو بالائی ملک (عرب) سے بخورات لاتے ہین"

یہ پہلے گذر چکا ہی کہ اسیریا کے آثار مین بھی شیخ امر سبائی کا ساتوین صدی ق م مین اسیریا سے مغلوب ہونا مذکور ہی، معلوم ہی کہ اہل اسیریا کبھی یمن نہین آئے، اسلیئے یہ بالکل واضح ہی کہ خود سبا یہانتک پہونچ گئے تھے، جیسا کہ سِفرایوب (۱۔۱۵ و ۶۔۱۹) سے بھی ثابت ہی،

حبشہ مین اہل سبا کا وجود عہد قدیم سے تھا، حبشہ یمن کے بالمقابل سواحل پر واقع ہی، یہ سواحل تاریخ کی ابتدا سے اِسوقت تک یمنی وحضرموتی عرب کے جولانگاہ ہین، بعض کتبات سے معلوم ہوا ہی کہ سبا کا ایک گورنر معافر کے لقب سے حبشہ مین رہتا تھا[۱۵۳]، خود حبش بھی اپنے کو سبا کی اولاد کہتے ہین[۱۵۴]، ایک یونانی مورخ کی شہادت بھی جو سبا کا معاصر تھا پہلے گذر چکی ہی کہ "سبا سواحل حبشہ مین بھی تجارت کا مرکز رکھتے ہین"

---

۱۵۱ گوڈ ہائمس آف مین، ص ۲۳۳،

۱۵۲ حوالہ مذکور ص ۱۰۱

۱۵۳ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ج ۲۲ ص ۹۵۵۔

۱۵۴ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ۱، ص ۲۳،

ملکہ سبا،

توراۃ (بنیم)[۱]، انجیل[۲] اور قرآن مین سبا کی ایک شہزادی کا ذکر ہی جو حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ مین آئی تھی، یہ سبا کی شہزادی بزبان توراۃ کس سبا کے خاندان سے تھی؟ یا بزبان تاریخ سبا کی کس آبادی سے آئی تھی؟ توراۃ مین صرف "سبا کی شہزادی" کا لفظ بلا تعین خاندان و جہت[۳] ہی، ترگوم مین ہی کہ اُسکا ملک (فلسطین کے) مشرق مین[۴] ہی، انجیل مین ہی کہ وہ (فلسطین کے) جنوب[۵] سے آئی تھی، یوسیفوس اسرائیلی کی تاریخ مین ہی کہ وہ مصر و حبشہ[۶] کی شہزادی تھی، اہل حبش، اُسکو حبشی سمجھتے ہین، جس کے یہ معنی ہین کہ وہ کوشی خاندان کی سبا تھی، قرآن نے بھی کوئی تعین خاندان و جہت نہین کی ہی لیکن تمام مفسرین و مورخین اُسکو عرب قحطانی اور باشندۂ یمن سمجھتے ہین، آجکل کہ اثریات کا زمانہ ہی، اس بنا پر کہ یمن کی عورت کا کوئی کتبہ نہین ملا ہی، اور شمال عرب مین متصل عراق تین چار قدیم حکمران عورتون کے نام ملے ہین، ملکۂ سبا کا اِس حصۂ آبادی سے جانا ممکن خیال کیا جاتا ہے[۵]،

جن قدیم تحریرون مین ملکۂ سبا کا ذکر ہی اُن مین سے صرف تین مین تعیین جہت ہی، یوسیفوس، ترگوم اور انجیل، یوسیفوس کا بیان کہ وہ مصر کی شہزادی تھی، متفقاً غلط ہی، بقیہ بیانات مین کہ وہ مشرق، جنوب یا حبشہ کی تھی ہمارے نزدیک کوئی فرق نہین کہ یہ سب سبا کے مقامات تھے، تاہم اصل مرکز کے لحاظ سے وہ یمن ہی کی کہی جانے گی (یعنی جنوب عرب کی) جیساکہ انجیل کی شہادت اور روایات عرب کا تواتر ہے،

۱ھ تاریخ ملوک ا باب ۱۰ ایام ۲ باب ۹۔

۲ھ جوئش انسائیکلوپیڈیا، مضمون سبا،

۳ھ متی ۱۲۔ ۴۲، لوقا ۱۱۔ ۳۱۔

۴ھ ج اذکر سلیمان،

۵ھ جوئش انسائیکلوپیڈیا، مضمون سبا،

۶ھ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۰۲۔

اہل حبش جو ملکۂ سبا کو حبشہ کی بتلاتے ہین اور اب تک حبشہ کا شاہی خاندان تفاخراً اپنے کو اسی ملکۂ سبا کی اولاد یقین کرتا ہی اُسکا نام اُنکی زبان مین ماکدہ ہی یمن کے عرب یہود مین اُسکا نام بلقیس مشہور تھا، اور اسرائیلیات کے ذریعہ سے یہی نام مسلمان مورخین اور اہل تفسیر مین مقبول ہی لیکن لفظی دلالت کے لحاظ سے یہ عربی نہین بلکہ یونانی الاصل نام معلوم ہوتا ہی بعض روایات تفسیر مین بلقیس کو پریزاد کہا گیا ہی یعنی اسکی ماں (بلقمہ) ایک پری تھی، لیکن یہ روایتین بالکل لغو اور موضوع ہین۔ "بلقمہ" کو ممکن ہی کہ یمن کی مشہور دیبی "المقہ" سے کوئی نسبت ہو، اسیطرح اہل تاریخ کا ملکۂ سبا (بلقیس) کو بنت شرجیل لکھنا بھی غلط ہی، شرجیل حمیر کا بادشاہ اور حضرت سُلیمان سے تقریباً ڈیڑھ ہزار برس بعد تھا،

ملکۂ سبا اور قرآن مجید

سبا کا نام قرآن مجید مین دو بار آیا ہی اوّل حضرت سُلیمان کے قصّے مین ملکۂ سبا کے نام سے اور دوسری بار سیل عرم کے ذکر مین، سیل عرم کا ذکر اس سے پہلے گذرچکا ہے، ملکۂ سبا کا قصّہ سورۂ نمل مین مذکور ہے،

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ
أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا
أَوْ لَأَذْبَحَنَّهُ، أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ، فَمَكَثَ
غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ
وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدتُّ
امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا
عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ

سُلیمان نے پرندون کا جائزہ لیا، پھر کہا، کیا مجھے ہی کہ مین نے ہدہد کو نہین دیکھا یا وہ موجود نہین، مین اُسکو سخت سزا دون گا یا ذبح کرڈالون گا، یا کوئی صاف دلیل لائے، سُلیمان تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ہدہد آکر گویا ہوا، مجھے وہ معلوم ہوا جو آپکو نہین معلوم، سبا سے ایک سچّی خبر لیکر مین آیا ہون، مین نے ایک عورت کو دیکھا جو سبا پر حکومت کرتی ہی اُسکو ہر شے عنایت کی گئی ہی اُسکا ایک بڑا تخت ہی

لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ
الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ
فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ
يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ،
اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ،
قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ
اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ
عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ،
قَالَتْ يٰاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ
اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ
الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ،
قَالَتْ يٰاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْ اَمْرِيْ ،
مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ،
قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ
وَالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا
تَاْمُرِيْنَ ،
قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً

مین اِس عورت کو اور اُسکی رعایا کو خدا کو چھوڑ کر آفتاب
کو سجدہ کرتے پایا، شیطان نے اُن کے اعمال اُنکی نگاہ مین
اچھے کر کے دکھائے ہین، صحیح راستہ سے اُن کو باز رکھا ہی
وہ راہ نہین پاتے کہ خدا کو وہ سجدہ کرین جو آسمانون سے
اور زمین سے چھپی ہوئی چیز کو باہر نکالتا ہی اور جو تم چھپاتے ہو
یا ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہی خدا ہی جس کے سوا کوئی خدا
نہین وہی بڑے تخت کا مالک ہے،
سُلیمان نے کہا ہم دیکھتے ہین کہ تو سچ کہتا ہے یا
جھوٹا ہی، میرا یہ خط لیجا، اُن کے پاس ڈال دے، پھر
اُن سے الگ ہٹکر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہین،
ملکہ نے خط پاکر درباریون سے کہا، میرے نام ایک نامۂ
مقدس آیا ہی، یہ نامہ سُلیمان کے پاس سے آیا ہی عبارت
یہ ہی "مہربان اور رحم والے خدا کے نام سے شروع کرتا ہون،
مجھ سے سرکشی نکرو، اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ"
ملکہ نے کہا اے سردارو اِس معاملہ مین اپنی رائے دو،
تمھاری حاضری کے بغیر مین کسی بات کا فیصلہ کر لیا نہین کرتی
سردارون نے کہا ہم زور و قوت والے ہین، یون
فیصلہ آپ کے ہاتھ مین ہی دیکھئے کیا حکم دیتی ہین۔
ملکہ نے کہا، بادشاہ جب کسی آبادی مین داخل

أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ،
وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ، وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ
بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ،
فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ
بِمَالٍ ، فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ
بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُونَ ، ارْجِعْ
إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ
بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً ، وَهُمْ
صَاغِرُونَ ،
وَقَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا
قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ، قَالَ عِفْرِيتٌ
مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ
مِنْ مَقَامِكَ ، وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
أَمِينٌ ،
وَقَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا
آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ
مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي
أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ، وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ،
وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ،

ہوجاتے ہین، تو اُسکو ویران کرڈالتے ہین، اور وہان کے معزز ترین باشندونکو ذلیل بناڈالتے ہین اور اسیطرح کیا کرتے ہین، مین انکے پاس ہدیہ دیکر قاصد بھیجتی ہون پھر دیکھتی ہون کہ قاصد کیا جواب لاتے ہین،

قاصد جب سُلیمان کے پاس پہونچا، تو سلیمان نے کہا اِس حقیر مال و دولت سے تم میری مدد کرتے ہو، خدا نے جو کچھ مجھے دیا ہی وہ اُس سے بہتر ہی جو تمکو اُس نے دیا ہی، تم اپنے اِس تحفہ پر شادان ہو، سبا کو واپس جا، ہم اب لشکر لیکر آئینگے کہ جس کا وہ مقابلہ نہ کرسکینگے، اور ملک سبا سے ذلیل کرکے اُن کو نکال باہر کرینگے،

سلیمان نے پھر اپنے سردارون سے کہا، کون اُسکا تخت میرے پاس اُٹھا لائیگا، ایک تنومند جن نے کہا مین اِس سے پہلے کہ آپ دربار سے اُٹھین مین وہ تخت لے آتا ہون، مین اِس تخت کے اُٹھا لانیکی قوت رکھتا ہون، اور امانت کے ساتھ لاؤنگا

جسکو خدا کا علم تھا اُسنے کہا نگاہ پلٹنے سے پہلے مین اُٹھا لاتا ہون، سلیمان نے جب تخت اپنے پاس رکھا دیکھا، کہا یہ خدا کے فضل سے ہوا تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری کرتا ہون، اور جو شکر کرتا ہی وہ اپنے ہی لیئے کرتا ہی اور جو کوئی ناشکری کرے تو خدا بے پروا اور بزرگ ہی،

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْ اَمْ تَكُوْنُ
مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ، فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ
اَهٰكَذَا عَرْشُكِ، قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ، وَاُوْتِيْنَا
الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ، وَصَدَّهَا
مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنَّهَا كَانَتْ
مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ،
قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَاَتْهُ
حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا، قَالَ اِنَّهٗ
صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ، قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ
ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، (نمل)

سلیمان نے حکم دیا کہ تخت کا روپ بدل دو، وہ راہ پاتی
ہی یا نہ راہ پانیوالون مین سے ہوتی ہی جب ملکہ آئی تو اُس سے
کہا گیا، کہ تیرا تخت کیا اِسی قسم کا ہی؟ جواب دیا کہ گویا وہی
ہی اور اس سے پہلے ہمکو علم دیا چکا تھا اور مسلمان ہو چکے تھے،
ملکہ کو غیر خدا کی پرستش نے حق سے روک رکھا تھا، اور وہ
کافر قوم سے تھی،
ملکہ سے کہا گیا کہ محل کے اندر چل، جب اُسنے محل کو دیکھا
تو سمجھی کہ گہرا پانی ہی، دونون پنڈلیان کھول دین، سلیمان
نے کہا یہ تو شیشہ کا مکان ہی، ملکہ نے کہا، خدایا مین اپنی
جان پر ظلم کرتی رہی، سلیمان کے ساتھ مین بھی خدا کی جو
تمام دُنیا کا پروردگار ہی اطاعت گذار ہوئی،

بعینہ یہی قصہ اسفارِ یہود مین بھی مذکور ہی، گو تفصیل و اجمال مین کسی قدر اختلاف ہی، سب سے
پہلے تبیم کے سفر ایام اور سفرِ ملوک مین یہ قصہ مذکور ہوا ہی اور یہ دونون اسفار بیان واقعہ مین حرف
حرف متفق ہین:

"جب سلیمان کا شہرہ سبا کی ملکہ تک پہونچا، تو مشکل سوالون سے وہ اُسکو آزمانے آئی،
اور بڑی فوج اور شان و شوکت کے ساتھ یروشلیم مین داخل ہوئی، بہت سے اونٹون پر
خوشبو کی چیزین، بہت سا سونا اور بیش قیمت جواہر لدے تھے، وہ سلیمان کے پاس آکر
ٹھہری اور جو کچھ اُسکے دل مین تھا اُسکی بابت اُس سے گفتگو کی، سلیمان نے اُسکے تمام
سوالون کا جواب دیا، سلیمان سے کوئی چیز پوشیدہ نہ تھی جو جواب نہ دیتا،

سبا کی ملکہ نے جب سُلیمان کی دانشمندی اور اُسکے گھر کو جو اُسنے بنایا تھا اور اُسکے دسترخوان کے کھانون کو اور اُسکے نوکرون کی نشست و برخاست کے طور کو اور اُنکی پوشاک کو اور اُسکے ساقیون کو اور "اُس سیڑھی کو جس سے وہ خداوند کے مسکن پر چڑھتا تھا" (یہ ملوک کی آیت ہی ایام مین اُسکے بجائے یہ ہی "اور اُن قربانیون کو جو وہ خداوند کے مسکن مین چڑھایا کرتا تھا") دیکھا تو اُسکے ہوش اُڑ گئے اُس نے بادشاہ سے کہا کہ مین نے تیری دانش اور تیرے کامون کی نسبت اپنے ملک مین جو سنا تھا وہ تحقیق خبر تھی لیکن جب تک اپنی آنکھون سے نہین دیکھا تھا، باور نہین آتا، لیکن جو دیکھا اُس کا آدھا بھی نہین سُنا تھا،

مبارک ہین تیرے لوگ اور مبارک ہین تیرے نوکر اجو ہمیشہ تیرے حضور کھڑے رہتے ہین اور تیری حکمت کی باتین سنتے ہین، خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہی اور جس نے تجھکو اسرائیل کے تخت پر بٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ابد تک پیار کرتا ہی اور تجھکو بادشاہ بنایا کہ تو عدل و انصاف کرے،

ملکہ نے ۱۲۰ قنطار سونا اور بہت سی خوشبوئین اور قیمتی جواہر سلیمان کو دیے، ملکہ نے جیسی خوشبوئین پیش کین ایسی پھر کبھی نہ ملین،...... سُلیمان نے سبا کی ملکہ کو جو کچھ اُسنے مانگا اُس سے زیادہ تحفہ دیا اور ملکہ اپنے ملازمون سمیت اپنی مملکت کو پھر گئی"

(۲ سفر ایام باب ۹ و ۲ ملوک باب ۱۰)

ترگوم (دوم بر استرا) مین جو توراۃ اور بائبل کا آرامی ترجمہ ملکہ آرامی زبان مین انکی تفسیر ہی یہ قصہ زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہی گو بعض نہایت لغو باتون کی بھی اُس مین آمیزش ہی، ترگوم کی روایت کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

"سلیمان عرق انگور پیکر جب نشاط مین آتے تھے تو تمام بادشاہون کے سامنے اپنی غلامون کو بُلاتے تھے اور اُسوقت دنیا کی تمام زندہ مخلوقون کو حکم دیتے تھے کہ اُنکے سامنے ناچین" ایک دن سلیمان نے دیکھا کہ ہُدہُد غائب ہی" سلیمان نے حکم دیا کہ وہ حاضر کیا جائے" جب ہُدہُد آیا تو اُسنے بیان کیا کہ "تین مہینے سے وہ اِدھر اُدھر اُڑ رہا تھا کہ کوئی ایسا ملک ملے جو اب تک حضور کے ماتحت نہین ہی آخر" مشرق" مین ایک ملک ملا جس پر سبا کی ملکہ حکومت کرتی ہی' اُس ملک کی خاک سونے سے زیادہ بیش قیمت ہی' وہان چاندی کوڑی کی طرح گلیون مین پڑی پھرتی ہی' درخت وہان بدو خلقت سے ایسے ہی ہین' پانی وہان جنت سے آتا ہی' اور وہین سے بنکر ہار آتے ہین جنکو لوگ پہنتے ہین' اِس ملک کے دار الحکومت کا نام "قیطور" ہی'

"پھر پرندہ نے یہ رائے دی کہ وہ اُڑکر اُس ملک کو پھر جائیگا' اور وہان کی ملکہ کو اپنے ساتھ لائیگا' سلیمان نے یہ تجویز پسند کی' اور خط لکھکر ہُدہُد کے بازو مین باندھ دیا گیا' ہُدہُد شام کے وقت جب وہ آفتاب کی عبادت کی جارہی تھی' پہونچا" یہ خط ملکہ کے حوالہ کیا' ملکہ نے خط پڑھکر جسمین یہ دھمکی تھی کہ فوراً میری بارگاہ مین حاضر ہو ورنہ اُسکی فوج "جو جانورون' پرندون' روحون' اور رات کے دیوؤن کی ہی" اُس سے لڑنے کو آئے گی"

" ملکہ بہت خوف زدہ ہوئی اور اُسنے بوڑھون کی" اور سرداروں کی مجلس مین مشورہ کیا' لیکن یہ لوگ سلیمان سے بالکل واقف نہ تھے' تاہم ملکہ نے "اپنے جہازونکو بیش قیمت لکڑیون' گران بہا جواہر' اور موتیون سے بار کرکے' اور ۶۰۰۰ ایک ہی ساعت کی پیدائش اور ایک ہی قد و قامت اور ایک ہی شکل و صورت اور ایک ہی

حریر سُرخ کے لباس مین غلام اور لونڈیان، تحفہ بھیجین، خط کے جواب مین لکھا، کہ
گرچہ قیطور، اور یروشلیم کے درمیان عموماً، برس کا راستہ ہی تاہم وہ تین برس مین
وہان پہونچے گی"

"سلیمان نے اپنے دورہ مین ملکہ سے ملنے کو ایک نوجوان کو جو صبح کی طرح
خوبصورت تھا بھیجا،

"ملکہ جب یروشلیم پہونچی" تو ایک شیشہ کے محل مین اُس سے سُلیمان نے
ملاقات کی، ملکہ نے یہ سمجھکر کہ بادشاہ پانی مین بیٹھا ہی، پنڈلیون سے کپڑا اُٹھایا" سلیمان
مسکرائے، اور یہ دیکھکر کہ اُسکے پاؤن مین بال ہین بولے کہ شکل تو ایک عورت کی لیکن
بال مردون کی طرح، پاؤن کے بال مردون کی زینت ہین لیکن عورتون کے لئے
عیب، ملکہ سبا نے سُلیمان سے بہت سی پہیلیان پوچھین (تفصیل مین نے چھوڑ دی
ہو) سُلیمان نے سبکے ٹھیک جواب دیئے،"

اِس عبارت کے جو فقرے گھیر دیے گئے ہین، وہ قرآن مین نہین ہین، اِس سے ظاہر
ہوگا کہ **قرآن** جو گذشتہ کتابون کی تصحیح و تحیض کے لئے آیا تھا یہ خدمت اُسنے کس حد تک
انجام دی، علاوہ ازین ترگوم نے اس واقعہ کو جس طرز و عبارت مین ادا کیا ہی وہ بالکل
ایک کم پایہ انسان کے معمولی افسانہ کی حیثیت رکھتا ہی، برخلاف اسکے قرآن کا طرزِ ادا
ایک شاہانہ پیغمبری ایک تبلیغ دانش و حکمت، ایک روحانی جبروت و اقتدار کے اظہار پر مبنی
ہی، قرآن کا بیان ترگوم کی واضح غلطیون سے کہ سبا کا ملک مشرق مین ہی، اُسکا پایۂ تخت قیطور
تھا، وہان سونا اور چاندی کوڑے کی طرح پڑی رہتی تھی، دونون ملکون مین سات برس کی
مسافت ہی، پاک ہی، اور سب سے بڑی بات یہ ہی کہ قصّون کی غرض و غایت مین زمین و آسمان کا

فرق ہی، ترگوم کی بنا پر ملکۂ سبا کی طلب صرف شاہانہ ملک گیری کی ہوس پر مبنی ہی لیکن قرآن کے لحاظ سے اس طلب کا مقصد دعوت الی اللہ، منع شرک، قمع کفر اور اصلاح نفوس انسانی ہے،

ایک اور بات بھی قابل لحاظ ہی، ترگوم کے مطابق حضرت سُلیمان سبا سے واقف تھے اور تعجب و حیرت زائی کا سبب سبا کی دولت و حشمت کا مبالغہ آمیز بیان تھا،

لیکن وحی قرآنی نے اس حیرت و تعجب کا سبب اسطرح بیان کیا ہے:

وَجِئْتُ مِنْ سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ، إِنِّي وَجَدتُّ	ہُدہُد نے کہا میں سبا سے ایک تحقیق خبر لیکر آیا ہوں میں نے
امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ، وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا	پایا کہ ایک عورت اُن پر بادشاہ ہی جسکو ہر چیز دی گئی ہی
عَرْشٌ عَظِيمٌ، وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ	اُسکا ایک بڑا تخت ہی، میں نے اُسکو اور اُسکی قوم کو
لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ، وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ	آفتاب کو سجدہ کرتے پایا، نہ خدا کو، شیطان اُن کے کاموں کو
أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ، (نمل)	اُنکی نظر میں اچھا کرکے دکھاتا ہی پھر اُن کو راہ سے روک دیا ہی

بعض شکوک کا ازالہ

ا۔ ترگوم اور قرآن مجید دونوں میں قصّہ کی ابتدا ہُدہُد سے ہوتی ہی، ہمارے ان تمام مفسرین نے اُس ہُدہُد سے یہی معروف مرغ مراد لیا ہی، لیکن اس زمانہ کے بعض فطرت پرست کہتے ہیں کہ مرغ کا بولنا اور اُسکی بولی سے مفہوم کا سمجھنا خلاف عقل ہی، اسلئے ہُدہُد کسی انسان کا نام ہوگا اور اُس زمانہ میں عموماً یہ نام رکھا جاتا تھا، ہمکو اس دعوے کی صداقت سے انکار نہیں کہ ہُدہُد آدمی کے نام ہوتے تھے، خود حضرت سُلیمان کے عہد میں مدین کے شاہزادہ کا نام ہُدہُد تھا (سلاطین) اور روایات عرب میں ملکہ کے باپ یا بھائی کا نام بھی ہُدہُد مذکور ہی، لیکن قرآن کے لفظ تفقد الطیر (پرندوں کا جائزہ لیا) کا کیا جواب ہوگا، میری رائے میں اب جبکہ جانوروں کی عاقلیت کا مسئلہ مسلّم

ہوتاجاتا ہی، بندرون کی بولیون کی ابجد طیار کی جارہی، تو ہُدہُد کے بولنے پر تعجب کیون ہو "طیر" کے معنی، فوج کے لینا جیسا کہ مولوی چراغ علی نے لیا ہو اُسی طرح بے ثبوت ہی جسطرح سرسید کا سورۂ فیل کی تفسیر مین "طیر" سے مثال بدلینا، اور اگر پرندون کا بولنا اب بھی کھٹکتا ہو تو فرض کرلو کہ نامہ برکبوتون کی طرح تربیت یافتہ نامہ بر ہُدہُد ہوگا، اور اُسکے بولنے سے مقصود اِس مضمون کا خط اُس کے پاس ہونا سمجھ لو، جیسا کہ خود اِسی موقع پر قرآن مجید مین ہی کہ حضرت سلیمان نے خط دیکر اُسکو ملکۂ سبا کے پاس بھیجا، اِسی طرح پہلے بھی خط لیکر آیا ہوگا،

۲- دوسری چیز قابلِ انکشاف ملکۂ سبا کا تخت ہی، جسکی نسبت قرآن مجید مین مذکور ہی کہ "حضرت سلیمان نے اُسکو اپنے دربار مین اُٹھوا منگوایا، اور اُس مین کچھ ردوبدل کرکے ملکہ سے پوچھا کہ تم یہ تخت پہچانتی ہو، تمھارا ہی؟" روایات تفسیر مین مذکور ہی کہ یہ تخت طلائی اور جواہر سے مرصّع تھا، یہودیون کے اسفار نبیم امین سبا کے تخت کا مطلق ذکر نہین لیکن یہ مذکور ہی کہ "ملکۂ سبا حضرت سُلیمان کی خدمت مین بہت سے جواہر، سونا اور دیگر تحائف لائی جس سے حضرت سلیمان نے ایک ہاتھی دانت کا تخت مرصع و جواہر نگار بنوایا" (۲-ایام باب ۹) ممکن ہی کہ یہ اُسی سبائی تخت کے متفرق اجزا کا ذکر ہو، ترگوم استرا مین بھی اس تخت کے متعلق بہت سے عجیب و غریب واقعات مذکور ہین،

تاریخی شہادات سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ سبا مین اِس قسم کی صنعتکاری کا رواج عام تھا، اگاتہر شیدوس ایک یونانی مورخ جو اسلام سے ۸۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہے کہ:

"سبا تمام دُنیا مین سب سے زیادہ دولتمند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت لایا جاتا ہی، بُعد کے سبب سے کسی نے اُن کو فتح نہین کیا ہی، اسلیے خصوصاً اُن کے پایہ تخت مین

طلائی ونقرئی ظروف، تخت اور دہلیز ہین، جن کے پائے زرنگار اور نقرئی وطلائی
نقش ونگار سے آراستہ ہین، پیشگاہ، اور دروازے زروجواہر سے منقش ہین، اور اس
قسم کی زیب وزینت پر وہ نہایت ہنرمندی اور محنت صرف کرتے ہین"

اس تحریری بیان سے ثابت ہوتا ہو کہ مملکت سبا مین اس قسم کی چیزون کا خاص طور سے اہتمام تھا، ممکن ہو کہ اس بیان سے ۱۲۰۰ برس پہلے ملکۂ سبا کا تخت بھی اسی قسم کا ہو،

۲۔ ایک سوال یہ ہو کہ یہ تخت کس غرض سے بنایا تھا؟ اور حضرت سُلیمان کے دربار مین کیون لایا گیا تھا؟ عام جواب یہ ہو کہ ملکہ کے بیٹھنے کا تخت شاہی تھا، جو مین بحفاظت مقفل کمرون مین تھا جہان سے اظہار معجزہ کے لئے پل کے پل مین حضرت سُلیمان نے اپنے ملک شام مین اُٹھا منگوایا، ہمکو اس سے اختلاف ہو، ہماری رائے یہ ہو کہ ملکۂ سبا نے تحفہ کے طور پر حضرت سلیمان کے لیے اپنے ملک کی صنعتکاری کی ایک چیز طیار کرائی تھی اور چونکہ یہ تحفہ تھا ضرور ہو کہ ملکہ اپنے ساتھ شام لائی ہوگی، تحفہ کا ثبوت اس سے ملتا ہو کہ قرآن نے سبا کی سفارت اولیٰ مین تحفہ کا ذکر کیا، اور زبیم مین بھی سبا کے تحائف کا ذکر ہے،

۳۔ قرآن مجید مین مذکور ہو کہ "حضرت سُلیمان کے ایک درباری نے جو کتاب سے واقف تھا عرض کی کہ مین نگاہ پلٹنے سے پہلے، ملکہ کا تخت اُٹھا لاتا ہون"، نگاہ پلٹنے سے پہلے تخت اُٹھا لانے سے مقصود جیسا کہ ہماری زبان مین سرعت اور جلدی سمجھا جا سکتا ہو، اسی طرح عربی زبان مین بھی قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ سے بھی سمجھنا چاہیئے، بعض تابعین اور مفسرین کبار نے بھی اس لفظ کے یہی معنی لیئے ہین، اور یہ کہنا تو درحقیقت محاورات زبان سے نادانی کا ثبوت ہو کہ واقعاً اس سے نگاہ کے پلٹنے کے ساتھ کام کا ہوجانا مقصود ہے،

۴۔ اس قصّہ کے متعلق چوتھی بحث یہ ہو کہ قرآن مجید کے ان الفاظ مین کہ "وہ شخص کہ جسکے

پاس کتاب کا علم تھا بولا کہ مین تخت کو نگاہ پلٹنے سے پہلے لا دو نگا، کتاب کے علم (عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ) سے کیا مقصود ہی؟ عام مفسرین توراۃ مراد لیتے ہین یا اسم اعظم، لیکن ظاہر ہی کہ توراۃ کے علم سے تخت کا جلد اور بسرعت لے آنا کیا مناسبت رکھتا ہی؟ اسم اعظم کا تخیل ایک جاہلانہ اور غیر ثابت الشرع تخیل ہی، اسلام کے روسے یہ کوئی شے نہین، البتہ یہودیون مین یہ خیال اب تک موجود ہی،

ایک مدعی علم کلام جدید نے "کتاب" سے رجسٹر اور دفتر مراد لیا ہی یعنی بعض درباری جو حضرت سُلیمان کے سرکاری دفتر اور رجسٹر سے واقف تھے اور جانتے تھے کہ یہ تخت کہان رکھا ہوا ہی، اُنھون نے کہا کہ مین ابھی اُٹھا لاتا ہون، لیکن اُس عہد مین اُنیسوین صدی کی طرح باقاعدہ دفتر اور رجسٹر کا دعویٰ ایک مضحکہ خیز امر ہی، میری رائے یہ ہی کہ کتاب سے خط مراد ہی، لفظ "کتاب" اِسی قصہ مین اِس سے پہلے دو بار اِسی معنی مین قرآن مجید مین آچکا ہی،

اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا — میری یہ کتاب (خط) لے جا،

اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ — میرے پاس ایک کتاب (خط) آئی ہی،

اِس کے علاوہ لفظ کتاب کا بمعنی خط، عربی مین عام طور سے استعمال ہی، بلکہ فصحا اسکے سوا خط کے لیئے کوئی دوسرا لفظ استعمال نہین کرتے، میری تاویل کے مطابق آیت کا مقصود یہ ہی کہ درباریون مین سے ملکہ سبا کے مضمون خط کا جس کو علم تھا کہ وہ بطور تحفہ اپنے ساتھ ایک تخت لائی ہی، اُسنے کہا، مین ابھی لاتا ہون،

۵۔ قرآن مجید مین ہی کہ ملکہ حضرت سُلیمان کے ہاتھ پر اسلام لائی، اور پیغمبرانہ جاہ و جلال دیکھکر بے اختیار پکار اُٹھی، اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ، لیکن بظاہر بئیبل سے اسکی تائید نہین ہوتی لیکن بئیبل مین ملکہ کے یہ فقرے "خداوند تیرا خدا مبارک ہو جو تجھ سے راضی ہی" اور جس نے

مجکو اسرائیل کے تخت پر بیٹھایا، کیونکہ خداوند اسرائیل کو ابدتک پیار کرتا ہی، اور مجکو بادشاہ بنایا کہ عدل وانصاف کرے" کیا اُس کے ایمان قلب کو نہین ظاہر کرتے؟ مسیحی احباب تو قرآن کی تائید پر مجبور ہین، کیونکہ انجیل کا یہ ورس اُن کو یاد ہوگا:

جنوب کی ملکہ فیصلہ کے دن اس نسل کے ساتھ کھڑی ہوگی، اور ملامت کرے گی، کہ وہ زمین کے انتہائی حصّہ سے سُلیمان کی حکمت سُننے آئی، اور دیکھو کہ یہان سلیمان سے بڑا ہو (یعنی مسیح) متی ۱۲-۴۲-

سبا کا مذہب

قرآن مجید نے بتایا ہو سبا کا مذہب آفتاب پرستی تھا،

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل)	مین نے سبا کی ملکہ اور اُسکی قوم کو خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے پایا،

بائیبل اس ذکر سے خاموش ہی، لیکن ترگوم سے تصدیق ہوتی ہی، ترگوم کا فقرہ یہ ہی "جب کہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جارہی تھی" یونانی مورخ تھیوفراسٹینس (۲۸۸ ق م) جو اسلام سے تقریبًا ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخورات کے ذکر مین لکھتا ہی "یہ ملک سبا سے متعلق ہی جو بخورات کی ملکیت کی بڑی حفاظت کرتے ہین، ان بخورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین جو اس قوم مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہی، لایا جاتا ہی"[۲] روایات عرب سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہی، بانی قبیلۂ سبا کا لقب "عبدشمس" مشہور ہی[۳] جس کے معنی پرستار آفتاب کے ہین، اکتشافات اثریہ نے اس مسئلہ کو اظہرمن الشمس

[۱] جوئش انسائیکلوپیڈیا، ج ۱۱ ص ۲۳۶۔ [۲] ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچ، ج ۱ ص ۳۵۱،

[۳] ملوک الارض حمزہ اصفہانی ص ۱۰۰، کلکتہ،

بتادیا ہو جسکی تفصیل "ادیان" مین آئیگی، مجمل یہ ہو کہ سبا کے متعدد دیوتاؤن مین سے ایک شمس بھی تھا، جسکی تمام جنوب عرب مین پرستش کی جاتی تھی[۱]، مسلمانون نے ابتدائی صدیون مین ۲ یا ۳ یمن کی ایک عمارت کا کتبہ پڑھا تھا جو جنوبی (حمیری) زبان مین تھا، اُسمین یہ عبارت منقوش تھی، ہ بسم اللہ ہذا ما بناہ شمر یرعش لسیدتہ الشمس، شمر یرعش نے سورج دیبی کے لیئے یہ بنایا[۲]،

سبا کا تفرق و انتشار،

ہم نے اوپر کہین بتایا ہو کہ سبا کے مقبوضات تین حصّون مین منقسم تھے، حبش، یمن، اور شمالی عرب، ۱۱۵ ق م مین یہ شیرازے بکھر گئے، حبش پر اکسومی خاندان (اصحاب الفیل) قبضہ کر بیٹھا، شمالی عرب مین اسماعیلی عربون نے خروج کیا، یمن مین حمیر نے ظہور کیا، اور بقیہ قبائل تمام ملک مین تتر بتر ہو گئے،

لیکن سب سے پہلا سوال یہ ہوتا ہو کہ اس پراگندگی، تفرق اور انتشار کا کیا سبب ہوا؟ روایات نامعتبرہ، حکایات تفسیر اور افسانہائے عرب کا منشا یہ ہو کہ سیل عرم کے خوف سے جسکی خبر کاہنون کے ذریعہ سے پہلے مل چکی تھی، قبائل یمن سے نکل کر دیگر اقطاعِ ملک مین چلے گئے، لیکن اولاً تو کاہنون کی پیشینگوئی ایک لغو امر ہو، ثانیاً سیل تو صرف شہر مارب مین آنے والا تھا، تمام یمن مین نہ آنے والے تھا اور نہ آیا، اسلئے یہ سبب تو ترکِ مارب کا ہو سکتا ہو، ترکِ یمن کا نہین،

اصل یہ ہو کہ سبا کی دولت و ثروت کا اساس صرف تجارت تھی، یمن ایک طرف سواحل ہندوستان کے مقابل واقع ہو اور دوسری طرف سواحل افریقہ کے سونا، بیش قیمت

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹، [۲] ملوک الارض حمزہ اصفہانی، ص ۱۱۰، کلکتہ،

مسالہ، خوشبوئین، ہاتھی دانت، یہ چیزین حبش اور ہندوستان سے ٹھیک یمن آ کر اُترتی تھین، یمن سے سبا اونٹون پر لاد کر بحر احمر کے کنارے کنارے خشکی، حجاز سے گذر کر شام و مصر لاتے تھے، قرآن مجید نے اسی راستہ کو امام مبین" (کھلا راستہ) اور اسی سفر کا نام رحلۃ الشتاء والصیف رکھا ہو جس کو بعد مین قریش نے جاری کیا تھا، اِن تجارتی کاروانون کی آمد و رفت کے سبب سے یمن سے شام تک آبادیون کی ایک قطار قائم تھی، جہان بے خوف و خطر سفر ہو سکتا تھا،

چوتھی صدی ق م کے اواخر مین یونانیون نے اور پہلی صدی ق م مین رومیون نے علی الاتصال شام و مصر پر قبضہ کیا، یہ عربون کے بار بار حملون سے خوفزدہ رہتے تھے، عرب اِس تجارت کو صرف اپنے ہاتھ مین رکھنا چاہتے تھے، اسلئے غیر قومون کو اپنے ملک سے گذرنے نہین دیتے تھے، انباط اور حمیر کے واقعات پڑھو، کہ اسکے لئے کیا کیا خونریزیان ہوئین، اور یونانی و رومی اِن دشوار گذار پہاڑون اور ریگستانون کو آسانی طے بھی نہین کر سکتے تھے لاجرم اُنھون نے ہندوستان و افریقہ کی تجارت کو برّی راستہ سے بحری راستے کی طرف منتقل کر دیا، اور تمام مال کشتیون کے ذریعہ سے بحر احمر کی راہ مصر و شام کے سواحل پر اُترنے لگا، اِس طریق سفر نے یمن سے شام تک خاک اُڑا دی، اور سبا کی تمام نو آبادیان بے نشان ہو کر رہ گئین،

دیکھو مفسرین کے علی الرغم قرآن مجید اِن واقعات کی کیونکر حرف حرف تصدیق کرتا ہے،

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ، جَنَّتَانِ	بے شبہہ سبا کے لیے خود اپنے گھر مین نشانیان تھین، دو باغون
عَنْ يَمِينٍ وَّشِمَالٍ، كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ	(کا سلسلہ) داہنے بائین، اپنے پروردگار کی روزی کھاؤ،
وَاشْكُرُوا لَهُ، بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُورٌ،	اور اُسکا شکر کرو، ستھرا شہر ہے، اور معاف کرنے والا مالک
فَاَعْرَضُوا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ	اُنھون نے سرتابی کی تو ہم نے اُن پر بند (توڑ کر) سیلاب بھیجا

وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ	اور اُن کے دونون باغون کے بجائے بدمزہ پھلون اور
خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ذَٰلِكَ	پیلو او رکچھ بیری کے جھاڑ پیدا کرئے، یہ اُنکی ناشکرگذاری کی
جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا	جزا تھی، اور ہم تو صرف ناشکرگذارون ہی کو یہ جزا دیتے ہین
الْكَفُورَ، وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى	ہم نے اِن کے (ملک) اور برکت والی آبادیون (شام)
الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ	کے درمیان بہت سی کھُلی آبادیان قائم کردی تھین، اور
قَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ، سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ	اُن مین سفر کی منزلین مقرر کی تھین، چلو اِن آبادیون
وَأَيَّامًا آمِنِينَ، فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا	کی منزلون مین دن رات بے خوف وخطر، اُنھون نے کہا کہ
وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ	خدانے ہمارا سفر ڑا نبایا دیلے خدا ہمارے سفر کو دور
وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّ فِي	کرد ے) اُنھون نے خود اپنی جان پر آپ ظلم کیا تو ہم نے
ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ،	اِن کو کہانی بنادیا اور پارہ پارہ کر دیا، حقیقتاً اِس مین عبرت
(سورہ سبا)	کی نشانیان ہین شکرگذار اور صابر بندون کے لیے،

دیکھو اِن آیتون مین دو باتین ہین، ایک تو سیلاب عرم کا ذکر ہی، جو مسکن سبا یعنی شہر مارب مین خدا نے بھیجا، اِس سیلاب کے اثر سے تم کہتے ہو تمام قوم متزلزل ہوگئی، لیکن خدا کہتا ہی کہ سیلاب بھیجکر بند توڑ دیا جس سے صرف اُن کے باغ ویران ہوگئے، دوسری بات یہ ہی کہ تجارت کی جو پُر امن آبادیان اور راہین قائم تھین، وہ اُجڑ گئین، تم کہتے ہو، کہ اسکا کوئی اثر نہ ہوا، لیکن خدا فرماتا ہی کہ یہی وہ عذاب تھا، جس سے وہ مشکر قصہ کہانی بن گئے اور اُنکی قومیت کا شیرازہ پارہ پارہ ہوگیا،

قرآن کی صداقت پر ایک قرآن کا منکر (مولر) شہادت دیتا ہی کہ "سبا کی بربادی سیلاب سے نہین ہوئی جیسا کہ روایت عرب کا بیان ہی بلکہ تجارتی راہون کے بدلنے سے ہوئی ہی"

جسطرح کہ قرآن نے بوضاحت تمام بیان کیا ہے[۵۱]"

بنو کہلان کیا قحطانی ہین؟

عام علمائے انساب سبا کے دو بیٹے قرار دیتے ہین، حمیر اور کہلان، حمیر کو تمامتر یمن کا مالک قرار دیتے ہین، اور کہلان کو اطراف و حدود کی پاسبانی سپرد کرتے ہین، بنو کہلان کا سالار خاندان خواب دیکھتا ہی کہ یا کسی کاہن سے اُسکو معلوم ہوتا ہی کہ سدِّ مارب ٹوٹیگا اور سبا برباد ہونگے، اِس بناپر وہ یمن چھوڑ کر حجاز، نجد، بحرین عمان، یمامہ، مدینہ، عراق اور شام مین نکل جاتے ہین، ان مین سے مشہور شاخون کی حسب ذیل تفصیل ہے:

یمن ـــــــــ ہمدان، اشعر،

نجد ـــــــــ کندہ، قضاعہ،

حجاز ـــــــــ خزاعہ، (مکہ) اوس اور خزرج (مدینہ)

عمان ـــــــــ ازد،

شام ـــــــــ عاملہ، غسان،

عراق ـــــــــ لخم، جذام،

لیکن ہمارے نزدیک ہمدان واشعر اور بعض دیگر قبائل کا قحطانی الاصل ہونا مشکوک ہی، قضاعہ، خزاعہ اور لخم کو تو عموماً محققین انساب نے اسماعیلی وعدنانی کہا ہی، خزاعہ (اسلم) کو حدیث صحیح مین ہی کہ آنحضرت صلعم نے بنی اسماعیل کہا[۵۲]، اوس و خزرج کا اسماعیلی النسب ہونا بھی بخاری کی روایت سے ثابت ہی[۵۳]، اور خود اوس خزرج کو بھی اسکو دعوی تھا، کندہ کے شاعر

---

[۵۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون سبا، [۵۲] صحیح بخاری باب المناقب

[۵۳] باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا،

خود اپنے کو معد (بنی اسماعیل) کہتے ہین، غسان کا بھی اسماعیلی ہونا شعرائے عرب کے کلام سے ثابت ہی، اصل یہ ہی عام علمائے انساب کو صرف تین سلسلے معلوم تھے، عرب بائدہ، قحطانی سبا، اور اسماعیلی قیدار (عدنان)، اس بناپر جب کسی قبیلہ کی نسبت یہ ثابت ہوجاتا تھا کہ وہ بائدہ اور عدنانی نہین ہی تولامحالہ اُسکو قحطانی فرض کر لیتے تھے، حالانکہ توراۃ اور تاریخ کے رو سے عرب مین اور بہت سلسلے ثابت ہین،

قحطانی اور اسماعیلی خاندانون مین تمیز کرنا نہایت آسان ہی، جنوبی عرب عموماً بنو قحطان کا مسکن ہی اور شمالی بنو اسماعیل کا، بنو قحطان کی زبان سبائی و حمیری ہی، بنو اسماعیل کی عدنانی اور نابتی، اول کا خط تحریر مسند ہی، اور ثانی کا نابتی، دونون کے نام کا طریقہ، مذہبی تخیل، اور دیوتاؤن کے نام بالکل مختلف ہین،

اس نکتہ کے سمجھنے کے بعد یہ عقدہ خود بخود حل ہوجاتا ہی کہ بعض علمائے انساب و حدیث خود قحطان کو اسماعیلی کیون کہتے ہین؟ امام بخاری کا میلان طبع بھی ادھر ہی نظر آتا ہی، چنانچہ صحیح مین اُنھون نے "باب نسبتہ الیمن الی بنی اسماعیل" ایک مستقل باب باندھا ہی، علمائے انساب مین زبیر بن بکار کی اور ابن اسحاق کی بھی یہی روایت ہی، علامہ ابن حجر بھی فتح الباری مین اسی پہلو کو راجح قرار دیتے ہین[1]، اس مبالغہ مین اصل حقیقت یہ ہی کہ بعض قحطانی شاخین اسماعیلی ہین، اور یمن مین سکونت کے باعث یا کسی اور سبب سے اُنکو قحطانی فرض کرلیا گیا ہی[2]،

---

[1] فتح الباری جلد ۶ ص ۳۹۱

[2] جامع ترمذی تفسیر سورۂ سبا ترمذی مین ایک مرفوع حدیث ہی کہ لخم، جذام، غسان، عاملہ، ازد، اشعر، حمیر، کندہ، مذحج، اور انمار، سبا کے خاندان سے ہین، یہ حدیث غریب و حسن ہی،

حمیر

یا

سبا کا طبقۂ ثالثہ ورابعہ

۱۱۵ ق م ——— ۶۲۵

قوم تبّع واصحاب الاخدود

ملک یمن کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ وہ مغربی ومشرقی دو حصون پر منقسم ہی قطعۂ مشرقی جو اندرونی ملک سے ملحق ہی مملکت سبا ہی قطعۂ مغربی جو ایک طرف بحر عرب اور دوسری طرف بحر احمر کو چھوتا ہی حمیر کی مملکت ہے،

اس سے تم نے سمجھا ہوگا کہ بحری تجارتون نے سبا کو مٹا کر حمیر کو کس حد تک چمکا دیا ہوگا، یہی سبب ہے کہ یمن کی حکومت مشرق سے منتقل ہو کر مغرب کو چلی آئی، اور حمیر جو مغربی قبیلہ تھا اُس نے قوت مزید حاصل کر لی ناچار مشرقی قبائل رزق ومعاش کی تلاش مین کچھ مغرب کو اُٹھ آئے کچھ یمامہ، بحرین، حجاز، عراق اور شام کو چلے گئے، یہ بھی سمجھ لو کہ حمیر سبا سے کوئی الگ شے نہین ہی صرف خاندان اور موقع حکومت کا فرق ہی زبان، مذہب، اور طریق تمدن تمام چیزین ایک ہین، اسی لیے خود حمیر کے کتبات مین بھی بجائے حمیر کے سبا ہی مذکور ہی، البتہ مورخین یونان نے ۲۰ ق م مین اور اہل حبشہ نے چوتھی صدی

عیسوی مین اپنے کتبہ مین انکو حمیر کہا ہے،

لفظ حمیر علمائے انساب کہتے ہین کہ حمیر سبا کے جانشین فرزند کا نام تھا، اور اسلیئے سبا کی تمام تاریخ مین وہ بجائے سبا کے ہر جگہ حمیر بولتے ہین، لیکن اَب تک جو کتبات ملے ہین، اور جن مین سے اکثر کی بعینہ عبارتین میری نظر سے گذری ہین، اُن مین لفظ حمیر کہین نظر نہین آیا، خود حمیر کے سلاطین اپنے آپ کو "ملک سبا و ذوریدان" لکھتے ہین، ہان اہل حبش کے بعض کتبات مین "حمیر" اور "ارض حمیر" البتہ کہین کہین ملتا ہے "حمیر" عربی اور حبشی مین "حمر" سے مشتق ہوگا، جس کے معنی سُرخ کے ہین، اور محاورہ مین گورے رنگ کو احمر کہتے ہین، اسکا مقابل اسود ہے، عرب "سیاہ و سپید" کی جگہ "الاسود والاحمر" بولتے ہین، چونکہ عرب اہل حبش کو اسود اور سوداان کہتے ہین، اسکے مقابل مین حبش عربون کو "حمیر" یعنی گورے رنگ کے آدمی رکھتے ہون گے، ابرہہ مین کا حبشی فاتح، اپنے ایک کتبہ[۱] مین لکھتا ہے کہ بادشاہ حبشی حمیری فوج لیکر آیا، موجودہ محاورۂ ہند مین اسکے یہ معنی ہوسکتے ہن کہ "کالی گوری دونون پلٹنین ہین"

السنہ سامیہ اور آثار عرب کے ایک مشہور ماہر (ہالوے) نے اپنے سلسلۂ مضامین "مطالعۂ زبان سبا" مین جو فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی مین شائع ہوا ہے، اس موضوع پر ایک نہایت عجیب بحث لکھی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ بربنائے کتبات شاہان سبا و حمیر کا آئین تحریر یہ تھا کہ وہ کتبات مین عموماً لفظ ملک (شاہ) کے بعد قلعۂ حکومت کا اور اسکے بعد اپنے شہر حکومت کا

---

[۱] جہان جہان ہمنے اس باب مین کتبات کے حوالے دیئے ہین، وہ فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل ۱۸۷۴ء کے مضامین "مطالعہ زبان سبا" سے التقاط ہین،

[۲] دیکھو اصحاب الفیل، [۳] مئی و جون ۱۸۷۳ء، پیرس،

(یا علی العکس) ذکر کرتے تھے، اس بنا پر جب ہمکو شاہ اذبینہ حبشی کے کتبہ مین "ملک حمیر وریدان وسبا وسلحین" لکھا نظر آتا ہی، تو ہم صاف کہ دینگے کہ سبا وسلحین مین جو تعلق ہی یعنی پہلا شہر ہی اور دوسرا قلعہ یہی تعلق حمیر اور ریدان مین بھی ہی، اس بنا پر حمیر قوم کا نام نہین، بلکہ قلعۂ شاہی کا نام تھا، اور رفتہ رفتہ اسنے حکومت کا، اور پھر تمام قوم کا نام اختیار کر لیا،

لیکن ہمکو متعدد وجوہ سے اس تحقیق سے انکار ہی،

(۱) اس تاریخ کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ سامی قومین شخص کے نام پر ملک کا نام رکھنے کا رواج عام تھا، لیکن ملک کے نام پر قوم کا نام کبھی نہین رکھا گیا، اسکی متعدد مثالین اوپر گذر چکی ہین اور خود یہان بھی دیکھو، سبا ایک قوم کا اصل مین نام ہی جس کو ہالوے صاحب بھی اس مضمون مین تسلیم کرتے ہین بلکہ یہی ثابت کرنا چاہتے ہین، لیکن چونکہ اس قوم کا پایہ تخت شہر مارب تھا اس بنا پر خود شہر مارب کو سبا کہنے لگے جیسا کہ اذبینہ کے مذکورۂ بالا کتبہ مین بھی موجود ہی،

(۲) قاعدہ یہ ہی کہ لفظ مذکور اگر کسی مقام کا نام ہوتا ہی تو اُسکے پہلے لفظ "ذو" (مالک) یا لفظ "حضر" (شہر) یا لفظ "بیت"، (قلعہ) آتا ہی، مثلاً خود صاحب ممدوح کے شائع کردہ کتبات مین دیکھو، "ذوریدان ذوسلحین" کہ یہ دونون مقامات کے نام ہین "حضر عدن وبیت اپین" یعنی شہر عدن وقلعہ سلحین وشہر مارب، لیکن اس قسم کا استعمال لفظ حمیر کے ساتھ کہین نظر نہین آتا، اذبینہ کے جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہی اُسکی عبارت بھی یون ہی "نجوس[۱] حمیر وذوریدان وذوسبا وذوسلحین" دیکھو کہ اس مین بوضاحت تمام مقام اور قوم کے نام مین فرق نظر آتا ہے،

(۳) اب تک کتبات مین جسقدر شہرون اور قلعون کے نام ملے ہین وہ تمام تر عربی جغرافیون مین مذکور ہین، لیکن حمیر کا بحیثیت قلعہ یا شہر کا کہین ذکر نہین ہے،

---

[۱] نجوس حبشی لفظ ہی جس کے معنی بادشاہ کے ہین، اسی لفظ کو معرب کر کے عرب نجاشی کہتے ہین،

مملکت حمیر تمہید مین معلوم ہوچکا ہو کہ حمیر مغربی یمن مین بحر احمر و بحر عرب کے متصل آباد تھے، اسوقت اِس خاندان پر "ذو" (امیر) حکومت کرتے تھے، قلعۂ ریدان ان کا مسکن تھا، اور اِس بنا پر خطاب امارت "ذو ریدان" تھا" یہ قلعہ شہر ظفار کے متصل تھا، جو شہر صنعاء کے قریب واقع ہو اور جدید حکومت کا پایۂ تخت تھا، ابوعلکم مرانی اِسی ریدان کے ذکر مین کہتا ہے:-

وفی ظفار بنت آباؤنا عُرَفًا	فی کوکبان وقصر الملك ريدانا
ہمارے بزرگون نے ظفار مین عمارتین تعمیر کین	نیز کوکبان مین اور قصر شاہی ریدان" تھا

سبا کی تباہی و تفرق کے بعد حمیر نے مارب تک اپنی حکومت کو وسعت دی اُسوقت اُنکا لقب شاہی" ملک سبا و ذو ریدان" نظر آتا ہو، ایک مدت کے بعد اُن کے القاب مین "شاہ حضرموت" کا بھی اضافہ ہو جاتا ہو، پھر تمام یمن، نجد اور تہامہ کی بادشاہی، القاب مین نظر آتی ہی، اِس سے ظاہر ہوتا ہو کہ کس طرح رفتہ رفتہ اُنکی حکومت کا رقبہ وسیع ہوتا جاتا ہو، آخر ۵۲۵ء مین آخری حمیر بادشاہ **ذو نواس** اکسومی حبشیون سے شکست کھاتا ہو، اور تقریباً ۴۰ برس کیلئے ملک اُن کے ہاتھ مین چلا جاتا ہو، اسکے بعد ایرانی آتے ہین، اور ان کے چند سالون کے بعد تہامہ کی گھاٹیون سے خورشید اسلام یمن مین طلوع ہوتا ہو، اور ایک دن مین تمام یمن اس نور سے منور ہو جاتا ہے،

حمیر کا زمانہ سبا کے خاندان حمیر کا زمانہ کب سے شروع ہوتا ہو اور کب ختم ہوتا ہو؟ اسکا جواب فرض و تخمین کی بجائے کسی قدر واقعیت سے دیا جا سکتا ہو، سبائے حمیر کے پچھلے کتبات مین مبہود بن ابہد کے نام سے ایک غیر معلوم تاریخ کے سنین کا استعمال کیا گیا ہو، ۳۸۵ء، ۳۸۵ء، ۵۰۲ء، ۶۴۰ء، ۶۵۷ء، ۶۵۸ء، ۶۶۹ء مختلف کتبات کے سنین ہین، ان مین سے ۶۴۰ء کے کتبہ مین حبش کے حملۂ یمن اور ذو نواس کی موت کا ذکر ہو، یہ واقعہ عرب روایات اور رومی

بیانات کے مطابق ۶۲۵ء کا ہی، اس بنا پر یہ بالکل بدیہی ہی کہ ۶۲۵ عیسوی ۶۴۰ حمیری کے مطابق ہی، اور اسلیئے سنہ حمیری کی ابتدا ۱۱۵ ق م قرار پائیگی،[۱۵]

یہ تحقیق ہالوے کی ہی، لیکن اس مسئلہ مین میری رائے ایک اور ہی، ہالوے کی اس تحقیق سے یہ تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ حمیری سنہ کی ابتدا ۱۱۵ ق م سے ہوتی ہی، لیکن یہ نہین ثابت ہوتا کہ حمیری خاندان یعنی "ملک سبا و ذو ریدان" کی بھی ابتدا اسی سنہ سے شروع ہوتی ہی، کتبات مین ایک کتبہ کی عبارت یہ ہی "الیشرح یحضب و یئیل بین شاہان سبا و ریدان، فرزندان فرع ینہب شاہ سبا" رومی تاریخ مین ایک حملۂ یمن کا ذکر ہی جو ۲۰ ق م مین الیشرح شاہ مارب (سبا) پر کیا گیا تھا،[۱۶] الیشرح اس عہد مین دو چچا اور بھتیجا کا نام تھا، الیشرح یحضب اور الیشرح یحمل، مین رومی تاریخ کا الیشرح، الیشرح یحمل کو فرض کرتا ہون، کتبۂ بالا سے ظاہر ہوتا ہی کہ الیشرح یحصب سبا و ریدان کا پہلا بادشاہ تھا، رومی تاریخ سے الیشرح یحمل کا زمانہ ۲۰ ق م معلوم ہوتا ہی، اس بنا پر حمیری خاندان کی ابتدا پہلی صدی کے اوسط سے پہلے نہین جاتی، ممہود بن ابہد جس کے نام کی طرف حمیری سنہ کی نسبت ہی عجب نہین کہ سبا کے سیاسی انقلاب کے بعد حمیر کا پہلا کاہن ہو، بابل مین یہ قاعدہ تھا کہ سنہ کی ابتدا سلاطین کی بجائے کاہنون سے کیجاتی تھی، یہی اصول سنہ نویسی حمیر مین بھی نظر آتا ہے،[۱۷]

بہر حال اگر میری رائے درست ہی، جسکی دوسرے واقعات سے بھی تصدیق ہو چکی ہی، تو یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ سبائے حمیر کی تاریخ پہلی صدی ق م کے اوسط سے شروع ہوتی ہی، اور

---

۱۵ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۳ ص ۹۵۶،

۱۶ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۳ ص ۹۵۶،

۱۷ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۷،

ذونواس کی موت پر ۵۲۵ء مین ختم ہوتی ہو، اور اس بنا پر حمیر کی کل مدت حکومت تقریبًا ۵۰۰ برس قرار پائیگی، مورخین یونان نے حمیر کا ۱۱۵ ق م مین پہلی بار ذکر کیا ہو،

حمیر کے طبقات حمیری حکومت کے ۵۰۰ برس حمیر کی مسلسل تاریخ نہین ہو پہلی صدی ق م سے تیسری صدی عیسوی کے اواخر تک حمیر کا طبقۂ اول، یا سبا کا طبقۂ ثالث فرمانروائی کرتا رہا، دوسرا طبقہ تیسری صدی کے اواخر سے شروع ہوتا ہو اور ابھی چندہی بادشاہ گذرتے ہین، کہ اکسومی حبشی چوتھی صدی کے اوسط مین یمن مین گھس آتے ہین، چند سال کے بعد حمیر ان حبشیون کو نکالکر، پھر وطنی حکومت کی بنیاد ڈالتے ہین، یہ طبقہ ۵۲۵ء تک جبکہ آخری بار اہل حبش فاتحانہ داخل ہوتے ہین، قائم رہتا ہے،

سبائے حمیر کے ان دونون طبقات مین متعدد فروق و امتیازات ہین، دور اول کے سلاطین کا لقب "ملک سبا و ذوریدان" ہے، دور ثانی مین یہ سلاطین "ملک سبا و ریدان و حضر موت" کا لقب اختیار کرتے ہین، اور پھر جب کوئی نیا قطعۂ ملک فتوحات مین شامل ہوتا ہو، تو لقب شاہی مین آتا ہو اور اضافہ ہوجاتا ہو، ان القاب سے یہ واضح ہوتا ہو کہ دور اول مین حمیر کا رقبۂ حکومت صرف یمن تک محدود تھا، دور ثانی مین حضر موت تک وسیع ہوجاتا ہو، عرب مورخین کے بیان سے بھی ان طبقات کی تصدیق ہوتی ہو،

داول من ملك ادلاد قحطان حمیر بن	فرزندان قحطان مین سے پہلے جو پہلے بادشاہ ہوا وہ حمیر
سبا فبقی ملیکا حتی مات هرمًا و توارث	بن سبا ہو، یہ آخر وقت تک بادشاہ رہا تا آنکہ بڈھا ہوکر مرگیا
ولده الملك بعده فلم یعدهم الملك	پھر حکومت اُسکی نسل مین وراثۃً جاری رہی، اور انکے
حتی مضت قرون وصار الملك الی	ہاتھ سے نہین نکلی، تا آنکہ چند صدیان گذر گئین، پھر حارث
الحارث وهو تبع الاول فمن ملك الیمن	الرائش بادشاہ ہوا جو پہلا تبع ہو، اِس سے پہلے دو

قبل الرائش ملکان ملک بسبا و ملک بحضرموت فکان لایجتمع الیمانیون کلهم علیهما الی ان ملک الرائش فاجتمعوا علیه و تبعوه فسمی تبعا[1]،	بادشاہ ہوتے تھے ایک سبا مین اور ایک حضر موت مین تمام یمنی ایک کی اطاعت پر متفق نہین ہوتے تھے لیکن جب یہ بادشاہ ہوا تو اسکی بادشاہی پر سب متفق ہوگئے اور اسکی اطاعت کر لی اِس لیئے اسکا لقب تبع ہوا،

ایک اور فرقِ عظیم ان دونون طبقون مین یہ ہی کہ پہلا طبقہ عموماً ستارہ پرست ہی، اِن کے تمام کتبات، ستارون، دیوتاؤن، اور ہیکلون کے نامون اور یادگارون سے مملو ہین، دوسرے دور مین سلاطین حمیر بعض عیسائی اور اکثر یہودی المذہب ہین اسلیئے اِن کے کتبات مین بجائے دیوتاؤن کے **رحمان** کا نام نظر آتا ہے[2]،

شاہانِ حمیر [1] ابھی جو عبارت حمزہ اصفہانی کی تم نے پڑھی، اُس سے سمجھا ہوگا کہ حارث الرائش سے پہلے کے شاہانِ حمیر کی جماعت، سبائے حمیر کا طبقۂ اول ہی، اور حارث الرائش سے آخر تک طبقۂ ثانیہ ہی، شاہانِ طبقۂ اول کے جو نام عربی تاریخون مین مذکور ہین، باہم نہایت مختلط، مختلف اور متعارض ہین، اور حقیقت یہ ہی کہ اذا تعارضا تسا قطا کے رو سے اُن مین سے کسی مین بھی صحت کا شائبہ نہین ہی، اِن نامون کی تفصیل ہم سبا کے ذکر مین کر چکے ہین، مختلف مورخین کے بیانات ایک بار پڑھ لو، اور دیکھو کہ اِن نامون کو طبقہ ثانیہ مین خود مورخین عرب نے جو نام لکھے ہین اور جو ایک حد تک صحیح ہین، اور جو کتبات مین نام ملے ہین، اِن دونون سے زبان، جنسیت، مشارکت و یکرنگیِ طریقۂ سمیت مین کوئی مناسبت ہے ؟

---

[1] حمزہ اصفہانی، ص ۱۰۸، کلکتہ

[2] برٹانیکا، مضمون سبا، و حمزہ اصفہانی فصل حمیر، عبدکلال عیسائی تھا، ذونواس وغیرہ یہودی تھے،

مورخین عرب کے طبقۂ اول حمیر کے نام	مورخین عرب کے طبقۂ دوم حمیر کے نام	کتبات کے سبائی حمیری نام
حمیر	ناشر ینعم	فرع ینہب
الہمیسع	شمر یرعش ابوکرب	الیشرح یحضب
ایمن	ابومالک	الیشرح یحل
زہیر	الاقرن	یثیل بین
عریب	کلیکرب	کرب ایل یوہنعم
الغوث	اسعد ابوکرب	ذمرعلی ذرح
وائل	عبید کلال	شمر یہرعش
عبدشمس	مرثد بن عبید	ملک یکرب یوہنعم
زہیر الصوار	ولیعہ[52] بن مرثد	ابوکرب اسعد
ذویقدم		معدی کرب
ذوانس		مرثد اللات
عمرو		ملک امر
الملطاط		سہمی کرب
القلیص		تبع کرب
سدّو[51]		یفرع[53] ینعم

[51] یہ نام حمیر کے محقق ترین ماخذ نشوان بن سعید الحمیری کے قصیدۂ حمیریہ سے ماخوذ ہیں،

[52] حمزہ اصفہانی فصل حمیر

[53] کتبات شایع کردہ ہالوے، در فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی بخط عبری، ۱۸۷۴ء،

اس مقابلہ سے تم نے سمجھا ہوگا کہ سبا اور حمیر کے اصلی نام کی صحیح ہیئت کیا ہوتی ہی اور اُن مین کس قسم کے جوڑ بند ہوتے ہین، یہی سبب ہی کہ اکثر محققین تاریخ عرب نے طبقۂ ثانی سے پہلے کے نام چھوڑ دیئے ہین، حمزہ اصفہانی جو عربی زبان مین تاریخ قدیم کا بہترین و محقق ترین ماخذ ہی حارث الرائش سے پہلے کے سلاطین کا مطلق نام نہین لیتا، کہتا ہی:

واول من ملك من اولاد قحطان حمير	فرزندان قحطان مین سے حمیر بن سبا پہلا بادشاہ ہوا اور
ابن سبا فبقى ملكا الى مات هرما	آخر تک بادشاہ رہا، تا آنکہ بڈھا ہوکر مرگیا، اُسکی نسل مین
و توارث ولده الملك بعده فلم يعدهم	وراثتۃً حکومت قائم رہی، اور یمن کی حکومت اسی نسل
ملك اليمن حتى مضت قرون رصار	مین باقی رہی، یہان تک کہ چند صدیان گذر گئین
الملك الى الحارث،[1]	اور حارث بادشاہ ہوا،

حارث سے پہلے کی یہی چند مجہول صدیان حمیر کا طبقۂ اوّل ہی،

شاہان حمیر اور اُون کے طبقات کی نسبت ہمنے جو کچھ لکھا، اِس سے معلوم ہوا ہوگا کہ حمیر کے طبقۂ ثانیہ مین، اکسومی (سبائی) حبش کی ایک قلیل الزمانہ حکومت کی خلیج بھی حائل ہی، عرب مورخین کو عموماً گو اسکی واقفیت نہین، لیکن شاہان حمیر کی کامل فہرست جو وہ پیش کرتے ہین، طبقۂ ثانی کے بیچ مین یعنی حارث الرائش اور ناشر نعیم کے درمیان نامون کے رنگ و بو پہچاننے والون کو صاف حبشی یا کم از کم غیر عربی و حمیری رنگ و اثر چند نامون مین نظر آئے گا،

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف ۱- حمیر	نام	۲- الہمیسع	مصنوعی نام

[1] ۱۰۰، کلکتہ،

نام	کیفیت	نام	کیفیت
الف۔۳۔ ایلی	صحیح لیکن نام کا صرف ایک جزو ہے	۵۔ یلقیس بنت ہداد	غیر عربی، شاید یونانی
۴۔ زہیر	مصنوعی	ج۔۱۔ ناشر ینعم	صحیح نام
۵۔ عریب	″	۲۔ شمر یرعش	″
۶۔ الغوث	″	۳۔ ابومالک	″
۷۔ وائل	ایک خاندان شاہی کا بنوائل نام ملا ہے	۴۔ الاقرن بن ابی مالک	مشکوک
۸۔ عبد شمس	صحیح نام	۵۔ ذوجیشان بن الاقرن	″
۹۔ زہیر الصوار	مشکوک	۶۔ تبع بن الاقرن	″
۱۰۔ ذویقدم	″	۷۔ کلی کرب بن تبع	صحیح
۱۱۔ ذوانس	″	۸۔ اسعد ابوکرب	″
۱۲۔ عمرو	″	۹۔ حسان بن تبع	مشکوک
۱۳۔ الملطاط	مصنوعی	۱۰۔ عمرو بن تبع	″
۱۴۔ اقلیص	″	۱۱۔ عبد کلال	صحیح
۱۵۔ سدد	″	۱۲۔ تبع بن حسان	مشکوک
۱۶۔ الحارث الرائش	صحیح نام	۱۳۔ مرثد بن عبید	صحیح
ب ۱۔ ابرہہ ذوالمنار	حبشی نام ابرہہ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہے	۱۴۔ ولیعہ بن مرثد	صحیح
۲۔ افریقس بن ابرہہ	غیر عربی نام افریقس کے معنی شاید افریقی یعنی حبشی ہوں	۱۵۔ ابرہہ بن الصباح	حبشی
۳۔ العبد ذوالاذعار	مشکوک	۱۶۔ صہبان بن محرث	مشکوک
۴۔ ہداد بن شرحبیل	ایک حبشی بادشاہ کا نام	۱۷۔ حسان بن عمرو	″

نام	کیفیت	نام	کیفیت
۱۸- ذوشناتر	صحیح	۱۹- ذونواس	صحیح
۲۰- ذوجدن	"		

اِس طویل فہرست مین قائمہ "الف" طبقۂ اول حمیر ہی، لیکن تمام نام اسکے صحیح نہین ہین، قائمہ "ب" ایک مختصر حبشی دور ہی، یہ نام بھی غیر صحیح ہین، لیکن حیثیت کا ان مین شائبہ ہی، قائمہ "ج" طبقۂ دوم حمیر ہی، اور قرب زمانہ کے سبب اسکے اکثر نام صحیح اور محفوظ ہین،

طبقۂ اوّل کے صحیح نام اور زمانے

شاہان حمیر کے صحیح نام وہ ہین جو اب تک پتھر اور چاندی کے حرفون مین یمن کے ویرانون اور سکون مین لکھے ملے ہین، اور جنکو بہتون نے پڑھا ہی اور ہر شخص جاکر پڑھ سکتا ہی، ہم نے اوپر بتایا ہی کہ طبقۂ ثانی کے بعض کتبون پر تاریخین بھی ثبت ہی جن کا حل ہوچکا ہی، بعض سلاطین کے نام رومیون کے سیاسی و تجارتی تعلق سے یونانی و رومی تاریخون مین محفوظ ہین اور قیاصرۂ روم کی معاصرت سے اُنکی تاریخ معلوم ہے،

اِس رومی تعلق سے طبقۂ اول حمیر مین سے (جس کا لقب شاہی "ملک سبا و ذوریدان" ہی) دو بادشاہون کی تاریخ معلوم ہی، کرب ایل Charibael اور الیشرح Elisaros کتبہ مین الیشرح یحضب اور الیشرح یحمل دو چچا بھتیجون کے نام ملتے ہین رومیون کا الیشرح اِن مین سے جو ہو وہ سنہ ۲۰ ق م مین موجود تھا" کرب ایل شاہ سبا و ریدان، کو بربیلوس مورخ (سنہ ۸۰ء) نے پہلی صدی عیسوی کے اوسط مین ذکر کیا ہی، کتبون مین الیشرح اور کرب ایل اور ان کے باپ اور بیٹون کے نام بھی ملے ہین جو ظاہر ہی کہ ترتیب مین اسکے آگے پیچھے ہونگے، بقیہ نام قیاساً اوپر نیچے ترتیب دیے گئے ہین

سب سے پہلا نام الیشرح یحضب قرار دیا جاتا ہی، کہ کتبۂ ذیل کی رو سے "ملک سبا و ریدان" کے لقب سے یہ پہلا شخص نظر آتا ہے،

"الیشرح یحضب و ثیل بین شاہان سبا و ریدان، ابن فرع ینہب شاہ سبا[۱]"،

الیشرح شاہ سبا و ریدان ہی، اِس سے پہلے اسکا باپ شاہ سبا ہی، طبقۂ اول یعنی شاہان "سبا و ریدان" کے نام حسب ذیل ہیں[۲]:

۱- الیشرح یحضب، ملک سبا و ذریدان، بن فرع ینہب ملک سبا	ایک خاندان	۵۰-۳۰ ق م	(فرضاً)
۲- ثیل بیّن، ملک سبا و ذو ریدان فرع ینہب ملک سبا،		۳۰-۲۰ ق م	″
۳- الیشرح یحیل ملک سبا و ذو ریدان، بن ثیل بیّن،		۲۰-۱ ء	(تقریباً)
۴- ذمر علی بیّن، ملک سبا و ذو ریدان،		۱-۳۰ ء	(فرضاً)
۵- کرب ایل و تار یوہنعم، ملک سبا و ذو ریدان، بن ذمر علی	″	۳۰-۶۰ ء	(تقریباً)
۶- ہلک اِمُر، ملک سبا و ذو ریدان، بن کرب ایل،		۶۰-۸۰ ء	(فرضاً)
۷- ذمر علی، ذرح، ملک سبا و ذو ریدان ″		۸۰-۱۰۰ ء	″
۸- یفرع ینعم، ملک سبا و ذو ریدان،		۱۰۰-۱۲۰ ء	″
۹- ہوفعثت اشوع، ملک سبا و ذو ریدان، بن فرع ینعم	کتبہ میں ایک ساتھ انکا نام ہی ″	۱۲۰-۱۴۰ ء	″
۱۰- ثیدو الین، فرزندان ہوفعثت		۱۴۰-۱۶۰ ء	″
۱۱- وہب ایل یحز، ملک سبا و ذو ریدان،		۱۶۰-۱۹۰ ء	″

---

[۱] ہلوے، فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء، مضمون مطالعہ زبان حمیر"

[۲] یہ فہرست فصل سوم اور کتبات شائع کردہ مسو ہلوے، در فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل ۱۸۷۴ء سے ماخوذ و ملتقط ہے، ہوارت کی تاریخ عرب،

۱۲- لعزنوفان یہصدق، ملک سباؤذوریدان	متفرق نام	۱۹۰-۲۲۰ ء	(فرضاً)
۱۳- یاسر یہصدق، ملک سباؤذوریدان،		۱۲۰-۲۴۰ ء	"
۱۴- ذمرعلی یہبر، ملک سباؤذوریدان،		۱۴۰-۲۷۰ ء	"
۱۵- یاسر یونعم، ملک سباؤذوریدان،		۱۷۰-۲۸۰ ء	(تقریباً)

طبقۂ اول کے حالات سیاسی اس عہد مین یمن کو دو ہمسایہ حکومتون سے تعلقات تھے اکسومی حبش جو سبائی الاصل تھے، اور جو مقابل کے ساحل افریقہ پر آباد تھے اور رومی جو مصر و شام پر حکومت کرتے تھے، اور بحری راستے سے ہندوستان کی تجارت لیکر سواحلِ یمن پر گذرتے تھے، اور خود اہل یمن سے بھی تجارتی تعلق رکھتے تھے،

رومیون مین بھی یہودیون کیطرح سبا کی دولت و ثروت کی اسقدر شہرت ہو گئی تھی کہ رومن لٹریچر مین سبا کی دولت ضرب المثل بن گئی، شعرا اُنکی دولت کی تمثیل دیتے تھے، رفتہ رفتہ طمع و حرص نے کام و دہن مین لذت اور دست و پا مین حرکت پیدا کی ۲۰ ؁ ق م مین آلیس گالوس Aelius Gallus نے جو رومیون کی طرف سے مصر کا گورنر تھا قیصر اوغسطس Agustus کے حکم سے یمن پر حملہ کی طیاری کی، انباط جو شمالی عرب مین اُن کے زیر اثر تھے، اعانت کے لیئے آمادہ کیئے گئے، اور بظاہر وہ بھی آمادہ نظر آئے، شاہ انباط کا وزیر سلوس یا ثالث عرب کے بے نشان کوہ و بیابان مین رہبر بنا، آخر صحرا و کوہستان حجاز طے کر کے یمن داخل ہوا، ایلیشرح جو اسوقت یہان کا بادشاہ تھا حملہ کی تاب نہ لا سکا، اور قلعہ بند ہو گیا، رومی کئی روز تک محاصرہ کیئے پڑے رہے، لیکن پانی کی کمیابی سے خود حملہ آور فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے، اور نجران و حجاز ہو کر ۶۰ دن کے بعد بحال تباہ و زار

۱؎ Baran فصل جغرافیۂ عرب

مصر واپس آئی،

یورپین مورخین اِس مختصر اور عاجلانہ مہم کو بہت جی لگا کر بیان کرتے ہین، کوئی فوج کے راستہ کا نشان بناتا ہی، کوئی محرّف نامون کی تصحیح کرتا ہی، کوئی اسکا جغرافیہ طیار کرتا ہی، کوئی اِس مہم کی ناکامیابی کا سبب انباط کی خیانت ٹھراتا ہی، کوئی راستہ کی دشوار گذاری کا عذر تراشتا ہی، ڈاکٹر اسپرنگر اور ریونڈ فارسٹر اِس کہانی کے مشہور قصّہ گو ہین، بہر حال رومیون کی اِس ناکامی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پھر اُنھون نے ادھر آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھا،

اکسومی حبش اِس بنا پر کہ حمیر تمام تر سبا پر قابض ہو گئے اِن سے جلتے تھے، حبشی کتبات سے ظاہر ہوتا ہی کہ دوسری صدی عیسوی سے اُنھون نے یمن پر حملہ شروع کیا، اور یہ حملہ مسلسل قائم رہا، کبھی فاتح ہو کر بڑھے اور کبھی مفتوح ہو کر پیچھے ہٹے، آخر حضرموت اور دیگر ساحلی مقامات پر موقع کی فرصت پا کر جم گئے، شمر یہرعش نے (جس کو عرب حارث الرائش، اور شمر یرعش دو شخص سمجھتے ہین) اِن سے جنگ کی ہوگی اور ان سے یہ مقامات چھینے ہون گے، کیونکہ وہ یمن اور حضرموت دونون کا پہلا بادشاہ ہوا، اور اپنا لقب اسلیئے اُسنے تبع اختیار کیا، جسکے معنی حبشی زبان مین سُلطان کے ہین، اور شاید اسی سلیئے قومی ہیرو کے لحاظ سے عرب اُسکو زیادہ وقعت دیتے ہین، شمر یرعش کے بعد ایک مدّت تک بیچ کی کڑی نہین ملتی، جس سے قیاس ہوتا ہی کہ نالائق جانشین ہونگے، اسی بنا پر اکسومیون نے پھر دوبارہ حملہ کیا اور حمیر کو شکست دی تقریباً سنہ ۳۴۰ء سے سنہ ۳۷۰ء تک یہ مدّعی فرمانروائی رہے، گو وطنی روسا بھی اپنی جگہ پر ماتحت کی حیثیت سے قائم رہے، سنہ ۳۷۸ء مین ملک یکرب نے ان کو نکالکر یمن و حضرموت پر دوبارہ حقیقی حکومت

[1] فارسٹر، فصل آمیس گالوس کی عربیہ، ج ۲،

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون "سبا" و "ایتھوپیا" و "اکسوم"

قائم کی یہ حکومت ۵۲۵ء تک باقی رہی ۵۲۵ء مین اکسومیون نے دوبار حملہ کرکے ان کو برباد کردیا،

۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک جو اکسومی خاندان قائم کیا گیا ہی اُسکی صحت کی متعدد دلیلین ہین، اولاً یہ کہ اکسوم کے کتبہ مین اسکا بہ تفصیل ذکر کیا گیا ہی شاہ اذنیہ اور اُسکے جانشین جو ۳۴۰ء سے ۳۷۸ء تک اکسوم مین بادشاہ تھے، اپنے کو "ملک اکسوم وحمیر وریدان وایثوبیا وسبا وزیلغ" کہتے ہین، حمیری کتبات مین اس عہد کے نام بلقب شاہی نہین ملتے، عربی تاریخون مین اس عہد کے سلاطین حمیر کے جو نام ما بین شمر یرعش اور ملک یکرب مذکور ہین وہ حبشی التلفظ ہین، خود عرب مورخین بیان کرتے ہین کہ شمر یرعش کے بعد اس بنا پر حمیر طبقۂ دوم یعنی "ملوک سبا وریدان وحضرموت" کی ترتیب یہ ہی کہ اولاً وحمیری بادشاہ ہین، پھر چند حبشی ہین، ان کے بعد پھر سلسلۂ حمیری ہے،

طبقۂ ثانیہ یا تبابعہ | طبقۂ ثانیہ یعنی وہ سلاطین جنکا لقب "ملک سبا وریدان وحضرموت" ہی، عرب اُنکو تبع کہتے ہین، اور اسی کی جمع تبابعہ ہے،

لفظ تبع،

لفظ تبع، لغویین عرب کے نزدیک تبع یا تبعیت سے مشتق ہے،

فصار الملک الی الحارث الرائش وھو تبع الاول، فمن ملک الیمن قبل الرایش، ملکان ملک بسبا وملک بحضرموت فکان لایجتمع الیمانیون علیھم الی ان ملک الرائش فاجتمعوا علیه وتبعوه

حمیر کے بعد یمن کی حکومت حارث الرائش (یہرعش) کو ملی یہی پہلا تبع ہی، اس سے پہلے دو بادشاہ یمن مین ہوتے تھے، ایک سبا مین اور ایک حضرموت مین، تمام یمنی ایک بادشاہ پر متفق نہ تھے، جب رائش بادشاہ ہوا تو سب اسکی بادشاہی پر متفق ہوگئے اور اُسکی تبعیت اختیار کی اسلیئے

فسمی مُتبّعا، (حمزہ، ص ۱۰۰) | اُسکا لقب تبع ہوا،

ممکن ہو کہ تبع، عربی لفظ بمعنی "متبوع" ہو، یعنی "جسکی لوگ پیروی اور اطاعت کرین" لیکن بہ تحقیق جدید یہ حبشی لفظ ہو، حبشی مین اسکے معنی قادر، جبّار، اور صاحبِ قوت کے ہین[۱]، حکومتِ اسلام مین ٹھیک اسی معنی و زور مین لفظ "سلطان" (قوت و غلبہ) رواج پایا ہو، اس لفظ کے غیر عربی ہونے کی تائید علاوہ اسکے کہ حبشی زبان مین یہ لفظ موجود ہو، یہ ہی کہ عربی زبان مین اس وزن پر کوئی لفظ واحد اور بمعنی مفعول نہین آیا، "رُکّع" و "سُجّد" وغیرہ الفاظ ہین تو جمع ہین، مبالغہ کا یہ وزن ہو تو وہ معنی مفعول نہین پیدا کرنا، اور سب سے آخر اسکے غیر عربی ہونیکی دلیل یہ ہو کہ عجمی نامون کی طرح اس پر الف لام نہین آتا، اگر یہ عربی صفت کا صیغہ ہوتا تو مانع الف و لام کیا ہو، لیکن یہ کہنا بھی صحیح نہین کہ یہ صرف حبشی لفظ ہو، کتبات مین ملوک معین و سبا کے عہد مین یعنی کم از کم ہزار سال قبل مسیح مین لفظ تبع نظر آتا ہو، ایک بادشاہ معین کا نام "تبع کرب بن تبع ایل" مذکور ہو، ایک سبائی کتبہ مین "تبع نزحیل ملک سبا" منقوش دیکھا ہو، دوسرے کتبہ مین "تبع کرب" بالقب شاہی نظر سے گذرا ہو[۲]، اس سے ثابت ہوتا ہو کہ اسی معنی مین یہ لفظ اصلاً سبائی و حمیری ہے،

قرآن اور تبع | قرآن مجید نے قوم تبع کا دو بار ذکر کیا ہو، دونون بار قوت و زور اور جبروت و عظمت کی طرف اس سے اشارہ کیا ہو، پہلی آیت مین صرف جبار قومون مین اسکا بھی نام ہو، دوسری آیت مین قریش کی طرف روئے خطاب ہو کہ ان کو اپنی کس قوت پر ناز ہو؟ تبع اور ان سے پہلے کی قومین کیا ان سے زیادہ توانا اور زورمند نہ تھین، اُنکا کیا انجام ہوا؟

[۱] برٹانیکا، مضمون، عرب،

[۲] ہالوے کے شائع کردہ کتبات مین، جسکا حوالہ پہلے گذر چکا ہے،

کذبت قبلھم قومُ نوحٍ وّاصحابُ الرسّ	اس سے پہلے نوح کی قوم، اہل رس، ثمود، عاد، فرعون، لوط
وَثمود وعاد وفِرعون، واخوان لُوطٍ واصحاب	کی قوم، اہل ایکہ اور تبع کی قوم نے جھٹلایا،
الایکۃ وقوم تُبّعٍ (ق) اَھُم خیرٌ ام قوم تُبّعٍ والذین مِنْ	یہ قریش بہتر ہین یا تبع کی قوم اور جو قومین ان سے پہلے گذرین،
قبلھم اھلکناھم، انّھم کانوا مُجْرِمِیْنَ (دخان)	ہم نے انکو برباد کیا کہ وہ مجرم تھے،

اِن آیات کے موقع استعمال سے واضح ہوتا ہو کہ تبع کے معنی "متبوع" سے زیادہ بلیغ و پُراثر "قادر و توانا" کے ہین تبابعہ کی تاریخی و مذہبی اور دیگر حالات سے حسب ذیل فصول مین بحث کی جاتی ہو،

تبابعہ کی تعداد عام مورخین اور انکی تبعیت مین عام مفسرین لکھتے ہین کہ صرف تین تبع گذرے ہین، تبع اکبر، تبع اوسط، اور تبع اصغر، تبع اکبر کا نام الحارث الرائش ہو، تبع اوسط اسعد ابو کرب کا لقب تھا، اور تبع اصغر تبع بن حسان تھا، اسکے مقابلہ مین خود حمیری مصنفین کی روایت ہو کہ تاریخ یمن مین ستر تبع گذرے ہین، شارح قصیدہ حمیریہ اور نشوان بن سعید الحمیری مصنف شمس العلوم نے روایت کے علاوہ اشعار سے اسکی تائید پیش کی ہو[1] لیکن اس سے مقصود شاید عام سلاطین یمن ہون گے، کیونکہ لفظ تبع جیسا کہ پہلے ہم نے لکھا ہو یمین سبا اور حمیر ہر دو رمین نظر آتا ہو، ورنہ تنہا اِس طبقہ مین تو یہ تعداد کھینچنی مشکل ہو، جن عام مورخین نے صرف تین مخصوص تبابعہ کا ذکر کیا ہو شاید اُنھون نے صرف مشہور ترین تبابعہ کے نام پر کفایت کی ہے،

تبابعہ کے نام اور زمانے تبابعہ جو ملوک سبا و ریدان و حضرموت ہین، عرب اِن کے نام سے دیگر تمام گذشتہ خاندانون سے زیادہ واقف ہین، اور صحت کے ساتھ اُن کے نام اور انکی

[1] دیکھو شمس العلوم مین لفظ تبع اور شرح قصیدہ حمیریۃ، کتبخانہ بانکی پور،

باہمی ترتیب بیان کرتے ہیں، اور پھر خوش قسمتی سے کتبات ہیں ان میں سے اکثر اشخاص کے ناموں کے ساتھ سنہ حمیری منقوش ہیں، اسکی اعانت سے غیر معلوم تاریخ کا استنباط بھی بقرائن آسان ہے،

مورخین عرب کے مطابق نام	مدت حکومت	کتبات کے مطابق نام	مدت حکومت
یاسر ینعم بن شرحبیل	۸۵ برس	یاسر ینعم	۲۷۰ء - ۲۷۹ء
شمر یرعش	۳۷	شمر یُہرعش	۲۸۰ء - ۳۱۵ء
ابومالک	۵۵	ابومالک؟	۳۱۵ء - ۳۴۰ء
الاقرن بن ابی مالک	۵۳	x } حبشی دور	۳۴۰ء - ۳۵۵
ذوجیشان بن الاقرن	۷۰	x	۳۵۵ء - ۳۷۴ء
کلیکرب	۳۵	ملک یکرب یہیمن	۳۷۵ء - ۳۷۸ء
عمرو بن کلیکرب	۴۳	ذاء امر ایمن بن ملک یکرب	۳۷۸ء - ۴۰۰ء
اسعد ابوکرب بن کلیکرب	۱۲۰	ابوکرب اسعد بن ملک یکرب	۴۰۰ء - ۴۲۵ء
حسان بن تبع	x	شرحبیل یعفر بن ابوکرب	۴۲۵ء - ۴۵۵ء
عبدکلال بن مثوب	۷۴	عبدکلیل	۴۵۵ء - ۴۵۹ء
x	x	شرحبیل ینوف	۴۶۰ء - ۴۸۰ء
مرثد بن عبدکلال	۴۱	مرثد اللات ینوف	۴۸۰ء - ۴۹۰ء
x	x	معدی کرب ینعم	x - +
ولیعہ بن مرثد	۳۷	لیعہ ینوف بن معدی کرب	۴۹۱ء - ۵۰۰ء
ذوشناتر	۲۷	ذوشناتر	۵۲۵ء
ذونواس	۲۰	ذونواس	

تبابعۂ یمن کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیئے کہ بروایت عرب بھی اُن مین سے اکثر کے نام محفوظ ہین، اور کتبات سے اُنکی مزید تصدیق ہوتی ہی، شمر یہرعش اور ملک یکرب کے درمیان کے نام نہین ملتے، اور یہ وہی زمانہ ہےجسمین اہل حبش یمن کی شاہی کا دعویٰ کرتے ہین، اور شاید صحیح ہو،

ابو مالک پر ہمنے نشانِ استفہام بنایا ہی، سبب یہ ہی کہ آثار کی بنا پر جن مستشرقین نے اِن تبابعہ کی فہرست بنائی ہی اُن مین یہ نام موجود نہین، لیکن نفس "ابو مالک" نام بدون لقب شاہی کتبات (شائع کردہ میو ہالوے) مین موجود ہی، الحارث الرائش جس کے وجود و عظمت کی تمام مورخین عرب متفقاً اطلاع دیتے ہین، حالانکہ یہ فخر حمیر و سبا کے قدیم بادشاہون کو بہت کم نصیب ہی، تاہم اِس عظیم الشان بادشاہ کے نام کا کوئی کتبہ نہین ملتا، ہماری راے مین "الحارث الرائش" "یہرعش" کی تصحیف ہی جو "شمر یہرعش" کے نام کا جز ہی، اس بنا پر "الحارث الرائش" اور "شمر یرعش" دو نام نہین ہین،

ہم نے جو زمانہ ترتیب دیا ہی اُسمین اکثر سنین کتبات مین ہین، بقیہ استنباط و قیاس ہی، اصل سنین جن سلاطین کے منقوش ملے ہین اور جو اُن کے عہد کے کسی کارنامہ کی تاریخ ہی، وہ حسب ذیل ہین :-

۱- یاسر ینعم	۲۷۰ء	۲- شمر یُہرعش	۲۸۱ء
۳- ملک یکرب یہنعم	۳۷۸ء	۴- شرحبیل یعفر	۴۵۱ء
۵- عبد کلیل	۴۵۵ء	۶- شرحبیل	۴۸۰ء
۷- ینوف	۵۱۰ء	۸- ذو نواس	۵۲۵ء

یہ یاد رہے کہ عیسوی اور حمیری سنہ مین ۱۱۵ برس کا فرق ہی، اگر اِن سنین پر جو

عیسوی مین ۱۱۵ سال کا اضافہ کردین۔ توحمیری سنہ نکل آئیگا، مثلاً عبد کلیل کا سنہ جدول بالا مین ۶۴۵ء ہی، اس بنا پر سنہ حمیری ۷۶۰ ہوگا،

کتبات مین چند اور نام مجکو ملے ہین جن کے پہلے لفظ "بخرف" یعنی "بزمانہ ..." منقوش ہی، جس سے خیال ہوتا ہی، کہ وہ شاید سلاطین کے نام ہین، لیکن اُن کے بعد لقب شاہی مذکور نہین اس بنا پر خیال ارجح یہ ہی کہ وہ حمیری کاہن ہون گے، جن کی نسبت و دستخط اور جن کے عہد و زمانہ کے انتساب سے تعمیرون کے کتبے عہد قدیم مین لکھے جاتے تھے، وہ نام یہ ہین، جو دو الگ خاندانون مین منقسم ہین:

۱۔ تبع کرب ہشفر بن فارعج،	۱۔ ودادایل بن یقہ ملک کبیر
۲۔ سمہی کرب تبع کرب،	۲۔ نبطایل بن عم امر
۳۔ عم کرب بن سمہی کرب،	

شہر مارب کے ایک قصر پر "تبع کرب کاہن ذات غضرن" بھی منقوش ہی جس سے دوسرے خیال کی تائید ہوتی ہی، اس غرض سے تاکہ نظر آئے کہ حمیری نام سلاطین و اُمرا کے علاوہ عام لوگون کے بھی کسطرح ہوتے تھے ہالوے کے شائع کردہ کتبون سے چند نام نقل کرنا مناسب سمجھتے ہین، ان کو پڑھکر معلوم ہوگا کہ عام مورخین جو حمیر قبائل کے نام نقل کرتے ہین وہ کسقدر محتاج تنقید ہین،

اسعد یہیمن،	ہی بن سہل،	اُسید،	ارفط،	کثیم،	اسعد توفمن
ہداد،	ثوبایل بن لبیعہ،	وہران،	رباب یانم	انمار بن شمرت،	مسعود،
سرع معنین،	سوفان،	شمر بن قرین،	عوام،	عبد شمس بن جبط،	انمار اظلم،
ہوفغثت ذنحسان،	شمر یوکب بن ستک،	یہفرع،	مودد،	عمران،	اوس،

افسانہائے حمیر | رواۃ عرب تبابعۂ یمن کی نسبت بڑے بڑے عظیم الشان فتوحات، اور ملک گیری وکشورکشائی کے عجیب وغریب واقعات بیان کرتے ہین، ایک تبع برِ اعظم افریقہ کا فاتح ہی، شمر یرعش کی تیغ کشورکشا عرب سے ترکستان تک بلند ہوکر ایک شہر کو ویران کردیتی ہی، اور اُسکا نام "سمرکند" پڑتا ہی یعنی شمر نے اُسکی بیخ وبنیاد کھود ڈالی، ایک تبع چین تک اپنی تلوار کی کاٹ دکھاتا چلا جاتا ہی، اور تبت مین اپنی بقیہ فوج چھوڑ دیتا ہی جہان ابتک عرب آباد ہین، ذوالقرنین، جسنے مشرق ومغرب کے ڈانڈے ملادیے تھے، اور جسکا ذکر قرآن مجید نے کیا ہی وہ یہین کا ایک بادشاہ تھا،

افریقہ کا بیان ایک حد تک صحیح ہی، اہل حبشہ سے مسلسل جنگ قائم تھی، کبھی فاتح تھے اور کبھی مفتوح، ورنہ ترکستان وچین کی فوج کشی جسکی ابن خلدون نے بھی کچھ کم ہنسی نہین اُڑائی ہی، صرف لفظ کا کھیل ہی "سمرکند" (سمرقند) کے پہلے جزکو شمر یرعش کے پہلے جزسے اتحاد تھا، اسلیئے وہ سمرقند کا بانی یا معرّب قرار پایا، اُنھون نے "کند" کو فارسی لفظ "کندن" سے مشتق سمجھا، حالانکہ قدیم ترکستانی زبان مین "کند" شہر کو کہتے ہین، سمرکند، تاشکند، خوکند، یہ سب ترکستانی شہرون کے نام ہین، ترکستان کی زبان بزمانۂ اسلام فارسی ہوگئی تھی، لیکن شمر یرعش کے زمانہ مین تو فارسی نہ تھی جو "کند" فارسی "کندن" سے ماخوذ ہوتا، چین وتبت کا نگارخانہ بھی، صرف لفظ کا تماشا ہی، عرب، تبت کو تُبّت کہتے ہین، جو تُبّع کے بالکل قریب قریب ہی، ذوالقرنین کو صرف لفظ "ذو" نے مقدونیہ سے یمن پہونچادیا، کہ "ذو" یمن مین اکثر اُمرائے حمیر کے لقب مین آتا ہی، شلاً ذونواس، ذوشناتر، ذوریدان،

لیکن زمانۂ اسلام کے بعض عرب سیاحون کے عینی مشاہدات کا کیا جواب ہی، ابن حوقل بغدادی (سنہ ۳۶۷ھ) کا بیان ہی کہ اُسکے زمانۂ ورود سمرقند تک شہر کے دروازہ پر شمر یرعش کا حمیری

کتبہ ایک لوہے کی تختی پر کندہ موجود تھا، لیکن افسوس کہ سیاح موصوف ہی کے زمانۂ قیام مین یہ نادرۂ روزگار شہر مین آگ لگجانے سے جلکر بے نشان ہوگیا! اصل مین یہ قدیم ترکی خط (ایغوری) ہوگا جو حمیری و دینجی وغیرہ خطوط کے مشابہ ہی، شہرت عام کی بنا پر اُس کو ہمارے سیاح نے حمیری سمجھ لیا،

اسیطرح مورخ **مسعودی** کا بیان ہی کہ "تبت مین تبع رہ گئے تھے، اور چنانچہ خود اُسنے عربی لباس وضع مین اشخاص پائے"، لیکن چوتھی صدی مین جب مسلمانون کا تمدن تمام دُنیا مین چھا رہا تھا، اور عرب تاجر، ہر کوہ بیابان مین گذر رہے تھے، "تبت مین عربی لباس و وضع" کے وجود سے تبع کی فتح تبت پر استدلال، مسعودی کے فضل و کمال سے کس قدر فروتر ہی! اگر اس قسم کے انقلابات سیاسی حقیقتہً ظہور پذیر ہوتے تو اُس عہد کی زندہ قومین اُن کے ذکر سے خاموش نہوتین،

اسیطرح کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہی، ایران کے کیانی خاندان مین ایک مشہور بادشاہ **کیکاؤس** گذرا ہی، اُسنے ایران سے ایک دریا کو (شاید خلیج فارس) عبور کر کے کشور **ہاماوران** پر فوج کشی کی، لیکن شکست کھائی، اور گرفتار ہوگیا، آخر رستم نے آکر کیکاؤس کو رہائی دلائی، کیکاؤس نے چھوٹکر ہاماوران کی شہزادی سوداؔبہ سے شادی کرلی، یہ وہی سوداؔبہ ہی جس کے مکر و فریب سے گھبراکر شہزادۂ عجم سیاوش توران چلاگیا، اور وہان مارا گیا، اور اسی کے جوش غضب و انتقام نے صدیون تک ایران و توران کو باہم معرکہ آرا رکھا، شاہنامہ مین یہ پوری تفصیل موجود ہی، **ثعالبی** نے اپنی تاریخ (غرر تاریخ الفرس) مین لکھا ہی کشور ہاماوران اصل مین کشور حمیران ہی یعنی یمن، حمیران، حمیر کی فارسی جمع ہی، سوداؔبہ، صحیح عربی نام سُعدیٰ کی تصحیف ہی،

ثعالبی کے علاوہ تمام لغات فارسی مین "ہ ماہ وران" کے معنی یمن ہی کے لکھے ہین، اس بناپرہمین ان روایات کے قبول مین کوئی عذر نہین، بشرطیکہ یمن کا خاندان حمیر اور ایران کا خاندان کیانی تاریخاً معاصر ثابت ہوجائے، ورنہ یہ سمجھنا چاہئے کہ حقیقتہً ایران کا کوئی اور بادشاہ ہوگا کیکاؤس کی طرف غلطی سے نسبت ہے،

تبابعہ کے تمدنی: سیاسی اور مذہبی حالات ہم نے پہلے بیان کیا ہو کہ تبابعہ سے پہلے سبا کے تمام طبقے ستارہ پرست تھے، سب سے بڑا دیوتا انکا "شمس" اور "المقہ" تھا، "المقہ" حمیری مین چاند کو کہتے ہین، اسکی مزید تفصیل دوسرے حصے مین آئیگی، یہان سلسلۂ بیان کے لئے اتنا کہہ دینا کافی ہی، کہ اولاً کواکب پرستی انکا مذہب تھا، ۳۳۰ءمین یمن کے مقابل افریقی سواحل پر مصری رومیون کے اثر سے عیسائیت[1] کے پروبال پیدا ہوگئے[1]، شامی رومیون کے ذریعہ سے یمن کے اطراف مین شہر نجران نے بپتسمہ قبول کیا، ان گرد و پیش کے اثر سے تبابعہ بھی محفوظ نہ رہے،

ستارہ پرستی نے تو شکست کھائی گو ستارون کے ہیکل اب بھی ویران نہ تھے، تاہم اب "شمس" "المقہ" اور "عشتار" کے پہلو بہ پہلو رحمان کا نام بھی آنے لگا، جو قبل اسلام یہود و نصاریٰ کے ساتھ مخصوص تھا[2]،

یہودیت و نصرانیت ان اطراف مین دو ہی مذہب اور صاحب الہام مذہب تھے، اور باہم میدان مین برابر کے حریف بھی تھے، گذشتہ ابواب مین معلوم ہوچکا ہو کہ ذومیون

[1] برٹانیکا مضمون "ابی سینیا"

[2] برٹانیکا مضمون "سبا" قرآن مجید کی بعض آیتون سے (قل ادعوا الرحمٰن) اور احادیث سے بھی (واقعہ تحریر صلح حدیبیہ) یہ ثابت ہوتا ہی کہ عام عرب خدا کے لیئے رحمان کا لفظ استعمال نہین کرتے تھے،

اور حبشیون کے ساتھ سباے حمیر کو کس قدر سیاسی کشمکش تھی، اِس بنا پر تبابعۂ حمیر عیسائیت سے زیادہ یہودیت کو ترجیح دیتے تھے، عبد کلیل کے علاوہ اور کسی تبع کا عیسائیت قبول کرنا ثابت نہین ہی، عبد کلیل بروایتِ عرب بھی عیسائی تھا[1] اور ایک کتبہ سے بھی اُسکا عیسائی ہونا ظاہر ہوتا ہی[2] بقیہ تبابعہ کم تر ستارہ پرست اور اکثر یہودی تھے، تاریخ طبری مین ہی کہ سب سے پہلے اسعد ابو کرب نے یہودیت قبول کی، مذہب شاہی نے عام رعایا مین بھی فروغ پایا، اور اِس طرح عیسائیت اور یہودیت نے یمن مین ٹکر کھائی،

رومیون نے بحری راستون کو پیدا کرکے سبا کے بازار سرد کیئے تھے، اور تنہا اس سے تسکین نہ ہوئی تو ۳۰۰ق م مین یمن پر حملہ آور ہوئے، اکسومی حبشی جو پہلے رومی مصریون کے ہم خاک تھے، اور اب ہم مذہب بھی ہوگئے تھے، رومیون کے اشتعال سے بار بار چھیڑ چھاڑ کرتے تھے، حمیر بھی موقع سے چوکتے نہ تھے، جب موقع ملتا رومی تاجرون کو دریا مین لوٹ لیتے[3] شمال عرب مین ایران و روم باہم دست و گریبان تھے، اور یہ طبعی تھا کہ حمیر کو ایرانیون کے ساتھ ہمدردی ہوتی، رومیون کو اس سے وحشت سوا ہوتی تھی،

رومیون نے اِس نزاع کو بصلح و آشتی طے کرنا چاہا، چھٹی صدی عیسوی کے اوائل مین رومی قیصر جسٹنین نے تُبّعِ یمن کے دربار مین سفیر بھیجا، تبع نے نہایت تزک و احتشام سے اپنی سطوت کا اظہار کیا، خود ایک گاڑی پر سوار تھا، جس مین ہاتھی جُتے ہوئے تھے، بدن پر ایک چادر تھی، جو سونے کی گھُنڈیون سے اٹکی تھی، ایک ہاتھ مین

---

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۳ کلکتہ،

[2] Hoart کی تاریخ عرب فصل سوم،

[3] Sharpe II. P. 352 53 § 40 برٹانیکا ج ۲ ص ۲۴۴،

تو ہاں اور دوسرے مین دو نیزے تھے، بازوؤن مین بیش قیمت بازو بند تھے، اردگرد مسلح درباری تھے، جو فخریہ رجز کے اشعار پڑھتے تھے[ل]،

اس شان و شکوہ کے منظر مین سفیر نے قیصر کا خط اور اُسکی طرف سے دیگر تحائف پیش کیئے، خط کا مفہوم یہ تھا کہ اِن اطراف مین ایرانی فروغ نہ پانے پائین، سفیر معمولی وعدۂ و ایجاب کے بعد واپس آگیا[ل]،

اصحاب الاخدود | یہ پیامِ صلح تعصب کی آگ کو کچھ بھی سرد نہ کرسکا، اسوقت **ذو نواس** فرمانروا تھا کہتے ہین کہ اسنے یہودیت کے پُرجوش تعصب کا سبق یثرب کے یہودیون سے سیکھا تھا جن سے اسلام نے بھی کچھ کم دُکھ نہین اُٹھایا، رومی سوداگر تاجرانہ، یمن کے سواحل تک پہونچتے تھے، لیکن جہان جہان گذرتے تھے اسباب سوداگری کے ساتھ عیسائیت کی سوغات بھی ساتھ ساتھ بانٹتے جاتے تھے، عیسائی راہب بھی مخصوص مقاصد کے ساتھ ملک مین دورہ کرتے تھے، پہلے اثر نے عدن مین اور دوسری کوشش نے نجران مین جہان پہلے شجر پرستی ہوتی تھی، عیسائیت نے برگ و بار پیدا کیئے، یورپ کے جواب ہتھکنڈے ہین وہی پہلے بھی تھے، مذہبی اور سیاسی اغراض پر تجارت کا پردہ ہمیشہ ڈالا کیئے ہین، یہی پردہ اُسوقت بھی ڈال رہے تھے اِن تدابیر سے نجران یمن مین عیسائیت کا مرکز قرار پا گیا تھا، یعنی رومیون اور حبشیون کی مذہبی و سیاسی اُمیدون کا وہ ماویٰ بن گیا تھا، حمیری یہودی اسکو دیکھتے تھے اور وفورِ جوش سے بپھرتے تھے،

اتفاقِ وقت، اشتعالِ طبع کیلئے ایک عجیب حیلہ پیدا ہوگیا، جو اب بھی نہایت کثیر الوقوع ہے، نجران مین ایک راہب کا مقام تھا، ایک لڑکا اُس راہ سے اکثر گذرتا تھا، راہب اُسکو

ل Sharpe ج۲ ص۲۴۵

راستہ مین ٹھہراکر مذہبی تعلیم کا روز کوئی نہ کوئی سبق دیا کرتا تھا، جب عام لوگون کو معلوم ہوا، تو طبعًا برافروختہ ہوئے، اور ایک عظیم الشان فتنہ کے مواد فراہم ہوگئے،

ذونواس نے سُنا تو چراغ پا ہوگیا، نجران آگ بگولا بنکر پہونچا، لوگ قلعہ بند ہوگئے شہر کا محاصرہ کرلیا، جب شہر فتح ہوا تو گڈھون مین آگ دہکائی، اور ایک ایک کرکے عیسائیون کو بلوایا، جس نے یہودیت کے قبول سے انکار کیا، اُسکو نذر آتش کیا، قرآن مین اصحاب الاخدود کے نام سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے،

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ، النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ، اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ، وَهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ، وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ، (بروج)

مارے جائین گڈھون والے، گڈھے بھڑکتی آگ تھے، جب وہ اُن پر بیٹھے تھے، اور (دیکھتے) مومنون کے ساتھ جو ظلم کر رہے تھے، اُس پر خود گواہ تھے، اِن مومنون مین بجز اس کے اور کچھ قصور نہ پایا کہ وہ خدائے محبوب ومحمود پر ایمان لائے تھے،

قرآن مین یہ مذکور نہین کہ اُس نے تمام لوگون کو جلا دیا، اور شہر کو بے نشان کردیا لیکن کتب اخبار وتفسیر کی عام روایات مین مذکور ہی کہ تمام آبادی خاکستر ہوگئی، لیکن یہ صحیح نہین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین نجران مین عیسائی آبادی موجود تھی، وہان دعاۃ اسلام بھیجے گئے ہین، نجران سے دو راہب آنحضرت صلعم سے مناظرہ کے لیئے آئے ہین، حضرت عمر فاروق کے عہد مین یہان کے نصاریٰ سے دوگونہ صدقات وصول ہوئے ہین، یا ممکن ہی کہ حبشی عیسائیون کے ہفتاد سالہ عہد مین پھر دوبارہ آباد ہوا ہو[۱]،

[۱] اصحاب الاخدود کے متعلق طبری اور کتب تفسیر مین عجیب وغریب روایات ہین، جو اُصول روایت سے صحیح نہین ہین، بقیہ اِس فصل کے تمام عربی روایات تاریخ طبری، اور عام تفسیرون مین موجود ہین،

اِس واقعہ کو عیسائیون نے بھی یاد رکھا ہو اسی عہد مین شام کے عیسائی اِس قصہ کو قید تحریر مین لائے ہین' ان کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہی' جس مین یقیناً بعض تاریخی غلطیان بھی ہین "تجارے کے سبب سے اہل حبش اپنا نائب یمن نہ بھیج سکے' ذونواس نے حکومت غصب کرلی' اور عیسائیون کو مذہب کی خاطر بہت دُکھ دیا' علاوہ ازین نجران پر فوج کشی اور خلاف وعدہ شہر پر قبضہ کر لینے کے بعد ٢٠٠ ایمان عیسائیون کو آگ اور تلوار سے برباد کر دیا"[سلہ]

سلہ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام "اصحاب الاخدود"

اصحابُ الفیل
یا
سبائے حبش

کَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ

گذشتہ فصل مین سبائے حمیر کے تعلق سے اہل حبشہ کا نام کئی بار آیا، اس فصل مین اِن پر مفصل بحث کرنا ہی، قرآن مجید مین انھین کا نام **اصحاب الفیل** مذکور ہوا ہی لیکن واقعۂ فیل کے بیان سے پہلے، خود اصحاب الفیل کی حقیقت اور قومیت سمجھ لینی چاہیے،

حبش کی اصلیت

یاد ہوگا کہ ہم نے قدیم سبا کی آبادی، افریقہ، یمن اور شمال عرب تین جگہ بتائی تھی، یمن اور افریقہ کے درمیان بحر احمر اور بحر عرب کے گوشے حائل ہین، جنکو عرب جغرافیہ نویس بحر حبش کہتے ہین، یمن کے مقابل افریقی سواحل پر سبا کی تجارتی نوآبادیان تھین، جنکے وجود کے دلائل سبا کی نوآبادیون کے بیان مین گذر چکے ہین، یہ نوآبادیان بالکل یمن کے مقابل واقع ہین، اور خشکی کی راہ سے مصر و سودان کے ساتھ بخط مستقیم، ملحق و متصل ہین، اِس تقابل اور اتصال کی بنا پر یہ مقامات ہمیشہ مصر اور یمن سے متاثر رہے ہین، چنانچہ زمانۂ قدیم سے ابتک یہ مذہبًا مصر کے ماتحت اور قومیت و تمدن کے لحاظ سے عربون کے زیر اثر ہین،

اِس قطعۂ ارض کو یونانی' ایتھوپیا' اور عرب حبش کہتے ہیں' اسی "حبش" کی مسخ شدہ صورت "ابی سینیا" ہے' جو یورپ جا کر بجائے سپید ہونے کے اور زیادہ سیاہ ہوگئی ہے عربی میں لفظ "حبش" کے معنی اختلاط و امتزاج کے ہیں' جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربوں کے نزدیک یہ ایک ممزوج النسل اور مختلط النسب قوم تھی' اسی قسم کا ایک قبیلہ مکہ کی پہاڑیوں میں آباد تھا' عرب اُسکو بھی احابیش کہا کرتے تھے'

یہ قوم کن اقوام و قبائل کا مجموعہ تھی' تاریخ و علم الانساب اسکے ذکر سے خالی ہے' ناچار کسی مجہول التاریخ قوم کی دریافتِ حال کے جو ذرائع ہیں اُن سے کام لینا چاہیئے' یہ ذرائع علم الاقوام' علم الالسنہ اور قرائنِ حال ہیں'

علم الاقوام کا جس کے ذریعہ سے دو قوموں کے جوڑ بند' چہرہ مہرہ' اور رخ و بو کو دیکھکر اُن کے اتحادِ نسل و جنسیت کا راز آشکارا کیا جاسکتا ہے' بیان ہے کہ "یمنی عرب اور اہل حبش کی جسمانی ساخت میں اسقدر شدید مشابہت ہے کہ یہ دونوں میں ایک ہی نسل سے متفرع نظر آتی ہیں[۱]"

علم الالسنہ کی شہادت اِس سے واضح تر ہے' جرمن مستشرق نولڈیکی السنۂ سامیہ کا جس سے زیادہ بڑا ماہر اسوقت تمام یورپ میں موجود نہیں' لکھتا ہے:

"حبشی (ایتھوپی) زبان وخط' سبائی سے قریب و مشابہ ہے اہل حبش (اکسوم) بالکل سامی نہیں ہیں' بلکہ اصلی باشندوں کے ساتھ عرب کے مختلف قبائل مختلف قطاع کے مل گئے ہیں[۲]"

واُسنا کا مشہور پروفیسر مولر جس کا "سبا" مخصوص مضمون مطالعہ و تحقیق ہے'

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مضمون سبا [۲] ایضاً ج ۲۴' ص ۶۲۸'

کہتا ہے:[1]

سبائی نوآبادیون کا ذکر حبش مین ہی، حبشہ جنوبی عربون (اہل یمن) سے آباد ہوا ہی، جیساکہ اُسکی زبان وخط سے ظاہر ہوتا ہی، اور جو فرق ہی وہ صرف ایک زمانہ تک کے افتراق کا نتیجہ ہی، اہل حبشہ مین بیرونی اثر اور اجنبی اختلاط صاف نظر آتا ہے،

ایک اور جرمن مصنّف جو مشاہیر علمائے السنہ مین سے ہے، یعنی بروکلمان Brockelmann وہ اپنی تصنیف "السنہ سامیہ" Semitique Linguistique مین شہادت دیتا ہے:[2]

جنوبی عرب زبان سے ملتی جلتی ایک اُس سامی قوم کی زبان ہی جو جنوبی عرب (یمن) سے نکلکر ملک حبش مین آکر آباد ہوئی، جو جنوبی عرب کے مقابل واقع ہی، یہ سامی عرب حامی قوم سے (جو اصل افریقی قوم ہی) بالکل مختلط ہوگئے، جنوبی عربون کے اِس انتقال مکانی کی کوئی صحیح تاریخ نہین معلوم، لیکن بہرصورت وہ حضرت عیسیٰ سے بہت پہلے واقع ہوا ہوگا،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون نگار "عرب" اِس مسئلہ کی نسبت لکھتا ہی:

اِس زمانہ کے پچھلے حصہ مین اہل حبش جو قدیم زمانہ مین عرب سے منتقل ہوکر عرب کے مقابل افریقی سواحل پر آباد ہوگئے تھے، وہ تقریباً ۳۵۰ء مین واپس آتے ہوئے معلوم ہوتے ہین،

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، مضمون "سبا"

[2] کتاب مذکور فرنچ ترجمہ ص ۴۵، پیرس، ۱۹۱۰ء

شریڈر .Schrader ایک جرمن محقق السنہ سامیہ لکھتا ہی:

شمالی عربون کو عرب وسطی مین چھوڑتے ہوے یہ مہاجرین جزیرہ نما کے جنوبی ساحل پر آباد ہوے جہان سے ایک جماعت اُن کی دریا کو عبور کر کے افریقہ پہونچ گئی، اور حبشہ مین خیمہ زن ہوئی،

ولیم رائٹ Wright جو کیمبرج یونیورسٹی کا عربی پروفیسر تھا اپنے قواعد السنہ سامیہ مین اپنا اعتقاد یہ ظاہر کرتا ہے[۵۱]

مین سے دریا کو قطع کر کے افریقہ مین ہم جزیرہ ایتھوپی یعنی حبش حمیر کی ایک قدیم آبادی کی زبان سے دوچار ہوتے ہین،

قرائن حال یہ ہین کہ تاریخ جب سے ملک حبش سے واقف ہی عربون کے اثر کے ذکر سے خالی نہین ہی آرٹی میڈ روس (سنہ ۱۰۰ ق م) ایک یونانی سیاح بیان کرتا ہی[۵۲]:

"سبا کا بادشاہ اور اُسکا ایوان مارب مین ہی .... بعض لوگ دیسی اور پردیسی بخورات اور مسالون کی تجارت کرتے ہین جو مقابل کے افریقی سواحل سے لائے جاتے ہین جہان سبا کے لوگ چمڑے کی کشتیون پر بیٹھکر دریا کے پار چلے جاتے ہین،

پیریپلوس Preplus (سنہ ۶۰ء) جو آرٹی میڈ روس کے تقریباً سو برس کے بعد تھا وہ اِس سے بھی زیادہ قوی تر شہادت پیش کرتا ہی، وہ کہتا ہی کہ "افریقہ کے بعض سواحل سبا (طبقہ ثالثہ) کے زیر حکومت ہین"[۵۳]

علم الآثار کی شہادت کا اگر ہم اضافہ کرین تو معلوم ہوگا کہ سبائی خط مین حبش کے

۵۱ Wright. P. 9.

۵۲ کتاب مذکور ص ۲۹،

۵۳ ذکر کی تاریخ اقوام قدیمہ فصل عرب، ۵۴ برٹانیکا مضمون "سبا"،

ملک مین کتبات بھی ملے ہین، جنکا ذکر آگے آئیگا،

یہ تو اسلام سے پہلے کی شہادتین ہین، اسلام نے ابھی ۶ برس کی عمر بھی نہین پائی تھی کہ مسلمانون نے تمام دُنیا کو چھوڑ کر صرف ملک حبش کا رُخ کیا، حبش کا صوبۂ زیلع جس کو آجکل سمالی لینڈ اور اریٹریا کہتے ہین، وہ ہمیشہ تاریخ اسلام مین عرب قوت کا مرکز رہا ہو اور اب بھی حبش اور تمام افریقی سواحل صرف عربون سے متاثر ہین، شہر کے شہر ان کے آباد ہین، زبان تک عربی کی نقل ہو، لباس و طعام و تمدن کی ہر نگی تو ادنیٰ چیزین ہین،

اِن دلائل و شواہد کا خلاصۂ نتایج یہ ہو کہ یمن کے مقابل افریقی سواحل پر قدیم زمانہ سے سبا کی تجارتی آبادیان تہین، جہان انکی بدولت یمن کی طرح تمدن کی روشنی پھیلنی شروع ہوگئی تھی، سبا کے طبقۂ اول (مکارب سبا) و طبقہ دوم (ملوک سبا) کے بعد طبقۂ سوم (سبائے حمیر) نے یمن مین مسیح سے تقریبًا سو برس پہلے ظہور کیا، اِس انتقال خاندان شاہی نے سبا کی افریقی نو آبادیون مین خود سری کا خیال پیدا کر دیا، باہم معرکہ آرائیان ہوئین، یہ غالب ہوتے تو یہ اپنے کو بادشاہ مین لکھتے، اگر وہ غالب ہوتے تو وہ اپنے کو فاتح حبش[ا] کہتے، یہی سبب ہو کہ اس قسم کے کتبات و واقعات دونون طرف ملتے ہین،

بہرحال اِن سبائی عربون نے اصل افریقی (حامی) قبائل کے اختلاط و امتزاج سے جو نئی قومیت پیدا کی، انھین کا نام عربی مین حبش، یونانی مین ایتھوپین، یورپین زبانون مین ابی سینین، اور خود انکی زبان مین جیزؔ ہو، حبش کے سبائی الاصل ہونے پر سب سے بڑی لیکن تعجب انگیز دلیل یہ ہو کہ حبشی زبان مین "سبا" کے معنی ہی انسان کے ہین[۲] جسطرح آدم کے بیٹے

ا‌ ؎ تمام عربی تاریخون مین مذکور ہو کہ افریقس نام ایک تبع نے افریقہ فتح کر لیا تھا،

۲ ؎ برٹانیکا، مضمون سبا"

"آدمی" اور انسان کو ایک سمجھتے ہین، حبش کے ایک ابتدائی بادشاہ کا نام ذوشکال تھا جو بالکل یمنی طرز کا نام ہے،

حبش و حمیر حبش و حمیر کے سیاسی تعلقات کی کشاکشی اُسی وقت سے نظر آتی ہے جبکہ سبائے حبش اور سبائے حمیر بالاستقلال الگ الگ خاندان قائم کرتے ہین، حبش کے سواحل پر شہر زیلع مین ایک کتبہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی کے اوائل مین نجاشی مدعی ہے کہ اُسنے سبا کے ملک تک عرب مین جنگ کی، چوتھی صدی کے اوائل مین جب حبش مین مذہبی انقلاب پیدا ہوا تو مذہب عیسوی کے نئے پیرو ٔنکے دل، وفور جوش سے لبریز تھے، شاہ اذینہ جو حبش کا پہلا عیسائی بادشاہ تھا، اور نیز اُسکے جانشین، اپنے کتبات مین اپنے نام کے ساتھ یہ القاب لکھتے ہین،" شاہ اکسوم و حمیر وریدان و حبشات و سبا و زیلع ..." یہ طرز القاب تقریبًا اسوقت سے ۳۷۰ء تک قائم رہتا ہے، اور عجیب یہ ہے کہ اصل سلاطین حمیر کے سلسلہ کی چند کڑیان یہان سے گم ہین، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہان حبش کا ادّعا غلط نہو گا، (دیکھو فہرست سلاطین حمیر) ۳۵۶ء مین قیصر قسطنطیوس نے اذینہ کے نام خط بھیجا تھا، اور اسی عہد مین اذینہ یمن پر حملہ آور ہوتا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ حملہ رومیون ہی کے اشارہ سے ہوا تھا، حبش و حمیر مین اب صرف خاندانی و سیاسی اختلاف نہ تھا، بلکہ سب سے زیادہ مذہبی تعصب اب اس نخل کی سیرابی کر رہا تھا، حبشیون کی یمن پر یہ پہلی حکومت زیادہ دن تک قائم نہ رہ سکی ۳۷۵ء مین اسکا خاتمہ ہو گیا،

---

۵۱ برٹانیکا مضمون "ایتھوپیا"

۵۲ برٹانیکا مضمون سبا، و ایتھوپیا، و ابی سینا، و اکسوم،

اکسوم کے نجاشی | ان مخلوط سبائی عربون کا پایۂ تخت شہر اکسوم تھا، جو ملک حبش کے صوبہ "تجرے" مین ۱۴ درجہ، ۷ دقیقہ، ۳۲ ثانیہ بطرف شمال، اور ۳۸ درجہ ۳۱ دقیقہ ۱۵ ثانیہ بطرف مشرق واقع تھا، اور جہان اب تک اُسکے کھنڈر باقی ہین، اہل حبش اس کو نہایت مقدس شہر سمجھتے ہین، شاہان حبش کی تاجپوشی انقلاب حکومت کے بعد بھی اب تک یہین ہوتی ہے،

تقریبًا اُسی زمانہ مین جبکہ سبائے حمیر نے ریدان مین اپنی مستقل حکومت قائم کی سبائے حبش نے اکسوم مین ایک خاندان شاہی کی بنا ڈالی، جو اُسوقت سے چھٹی صدی ہجری تک یعنی تقریبًا ۱۲۰۰ تک قائم رہا، اسکے عروج وکمال کا زمانہ چوتھی اور پانچوین صدی ہی، عربون مین شاہان حبش کا لقب **نجاشی** ہی جو درحقیقت "نجوس" کی تعریب ہی، جس کے معنی حبشی زبان مین بادشاہ کے ہین، نجاشی جسکے عہد مین یمن فتح ہوا، نجاشی جسکے ملک مین صحابہ نے ہجرت کی، نیز جسنے اسلام قبول کیا، اور آنحضرت صلعم نے جس کے جنازہ کی غائبانہ نماز پڑھائی وہ اسی خاندان ہی ملک اور اسی شہر کے بادشاہ تھے،

مصر کے تعلق وہمسائیگی سے، شاہان حبش، یونان وروم کے تمدن سے بہت متاثر رہے ہین، اکسوم اور حمیر کے اِس عہدِ انقلاب مین مصر کے مالک رومی تھے جنکا مذہب عیسوی اور زبان علمی یونانی تھی، اِس زمانہ کی حکومت کی واقفیت کا ذریعہ، اِسی شہر کے کھنڈر کے چھ کتبے ہین، جو حال مین دریافت ہوئے ہین، پہلا کتبہ یونانی زبان مین ۳۴۵ء کا لکھا ہی، دوسرا کتبہ سبائی زبان مین یلا امیدا (علی عمیدہ) بادشاہ حبش کا ہی، تیسرا کتبہ بھی اِسی بادشاہ کی یادگار ہی، لیکن حبشی زبان مین ہی، چوتھا یونانی، سبائی،

اور حبشی تین زبانون مین ہی، پانچوان کتبہ شاہ اذینہ بن یلا امید اکا ہی، چھٹا سب سے اخیر زمانہ کا ہی،

یہ خاندان اولاً اہل یمن کی طرح بُت پرست تھا، شاہان روم کے تعلقات نے مصر کے ذریعہ سے یہان عیسائیت کو فروغ دیا، چوتھی صدی عیسوی کے اوائل مین اسکندریہ کے ایک بشپ نے اُسکو اپنے مشن کا مرکز قرار دیا، سنہ ۳۳۰ء مین سب سے پہلے اذینہ نجاشی حبش نے عیسائیت قبول کی، قیصر کنسٹنٹیوس نے سنہ ۳۵۶ء مین اسکو خط لکھا، اسی سے متصل وہ زمانہ ہی کہ رفتہ رفتہ حمیر بھی ستارہ اور بت پرستی سے ہٹکر عیسائیون کی کوششون کے علی الرغم یہودیت کیطرف مائل ہو رہے ہین،

یمن کا آخری سقوط حبش و یمن کی باہمی معرکہ آرائی گو چوتھی ہی صدی سے شروع ہو گئی تھی، لیکن یمن کا آخری سقوط چھٹی صدی کے اوائل مین ہوا، اسکی تفصیل یہ ہی کہ ذونواس نے جب نجران کے عیسائیون کو آگ کے گڈھون مین ڈھکیل کر مار ڈالا، تو اطراف کے تمام عیسائی غصہ سے جل گئے، دوس بن ثعلبان ثمن کے ایک عیسائی امیر نے نجاشی کے ہان فریاد کی، نجاشی نے قیصر روم کے اشارہ سے یمن پر فوج کشی کی، اور سنہ ۵۲۵ء مین آخری بار یمن کو فتح کرنے مین کامیاب ہو گئے، یہ عرب مورخین کا بیان ہی، اس مقدمہ کے ایک فریق عیسائی رومی بھی ہین، اُن کا بیان بھی سننے کے لائق ہوگا، تھیوفانوس اسی عہد کا ایک مورخ بیان کرتا ہے،

> چھٹی صدی کے اوائل مین رومی تاجر جو یمن سے گذر رہے تھے، حمیر نے اُن پر ظلم کئے، بعضون کو مار ڈالا، اس واقعہ سے تجارت بند ہو گئی، اہل حبش کو یہ فعل ناگوار گذرا، ہر اد شاہ حبش کی سرداری مین اہل حبش بحر احمر کو عبور کر کے حمیر سے معرکہ آرا ہوئے

اور حمیری بادشاہ ویبانوس (ذونواس) کو مار ڈالا' اور قیصر جسٹینین کے ساتھ اس شرط
پر معاہدہ کیا کہ تمام باشندگان اکسوم عیسائی ہو جائین' اور اسکندریہ سے اُن کے لیئے
ایک بشپ مقرر ہو'

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع یازدہم) کا مضمون نگار ابی سینیا لکھتا ہی:
چھٹی صدی مین حمیر نے عیسائیون کو سخت تکلیف پہونچائی' آخر جسٹینین اول نے
شاہ حبش کو جس کا نام کالب الاصبح تھا لکھا کہ ان کی مدد کرے چنانچہ اُس نے
حمیر کے ہاتھ سے یمن لے لیا'

عربی اور یونانی دونون روایتون سے متفقاً یہ ثابت ہی کہ یہ حملہ قیصر روم کے اشارہ
سے ہوا تھا' اس حملہ کی غرض کیا تھی؟ عرب کہتے ہین کہ صرف مذہبی غرض تھی' رومیون کا
ظاہری بیان یہ ہی کہ اِس سے مقصود صرف تجارتی راستون کی حفاظت کی تھی' لیکن صلح
کے شروط خود یہ بیان کرتے ہین کہ "تمام اکسومی عیسائی ہو جائین گے" اور حمیر کے آخری ابواب مین
گذر چکا ہی کہ حمیر چونکہ ایران کے طرفدار تھے' اسلیئے بھی وہ رومیون کی آنکھ مین کھٹکتے تھے'
اِسی لیئے اہل حبش کے مقابل مین اہل ایران امداد کے لیئے آمادہ نظر آتے ہین'

عرب مورخین کا بیان ہی کہ ذونواس شاہ یمن نے اِن حملہ آورون کا سواحل عدن
وحضرموت مین استقبال کیا' اور بقوت نہین بلکہ بہ تدبیر وحیلہ ان کو اسقدر سخت شکست دی
کہ مجبوراً اُن کو حبش واپس لوٹ جانا پڑا' یونانی عیسائی کہتے ہین کہ "وہ حمیریون کو سزا دیکر واپس
پھر گئے" ہمارے نزدیک یہ کوئی اختلاف بیان نہین' "فرار" اور "مصلحت کامیاب واپسی"
عیسائی ڈکشنری مین اِس اُنیسوین صدی مین بھی مرادف لفظ قرار دیئے جاتے ہین'
اہل حبش جنگ کا ساز وسامان درست کرکے پھر دوبارہ اس زور وشور سے حملہ آور

ہوے کہ حمیر کے پاؤن اُکھڑ گئے، ذونواس نے بھاگ کر گھوڑے کو دریا مین ڈالدیا، لیکن ساحل تک سلامت نہ پہونچا، اسکا قائم مقام ذوجدن ہوا، اور اُسکا بھی یہی حال ہوا، ذویزن اُٹھا، لیکن افسردہ ہوکر رہ گیا، اہل حبش اب تنہا یمن کے مالک بن گئے، اور اسیطرح بہتر برس تک یعنی سنہ ۵۲۵ء سے سنہ ۵۹۸ء تک، یا آسانی کے لیے سنہ ۶۰۰ء تک کہو قابض رہے،

یمن کے فاتح اور پہلے حبشی گورنر کا نام عربون مین ارباط مشہور ہے، اور بعض ابرہہ کہتے ہین، اوّل مشکوک ہے اور ثانی بہ تحقیق غلط ہے[۵۱]، یونانی مورخ اِس فاتح کا نام "سمیفیوس" اور اِس عہد کے نجاشی کا نام "الیباس" بتاتے ہین، قسطنطنیہ نے عثمانی دارالآثار مین یمن کے ایک کتبہ کا ٹکڑا ہے[۵۲]، جو "رحمان اور کرستوس غلبان" کے نام پر ختم ہوتا ہے، "رحمان" نصاریٰ عرب مین خدا نام تھا، "کرستوس" یعنی کرایسٹ (حضرت عیسیٰ کا یونانی نام) "غلبان" فاتح غالب، حضرت عیسیٰ کی صفت ہے، اِس کتبہ مین ایک بادشاہ یمن "سمیفع اشوع" اور "سملکان یا ابجہ شاہ حبشات" کا ذکر ہے، اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہ حبش کا یونانی التلفظ نام

۵۱ اصل یہ ہے کہ ابرہہ صحیح عربی و عیسائی روایت کے رو سے دوسرا گورنر ہے، تفصیل آگے ہے، ابرہہ آگے چل کر باغی ہوجاتا ہے، اُسکے مقابلے کے لیے ارباط آیا ہے، اور ناکامیاب واپس گیا ہے، طبری کی ایک روایت یہ ہے کہ اول ارباط فتح یمن کے لیے آیا، لیکن ناکامیاب گیا، پھر نجاشی نے ابرہہ کو بھیجا، اور اُسنے فتح کیا، اسکے بعد ابرہہ باغی ہوگیا، اُسکے مقابلے مین حبش سے ارباط بھیجا گیا، اور وہ دھوکے سے مارا گیا، یہ روایت صحیح نہین ہے کیونکہ یہ سنہ ۵۲۵ء کا واقعہ ہے، اسکے بعد سنہ ۵۷۰ء مین واقعۂ فیل پیش آیا ہے جس مین متفقاً ابرہہ موجود تھا، اس کی مدت امارت ۴۵ برس قرار پاتی ہے، حالانکہ ۳۲ برس سے زیادہ نہین، اس لیئے اور روایتین صحیح ہین، جن مین ابرہہ سنہ ۵۴۵ء مین نجاشی کی اجازت سے نہین بلکہ بزور یمن کا گورنر بلکہ مستقل بادشاہ بن جاتا ہے،

۵۲ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ مضمون "عرب" فصل "تاریخ"

"اُلیباس" درحقیقت "یلا اصبحہ" ہی جسکو عرب **الاصبح** کہتے ہین، اور "آمیفیوس" کی اصل "سمیفع" ہی عدن کے قریب حصن غراب مین ایک اور کتبہ ہی جس مین سُمیفع اور نیز اُس کے لڑکون کا نام بوضوع تمام مذکور ہی، اصل ترجمہ یہ ہی؛

"سُمیفع اشوع اور اُسکے لڑکے شرجیل یکمل اور معدی کریبان نے یہ یادگاری کتبہ حصن غراب مین لکھا جبکہ اُنھون نے اپنے قلعہ اور شہرپناہ درست کین، اور اسمین پناہ گزین ہوئے، اور حبش نے یمن فتح کیا، اور باشندون پر غالب آئے اور تجارت کی راہ کھولی اور بادشاہ حمیر کو قتل کیا، . . . . ماہ حجنن سنہ ۶۴۰"

سنہ ۶۴۰ مینی تاریخ ہی، حسب تعدیل سابق (دیکھو حمیر کا زمانہ) یہ سنہ ۵۲۵ء کے مطابق ہوگا، جو عین فتح کی تاریخ ہی، لیکن عجیب بات یہ ہی کہ اولاً تو کتبہ کی عبارت اگر وہ صحیح پڑھی گئی ہی تو فاتح ہونا نہین ظاہر کرتی، کہ فاتح کو پناہ گزینی کی کیا ضرورت ہی؟ ثانیاً "سمیفع اشوع" "شرجیل یکمل" اور "معدی کریبان" تینون خالص سبائی حمیری نام ہین، پھر ابرہہ کے کتبہ سد عرم مین معدی کرب بن سمیفع ایک ذوالیزنی امیر کا نام ملتا ہی، عثمانی دار الآثار کے کتبہ سے سمیفع کا عیسائی ہونا بھی ثابت ہوتا ہی، جو حمیر کا مذہب نہ تھا، ایک بات سمجھ مین آتی ہی ممکن ہی کہ صحیح ہو، حسب روایت طبری **ذوالیزن** آخری شخص تھا جو حبش کے مقابلے کے لئے اُٹھا تھا، لیکن چارون طرف دیکھکر مایوس ہوگیا، ابرہہ کے کتبۂ عرم کے مطابق معدی کرب اور سمیفع اِسی کے خاندان سے تھے، دار الآثار عثمانی کے کتبہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُنھون نے عیسائیت قبول کرلی تھی، حصن غراب کے کتبہ مین ان کی عیسائیت نہین ظاہر ہوتی، لیکن خوف زدہ ہوکر قلعہ بند ہونا ثابت ہوتا ہی، اِسلیئے قیاس یہ ہی کہ اولاً یہ اہل حبش کے غلبہ سے ڈر کر حصن غراب مین بیٹھے، پھر مجبور ہوکر عیسائی ہوگئے[۱]، اور یمن اُن کو واپس دیکر حبش جیسا کہ کہتے ہین، پھر گئے،

[۱] طبری کی روایت ہی کہ فاتح یمن (ابرہہ) نے ذوالیزن کی بیوی زبردستی چھین کر اپنے محل مین رکھ لی تھی، معدیکرب سیف بن

پھر دوسری بار حبش آئے اور خاص اپنی حکومت قائم کی، حبشی گورنرون نے اپنا پایۂ تخت شہر صنعا کو قرار دیا جو ریدان وظفار کے پہلو مین تھا، یہ شہر اب تک باقی ہے اور امرائے یمن کا دار الامارہ ہے، اہل عرب مین آب وہوا کی خوشگواری، مناظر کی دلفریبی، اور محاسن فطرت کی دلکشی مین ہمیشہ سے ضرب المثل ہے،

عیسائیت و یہودیت کا تصادم | مسیحی فاتح، یہودی حکمرانون سے کچھ زیادہ بہتر نہین ثابت ہوئے، مورخین عرب کا بیان ہے، کہ مسیحی فاتحین نے یہودیون کو سخت تکلیفین پہونچائین، اشاعت مذہب مین قتل وظلم وتعذیب وتعدی کسی فعل سے احتراز نہین کیا گیا، عیسائی ان دردناک وقائع کے بیان سے خاموش ہین، لیکن ایک عجیب وغریب یہودی وعیسوی مناظرہ کا ذکر کرتے ہین، حمیری یہودیون نے عیسائیون کو چیلنج دیا کہ باہمی مناظرہ سے صحتِ مذہب کا فیصلہ کیا جائے چنانچہ عیسائیون کی طرف سے جریجنتیوس (جریج) شہر تفار (ظفار) کا بشپ، اور یہودیون کی جانب سے ہربانوس (حرب) وکیل مقرر ہوئے، تین دن تک بادشاہ کے حضور مین مجلس مناظرہ گرم رہی لیکن کوئی فیصلہ نہوا،

ہربانوس نے کہا کہ "شہر ناصرہ کا یسوع اگر حقیقت مین زندہ ہے اور آسمان پر اپنے پرستارون کی دعائین سُن رہا ہے تو کہو کہ اسوقت ہمارے سامنے آئے" یہودی بھی چارون طرف سے بیک آواز چلائے کہ "ہان اپنے یسوع کو دکھاؤ، ہم فوراً ایمان لائینگے" ناگاہ بجلی چمکی آسمان پر کڑاکا ہوا، اور یسوع جلال کی شعاعون مین ارغوانی بادل کے اندر، ہوا مین نمودار ہوا، ہاتھ مین تلوار تھی، سر پر گران بہا تاج تھا، مجمع کے برابر کھڑے ہوکر بڑی آواز مین گویا ہوا، ہان دیکھو! مین تمھاری نگاہون کے سامنے ہون، مجھی کو تمھارے باپ داداؤن نے مارڈالا تھا" عیسائیون نے گڑگڑا کر کہا "خداوندا! اے خداوندا! ہم پر رحمت ہو" تمام یہودی

اندھے ہوگئے، پھر جب تک بپتسمہ نہ پایا آنکھیں نہ ملین[1]،

عربی روایتون مین اس قصہ کا ذکر نہین، لیکن اسی کے مقابل مین یہ قصہ البتہ مذکور ہی کہ جب تبع ابوکرب نے یہودیت قبول کی تو یمنی ستارہ پرستون نے اس مذہب کی صحت تسلیم نہ کی، آخر معاملہ اس پر محوّل ہوا کہ فلان غار سے ایک آگ نکلتی ہی جو ناحق کو جلا دیتی ہی اور اہل حق کا بال بھی بیکا نہین کرتی چنانچہ یہودیون کے احبار اور بت پرستون کے کاہن توراۃ اور اپنے بت ہاتھ مین لیکر گئے، وقت مقرر پر آگ نکلی، دنیا دھوان سے تاریک ہوگئی، جب روشنی پھیلی تو کاہن اور اُن کے بت خاک کے ڈھیر تھے، اور احبار صحیح وسالم غار کے دہانہ پر توراۃ پڑھتے ہوئے نظر آئے[2]،

عجب نہین کہ یہ دونون قصے ایک ہی اصل کے دو عکس ہون، ہر ایک فریق نے اپنے مطلب کے مطابق اسکو پھیلایا ہی،

ابرہۃ الاشرم | بقول عرب، **ارباط** نے یمن پر بیس برس حکمرانی کی، اس اثنا مین حبشی فوج نے بغاوت کی، **ابرہہ** ایک حبشی سردار اس باغی جماعت کا سرعسکر بن گیا لفظ ابرہہ ابراہیم کا حبشی تلفظ ہی، او رچونکہ نک کٹا تھا، اسلئے "اشرم" کہلاتا تھا، عرب اسکو حبش کے شاہی خاندان سے سمجھتے ہین، بہرحال **ارباط** اس فتنہ مین مارا گیا، اور ابرہہ تنہا یمن کا بادشاہ بن بیٹھا، ارباط کے اختتام اور ابرہہ کے آغاز حکومت کی تاریخ نہین معلوم، لیکن ابرہہ کے ایک ابتدائی کتبہ پر ۶۵۸ سنہ یمنی جو مطابق ۵۴۳ء ہی تاریخ ثبت ہی، اگر ہم اسی کو آغاز سال فرض کرلین تو ارباط کی مدت حکومت جو ۱۸ سال ہے ۵۲۵ء سے شروع ہو کر ۵۴۲ء پر ختم ہوتی ہے،

[1] سیل کا مقدمہ ترجمہ قرآن، [2] تاریخ طبری،

سنہ ۵۴۳ء مین ابرہہ نمودار ہوتا ہی اسی زمانہ کے ایک عیسائی مصنف پروکوپوس کا بیان اسکے متعلق حسب ذیل ہے:۔

ابرہہ ایک رومی غلام تھا، جو اُبلیع مین رہتا تھا، شاہ حبش یلا اصبحہ کے خلاف جس فوج نے بغاوت کی تھی، اُسکا سردار بن گیا، سمیفع جو بادشاہ کی طرف سے یمن کا نائب تھا اُسکو قید کر لیا، اُسکے مقابل جو فوج بھیجی گئی اُسکو شکست دی، اس اثنا مین بادشاہ مرگیا، اُسکے جانشین نے ابرہہ سے صلح کر لی، اور اپنی طرف سے اُسکو یمن کا نائب بنایا[۲]،

بجز ابرہہ کے رومی غلام ہونے کے عربی روایتین حرف حرف اسکے مطابق ہین، بلکہ اس سے کچھ زیادہ ہین، ابرہہ کی بغاوت، ارباط نامی سردار کا آنا، ابرہہ کے غلام کے ہاتھ سے دھوکے سے اُسکا قتل ہونا، نجاشی کا خاک یمن کی پامالی اور ابرہہ کی خونریزی کی قسم کھانا، ابرہہ کا ایک شیشی مین نشتر سے اپنا خون نکالکر اور یمن کی تھوڑی مٹی بادشاہ کے پاس بھیجنا، کہ بادشاہ، پاؤن تلے مٹی رکھکر ابرہہ کا خون بہائے اور قسم پوری کرلے، یہ تمام واقعات عربی تاریخون مین مفصل مذکور ہین،

ابرہہ کو جب اِدھر سے اطمینان ہوا، تو تمام ملک مین عامل مقرر کیے، عیسائیت کی ترویج کی، بڑے بڑے شہرون مین کنیسے تعمیر کیے، سب سے بڑا کنیسہ صنعا مین تعمیر ہوا جس کو عرب "القلیس" کہتے ہین جو یونانی کلیسا کی تعریب ہے،

۱ ؎ زیلع افریقی ساحل پر یمن کے مقابل ہی اب اسکو اریٹیریا کہتے ہین اور اٹلی کے زیر حکومت ہی عہد اسلام مین یہان بہت سے مصنفین پیدا ہوئے ہین،

۲ ؎ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام لفظ "ابرہہ"

ابرہہ کے زمانہ کا ایک بہت بڑا کتبہ سدِّ عرم کی بقیہ دیوار پر ملا ہی جس سے چار نہایت اہم واقعات معلوم ہوئے ہین،

(۱) سنہ ۶۵۷ یمنی مطابق سنہ ۵۴۲ء مین ابرہہ کے خلاف اہل یمن نے بغاوت کی، جس مین خود ولی عہد بھی شریک تھا،

(۲) اسی سنہ مین سدِّ عرم آخری بار منہدم ہوا،

(۳) ابرہہ عیسائی تھا اور مارب مین ایک بہت بڑا گرجا اسنے تعمیر کیا تھا،

(۴) اسی سنہ مین نجاشی حبش، قیصر روم، منذر شاہ حیرہ اور حارث بن جبلہ شاہ غسان کے سفیر اسکے دربار مین آئے،

اصل کتبہ کے اہم فقرے حسب ذیل ہین،

(۱)

"رحمان الرحیم، اور اُسکے مسیح، اور روح القدس کی مہربانی سے: ابرہہ اکسومی حبشیوں کا رئیس، اور ارا حمیس ذبیمان شاہ حبش کا محکوم، شاہ سبا، و ذو ریدان وحضرموت ویمنات وتہامہ ونجد، یہ یادگار قائم کرتا ہی کہ اُسنے اپنے عامل یزید بن کبشہ پر فتح پائی جس کو اُسنے کندہ اور روئی پر حاکم بنایا تھا، اور سپہ سالار مقرر کیا تھا، اور رؤسائے سبا (اقیال سبا) اُس کے ساتھ تھے اور وہ مرّہ، ثمامہ، حنش، مرثد، اور حنف قلعہ دار (ذو) خلیل، اور آل یزن روسائے (اقیال) معدی کرب بن سمیفع اور ہفان، اور اُسکے ہم برادر فرزندانِ اسلم تھے، بادشاہ نے اُس کے مقابلے مین جرّاح قلعہ دار (ذو) زنبور کو بھیجا یزید نے اُس کو مار ڈالا، اور قصر کدار کو ڈھا دیا، اور کندہ، حریب اور حضرموت کے قبائل سے اُسنے جمیعت اکٹھا کی،... بادشاہ کو خبر ملی تو اپنی حمیری وحبشی فوج

ہزارون کی تعداد مین ماہ ذوالقعدہ ۶۵۸ (یعنی مطابق ۵۴۳ء) مین لیکر چلا، جب مارب (سبا) کی وادیون مین پہونچا، تو یزید خود آیا، اور تمام سردارون کے سامنے اُسنے اطاعت قبول کرلی"......

(۲)

اِسی اثنا مین مارب کے بند (سد) کی دیوار، حوض، اور دروازون کے ٹوٹنے کی خبر ماہ ذوالحجہ ۶۵۸ (یعنی مطابق ۵۴۳ء) مین آئی، قبائل کو فرمان بھیجا کہ پتھر، لکڑی اور سیسہ، بند کے درست کرنے کے لیئے مہیا کرین، بادشاہ پہلے مارب گیا اور وہان کے کنیسہ مین نماز ادا کی، پھر موقع پر گیا، نیو کھودی گئی، او تعمیر شروع ہوئی،......

(۳)

بادشاہ حسب ذیل اُمرا (اقیال) سے معاہدہ کرکے واپس آیا، شہزادۂ اکسوم قلعہ دار معاہر فرزند بادشاہ، مرجزت، قلعہ دار ذرناح، عادل قلعہ دار فانش، اور قلعہ داران شولمان، شعبان، رعین اور ہمدان وغیرہ....

(۴)

رحمان کی عنایت سے نجاشی، قیصر روم، منذر (شاہ حیرہ) اور حارث بن جبلہ (شاہ غسان) اور دوسرے بادشاہون کی طرف سے سفراء دوستی اور محبت کے لیئے ماہ ددان ۶۵۸ (یعنی ۵۴۳ء) مین آئے،........

واقعۂ فیل ابرہہ کے زمانۂ حکومت کا سب سے بڑا عظیم الشان واقعہ ۵۷۰ء مین مکہ پر فوجکشی ہے، اِس مہم مین چونکہ حبشی ہاتھی لیکر آئے تھے اسلیئے عرب اِس مہم کو واقعۃ الفیل اور

اِس سال کو عام الفیل کہتے ہین، آنحضرت صلعم کی ولادت مبارک اسی سال اِس واقعہ کے چالیس روز بعد ہوئی تھی،

عرب مورخین کی روایت کے مطابق اِس مہم کا مقصد صرف تخریب کعبہ تھی، یورپین مصنفین کہتے ہین یہ واقعہ ضمنی پیدا ہو گیا ہوگا، ورنہ اصل غرض روم و فارس کی باہمی جنگ مین صحرائے حجاز کو عبور کرکے ہم مذہب رومیون کی اعانت تھی، ہمکو اصل وضمن سے بحث نہین، تواتر نقل سے اتنا جانتے ہین کہ یہ واقعہ ہوا، اور بس ؛ ابرہہ کے کتبۂ عرم کے جو فقرے ہم نے اوپر نقل کیے ہین، اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ یمن کے علاوہ تہامہ کا بھی جہان کعبہ واقع ہے اپنے کو بادشاہ سمجھتا ہے، کتبہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اُسنے ایک گرجا مارب مین بنوایا تھا، اہل عرب کی روایت اِس واقعہ کے متعلق یہ ہے، اور جو قرب زمانہ کی وجہ سے یقیناً صحیح ہوگی، ابرہہ نے عیسائیت کی ترویج کی غرض سے صنعا مین ایک بڑا اور عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا تھا، اور اُسکا نام کعبہ رکھا، غرض یہ تھی کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر جھکین، عربون مین کعبہ کی چونکہ بڑی عظمت تھی، اور عرب کے ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ اسکی برابر عزت کرتے تھے[ل] اسلیئے اس سے اُن مین برہمی پیدا ہوئی، ایک عرب نے رات کو چھپکر اِس کلیسا کو نجس کر دیا، ابرہہ اپنے مقدس معبد کی بیحرمتی کو دیکھکر غصہ سے بیتاب ہو گیا، ایک فوج جرار اور چند ہاتھی لیکر کعبۂ ابراہیم کو ڈھانے نکلا، راہ مین عرب کے متعدد قبائل بڑھ بڑھکر ابرہہ پر حملہ آور ہوئے، لیکن ہزیمت اُٹھا کر پسپا ہو گئے، جب یہ ہاتھیون کا

[ل] اسکی دو دلیلین ہین اول یہ کہ کعبہ مین ابراہیم (یہود) مسیح اور مریم (عیسائی) کی تصویرین اور تمام قبائل کے بُت تھے، ثانیاً یہ کہ نصرانی شعرائے جاہلیت کے کلام مین بھی مشاعر کعبہ اور ارکان حج کی عظمت مذکور ہے،

ذل، اور آدمیون کا جنگل وادی مکہ کے قریب پہونچا، دفعۃً کسی سمت سے پرندون کا غول در غول نمودار ہوا، اُن کے منہ اور پنجہ مین کنکریان تھین، یہ کنکریان جس پر گرین، بدن پھوٹ کر نکل آئین، اعضا سڑ نے گلنے لگے، ہاتھی چنگھاڑ مار کر پیچھے ہٹ گئے، چند منٹ مین تمام لشکر زیروزبر تھا، عرب مین چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی[۳]

واقعہ کے اخیر فقرہ سے مورخین یورپ نے یہ نتیجہ پیدا کیا ہے کہ اصل واقعہ اتنا ہی کہ ابرہہ رومیون کی مدد کو فوج لیکر نکلا، راہ مین اُسکی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوکر رہ گئی[۴] حبش مین اسی زمانہ مین چیچک کی وبا کا پھیلنا غیر اسلامی روایت سے ثابت ہے، چنانچہ حبش کے ایک سیاح نے اپنے سفرنامہ مین اس واقعہ کا ذکر کیا ہے[۵] چیچک کی تاریخ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا مین اس بیماری کا نشو و نما اور ترقی تقریبًا اسی زمانہ سے ہے،

قرآن مجید نے انھین واقعات کو سورۃ الفیل مین بیان کیا ہے،

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ	تو نے نہین دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ
اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ	کیا کیا، کیا اُسنے اُنکی مخفی تدبیر کو بیکار نہین کردیا، اُسنے
وَاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ، تَرْمِيْهِمْ	اُن پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے، وہ پرندے پتھر مارتے تھے،
بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ، فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ	پھر خدا نے اُن کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کردیا،

جمہور کے نزدیک ان آیات کی تفسیر تو وہی ہی جو عام روایت کے مطابق ہی، پرندون کا پتھر برسانا، اور اُس سے ایک فوج کی فوج کا ہلاک ہوجانا تعجب انگیز واقعہ ہی لیکن

[۳] طبری و ابن اسحاق،

[۴] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، اصحاب الفیل،

[۵] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا لفظ "اسمال پاکس"،

محال نہین، ممکن ہی کہ ان کنکرون مین چیچک کے وبائی جراثیم ہون، اس واقعہ کی صحت کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہی کہ یہ سورہ اس واقعہ کے تقریبًا پچاس برس بعد نازل ہوئی، اسوقت بہت سے اشخاص حملہ حبش کے چشم دید گواہ موجود ہون گے، بعض لوگ ایسے ہونگے جنھون نے اپنے بزرگون سے اس واقعہ کو سُنا ہوگا، تاہم کسی نے اس وحی الٰہی کی تکذیب کی جرأت نکی، سرسیّد نے اس سورہ کی جو تفسیر تہذیب الاخلاق مین لکھی تھی، اور جس سے اس واقعہ کے اعجوبہ پن کو دور کرنیکی کوشش کی تھی وہ سرتاپا لغو اور اغلاط سے مملو ہی، عربی زبان مین طیر کا لفظ بدفالی اور کنایۃً بلا کے معنی مین کبھی نہین آئے، وہ طائر کا لفظ ہی اور اس سے مزعومات عرب کے مطابق فال بد مراد ہوتی ہی، اس معنی مین ارسال کے ساتھ بھی اس لفظ کا استعمال نہین ہوا،

ان آیات کے ایک اور معنی نظام القرآن کے مصنف[۵۲] نے اختیار کیئے ہین اور ممکن ہی کہ وہ ایک حد تک صحیح ہون، سب سے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ عربون کا عام بیان یہ ہی کہ جب کوئی فوج گران کسی طرف کا رُخ کرتی ہی تو مردہ خوار پرندون کا غول ساتھ ساتھ ہوا مین اُڑتا چلتا ہے، نابغہ کہتا ہی: اُنکے پرچم کے ساتھ ساتھ پرندون کا غول چلتا ہے،

ابو نواس کا شعر ہے: ہمارے ممدوح کی فوج کیساتھ پرندے ہین، کیونکہ اسکے فاتح ہونیکا اُنکو یقین ہے،

سنہ ۳۶ھ مین بصرہ مین جنگ جمل واقع ہوئی تھی، حجاز مین اس لڑائی کا حال اسی دن معلوم ہوگیا تھا، کیونکہ غول در غول پرندے کٹے ہوئے اعضا چنگل اور چونچ مین لیئے ہوئے اِدھر اُدھر اُڑ رہے تھے[۵۱]،

دوسرا مقدمہ یہ ہی کہ ترمیھم کا فاعل طیرٌ نہین ہی، بلکہ اَنْتَ ہی جو اَلَمْ تَرَ کا بھی فاعل

---

[۵۱] تاریخ طبری ذکر واقعہ جمل، [۵۲] مولانا حمیدالدین صاحب،

ہیٗ اِس تفسیر کے روسے آیت کے معنی یہ ہون گے،

"تونے دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اُسنے اُنکی مخفی تدبیر
کو بیکار نہین کردیا، اُسنے اُن پر جھُنڈ کے جھُنڈ پرندے بھیجے، تو اُن کو پتھرون سے مارتا تھا،
پھر خدانے اُن کو کھائے ہوئے بھس کے مانند کردیا"

خدا اس سورہ مین اپنے متعدد احسانات گناتا ہیٗ اوّل یہ کہ اُسنے اُنکی تدبیر بیکار کردی، دوسرے یہ کہ اُس نے اُن کے ساتھ ساتھ پرندون کے غول بھیجے کہ اُنکی لاشون کی نجاست سے صحن حرم کو پاک کردین، تیسرے یہ کہ اتنے بڑے لشکر کو صرف بددعا یہ سنگ اندازی سے شکست دیدی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

طبقۂ ثالثہ

سلسلۂ ابراہیمی

وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ

حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھین، سارہ، ہاجرہ اور قطورا،

سارہ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ تھے ان کے دو بیٹے تھے حضرت یعقوب جو بنی اسرائیل کے باپ تھے، اور عیسو جنکا لقب ادوم تھا اس سلسلہ مین سے ادوم اپنے بھائی سے الگ ہوکر اپنے چچا اسماعیلؑ کے پاس عرب مین متوطن ہوئے، بقیہ سلسلے مصر و شام مین رہے،

قطورہ کے بطن کی تمام اولادونکو جن مین ایک کا نام مدین تھا عرب ہی مین اُن کے باپ نے اُن کو بسایا، ان مین سے بنو مدین اور ددان کے سوا اورونکا حال نہین معلوم،

ہاجرہ کے بطن سے صرف ایک بیٹا ہوا، حضرت اسماعیلؑ، اُنھون نے بھی عرب ہی مین اپنے باپ کے حکم سے سکونت کی،

ارض القرآن کا یہ حصہ صرف اُنھین خاندانون کی تفصیل پر محدود ہے، اور انمین سے بھی اُن خاندانون کا ذکر مفصل ہے، جنکا نام قرآن مجید مین کسی حیثیت سے مذکور ہے،

۱- بنو قطورا مین سے اہل مدین اور اہل ددان (اصحاب الایکہ)

۲- بنو سارہ مین سے ادوم (یعنی حضرت ایوبؑ اور اُنکی قوم)

۳- بنو ہاجرہ مین سے حضرت اسماعیلؑ، انباط (اصحاب الحجر) قیدار اور قریش،

بنو قطورا

مدین

شعیب علیہ السّلام

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا

از ۲۰۰۰ق م تا ۱۰۰۰ق م

اِس اُصول کا کئی بار بتکرار ذکر گذر چکا ہو کہ سامی قومین عمومًا اپنی آبادی اور قومیت کو اپنے بزرگان نسل کے نام سے موسوم کرتی ہین، مدین جن کے حالات اِس فصل مین بیان مین ہون[1] گے، اپنے بانی و مؤسّس خاندان مدین بن ابراہیمؑ کی طرف منسوب ہین مدین نے اپنی آبادی اپنے ہی نام سے اپنے بھائی اسماعیل کے پہلو مین قائم کی[2] یہ ملک طولاً خلیج عقبہ (عیلانہ) کے سواحل پر دہانۂ خلیج سے ساحل بحر احمر وارض ثمود و حجاز تک جہان ثمود و جرہم و عرب اسماعیل آباد تھے، واقع تھا،

---

[1] چونکہ ارض مدین حضرت موسیٰ کا دار الہجرۃ ہی اور اہل مدین و بنی اسرائیل مین ہمیشہ تعلقات جنگ و صلح رہے ہین اسلئے تورات مین مدین کے نہایت کثرت سے حالات مذکور ہین ہم انھین کا اقتباس کرینگے تاریخ یونان و روم مین مدین کا ذکر نہین ہی کا سبب ہو کہ یونان و روم کے عہد مین اسپر نبط قابض تھے جنھون نے مدین کو چھوڑ کر رقیم اور حجر کو آباد و مشہور کیا تھا۔ [2] یوسیفوس قدامت الیہود کتاب ۲ فصل ۱۱،

مدین کی تاریخ ہم مدین کا آغازِ عہد ...۲۰ ق م فرض کرتے ہین، کہ پدرِ مدین حضرت ابراہیم کا زمانہ ..۲۱ یا ..۲۲ ق م ہی، ایک خاندان کو قوم کی حیثیت پیدا کرنے کے لیئے کم از کم سو دو سو برس کی ضرورت ہو گی، اسی لیئے مدین، توراۃ مین سب سے پہلے عہد یعقوبؑ مین (۱۸۰۰ ق م) سوداگرون کے بھیس مین نظر آتے ہین، حضرت یوسفؑ کو جو کاروان تجارت کنعان سے مصر لے گیا تھا وہ یہی اہل مدین اور اسماعیلی عرب تھے، (تکوین ۳۷-۲۷، ۲۸، ۳۶ و ۳۰-۱) اِس لیئے قرآن مجید کی اِس آیت پاک مین،

وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَىٰ دَلْوَهُ، قَالَ يَا بُشْرَىٰ هَٰذَا غُلَامٌ، فَأَسَرُّوهُ بِضَاعَةً، وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَعْمَلُونَ. وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ، وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ،

(یوسف)

اتنے مین ایک کاروان آیا جسنے اپنے پانی والے کو بھیجا، اُسنے اپنا ڈول لٹکایا تو چلّایا اے خوش نصیبی! یہ ایک لڑکا ہی، کاروان والون نے ایک سرمایہ کی چیز سمجھکر یوسف کو مخفی رکھا اور خدا اُنکے کامون سے آگاہ تھا، (مصر پہونچکر) اُن لوگون نے معمولی قیمت پر چند درم مین بیچ ڈالا کیونکہ وہ یوسف کی قدر نہین جانتے تھے،

کاروان سے انھین اہل مدین کو مراد لینا چاہیئے، اور مسلمان مفسرین نے بھی ایسا ہی سمجھا ہے،[1]

یہ تجارت کی تاریخ کا سب سے پہلا صفحہ اور، اسماعیلی اور مدیانی عربونکی تجارت کا سب سے پہلا قافلہ اور مصر انکے تاجرانہ سفر کی اوّلین منزل نظر آتی ہی، مسیح سے دو ہزار برس پہلے قدامت پرست عرب کے اس مدیانی اور اسماعیلی قافلہ کا سامان تجارت وہی تھا جو عربون کی تجارت کا ہمیشہ سامان رہا ہے،

[1] معالم التنزیل، تفسیر سورۂ یوسفؑ،

خوشبودار چیزین، بلسان، صنوبر، لُبان[۵۱]،

اِس واقعہ کے بعد چار سو برس تک مدین کی تاریخ پر خاموشی چھا جاتی ہی، سبب یہ ہی کہ مدین کے سوانح نگار بنی اسرائیل ہین، اور یہ زمانہ بنی اسرائیل کے قیام مصر کا ہے، ۴۰۰ برس کے بعد جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا ظہور ہوا، اور دعوتِ حق اور حُبِّ قومی کے جُرم مین اُن کو مصر سے ہجرت کرنی پڑی تو اُنکا ملجا اُسی قافلہ کی سرزمین تھی جو اُنکی قوم کو چار سو برس پہلے مصر پہنچا گئی تھی، یعنی مدین[۵۲]

مدین کی قوم عمومًا اسوقت جس کاروبار مین نظر آتی ہی، وہ وہی ہی جو تمام سامی قومون کا ہمیشہ پیشہ رہا ہی، یعنی گلّہ بانی! یہی وہ شغل ہی جو ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ، کا پیشہ تھا، اور جو حضرت موسیٰ کو مصر کی متمدن زندگی مین میسر نہ آیا، بنو سام کے عظیم الشان پیغمبر کے لئیے ضرور تھا کہ وہ جہان بانی سے پہلے گلّہ بانی کا سبق لے، اسلیئے قضائے الٰہی نے موسیٰؑ کو مصر کے تمدن زار سے عرب کے بےتکلف اور سادہ ملک مین بھیجدیا، جہان شرفائے سام نے اب تک اپنے آبائی عادات و اخلاق کو متروک نہین کیا تھا،

تاہم مدین کے قبائل ایک منتظم زندگی رکھتے تھے، شہر مین مذہبی رسوم وآداب کی تلقین و محافظت کیلئے کاہن (مذہبی عہدہ دار) ہوتے تھے، اور اکثر حالات مین یہی کاہن شہر کے قانونی حاکم بھی قرار پاتے تھے، حضرت موسیٰ کے عہد مین جو کاہن تھا اُسکا نام توراۃ مین کہین راعویل[۵۳] کہین یثرو[۵۴] کہین حوباب[۵۵] مذکور ہی، لیکن اکثر مسلمان مفسرین

---

۵۱ تکوین ۳۷-۲۶، | ۵۲ خروج ۲-۱۵- وقرآن مجید،

۵۳ خروج ۲-۱۸، | ۵۴ خروج ۳-۱،

۵۵ سفرالعدد ۱۰-۲۹- وسفرالقضاۃ ۴-۱۱-

کے نزدیک یہ شعیبؑ تھے جو لفظاً ہوباب سے بہت قریب ہی، حضرت موسیٰؑ جب مصر سے ہجرت کرکے شہر مدین آئے تو انھین ہوباب یا شعیبؑ کے یہان مہمان ہوئے اور اُنکے ہان بکریان چرانے کی خدمت قبول کی اور اسکے معاوضہ مین حضرت شعیبؑ نے اپنی ایک بیٹی حضرت موسیٰؑ کی زوجیت مین دی[۱]،

قرآن پاک مین مدین کا ذکر دو سبب سے آتا ہی، اول حضرت شعیبؑ اور دوم حضرت موسیٰؑ کے تعلق سے، حضرت موسیٰؑ کے تعلق کی حسب ذیل آیتین ہین،

فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْ اَهْلِ مَدْيَنَ، ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى (طٰه ٢)	اہل مدین مین چند سال رہا، پھر اے موسیٰ تو ایک ازرازہ پر آیا،
وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاۤءَ مَدْيَنَ، قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَاۤءَ السَّبِيْلِ، وَلَمَّا وَرَدَ مَاۤءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً يَّسْقُوْنَ (القصص ٣)	جب موسیٰؑ (مصر سے) مدین کی طرف چلا، اُسنے کہا شاید میرا پروردگار مجھے راہ راست دکھائے، اور جب وہ مدین کے کنوئین پر پہونچا تو وہان چند لوگون کو پانی پلاتے ہوئے پایا،
وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (القصص)	(اے محمد) تو اہل مدین مین مقیم نہ تھا اپنر خدا کی آیتون کو پڑھتے ہوئے، لیکن ہم بھیجنے والے تھے،

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو لیکر جب مصر سے حدود عرب مین داخل ہوئے تو مدین کے کاہن نے اُنکا استقبال کیا، بنی اسرائیل غلامی کے عہد سے ابھی نکلے تھے، نظام و ترتیب سے آگاہ نہ تھے، بھیڑ کی طرح روز و شب پیغمبر کو گھیرے رہتے تھے، اور ذرا ذرا سی بات کے لیئے انھین کے پاس دوڑے آتے تھے، مدین کے کاہن نے بتایا کہ ایک قوم پر کیونکر حکومت کرنی چاہیئے اور اُسکی ترتیب و تنظیم کے کیا اُصول ہین، اول ہزار ہزار پر

[۱] خروج ۱ - ۱۶، ۲۲،

افسر ہون، پھر ہر سو پر اور پھر ہر دس پر صرف افسرون کے اختلاف راے کے موقع پر امیر (حضرت موسٰی) کی عدالت کیطرف رجوع کیا جائے[51]،

اس واقعہ کے ذکر سے ہمکو یہ دکھانا ہی کہ اس وقت **مدین** کا تمدن کس حد تک ترقی کر چکا تھا!

۱۶۰۰ یا ۱۷۰۰ ق م جو حضرتِ موسٰی کا عہد ہی، **مدین** پانچ شیوخ قبائل یا توراۃ کی اصطلاح کے مطابق پانچ بادشاہون کے ماتحت تھا، اِن کے نام یہ تھے، عوی، رقیم، ضور، حور، اور ربع[52]، **یوسیفوس** یہودی جو پہلی صدی مسیحی مین تھا، اُسکا بیان ہی کہ شہر رقیم، اِسی مدیانی بادشاہ رقیم کے نام سے آباد ہی، عرب اب تک اسکو **رقیم** اور یونانی **پٹرا** کہتے ہین[53]، اس بنا پر بیسوین صدی کے ایک مشہور مصری عیسائی مورخ کی یہ تحقیق کہ "الرقیم" اِس شہر کے یونانی غیر مشہور نام "ارکہ" کی تعریب ہی، کس قدر مضحکہ انگیز ہی[54]! یوسیفوس خود اُس عہد کا شخص ہی جب یہ **رقیم** یا پٹرا آباد تھا اس لیئے اِس سے زیادہ موثق ذریعۂ تحقیق اور کیا ہو سکتا ہی؟

بہر حال اِس واقعہ سے اِس نتیجہ تک پہونچنا ہی کہ اُس عہد قدیم مین **مدین** کی شمالی حد کہانتک وسیع تھی! پٹرا یا رقیم، ملک شام کے قریب بحر میت اور خلیج عقبہ کے درمیان واقع ہی، اسلیئے **مدین** کے حدود شمالی کو یہان تک وسیع سمجھنا چاہیئے،

اس زمانہ کے تقریباً ڈیڑھ سو برس بعد شہر مدین کے چار اور بادشاہون کا توراۃ مین ذکر آتا ہی، زابح، صلمناع، عوریب، اور ذئیب[55]، ایک وقت مین چند بادشاہون کا

---

[51] خروج ۱۸، [52] سفر عدد ۳۱ - ۸، [53] یوسیفوس، قدامتہ الیہود، کتاب ۴، فصل ۷،

[54] العرب قبل الاسلام جرجی زیدان، [55] سفر القضاۃ ۶ - ۳ و ۲۵ - ۵،

وجود اس بات کی دلیل ہو کہ ملک متفرق قبائل یا ریاستون پر منقسم تھا،

مدین کی اخلاقی ومذہبی حالت اور بربادی

مدین اور مدین کے قریب مواب آباد تھا، مذہبًا اور اخلاقًا دونون قومون کی بدترین حالت تھی، تمدن کے جراثیم جن امراض کو پیدا کرتے ہین، وہ ایک ایک کرکے پیدا ہو چکے تھے، بتون کی پرستش اور اُن کے لیئے قربانی اُنکا مذہب تھا، تمام بتون کا سردار "بعل فغور" دیوتا تھا[51]، اخلاقی حالت اِس درجہ پست تھی کہ شرفائے خاندان کی لڑکیان انسانیت کا بدترین نمونہ تھین[52]، مردون کا یہ حال تھا کہ ظلم وستمگری اُنکی زندگی کا معمولی پیشہ تھا[53]،

بنی اسرائیل مصر سے نکل کر مواب ومدین کے میدانون مین خیمہ زن تھے، اِن بدکارون نے بنی اسرائیل کے لیئے سازشون کا دام پھیلانا شروع کیا، عورتون نے نوجوانان بنی اسرائیل کو جو اصل مین اِس فوج کے سپاہی تھے، اپنے قابو مین کرلیا، سردار سے باغی بنادیا، بتون کے سامنے ان کا سر جھکوایا، "بعل فغور" کے لیئے اُنسے قربانیان کرائین[54]، مردون نے آس پاس کی قومون سے سازباز کیا کہ بنی اسرائیل کو نیست ونابود کردین، بنی عمّان کے ملک سے وہان کے پیغمبر "بلعام" کو بلوایا کہ وہ اسرائیل کے لیئے بددعا کرے[55] اسوقت:

"خدا نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور فرمایا کہ بنی اسرائیل کے لئے اہل مدین سے انتقام لے، اور اُسوقت تو اپنی قوم مین مجتمع ہوگا" (سفر العدد ۳۱-۱)

---

۵۱ سفر العدد ۲۵-۲، ۳،

۵۲ سفر العدد ۲۵-۱، ۵،

۵۳ سفر القضاة ۶-۱،

۵۴ سفر العدد ۲۵-۲، ۳،

۵۵ سفر العدد ۲۲-۳، ۴، ۵،

حالات کی بنا پر بنی اسرائیل کو پھر اپنے قابو مین لانے کے لیئے اور مدین کی گنہگار آبادی کی سزا دہی کے لیئے ضروری ہوا کہ حسب حکم الٰہی، مدین اور معاونین مدین سے جہاد کیا جائے، مواب، حشبون اور مدین کی متفقہ قوت کے مقابلے مین حضرت موسیٰ نے ۱۲ ہزار آدمی بھیجے، دشمن اپنی کثرت اور سامان کے باوجود کامیاب نہوے، مدین کے پانچ سردار عوی، رقیم، صور، حور اور ربع مارے گئے، تمام مرد بچے اور عورتین قتل ہوئین، لڑکیان قید ہوئین، اور اُن کا سامان غنیمت مین ہاتھ آیا،[1]

قوم مدین کی اس تباہی کے بعد شہر مدین ہم اسماعیلی عربون کے ہاتھ مین پاتے ہین، اور اب اسکے بعد جن اہل مدین کا توراۃ مین ذکر ہے وہ یہی اسماعیلی ہین، قوم مدین کی تباہی کے تقریباً ۱۵۰ برس بعد عمالیق اور دیگر عرب قبائل اسماعیلی مدین کی سرکردگی مین بنی اسرائیل پر حملہ آور ہوئے ہر سال جب غلہ پکنے کے قریب ہوتا، آندھی کی طرح بنی اسرائیل کے ملک مین آتے اور غلہ، گائے بیل، گدھے جو کچھ پاتے سب لوٹ لیتے، فرزندان اسرائیل آبادی چھوڑ کر پہاڑون اور غارون مین روپوش ہو جاتے،[2]

آخر جدعون نامی ایک سردار اُن مین پیدا ہوا جسنے بنی اسرائیل کی قوت کو مجتمع کیا، اور صرف ۳۰۰ منتخب آدمیون کو لیکر اس نے اہل مدین پر شبخون مارا، رات کی تاریکی مین[3] دوست و دشمن کی تمیز نہوئی، ایک لاکھ بیس ہزار[4] اہل مدین خود اپنون اور دشمنون کے ہاتھ سے ماری گئی عوریب اور ذیب مدین کے دو بادشاہ قید ہوئے، جن کو نہایت ذلت سے قتل کیا گیا[5] او

---

[1] سفر العدد ۳۱ باب،

[2] سفر القضاۃ باب ۶،

[3] سفر القضاۃ، باب ۷ - ۲۲ -

[4] سفر القضاۃ ۸ - ۱۱،

[5] سفر القضاۃ ۷ - ۲۵،

دو بادشاہ زاباح اور صلمناع ۱۵ ہزار آدمیون کے ساتھ بھاگ کر نکلے، لیکن ان کو پناہ نہ مل سکی،

حوباب یا شعیبؑ اوپر گذر چکا ہی کہ حضرت موسیٰ کے خسر کا نام توراۃ مین یثرو اور حوباب مذکور ہی، توراۃ کے شروح عبرانی مین لکھا ہی، کہ یثرو کے دس نام تھے، دس نام ہون یا نہون، دو نام تو خود توراۃ مین ہین، ایک جرمن فاضل Heinrich Ewald. کہتا ہی،

"اصلی نام حوباب تھا اور یثرو ایک اعزازی لقب تھا جس کے لغوی معنی "کامل"
کے ہین، جسطرح یہودیون کے ہان "کاہن" اور مسلمانون کے ہان "امام" کا لفظ ہی[۱]"

دوسری جگہ لکھتا ہی،

(حوباب) کا نام قرآن مین اور عموماً مسلمانون مین "شعیب" ہی، یہ نام حوباب کی تصحیف ہی، . . . .

مسلمان مفسرین بھی علی العموم یثرو حوباب اور شعیبؑ کو ایک ہی سمجھتے ہین"

حضرت شعیبؑ اور قرآن مدین اور حضرت شعیبؑ کا باہمی ذکر قرآن مجید کے تین سورون مین آیا ہی، اعراف، ہود، اور عنکبوت،

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُ اللّٰہَ	اور مدین کے پاس اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، شعیبؑ نے
مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ، قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَۃٌ مِّنْ	کہا اے بھائیو! خدا کو پوجو، اس کے سوا کوئی اور خدا نہین
رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ	خدا کی جانب سے گواہی آچکی، پیمانہ اور ترازو پوری کرو،
اَشْیَآءَھُمْ، وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ	اور لوگون کو اُن کا حق کم نہ کرو، اور اصلاح کے بعد ملک مین
اِصْلَاحِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ، وَلَا	فساد نہ ڈالو، یہ تمھارے لئے بہتر ہی، اگر تم ایمان والے ہو، اور
تَقْعُدُوْا بِکُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ عَنْ	ہر راستہ پر دھمکانے کو بیٹھا نہ کرو اور جو لوگ ایمان لائے ہین

[۱] تاریخ بنی اسرائیل، ترجمۂ انگریزی، ج ۱ ص ۲۵، حاشیہ، مصنفہ ایوالڈ،

سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا،
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ، وَانْظُرُوْا كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ، وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ
مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ
لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا
وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ،
قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ
قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا، قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا
كٰرِهِيْنَ وَقَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا
فِيْ مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا، وَمَا يَكُوْنُ
لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا،
وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا، عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا،
رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ
خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ،
وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ
لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ، الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا

اُن کو مت روکو اور سیدھی راہ کو ٹیڑھی کرنیکی کوشش نکرو
یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، تو خدا نے تمکو بڑھایا، اور بغور
دیکھو کہ مفسدین کا انجام کیا ہوا، تم مین کچھ لوگ، تو جو پیغام
دیکر مین بھیجا گیا ہون اُسپر ایمان لاچکے ہین، اور بعض
نہین لائے، تو اُسوقت تک صبر کرو کہ خدا ہمارے درمیان
فیصلہ کرے، اور وہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے،
سرداران قوم مین جو مغرور تھے بولے کہ شعیبؑ ہم
تجکو اور جو تیرے ساتھ ایمان لائے ہین انکو اپنی آبادی سے
باہر نکال دینگے، یا ہمارے آبائی مذہب کو پھر قبول کرو
شعیبؑ نے کہا، کیا ہم نہ چاہین تب بھی، اگر تمھارے
مذہب کو جس سے ہمکو خدا نے نجات دی، ہم پھر قبول
کرلین تو ہم خدا پر جھوٹ افترا باندھتے ہین، خدا کی مشیئت
کے بغیر ہمکو پھر تمھارے مذہب مین جانا سزاوار نہین
ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر شے کو محیط ہے ہم نے اُسی پر
بھروسہ کیا ہے، ہمارے پروردگار ہمارے اور ہماری قوم
کے درمیان سچائی کے ساتھ فیصلہ کرے، اور تو بہتر فیصلہ
کرنے والا ہے،
کفر پیشہ سرداروں نے لوگوں سے خطاب کرکے کہا
اگر شعیبؑ کی تم نے پیروی کی تو تم گھاٹے مین رہوگے،

شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا، اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ،
فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ، فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ،

(اعراف)

پس کپکپاہٹ نے آکر اُن کو پکڑ لیا، پھر تو وہ اپنی اپنی جگہ پر پڑے کے پڑے رہ گئے، شعیبؑ کے جھٹلانے والے گویا کہ اِن گھرون مین کبھی اباد ہی نہ تھے، اور وہی گھاٹے والے رہے،

شعیبؑ اُن کو اسی حال مین چھوڑ کر ہٹا، اور بولا، مرے بھائیو! اپنے پروردگار کے پیغام مین پہونچا چکا اور اپنی خیرخواہی کا فرض بھی ادا کر چکا، اب کیونکر کفر پیشہ قوم کی تباہی کا غم کھاؤن،

اِس سے زیادہ تفصیل سورۂ ہود مین ہے:

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا، قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ، وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَمَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ

مدین کی سمت ہم نے اُن کے بھائی شعیب کو بھیجا، اُسنے کہا بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی لائق پرستش نہین، پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، مین تمکو بھلائی کے ساتھ دیکھتا ہون، اور ایک گھیر لینے والے دن کے عذاب کو تمپر ڈرتا ہون، بھائیو، پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ پوری رکھو، لوگون کا حق کم نہ کرو، اور ملک مین فساد نہ پھیلاتے پھرو، اگر ایمان ہو تو خدا نے جو باقی چھوڑا ہے وہ تمھارے لیے بہتر ہے، اور مین تم پر کوئی نگران نہین مقرر ہوا،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ

لوگون نے جواب مین کہا شعیب کیا یہ تمھاری نماز

مَا يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ،

تمکو کہتی ہی کہ ہمارے اسلاف جس کو پوجتے تھے اس کو چھوڑ دین، یا ہم اپنے مال مین جو چاہین وہ نہ کرین، تم بھی بڑے عقلمند اور نیک ہو،

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ، اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ، وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَا اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ، وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ،

شعیبؑ نے کہا بھائیو اگر مین اپنے پروردگار کی تابی ہوئی دلیل پر قائم رہون، اور جو کچھ اُسنے حلال روزی دے رکھی ہی اسپر قانع رہون، تو تمہاری کیا رائے ہی؟ مین نہین چاہتا کہ تمہاری مخالفت کرکے وہ کرون جس سے تمکو روکتا ہون، مین تو اپنی طاقت بھر صرف اصلاح چاہتا ہون مجکو توفیق خداہی کے زور سے ہی اُسی پر بھروسہ ہی اور اُسیکی جانب رجوع ہوتا ہون، بھائیو! صرف میری دشمنی اسکا باعث نہو کہ جسطرح نوح، اور ہود، کی قومون پر عذاب بپا تم پر بھی پہونچے، لوط کی قوم تم سے دور نہین، اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو، اور اُسکے سامنے توبہ کرو، خدا رحمت اور محبت والا ہی،

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ، وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا. وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ، وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ،

بولے شعیب! ہم تمھاری بہت سی باتین نہین سمجھتے اور ہم اپنے مین تمکو کمزور بھی پاتے ہین، اگر تمھارے خاندان کا لحاظ نہوتا تو تمکو سنگسار کر چکے ہوتے، اور کچھ تم ہم پر غالب بھی نہین،

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

شعیبؑ نے جواب دیا بھائیو کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ

وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاءَكُمْ ظِهْرِيًّا، اِنَّ رَبِّیْ
بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ، وَيٰقَوْمِ اِعْمَلُوْا عَلٰی
مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ. سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ،
مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ
وَارْتَقِبُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ،

تمھارے نزدیک لحاظ کے قابل ہی جو تم نے اُسکو پس پشت
ڈالدیا، میرا پروردگار تمھارے ہر کام سے واقف ہی بھائیو!
تم اپنی جگھ پر کام کیئے جاؤ، مین بھی اپنا کام کرتا ہون، عنقریب
معلوم ہوجائیگا کہ رُسوا کن عذاب کس پر آئیگا، اور کون جھوٹا
ہی، انتظار کرو مین بھی منتظر ہون،

وَلَمَّا جَاءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ
جٰثِمِيْنَ، كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ
كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ، (ھود)

جب ہمارا حکم آگیا ہم نے شعیبؑ کو اور اُسکے ساتھ ایمان
لانے والون کو اپنی رحمت سے نجات دی، اور جو ظالم تھے
اُن کو چیخ نے آلیا، اور وہ اپنے گھرون مین پڑے رہ گئے،
گویا کہ اُن مین وہ کبھی رہے نہین، ثمود کی طرح مدین کیلیے
بھی ہلاکت ہو،

وَاِلٰی مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا، فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ
مُفْسِدِيْنَ، فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت)

مدین کے پاس شعیبؑ کو ہم نے بھیجا، اُسنے کہا، بھائیو،
خدا کو پوجو، اور روز آخرت کی توقع رکھو، اور زمین مین فساد
کرتے نہ پھرو، اُنھون نے جھٹلایا، تو کپکپاہٹ نے آلیا، اور
اپنے گھر مین پڑے کے پڑے رہ گئے،

اِن آیتون مین مدین کے جن حالات کی طرف تلمیح و اشارہ ہی چونکہ **مدین** کی تاریخ ہمارے مفسرین کے پیش نظر نہ تھی، اسلیئے بہت سے عقدے ناکشودہ رہ گئے، سب سے اوّل یہ کہ وہ اہل مدین و بنی اسرائیل کے باہمی واقعات و منازعات سے بجز واقعہ قرابت حضرت موسیٰ و شعیب علیہما السّلام ناواقف ہین، اِس بنا پر اِن آیات کی تفسیر مین اِن واقعات کا وہ کوئی تعلّق نہین ظاہر کرتے حالانکہ ہماری رائے مین یہ

آیتین تمام تر انھین واقعات سے متعلق ہین، پہلی آیت یہ ہی وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا (مدین کیطرف اُنکے بھائی شعیبؑ کو بھیجا) اس آیت سے دو باتین معلوم ہوتی ہین، اوّل یہ کہ یہان مدین سے قوم مدین مراد ہی، ثانیاً یہ کہ شعیبؑ، مدین کے خاندان سے تھے،

مخاطبت شعیبؑ و مدین کا پہلا فقرہ یہ ہے:

یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (اعراف و هود) اے قوم! خدا کی پرستش کرو، اسکے سوا تیرا کوئی دوسرا معبود نہین اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ وہ بعل فعور وغیرہ دیوتاؤن کی پوجا کرتے تھے،

اسکے بعد ہے:

فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ (اعراف)	ناپ اور تول پورا پورا رکھو، اور لوگون کو اُنکی چیز کم نہ دو (اعراف)
لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ، اِنِّيْ اَرَاكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ، (هود)	پیمانہ اور ترازو کم نہ کرو، مین تمکو اچھی حالت مین دیکھتا ہون، اور ڈرتا ہون کہ گھیر لینے والے دن کا عذاب تم پر نہ آئے، لوگو! پیمانہ اور ترازو انصاف کے ساتھ ٹھیک رکھو، لوگون کو اُنکی چیزین کم نہ دو، (ہود)

آغاز فصل مین معلوم ہوچکا ہی کہ مدین ایک تاجر قوم تھی، اور غالباً دُنیا کی تاریخ مین اس پیشہ کی سب سے پہلی قوم ظاہر ہوتی ہی، اس بنا پر اُسمین یہ مذموم صفت ہوگی جو حالات کے لحاظ سے بالکل مناسب ہی، بنی اسرائیل جب مصر سے حدود عرب مین داخل ہوئے، تو اُن کے ساتھ رسد کا سامان نہ تھا، قرب و جوار کی قومون سے بقیمت خریدتے تھے[۱] یا بجبر چھین لیتے تھے، شاید مدین کی اس وصف تجارت کا بنی اسرائیل کے اس واقعہ سے بھی تعلق ہو، لیکن حقیقت یہ ہی کہ ان آیات سے مراد صرف خرید و فروخت کی

[۱] سفر تثنیہ الاشتراع، ۲-۶، ۲۷،

الی و بیشی نہین ہی، بلکہ سود، بٹہ اور دیگر اصناف تجارت ممنوعہ مراد ہین، جن کے ذریعہ سے تاجر و صاحب معاملہ لوگون کو اُن کے حقِ جائز سے ہمیشہ کم مالیت دیتے ہین، اِسی بنا پر حضرت شعیبؑ کی قوم کا یہ جواب ہے:

اَوْ اَنْ نَفْعَلَ فِیْ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓـؤُا (ھود)	کیا اس سے بھی کہ ہم اپنے مال مین جو چاہین کرین، تمہاری نماز روکتی ہے،

اِس رائے کی تائید مفسرین کی بعض روایات سے بھی ہوتی ہی:

وقیل نهاهم عن قطع الدنانیر والدراهم وزعم انه محرم علیهم فقالوا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء[51]	کہتے ہین کہ شعیبؑ نے اُن کو درہم و دینار مین بٹہ لینے سے منع کیا تھا، اور کہا کہ یہ حرام ہی، اُنھون نے کہا کیا ہم اپنے مال مین اپنی مرضی کے موافق کام نکرین،

محدث بن جریر طبری تاریخ مین لکھتے ہین:

عن زید بن اسلم فی قوله عزوجل "اصلوتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء" قال کان مما نهاهم عنه حذف الدراهم او قال قطع الدراهم،	زید بن اسلم سے اِس آیتہ اصلوتک الخ کے ذیل مین مروی ہو کہ شعیبؑ اُن کو بٹہ سے منع کرتے تھے،
عن محمد بن کعب القرظی قال بلغنی ان قوم شعیب عذبوا فی قطع الدراهم ثم وجدت ذلك فی القرآن "اصلاتك تامرك ان نترك ما یعبد اباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء"[52]	محمد بن کعب قرظی سے مروی ہو وہ کہتے ہین کہ مجھے یہ معلوم ہوچکا تھا کہ قوم شعیب کو بٹہ لینے کے باعث عذاب دیا گیا پھر مجھے قرآن مجید مین یہ آیت ملی،

[51] تفسیر معالم التنزیل امام بغوی، سود، [52] تاریخ طبری ج ۱ ص ۳۷۰، یورپ،

اسکے بعد ارشاد ہے:

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (اعراف)	اصلاح کے بعد ملک مین فتنہ برپا کرو، یہ تمھارے لیئے بہتر ہی اگر ایمان ہو،
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ (هود)	ملک مین فتنہ و فساد نہ پھیلاؤ،

عموماً مفسرین تاآنکہ امام رازی بھی "فتنہ و فساد" سے "کفر" اور "صلاح" سے "بعثت شعیبؑ" مراد لیتے ہین، حالانکہ اس سے مقصود بعد صلح و امان، بنی اسرائیل کے ساتھ مخالفت و منازعت اور سازش و خونریزی ہی، اسی لیئے اسکے بعد یہ الفاظ ہین:

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّتُ اللَّهِ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (هود)	ملک مین فساد نہ پھیلاتے پھرو، خدانے جو باقی رکھا ہی وہی تمھارے لیئے بہتر ہی اگر ایمان والے ہو،

"بقیۃ" کا مطلب ہمارے مفسرین یہ بیان فرماتے ہین کہ حرام کے بعد جو حلال چیزین باقی رہ گئی ہین وہ تمھارے لیئے کافی ہین، حرام کی کیون طلب کرتے ہو، لیکن اس حالت مین اوّل آیت کو آخر آیت سے تعلق کیا رہیگا؟ "ملک مین فساد نہ کرو کہ باقی حلال چیزین کافی ہین" ملک مین فساد اور حلال چیزون پر قناعت، دونون بے ربط باتین ہو جاتی ہین،

ہمارے نزدیک مدین کی تاریخ کو پیش نظر رکھنے سے مطلب نہایت واضح ہو جاتا ہی، مدین چاہتے تھے کہ بنی اسرائیل نے مصر سے آکر ملک کا جو حصہ لے لیا ہو، واپس لین، حضرت شعیبؑ فرماتے ہین کہ فتنہ و فساد سے فائدہ نہین، خدانے جو کچھ باقی رکھا ہی اُس پر قناعت کرو، اہل مدین اسکے جواب مین کہتے ہین،

قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ	شعیبؑ کیا یہ تمھاری نماز کہتی ہی کہ اسلاف کے طریقۂ پرستش

مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ	کو چھوڑ دین یا ہم اپنے مال مین جو چاہین وہ کرنا چھوڑ دین،
لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ (ھود)	تم بھی بڑے عقلمند (یا بردبار) اور نیک ہو،

اِس جنگ کی غرض صرف دو تھی، ایک یہ کہ اپنے دیوتا بعل فغور کی اہانت کا انتقام اسرائیل کے خدا کا مقابلہ، اور دوسرے یہ کہ جن طرق ممنوعہ کے ذریعہ سے بھی ہو بنی اسرائیل سے ملک و دولت کی واپسی، اہل مدین کہتے ہین کہ کیا ہم اِن دونون چیزون سے باز آجائین؟ اور طعنًا کہتے ہین کہ تم بھی بڑے نیک اور بڑے عقلمند ہو، یا یہ کہ بنی اسرائیل کے ہاتھ سے ملک و قوم کی مذہبی و مالی بربادی پر غصّہ نہین آتا، تم حقیقت مین بہت بُردبار اور نیک آدمی ہو! حضرت شعیبؑ جواب مین فرماتے ہین:

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَاَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ	بھائیو! بتاؤ تو اگر مین اپنے رب کی دی ہوئی روشنی
مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا، وَمَا	پر رہون اور جو حلال روزی اُس نے دے رکھی ہے
اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهٰكُمْ عَنْهُ	اُسی پر قانع رہون، مین نہین چاہتا کہ تم سے مخالفت
اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ	کرکے مین وہ کرون جس سے تم کو روکتا ہون، مین تو تاحدِّ
وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ،	امکان صرف صلاح چاہتا ہون، اور اُسکی توفیق خدا کے
(ھود)	وسیلہ ہے،

صلاح سے مقصود صلاح روحانی بھی ہو لیکن، مدین و بنی اسرائیل کے مابین صلاح کی کوشش کی طرف:

لیکن بااین ہمہ ارشاد و ہدایت، مفسدین اپنے فساد و تباہ کاری سے باز نہ آئے، حضرت موسیٰؑ کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد بچے اور منکوحہ عورتین قتل کی گئین، اور ۳۲ ہزار کواری لڑکیان لونڈی بنائی گئین[۱]، قوم مدین کی زندگی کی یہ آخری تاریخ تھی،

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (اعراف)	انکو ایک کپکپی نے آلیا، پس وہ اپنے قیامگاہ مین پڑے رہ گئے (اعراف)
وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (هود)	جنھون نے ظلم کیا اُن کو چیخ نے آلیا، پس اپنے قیامگاہون مین پڑے رہ گئے، (ہود)
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (عنکبوت)	انکو ایک کپکپی نے آلیا، پس وہ اپنی قیامگاہ مین پڑے رہ گئے (عنکبوت)

کپکپی اور چیخ سے مطلق عذاب مراد ہے،

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ (هود)	ہان ہلاکت ہو، مدین کے لیئے جسطرح ہلاک ہوئے ثمود،

ثمود کی خصوصیت اِسلیئے ہو کہ پہلے اِس مقام پر وہ آباد تھے،

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّىْ، وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ (اعراف)	شعیبؑ اہل مدین سے علیحدہ ہوئے اور کہا، لوگو مین اپنے خدا کے پیغام تمکو پہونچا چکا تھا، اور تمھاری خیر خواہی بھی کرچکا تھا، پھر کسطرح مین کافر قوم پر غم کرون (اعراف)
وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (هود)	جب ہمارا حکم آیا تو ہمنے شعیبؑ کو اور جو اُنکے ساتھ ایمان لائے تھے اُنکو اپنی رحمت سے نجات بخشی، (ہود)

حضرت شعیبؑ کے متبع کون تھے؟ صرف اُن کے اعزہ اور ہم خاندان، اسلیئے کافرون نے کہا:۔

لَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ، (هود)	اگر تمھارا خاندان نہوتا ہم تجکو سنگسار کر دیتے،

حضرت شعیبؑ نے فرمایا:

اَرَهْطِىْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ (هود)	کیا میرا خاندان خدا سے زیادہ تمھارے نزدیک قوی ہی،

اِن آیات سے ثابت ہوتا ہو کہ حضرت شعیبؑ کا خاندان حضرت شعیبؑ کا متبع تھا، اسلیئے حضرت شعیبؑ کے ساتھ جن لوگون نے نجات پائی وہ یہی لوگ تھے،

مطابقت توراۃ و قرآن | مذکورہ بالا سطرون مین چند باتون کا دعویٰ ہی، حضرت شعیبؑ اور اُن کا خاندان اہل مدین سے الگ ہوگیا، اُنھون نے عذاب سے نجات پائی، حضرت موسیٰؑ نے مدین کی پہلی جنگ کے بعد جب کنعان کی طرف کوچ کا ارادہ کیا اُس موقع کی گفتگو ہے:

"موسیٰ نے حوباب بن راعویل مدیانی اپنے خسر سے کہا: ہم یہان سے اُس مقام کو کوچ کرنے والے ہین جو خداوند ہمکو دینے والا ہی، ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم تمھارے ساتھ بھلائی کرین کیونکہ خداوند نے اسرائیل سے نیکی کا وعدہ کیا ہی، حوباب نے جواب دیا کہ تمھارے ساتھ نہین جا سکتا بلکہ اپنے ملک و مولد کو واپس جاؤن گا، موسیٰ نے کہا کہ ہمکو نہ چھوڑ جاؤ، تم سے التجا کرتا ہون، کیونکہ جیسا تم جانتے ہو کس ویرانہ مین خیمہ زن ہم ہین، تم ہمارے لیئے بجائے آنکھ کے ہو" (عدد ۱۰-۳۰)

دوسری جگہ ہی:

موسیٰ کے سُسر قینی کے بیٹے بنی یہودا کے ساتھ قریۂ نخل سے چلے اور یہودا کے ساتھ جو تیمن کا تھا اُسکے حصہ کے میدان مین سکونت کی،" (قضاۃ ۱-۱۶)

مدین کی جنگ سے ایک باب پہلے مذکور ہے:

"حابر قینی اپنے دوسرے قینی بھائیون سے جو موسیٰؑ کے سُسر حوباب کے بیٹے تھے، پہلے ہی علیحدہ ہوگیا تھا، اُسنے اپنا خیمہ اُس وادی مین کھڑا کیا جسکا نام ضعینم ہی، قادس کے پاس" (قضاۃ ۴-۱۱)

تالمود بابل مین ہے:

"یثرو (شعیب) نے اُسکی مخالفت کی اور جب اُسکی نصیحت رد کر دی گئی،

توا پنا عہدہ چھوڑ دیا اور چلدیا، اِسی لیئے اُسکی اولا د سنہڈرم[۵۱] کی رُکن مقرر ہوئی،

یوسیفوس یہودی جس نے پہلی صدی مسیحی مین تاریخ یہود لکھی ہی لکھتا ہی :-

"اُنھون نے موسیٰ کے خسر یثرو مدیانی کے خاندان کو بھی زمین دی جس نے اپنا ملک چھوڑ دیا تھا اور صحرا مین ان لوگون کے ساتھ رہا[۵۲]"

قوم مدین کی تباہی، جسکی قرآن نے خبر دی ہی، توراۃ سے اسکا ثبوت متعدد طور پر بہم پہونچ سکتا ہی، اوّلاً یہ کہ قوم مدین کی تباہی کے موقع کے توراۃ مین حسب ذیل الفاظ ہین:

"بنی اسرائیل نے مدین سے جنگ کی اور اُن پر غالب آئے اور تمام مردون کو قتل کیا"... "تمام مرد، بچے، اور عورتین قتل[۵۳] ہوئین،

ثانیاً یہ کہ اسکے بعد مدین کی تباہی عبرانی صحیفون مین ہمیشہ ضرب المثل رہی ہی، زبور داود مین[۵۴] ہے:

"باشندگان (شہر) مدین، اسماعیلی، اہل مواب، ہاجری، عمون، اور عمالیق ... خدایا ان کو (قوم مدین کی طرح کر دے"

اشعیا نبی کہتے ہین:-

خدا لئے افواج اُس پر ایک کوڑا کھینچے گا، مدین کی مار کی طرح، عوریب کی چٹان پر، (۱۰-۲۶)

---

[۵۱] یہودیون کی اعلیٰ مذہبی عدالت جسکا رئیس اُنکا کاہن اعلیٰ ہوتا تھا، اور اسکے علاوہ اور ۷۰ ممبر ہوتے تھے،

[۵۲] برٹن کی گولڈ مانس آف مدین ص ۱۹۰" [۵۳] قدامتہ الیہود، کتاب ۵ باب ۲

[۵۴] سفر العدد (۳۱) ۷، ۱۷، [۵۵] ۸۳ – ۶

شہر مدین کی پچھلی تاریخ | لیکن بااین ہمہ شہر مدین کا وجود باقی تھا جسکا نشانِ تاریخی زمانۂ اسلام تک ملتا ہی، حضرت داؤدؑ جن کا زمانہ تقریبًا سنہ ق م ہی، زبور (۸۳-۶) مین باشندگان مدین کا ذکر کرتے ہین، حضرت سُلیمانؑ کے عہد مین ایک ادومی شہزادہ ہداد بھاگ کر مدین آیا تھا، (سلاطین اوّل ۱۱-۱۸) اشعیا نبی جو تقریبًا سنہ ق م مین تھے مدین کی اُٹننہ ان کا ذکر کرتے ہین، جو یروسلیم تجارت کا مال لائین گی (۶۰-۶) حبقوق نبی ایک پُرجلال پیغمبر کی آمد آمد کی خبر سناتے ہوئے کہتے ہین، کہ "زمین مدین کی کھال مین رعشہ پڑ جائیگا" (۳-۷)

یونانی و رومی مصنفین نے مدین کا ذکر نہین کیا ہی، بلکہ اِس مقام کا نام وہ نباطیا Nabatia بتاتے ہین، سبب یہ ہی اِس عہد مین اِس ملک مین نبط آباد تھے[1] اور یہ بالکل ہماری تھیوری کے مطابق ہی، حضرت اسماعیل کی ایک اولاد کا نام نبط تھا اور توراۃ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ قوم مدین کی تباہی کے بعد اسماعیلی عرب مدین کے مالک تھے، بطلیموس نے البتہ عرب کے ایک مقام کا نام موڈیانا،.... Modyana لکھا ہی، جس کو بعض لوگ مدین سمجھتے ہین[2]،

مسلمان جغرافیہ نویسون نے عمومًا مدین کا ذکر کیا ہی، ابو الفدا نے جغرافیہ مین لکھا ہی کہ یہان قدیم آثار پائے جاتے ہین، حاجی خلیفہ نے اپنے ترکی جغرافیہ جہان نما مین بیان کیا ہی کہ یہان جو آثار و عمارات ہین اُن پر کتبات ہین جن پر بادشاہون کے نام مرقوم ہین،

---

[1] فارسٹر ج ۲ ص ۳۲۳،

[2] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین ص ۱۷۹،

مکتشفین یورپ مین سے متعدد اشخاص نے خاص مدین کے آثار کا مشاہدہ کیا ہی، جن مین ایک شخص Burton برٹن خاص طور پر قابل ذکر ہی، جسنے ایک بار مکۂ معظمہ و مدینہ منورہ تک سفر کیا، اور دوسری بار خدیو مصر اسماعیل پاشا کے حکم سے ۱۸۷۸ء مین سونے کی کان کی تلاش مین مدین تک گیا، یہان بہت سے کتبات بھی ملے ہین جن پر نبطی خط منقوش ہی، رومیون کے عہد مین یہان کے باشندون نے عیسائیت قبول کر لی تھی، مسلمان شعرا کے قول سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہی، کثیر کہتا ہی:[۱]

رهبان مدين والذين عهدتهم   يبكون من حذر العذاب قعودا

رهبان مدين لو رأوك تنزلوا   والعصم في شعف الجبال الفادر

[۱] دیکھو معجم البلدان یاقوت،

ددان

اصحابُ الایکہ

قرآن مجید مین عرب کی ایک قوم کا "اصحاب لایکہ" کے نام سے ذکر ہی، "ایکہ" کے لغوی معنی جنگل کے ہین، اِس قوم کے پیغمبر بھی حضرت شعیبؑ ہی تھے، جنکا ذکر مدین مین گذرچکا ہی، اس اتحاد سے بعض مفسرین نے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی چیز ہین، اُن کا قیاس ہی کہ ملک مدین کے پاس جنگل تھا جہان مدین کی قوم کبھی کبھی قیام کرتی تھی، اس لیئے اُسکو "اصحاب الایکہ" یعنی جنگل والون" کے نام سے[51] خطاب کیا گیا،

مسلمان جغرافیہ نویس اِن اطراف مین کسی جنگل کے ذکر سے خاموش ہین، اُن کی رائے ہی کہ شہر تبوک جو مدین کے مقابل، مدین سے ۶ مرحلہ پر واقع ہی اُسی کا قدیم نام "ایکہ" تھا، اور خود اہل تبوک کو بھی اعتراف ہی کہ اس کا پہلا نام "ایکہ"[52] ہے،

قرآن کے رو سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ مدین اور ایکہ دو چیزین ہین، کیونکہ ان دونون قومون کا حضرت شعیبؑ سے سوال وجواب طرزِ خطاب، اور پھر آخر بربادی

---

[51] معالم التنزیل بغوی، سورۂ حجر، شعراء، ق، ص،

[52] معجم البلدان "ایکہ"،

اور طریقۂ بربادی بالکل مختلف ہی، اس بناپر کون دعویٰ کرسکتا ہی کہ مدین اور اصحاب الایکہ ایک ہی قوم کے دو نام ہین؟

سب سے بڑی اشتباہ کی صورت یہ ہی کہ عام معلومات کے لحاظ سے ان اطراف مین جنگل کا نشان نہین، ورنہ اہل تفسیر و روایت اور اہل جغرافیۂ عرب اسکا ذکر کرتے،

اِس دشوار گذار راہ کو اب ہم اپنے اپنی کوشش سے طے کرنا چاہتے ہین،

اتنا تو ظاہر ہی کہ مدین اور ایکہ مین کوئی شدید تعلق تھا، اور ان کا زمانہ بھی باہم ایک تھا، جسکی بناپر دونون آبادیون کے لیئے ایک ہی پیغمبر کی بعثت ہوئی، نیز قرآن نے دونون کے اخلاق کا نقشہ بھی ایک ہی کھینچا ہے،

یہ معلوم ہوچکا ہی کہ مدین جو حضرت ابراہیم کی بیوی قطورا کے بطن سے تھا، اُسکے کئی اور بھائی تھے، اور ان بھائیون کی اولادین تھین، توراۃ مین ان کا ذکر ان الفاظ مین ہے:

> ابراہیم نے قطورہ نام ایک دوسری بیوی کی، جو زمران، یقشان، مدان، مدیان یشبق اور شوح کو جنی، یقشان نے شبا اور ددان کو پیدا کیا، اور بنو ددان اشوریم لطوشیم اور لاویم تھے، مدیان کے بیٹے عافا، عوفیر، حنوخ، ابی داع اور دعا تھے، یہ لوگ بنو قطورہ ہین، ابراہیم نے جو کچھ تھا وہ اسحاق کو دیا، اور ان کنیز زادون کو بھی کچھ دیا، اور انکو اپنے بیٹے اسحاق سے الگ کردیا، اور ابراہیم اس وقت پورب کی طرف پورب کے ملک مین[1] تھا، (یعنی عرب)

توراۃ نے قطورا کی متعدد اولاد و در اولادین سے صرف دو کی تفصیل کی ہی،

[1] سفر خروج باب ۲۵،

بنو مدین اور بنو ددان، بنو مدین کے متعلق بتحقیق معلوم ہی کہ بحر احمر پر خلیج عقبہ کے سامنے شہر مدین مین آباد تھے، اسلیئے تسلیم کرنا چاہئے کہ بنو ددان بھی انھین سواحل پر مدین کے قریب آباد ہونگے توراۃ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہی کہ وہ انھین اطراف مین آباد تھے،

"تیما، ددان، بوض، جو سر کے بال منڈاتے ہین، اور تمام عرب کے بادشاہ[1]"

تیما، شمالی عرب مین حجاز سے شام کے راستہ پر واقع ہی، اسی کے قریب ددان کو ہونا چاہیئے، یمن سے سواحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے گذر کر خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیما، وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی ایک نہایت قدیم و مشہور تجارتی سڑک واقع ہی، جو قدیم زمانہ مین ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے کاروانون کا تنہا راستہ تھا، اس راستہ کا ذکر تمام قدیم جغرافیون مین موجود ہی، وادی القریٰ ثمود کا مسکن، مدین قوم شعیبؑ کی آبادی، سدوم قوم لوط کا مقام اور نیز تبوک، تیما، اور رقیم (یونانی پٹرا) اسی سڑک پر یا بین حجاز و شام واقع ہین، توراۃ کے لحاظ ددان بھی یہین تھا، اور قرآن کہتا ہی کہ "اصحاب لایکہ" بھی اسی سڑک پر ہین،

قوم لوط جو سدوم مین آباد تھی اُسکے ذکر کے بعد ارشاد ہے،

وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ لَظٰلِمِیْنَ فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ وَاِنَّھُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ (الحجر)	اور جنگل والے یقیناً حد سے گذر جانے والے تھے، ہمنے ان سے انتقام لیا، اور یہ (سدوم وایکہ والے) دونون کھلے رستہ پر ہین،

یہ وہی راستہ ہی جسکا ہم نے ذکر کیا، اور جس کو تاریخ قدیم مین نہایت اہمیت حاصل ہے،

اس بیان سے قرآن و توراۃ دونون کے رو سے ددان یا اصحاب لایکہ کا

---

[1] ارمیاہ ۲۵ - ۲۳ -

مسکن متعین ہوگیا، اب دوسرے مباحث کی طرف رُخ کرنا چاہیئے،

قرآن نے اُن کو اصحاب الایکہ "جنگل والے" کیون کہا؟ کیا اُن کا وطن جنگل مین تھا؟ ہان جنگل مین تھا! اور ۸۰۰ برس کے بعد بھی جنگل مین تھا، اشعیا نبی، بنوخذنصر (بخت نصر) کے خروج سے تمام اقوام کو متنبہ کررہے ہین، اس ضمن مین **عرب** کی طرف خطاب ہے:

"عرب پر بار (مصیبت) ہی، جبکہ جنگل مین ددان والونکی راہ مین، تم شام بسر کرو، اے تیمن کے باشندو! پیاسون سے پانی لیکر ملو، اور شکست کھانے والون کے لیئے روٹی لیکر نکلو" (۲۱-۱۳)

مسیح سے ۱۰۰ برس اور اسلام سے ۷۰۰ برس پہلے بھی یہان جنگل موجود تھا، ایک یونانی جغرافیہ نویس مدین اور خلیج عقبہ کے آس پاس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے[۵]:

اس جگہ سے متصل وہ جگہ ہی جس کو لوگ نسا کہتے ہین، یا ناقتہ البحر، کہ یہ جانور وہان پائے جاتے ہین، یہ نسا قریب ایک راس (راس محمد خلیج عقبہ ؟) کے واقع ہے، جو بغایت پر از اشجار ہی، یہین سے ایک سیدھی سڑک (شاید شمال کو) اُس شہر کو جاتی ہی جسکا نام پترا (رقیم) ہی اور فلسطین (شام) کو جاتی ہی جہان اہل قریہ (یامہ و بحرین) معین اور تمام عرب قریب مین رہتے ہین اور بالائی ملک سے بخورات اور کہا گیا ہی کہ خوشبودار چیزون کے بنڈل لاتے ہین،

۸۸ باب مین دوسری جگہ کہتا ہے:

خلیج عیلانہ (عقبہ) کے پیچھے جس کے چارون طرف نبطی عرب رہتے ہین (ارض

[۵] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، ص ۱۷۹-۱۸۰-

مدین یہ ہی) بوتھیمانوس (بنو تمین) کا ملک ہی، جو وسیع اور مسطح ہی، اور سیراب اور عمیق ہی، وہان نباتات و اشجار کے سوا اور کچھ نہین ہوتا، جو تا بقدِ آدم ہوتے ہین، اور جنگی وجہ سے جنگلی اونٹ (؟) ہرنون کے گلے، بارہ سنگھے رہتے ہین، اور نیز مویشی اور بھیڑ کے گلے، لیکن اِن مواہب قسمت کے ساتھ شیر اور بھیڑیونکا وجود بھی ہی، جن سے یہان کے باشندون کی خوش قسمتی مبدل بہ بد قسمتی ہے،

جس تمین کا اس جنگل کے پاس ذکر ہی بعینہ اُسی کا جغرافیۂ یونانی مین بھی ہے، اِس سے بڑھکر توافق یہ ہی کہ اصحاب لایکہ (جنگل والون) کے ملک کا ایک مشہور و واضح شاہراہ (امام مبین) پر ہونا قرآن مجید نے بیان کیا ہی بعینہ بھی بیان ایک یونانی جغرافیہ مین بھی ہی،

"اِس جگہ (خلیج عقبہ) سے متصل وہ مقام ہی جس کو لوگ نسا کہتے ہین ... یہ ایک راس کے قریب ہی جو نہایت پُر از اشجار ہی، یہین سے ایک سیدھی سڑک رقیم اور فلسطین کو جاتی ہے[1]،

یہ جغرافیہ قرآن سے ۷۰۰ برس پہلے لکھا گیا تھا، کیا اس سے بھی زیادہ قرآن کی صداقت کی کوئی دلیل مطلوب ہی؟ قرآن مجید مین اصحاب لایکہ کا ذکر چار سورون مین ہی، حجر، شعرا، ص، ق، سب سے مفصل ذکر شعرا مین ہی:

كَذَّبَ اَصْحَابُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ، اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ، اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ، وَمَا	جنگل والون نے پیغمبرون کی تکذیب کی، جبکہ اُنسے شعیب نے کہا کہ کیا تم نہین ڈرتے؟ مین تمھارا پیغمبر امین ہون، خدا سے ڈرو، اور میری بات مانو، اور

[1] حوالہ اوپر گذر چکا ہے،

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ، وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ، وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ، وَاتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ،

مین تم سے اسکی اُجرت نہین مانگتا، میری اُجرت صرف خداے پروردگار عالم پر ہی، ناپ اور تول پورا کرو، اور ٹوٹا دینے والون مین سے نہو، اور ٹھیک ترازو سے تولو، لوگون کے حق کو کم نہ کیا کرو، اور نہ زمین مین فساد نہ پھیلاؤ، اور اُس سے ڈرو جسنے تمکو اور پہلی قومون کو پیدا کیا،

قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ، وَمَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا، وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ، فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ،

اُنھون نے کہا تمپر تو جادو کیا گیا ہی، تم تو ہماری ہی طرح آدمی ہو، ہم تو تمکو جھوٹا سمجھتے ہین، اگر سچّے ہو تو آسمان سے ہم پر بادل کا ایک ٹکڑا تو گرا دو،

قَالَ رَبِّيْ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ، فَكَذَّبُوْهُ، فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ، اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ، اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً، وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ،

شعیب نے کہا میرا پروردگار تمھارے اعمال سے واقف ہی، لوگون نے اُسکو جھٹلایا، پس سایہ کے دن کے عذاب نے اُن کو آلیا، بیشک وہ ایک بڑے دن کا عذاب تھا، اس مین عبرت کی نشانی ہی، اُن لوگون مین اکثر مومن نہ تھے،

ددان بھی مدین کی طرح ایک تاجر قوم تھی، حزقیال نبی یروسلیم کو خطاب کرتے ہین، ۲۷ - ۲۰، ۲۱،

"ددان تیرے تاجر ہین، بیٹھنے کے فرش لاتے ہین، اور عرب اور تمام رؤسا، قیدار تیرے تاجر ہین، بھیڑ، بکری ..."

یہ بہت پیچھے کا ذکر ہی، اسی پر ددانِ اوّل کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، اس لیئے ناپ تول کے درست رکھنے کا حکم ہوا،

ہمارے مفسرین کا بیان ہی کہ بلا استثنا تمام اصحاب لایکہ ہلاک ہوگئے لیکن قرآن مجید مین اس قسم کا کوئی لفظ نہین ہی، اور نہ کوئی حدیث مرفوع وصحیح اسکی مثبت ہی، اور نہ یہ تفصیل ہی کہ یہ عذاب مہلک تھا یا مکلّف، اس بنا پر مفسرین کی زیادت قابل تسلیم نہین، اگر یہ صحیح ہوتا تو مدین وغیرہ کے ذکر مین جسطرح اسکی تشریح قرآن مجید نے کردی ہی یہان بھی ضرور ہوتی،

یہان ایک نکتہ لحاظ کے قابل ہی، **مدین** کے موقع پر خدا نے فرمایا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا اور یہان فرمایا اِذْ قَالَ لَھُمْ شُعَیْبٌ اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت شعیبؑ مدین کے خاندان سے تھے، دوسرے بھائی **وداں** کے خاندان سے نہ تھے،

زیادت تبصرہ کے لیئے اصحاب لایکہ کی تین اور آیتین بھی پڑھو:

وَاِنْ کَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ لَظٰلِمِیْنَ، فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ وَاِنَّھُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ، (الحجر)	اور جنگل والے یقینًا حد سے گذر جانے والے تھے، اور یہ دونون مقام (سدوم وایکہ) کھلے راستہ پر ہین،

یہ سورۂ الحجر کی آیت ہی، ص اور ق مین اقوام ظالمین کے ضمن مین صرف نام ہے:

وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَاَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ اُولٰٓئِکَ الْاَحْزَابُ، اِنْ کُلٌّ اِلَّا کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ، (ص)	ثمود، قوم لوط، جنگل والے، یہ بڑی جماعتین ہین، ان مین سے ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی، پس میرا عذاب حق ہوا،
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ، وَاَصْحٰبُ	اور عاد اور فرعون، اور برادران لوط، اور جنگل

اَلْاَیْکَۃِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ، کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ (ق)	والے اور قوم لوط، ہر ایک نے انبیا کی تکذیب کی پس میری وعید سچ ہوئی،

ان آیات سے بھی عذاب ہلاک یا ہلاک کُلّی کا ثبوت نہین ہوتا اسی لیے ہم اِس قوم کا ذکر ۶۰۰ برس قبل مین بنوخذ نضر (بخت نصر) کے عہد تک پاتے ہین، تا آنکہ اسکی تلوار نے دیگر اقوام کی طرح اُن کو بھی محو کر دیا، جیسا کہ حزقیال نبی نے پیشینگوئی کی تھی:

اِسی لیے خداوند خدا کہتا ہے کہ مین اپنا ہاتھ ادوم پر دراز کرون گا، اور اُس سے انسان و حیوان چھین لون گا، اور اُسکو جنوب (تیمن) سے ویران کردون گا، اور اہل ددان تلوار سے گرینگے، ۲۵ — ۱۴،

بنو سارہ

بنو ادوم

حضرت ایوب علیہ السّلام

ادوم جس خطۂ ملک مین آباد ہوئے، یونانی مین اب تک اُسکو "ایدومیا" Idumia کہتے ہین بحرمیت (بحرالملح) اور خلیج عقبہ (عیلانہ) کے بیچ مین واقع ہی[1] اسکے شمال مین بحرمیت و فلسطین، جنوب مین شمالی خلیج عقبہ و مدین، مغرب مین جزیرہ نمائے سینا، اور مشرق مین ارض مواب اور جوف عرب، شمال ہی شام و فلسطین کیجانب جنوبی و مغربی گوشہ مین مملکت عرب کی یہ آخری حد ہی، ملک مین کوہ سعیر یا کوہ سراۃ طولاً شمال سے جنوب تک وسیع ہی، اسی لئے توراۃ مین ادوم کا مقام سعیر بتایا گیا ہی،

عیسو معروف بہ ادوم یہ پہلے بیان کیا جاچکا ہی کہ حضرت یعقوب اور عیسو دونون سگے بھائی تھے، اور حضرت اسحٰق کے بیٹے تھے، عیسو فرزند اوّل تھے لیکن پہلوٹے ہونیکی برکت حضرت یعقوب نے بلطائف الحیل حاصل[3] کی، عیسو روٹھکر اپنے عم مکرم حضرت اسماعیل

---

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۴ ص ۲۹۰ وج ۸ ص ۹۴۹، [2] تکوین ۲۵-۲۵-

[3] تکوین ۲۷-

کے پاس چلے گئے[۵۱] اور اُنکی صاحبزادی سے جنکا نام باسمہ[۵۲] یا محالات[۵۳] تھا شادی کر لی، پھر اور چند شادیان کین، جن سے متعدد اولادین اور اولادون کی اولادین (جن مین عمالق اور عوض مشہور ہین) ہوئین، اوران سب کو لیکر کوہ سعیر[۵۴] (سراۃ) مین اپنا مسکن بنایا، جو ملک شام سے انتہائے یمن تک طولاً وسیع ہی، علیسو کا نام عرف عام آدوم (سرخ) تھا[۵۵] اسی لئے اس خاندان اور اس ملک کا نام "ادوم" پڑگیا، جدید تحقیق جو یقینی نہین ہی یہ ہی کہ ادوم کا نام ملک کی زمین کے سرخ رنگ ہونیکی وجہ سے رکھا گیا ہی[۵۶]،

مملکت ادوم | چند صدیون کے بعد یہ خاندان ایک کثیر التعداد قوم بنگئی، جس نے ۱۷۰۰ ق م سے پہلے ایک عظیم الشان حکومت قائم کی، اسی عہد مین بنی اسرائیل جب مصر سے آئے ہین تو ادوم کی حکومت سعیر مین قائم تھی[۵۷] ساول (طاوٗت) جو بنی اسرائیل کے پہلے بادشاہ تھے اور جنکا زمانہ ۱۰۵۰ق م ہی ان سے پہلے ادوم مین متعدد بادشاہ یا شیخ گذرچکے[۵۸] تھے، ان شیوخ یا بادشاہون کی حکومت موروثی نہ تھی بلکہ انتخابی تھی، اُن کا انتخاب ملک کی مختلف آبادیون سے ہوتا تھا،

توراۃ مین ادوم کی حسب ذیل مختلف آبادیون کے نام مذکور ہین، دنہابہ، بُصری، تیمان، عویت، شریقا، رحبوت، اور فاعو، (تکوین ۳۶-۳۱) ادوم کی دار الحکومت کا نام بعد کو عبری مین سلاع ہی، اس کو یونانی پٹرا کہتے ہین، (ان دونون کے معنی پتھر کے ہین) لیکن عرب اسکو "رقیم" کہتے ہین، یہ اصل مین مدیانی شہر تھا، مدین کے بعد ادوم نے

---

۵۱ تکوین ۲۸-۹، ۵۲ تکوین ۳۶-۳، ۵۳ تکوین ۲۸-۹،
۵۴ تکوین ۳۶-۹، ۵۵ تکوین ۳۶-۱، ۵۶ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم ج ۱۲ ص ۹۰،
۵۷ عدد ۲۰-۱۴، ۵۸ تکوین ۳۶-۳۱۔

اس پر قبضہ کرلیا تھا، سلاطین ادوم کے نام یہ ہین جو شاید پچھلے زمانہ کے ہین اور غیر مرتب ہین، لیکن توراۃ نے انکو بہ ترتیب و تسلسل ایک کے مرنے کے بعد دوسرے بادشاہ ظاہر کیا ہی (تکوین ۳۶ - ۳۱)

نمبر شمار	نام	مقام
۱	بالع بن باعور	دنہابہ
۲	یوباب بن زارح	بُصریٰ
۳	حوشام	تیمان
۴	ہداد بن بداد	عویث
۵	کلا	مشریقا
۶	شاؤل	رحبوت
۷	بعل حنان بن عکبور	•
۸	ہدار	فاعو

ادوم کی تاریخ | ادوم کی سب سے پہلی تاریخ یہ ہی کہ ہداد۔ شاہ ادوم نے باشندگان مدین سے جنگ کی اور اُنکو شکست دی، تیرھوین صدی ق م مین منیفیط اور رعمسیس سوم فراعنۂ مصر نے ادوم پر حملہ کیا، مصری کتبہ مین اس ملک کا نام ادومہ بنایا گیا ہی اور ادوم کو شاسو کا ہم قبیلہ کہا گیا ہی[۱] شاؤل شاہ اول اسرائیل نے جن کو قرآن مجید نے برعایت جالوت طالوت کہا ہی، سب سے پہلے ادوم پر حملہ کیا (اسموال ۱۴-۴۷) حضرت داؤد بادشاہ ثانی اسرائیل نے ادوم کو فتح کرکے مملکت اسرائیل مین شامل کرلیا، (۲ سموال ۸-۱۴) ہداد

[۱] برٹانیکا، ج ۸ ص ۹۴۹ و ج ۱۴ ص ۲۹۰

جو ادوم کا شہزادہ تھا بھاگ کر مدین آیا اور یہان سے مصر چلا گیا (۱سلاطین ۱۱-۱۶)
حضرت داؤد کے مرنے کے بعد وہ اپنے ملک کو واپس آیا (۱سلاطین ۱۱-۲۲) اس کے بعد
مختلف سلاطین بنی اسرائیل کے عہد مین بنو ادوم نے پُرزور بغاوتین کین، (۲سلاطین
۸-۲۲،۲۳) نوین صدی ق م کے نصف اوّل مین وہ یہودیہ کے ماتحت تھے (سلاطین
۸-۲۰،۲۲) اموصیا شاہ یہودیہ نے بحر میت کے ساحلی میدان مین ادوم پر ایک زبردست
حملہ کیا، دس ہزار ادومی مارے گئے، ادومیون کے پایۂ تخت سلاع (پٹرا) پر شاہ یہودیہ
نے قبضہ کرلیا، اور اُسکا نام بدلکر یقتائیل رکھا (۲-سلاطین ۱۴-۷)

اسکے بعد اسیریا کا دور شروع ہوتا ہی تغلات پلاسر رابع شاہ اسیریا کے عہد مین (سنہ ق م)
اسیری کتبات مین ادومی حکومت کا بحیثیت خراجگذار ریاست کے ذکر ہی، اس وقت
اسکے بادشاہ کا نام "کوزملک" تھا، ساتوین صدی ق م مین جو بادشاہ تھا اُسکا نام
کوزگیری تھا، ساتوین صدی ق م کے وسط مین مواب اور ادوم دونون، قبائل بابِہ
کے نشانہ تھے، آخری تاریخ یہ ہی کہ بنوخذ نصر شاہ اسیریا کے مقابلہ بغاوت کی (یرمیاہ
۲۷-۳) اور ناکام رہے، بنوخذ نصر نے دیگر اقوام کے ساتھ اُنکو بھی پامال کردیا،

چھٹی صدی ق م مین اسیریا، میڈیا کے ہاتھ سے تباہ ہوا، اسی عہد مین
موقع پاکر بدوی اسماعیلی عربون نے اسپر قبضہ کرلیا، جنکا نام تاریخ مین نبط ہے ادومی
مجبور ہوکر بحر میت کے پار چلے گئے، یہی سبب ہے کہ یوسیفوس اور بطلیموس کی تصنیفات
اور نیز تالمود مین "ادومیا" اُسی قطعہ کا نام بتایا گیا ہے،

یوباب اور ایوب ہم نے اوپر بیان کیا ہی کہ ادوم کی ایک نسل کا نام "عوض" تھا حضرت
ایوب علیہ السّلام جنکا قرآن مجید اور اسفار یہود دونون مین ذکر ہی، اور جنکے نام سے

"سفرایوب" مجموعۂ توراۃ کا ایک جزہی، اسی عوض ادوم کی نسل سے تھے، (سفرایوب ۱-۱) سفرایوب عبری مین حضرت ایوب کا نام "ادب" ہے، لیکن عرب انکو ایوب کہتے ہین،

ادوم کے شیوخ یا سلاطین کی جو فہرست اس سے پہلے نقل کی گئی ہی اُسکا تیسرا نام "یوباب بن زارح" ہے، قدیم وجدید مُسلم وغیر مُسلم دونون تحقیقات کا نتیجہ یہ ہی کہ "یوباب" اور "اوب" یا "ایوب" ایک ہی نام ہے، اور یہ اختلاف محض تغیر لہجہ کا نتیجہ ہے،

ایک قدیم مذہبی کتاب جسکی اصل زبان، عبری عربی ہی، جو ادوم کی زبان ہونی چاہیئے کیونکہ وہ عبری عربی ممالک کے وسط مین واقع تھے، اِس کتاب کا ایک جرمن فاضل میخائیل Michaili نے لاطینی مین ترجمہ کیا ہی اسکا عنوان یہ ہی Colloquia [لہ] لیکن اس کتاب کا ایک قدیم عربی ترجمہ بھی ہی، جس مین حسب ذیل عبارت ہے قواعد عربی کے رو سے جابجا غلط ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی غیر عرب نے اسکا ترجمہ کیا ہی،

وایوب کان ساکناً فی ارض عوض فی اتخم	ایوب، عوض کی سرزمین مین ادوم کی سرحد مین رہتے
ادوم وعربیاً ومن قبل اسمہ یوباب	تھے، قوماً عرب تھے اور پہلے یوباب نام تھا، ایوب زارا
وایوب کان ابن زارا ابن بنی عیسو.... وھو	کے بیٹے اور خاندان عیسو سے تھے، اور حضرت ابراہیم
کان السادس من ابراھیم والملوک الذی ملکوا	کی چھٹی پشت مین تھے، اور جو سلاطین پہلے ادوم پر حکمران
فی ادوم الذی کان ملک علے تلک الارض من	ہوئے تھے، وہ بالق بن باعور تھے، اور اُن کے پایہ
قبل بالق بن باعور، واسم مدینتہ دناباو من	تخت کا نام دنابہ تھا ان کے بعد ایوباب بادشاہ ہوئے
بعدہا یوباب ھذا الذی یسمی ایوب،	جو ایوب ہین

ریورنڈ فارسٹر نے اس بحث پر کئی صفحے سیاہ کیئے ہین کہ ایوبؑ عرب تھے، اور نسل

لہ حواشی بر تاریخ روم گبن شائع کردہ ایوری مینس لائبریری ج ۵ ص ۲۴۰۔

ادوم سے تھے، یہان تک تو صحیح ہی آگے وہ ثابت کرتے ہین کہ ایوبؑ کا شہر دنا با تھا اور یہ غلطی اسلیئے اُن کو ہوئی کہ عربی عبارت مذکورہ مین دا سمہ مدینتہ دنا با ین مدینتہ کی ضمیر یوباب کی طرف راجع کی ہی، حالانکہ اولاً تو یہ صریحاً غلط ہی جس کو ہر عربی دان سمجھ سکتا ہی ثانیاً یہ خود تورات کے مخالف ہی (تکوین ۳۶-۲۳)' ایک دوسرے یورپین فاضل (شاید انگریز) Calmet نے ثابت کیا ہی کہ یوباب اور ایوب ایک ہی شخص ہین[۱]،

مسٹر گبن Gibbon مصنف ڈکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر عرب سلام کی فصل مین جو اُنکی کتاب کا چالیسوان باب ہی، قرآن مجید پر ایک غیر واقفانہ نقد کرتے ہوسے لکھتے ہین[۲]:

"اُس عرب مبشر (قرآن یا محمد صلعم) کے خیالات خدا کے متعلق گو اعلیٰ ولطیف ہین تاہم اسکا بلند سے بلند خیال سفر ایوب کے پر جلال سادگی کے مقابلہ مین کم ہی جو عہد قدیم مین اِسی ملک اور اسی زبان مین لکھی گئی ہے"

ہمارے ہان تفسیرون مین جو روایات اسرائیلیہ ہین وہ بھی اِسی کی تصدیق کرتی ہین کہ یوباب اور ایوب ایک شخص ہین،

کان ایوب رجل من الروم (ادوم) وھو ایوب بن امرص (خطأ بن زارح بن روم (ادوم) بن عیص (عیسو) بن اسحاق بن ابراھیم وکانت لہ البثنیۃ من ارض الشام کلھا سھلھا وجبلھا وکان لہ فیھا من اصناف المال کلہ من	ایوب روم کا ایک آدمی تھا، ایوب بن امرص بن زارح بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم .... اسکے قبضہ مین شام کے تمام میدان اور کوہستان تھے اور ان مین ہر قسم کی دولت تھی، یعنی گاے، بیل اونٹ، بھیڑ، بکری، گھوڑے، گدہے،

[۱] عربی عبارت اور ان اقوال کے لیئے دیکھو فارسٹر ج ۲ ص ۶۳، [۲] گبن ج ۵، ص ۲۴۰،

البقر والابل والغنم والخیل والحمر....

اِن تمام روایات مین ایک عجیب تصحیف لفظی ہی "ادوم" کی جگہ "روم" بیان کیاگیا ادوم چونکہ غیر معروف اور روم مشہور لفظ تھا اور تشابہ خط ولفظ بھی ہی اس سبب سے راوی یا ناسخ نے "ادوم" کی جگہ "روم" کر دیا ہی دوسری غلطی اس مین ایوب اور زارح کے درمیان "موص" کے نام کی زیادت ہی مورخ ابن واضح یعقوبی المتوفی ۲۸۲ھ کا بیان زیادہ صحیح ہی ملوک شام کے ذکر مین لکھتا ہے:

یو باب ھو ایوب بن زارح الصدیق　　　یوباب وہی ایوب صدیق بن زارح ہین،

سفر ایوبؑ اور ایوب | یہ مسئلہ کہ حضرت ایوبؑ ایک ادومی عرب تھے، خود سفر ایوب سے ثابت ہی:

"عوض کی زمین مین ایک مرد صالح، راست گو، خدا سے ڈرنے والا اور بدی سے دور تھا" (۱-۱)

عوض توراۃ مین دو آدمیون کا نام ہی ایک نہایت قدیم عوض بن ارم بن سام بن نوح (تکوین، ۱-۲۴) دوسرا عوض بن دیسان بن عیسو بن اسحاق بن ابراہیم (تکوین ۳۶-۲۹) باتفاق اہل کتاب اِس سے عوض ثانی مراد ہی، عوض کے بنی ادومی عرب ہونے پر ایک بڑی دلیل یہ ہی کہ سفر ایوبؑ مین رفقائے ایوبؑ کے جو مسکن تبائے ہین، وہ تیمن، نعمتان اور شوحان ہین (۲-۱۱) اوّل کے متعلق تو اچھی طرح معلوم ہی کہ وہ مملکت ادوم کا ایک مشہور شہر تھا (تکوین ۳۶-۳۵) اِس سے پہلے حضرت ایوب کی تعریف مین ہے:

"اسلیئے وہ تمام فرزندان مشرق مین سب سے زیادہ بڑا تھا (ایوب ۱-۳)

اس کتاب کے جغرافیہ عرب مین معلوم ہوچکا ہی کہ اصطلاح یہود مین مشرق سے کیا مراد ہی؟

حضرتِ ایوبؑ کا بادشاہ یا شیخ قبیلہ ہونا بھی خود سفرِ ایوبؑ سے ثابت ہے:

"اے وہ جیسا کہ مین گذشتہ مہینون مین تھا' اُن دنون مین جبکہ خدا میری حفاظت کرتا تھا' جبکہ اُسکا چراغ میرے سر پر تھا' اور مین تاریکی مین اُسکی روشنی مین چلتا تھا' مین اپنی نوجوانی کے دنون مین' جبکہ اسوقت تک خدا کا راز میرے مسکن مین تھا' جبکہ قادرِ مطلق (خدا) میرے ساتھ تھا اور میرے بچے میرے قریب تھے"

"جب مین اپنے پاؤن مکھن سے دھوتا تھا' اور جب چٹان میرے لیۓ تیل کے چشمے بہاتی تھی جب مین شہر کے دروازہ پر جاتا' یا جب بازار مین اپنی نشست طیار کرتا' نوجوان مجکو دیکھکر ٹل جاتے' اور بوڑھے میرے لیۓ کھڑے ہو جاتے' بڑے بڑے لوگ مجھ سے بات کرنے مین جھجھکتے' اور ہاتھ سے اپنا منھ بند کر لیتے' اُمرا اپنی آواز بند کر لیتے' اور زبان تالو مین لگا لیتے"

"کیونکہ جس کان نے مجکو سنا میری تعریف کی' اور جس آنکھ نے مجکو دیکھا میری گواہی دی' کیونکہ جس مسکین نے بھی فریاد کی اور جو بھی بے یار و مددگار یتیم تھا مین نے اُسکی مدد کی' ہر قریبِ مرگ کی دعا مجکو ملی اور ہر بیوہ کے دل کو خوشی کا گانا مجھ سے نصیب ہوا"

"راستی میری پوشاک تھی' جو مجکو پہنائی گئی' میرا فیصلہ خلعت اور تاج ہوتا تھا' مین اندھون کی آنکھ تھا' لنگڑون کا پاؤن' اور غریبون کا باپ تھا اور وہ دلیل جس کو مین نہین جانتا تھا' لیکن مین جسکی تلاش مین تھا' مین نے شریرون کے دانت توڑ دیۓ' اور اُن کے دانتون کے اندر سے غصب کی چیز چھینی"

. . . .

"میری عظمت مجھ مین تازہ تھی' اور میری کمان میرے ہاتھ مین نئی کی گئی تھی'

میری بات کو لوگون نے سنا، اور خاموشی سے میری نصیحت کا انتظار کیا، میری گفتگو کے بعد وہ کچھ نہ بولے، میرے الفاظ کے قطرے اُن پر ٹپکتے تھے، اور وہ اُنکا اس طرح انتظار کرتے تھے، جیسے بارش کا، اور وہ اُن کے لیے اسطرح مُنھ کھولتے تھے جیسے پچھلے مینھ کے لیے"

"مین اُن پر ہنسا، لیکن اُنھون نے یقین نہ کیا، اور نہ میرے چہرے کی چمک زمین پر گری، مین نے اُن کے لیے راستہ چُن دیا، اور مین سردار بنکر بیٹھا، اور اسطرح رہا جس طرح بادشاہ اپنی فوج مین، اور اُس آدمی کی طرح جو غمزدون کو تسلی دیتا ہے" (سفر ایوب ۲۹)

اس پُرجلال روحانی بیان کو سُنکر کون انکار کرسکتا ہی کہ یہ کسی شاہانہ پیغمبر کی زبان نہین!

حضرت ایوب کا زمانہ اور وطن جب کہ ہم نے تسلیم کرلیا ہی کہ "ایوب" اور "یوباب" ایک ہی شخص ہین، تو ہم کو حضرت ایوب کے مکان و مسکن کے متعلق زیادہ کاوش کی حاجت نہین رہی، یوباب کا مسکن توراۃ مین مذکور ہی کہ وہ بُصریٰ تھا جو اب تک شمال عرب مین فلسطین کے قریب ایک معروف شہر ہی، آنحضرت صلعم نے بھی سفر شام مین وہان قیام کیا تھا وہی شہر حضرت ایوب کا بھی مسکن ہوگا، بُصریٰ قدیم زمانہ مین ایک تجارتی شہر تھا، توراۃ مین اسکا ذکر متعدد مقامات مین آیا ہی، اشعیا نبی بنو خذنصر کے خروج کی خبر دیتے ہین "خداوند کی تلوار خون آلود ہی ... خداوند نے بُصریٰ مین قربانی کی اور ادوم کے ملک مین قتل عام (۳۴-۶)" "وہ ادوم سے آرہا ہی، رنگے کپڑے کے ساتھ بُصریٰ سے (۶۳-۶) اس درس مین بُصریٰ سے کسی آنے والے کی بشارت ہی،

زمانہ کے متعلق بھی فیصلہ اسلیئے آسان ہو کہ "کلدان" (ایوب ۱-۱۷) اور "سبا" (ایوب ۱-۱۵) کا آسمین ذکرِ معاصرت ہو، سبا کا عروج ۸۰۰ ق م مین ہوا ہو، اور کلدانیہ کا اختتام ۵۳۸ ق م مین، ان دونون کا مشترک عہد ۸۰۰ ق م سے ۵۳۸ ق م تک ہو، اسلیئے ان دونون زمانون کے حدود مین کہین حضرتِ ایوبؑ کا عہد قرار دینا چاہیئے

حضرت ایوب کا قصہ | قرآن مجید مین حضرت ایوب کا ذکر ہو لیکن چند مجمل اشارات کے سوا کوئی تفصیل نہین ہو، مفسرین نے جو تفصیل نقل کی ہو، وہ وہب بن منبہ اور دیگر اسرائیلی مسلمانون سے جو قرن اول مین موجود تھے منقول ہو، اور یہ اسرائیلی روایت بتغیر و اضافۂ قلیل تمامتر سفر ایوب سے ماخوذ ہو جس کا خلاصہ یہ ہے،

حضرتِ ایوبؑ ایک مالدار، کثیر الاولاد صاحبِ عزت اور تندرست آدمی تھے، خدا کی رضا کے ہمیشہ طالب، اور ہر مصیبت کے وقت صابر تھے، مساکین و فقرا کی اعانت، یتیمون اور بیوؤن کی امداد، اور مظلومون کی فریادرسی عادت تھی،

آخر خدا نے ان کو ابتلا مین ڈالا، اور بروایت سفرِ شیطان کو انکی جان و مال پر استیلا دیا گیا، دولت جو اُس عہد مین اونٹ، بھیڑ، بکری اور گدھون سے عبارت تھی، کلدانی لوٹکر لے گئے، غلامون کے دستہ پر سبائی قابض ہو گئے، اولاد مین ایک چھت کے نیچے دبکر مر گئین، لیکن اِن مصائب مین بھی کلمۂ شکر و رضا کے سوا زبان مبارک سے کچھ نہ نکلا، آخر تندرستی بھی زائل ہو گئی، اور تمام بدن فاسد ہو گیا، عزیز و اقارب نے کنارہ کشی کر لی، ایک بیوی رفیقِ حال تھی، اُسنے بھی بالآخر صلاح دی کہ غیر خدا کے سامنے جھکو، اور خدا کو بُرا کہو،

اس حالت کی خبر حضرت کے تین دوستون کو ہوئی، اور یہ تینون حضرت ایوبؑ کی

تعزیت کو آئے، پورا صحیفہ حضرت ایوبؑ اور ان تین مومنین صادقین کے باہم مناظرہ و مکالمہ پر مشتمل ہے، یہ تمام مناظرہ لطیف تمثیلات مین نہایت اعلیٰ، فلسفیانہ اور شاعرانہ جذبات روحانی سے پُر ہے، جن کا ماحصل یہ ہے کہ ان مومنین ثلاثہ کا دعویٰ ہے کہ "انسان پر کوئی مصیبت بغیر گناہ کے نہین آتی اسلیئے جو مبتلائے مصیبت ہے وہ گنہگار ہے، اور اسکو اعتراف و توبہ کرنا چاہیئے" حضرت ایوبؑ فرماتے ہین کہ "مین نے کوئی معصیت نہین کی ہے جسکی یہ خدا کی طرف سے جزا ہے، بلکہ یہ عالم قدر و قضا ہے جس کے لیئے کوئی سبب درکار نہین، خدا کے اسرار و مصالح لامحدود ہین اور اُنکی معرفت سے انسان عاجز ہے" آخر وحی الٰہی نے فیصلہ کیا کہ "ایوب اگر حق پر ہے تاہم بندہ کو کسی حال مین اپنے اعتراف و ندامت مین قصور نہ کرنا چاہیئے" یہ سُنتے ہی حضرت ایوبؑ نے قربانی کی، اور تندرست ہوگئے، تمام اعزّہ و اقارب بھی جمع ہوگئے، خدا نے ازسرِ نو دوسری دوچند دولت اور اولاد عطا کی،

قرآن مجید اور حضرت ایوب قرآن مجید مین حضرت ایوبؑ کا نام چار سورتون مین آیا ہے؛ "نساء" "انعام" "انبیاء" اور "ص" نساء اور انعام مین صرف نام ہے وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ (نساء) وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ (انعام) سورۂ انبیا اور سورۂ ص مین کسی قدر تفصیل ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ، اِنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ، اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ، هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ، وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ، رَحْمَةً مِّنَّا، وَذِكْرٰی لِاُولِی	ہمارے بندہ ایوب کو یاد کرو جب اُسنے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجکو شیطان نے تکلیف اور عذاب کے ساتھ چھوا (اے ایوب!) اپنا پاؤن مار یہ غسل کرنیکی ٹھنڈی جگہ ہے اور پینے کا پانی ہے، اور ہمنے اسکو اسکے اہل و عیال دیئے اور اُتنے ہی اُنکے برابر اور اپنی رحمت سے اور عقلمندون کی یادگاری کے لیئے (ایوب!)

اُلْاَلْبَابِ، وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ، اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا، نِعْمَ الْعَبْدُ اَوَّابٌ (ص)	اپنے ہاتھ مین تنکون کا مٹھا لو اور اُس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو، ہم نے ایوب کو صابر پایا اچھا بندہ توبہ کرنیوالا ہے، (سورہ ص)

اِس موقع پر شیطان سے کیا مراد؟ دوسری آیت کریمہ نے اسکی تفصیل کردی ہے:

وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ (الانبیاء)	اور ایوب کو جب اُسنے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجکو بیماری نے چھوا اور تو مہربانون سے بڑا مہربان ہے جنے اُسکی دعا قبول کی اور اسکی بیماری دور کی اور اسکو اُسکے اہل وعیال دے اور اُنکے برابر انکے ساتھ اور اپنی رحمت سے عبادت گذارونکی یادگاری کیلیے

اِن آیات پاک کے متعلق تین اُمور قابل ذکر و بحث ہین:

اوّل خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ،	اپنے ہاتھ مین جھاڑو لو، اور اُس سے مارو، اور قسم نہ توڑو،

اِس آیت مین اسکا ذکر نہین کہ کس کو مارو؟ اہل تفسیر بیان کرتے ہین کہ حضرت ایوبؑ کی بیوی نے جب خدا کی شان مین گستاخی کی تو اُنھون نے غضبناک ہوکر قسم کھائی تھی کہ اگر اچھا ہوا تو تمکو سو لکڑی مارونگا، بیوی صادق الایمان تھی، اور یہ لغزش ایک وسوسۂ شیطانی تھا، اسلیئے معاف کیا گیا، اور قسم پوری کرنے کے لیے سو تنکون یا تیلیون کی جھاڑو سے اُن کو ایک بار مار لیا،

سفر ایوبؑ مین اس گستاخی اور کلمۂ کفر کا ذکر ہے (سفر ایوب ۲-۹) لیکن اس سزا اور اس سزا کی نوعیت کا بیان رہ گیا ہے، اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ خدا کے نیک وصالح بندے اپنے اعزہ سے کلمات کفر سنکر بیتاب کیونکر نہو جائین اور کیونکر سزا نہ دین؟ اس

نقص کی تکمیل قرآن نے کردی جو دُنیا مین صرف تکمیل ہی کے لیئے آیا ہی،

دوم اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ، اپنے پاؤن سے مارو، یہ نہانیکی ٹھنڈی جگھ ہے اور پینے کا پانی ہے،

سفر ایوبؑ مین یہ مذکور نہین، کہ حضرت ایوبؑ کسطرح اور کس علاج سے صحتیاب ہوئے، قرآن بتاتا ہی کہ خدا نے اُن کو ایک چشمہ کا نشان بتایا، جس مین نہانے سے اور اُسکے پانی کے پینے سے بیماری جاتی رہی، یہ طریقۂ علاج بالکل مطابق فطرت ہی، طبعی چشمے جو طبقات ارضی یا پہاڑون سے بعض اجزائے کیمیاوی کے مخزن سے گذر کر اُبلتے ہین، مخصوص خواص رکھتے ہین، اور دُنیا کے اکثر ممالک و اکناف مین اب بھی خدا نے اپنا یہ چشمۂ فیض جاری کر رکھا ہی، جس سے اُسکی ہزارون مخلوق ہر موسم مین مستفید ہوتی ہے،

بنو ہاجرہ

حضرت اسماعیل علیہ السّلام

اصحاب الرس، اصحاب الحجر، اصحاب الایکہ، انصار اور قریش،

ہاجرہ، اصل مین عبرانی لفظ "ہاغار" ہی، جسکے معنی بیگانہ اور اجنبی کے ہین، اصل مین ان کا وطن مصر تھا، حضرت ابراہیم اور سارہ جب مصر گئے تھے، تو فرعون نے دیگر انعام و اکرام کے ساتھ یہ لڑکی بھی اُن کے ساتھ کردی تھی، اسی ہاجرہ سے اسماعیل پیدا ہوئے تھے، اور سارہ سے اسحاق جن سے بنی اسرائیل کی نسل قائم ہوئی،

ہاجرہ

بنی اسرائیل کہتے ہین کہ ہاجرہ، سارہ کی لونڈی تھین، اسلیئے بنی اسماعیل، بنی اسرائیل کے برابر نہین، اولاً تو اُصول یہ خود غلط ہی، ثانیاً ہاجرہ کا لونڈی ہونا زیر بحث ہی، ناظرین کو اسوقت عرب سامیہ اولیٰ کی تاریخ کا پھر اعادہ کرنا چاہیئے، اِس سے معلوم ہوگا کہ اُسوقت مصر مین حکمران قوت، عرب کی ایک سامی قوم تھی، جس سے حضرت ابراہیم کے نہایت قریب نسبی تعلقات تھے، لفظ "ہاجرہ" کا عبرانی ہونا بھی اس دعوے کی ایک مستحکم دلیل ہی، اس بنا پر فرعون کا ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی خدمت مین دینا، خود اس بات کی قوی شہادت ہی، کہ درحقیقت اِس ازدواج سے نسبی تعلق کا استحکام

مقصود تھا، اِس تاریخی قیاس کی یہودی راویات سے کماحقہ تصدیق[51] ہوتی ہی، سفرالشیار مین جو یہودیونکی ایک معتبر تاریخ ہی، مذکور ہی کہ حضرت ابراہیم کے زمانہ مین مصر کا بادشاہ حضرت کا ہم وطن تھا، ربی شلوم، توراۃ کا ایک مفسر، تکوین (۱۶-۱) کی تفسیر مین لکھتا ہی!

"ہاجرہ، فرعون کی بیٹی تھی، فرعون نے جب سارہ کی کرامات دیکھی، تو کہا کہ اسکے گھر مین لونڈی بنکر رہنا، دوسرے کے گھر مین بی بی بنکر رہنے سے بہتر ہے،

اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ بڑی بیوی ہونیکی حیثیت سے وہ سارہ کی خدمتگذار تھین، اور یہ خود ہماری حدیث کی کتابون مین بھی مذکور ہی[52]،

سارہ حضرت ابراہیم کی پہلی بیوی تھین، مگر ان سے کوئی اولاد نہین ہوتی تھی، الیعزر نام ایک دمشقی خانہ زاد گھر کا مالک تھا حضرتِ ابراہیم نے فرزند کے لیئے خدا سے دعا مانگی، دعا مقبول ہوئی، اور حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئین، سارہ کو یہ دیکھکر رشک ہوا اور وہ ہاجرہ کو ستانے لگین، ہاجرہ نے گھر چھوڑ کر کہین اور جانے کا ارادہ کیا، وہ ایک چشمہ تک جو شور کی راہ مین واقع ہی، آکر ٹھہر گئین، اسوقت ایک فرشتہ نے ہاجرہ کے سامنے آکر کہا:

ہاجرہ اپنی بی بی[53] کے گھر واپس جا، مین تیری نسل کو اتنا بڑھاؤن گا کہ وہ کثرت سے گنی نجائیگی، تو حاملہ ہی، تو ایک بیٹا جنے گی، تو اسکا نام اسماعیل رکھنا، کہ خدا نے تیرا دُکھ سنا، وہ ایک وحشی (بدوی) آدمی ہوگا، اُسکا ہاتھ سب کے خلاف، اور سب کا ہاتھ اُسکے خلاف ہوگا، وہ اپنے سب بھائیون کے سامنے سکونت کریگا، (تکوین ۱۶)

---

۵۱ اِس موضوع پر مولانا عنایت رسول صاحب چڑیاکوٹی کا رسالہ "النصوص الباہرہ فی حریۃ ہاجرہ" دیکھنا چاہیئے، ۵۲ صحیح بخاری مین آنحضرت صلعم سے مروی ہے واخدمہا ہاجرہ ۵۳ یہ یہودیون کا ترجمہ ہے۔

یہ مقام جہان کؤان واقع تھا، قادش اور بیر کے درمیان ہی، ہاجرہ نے اِس کوئیٔن کا نام "زندہ نظر آنے والا کا کوان" رکھا، گھر واپس آکر، ہاجرہ کی بیٹا ہوا، اور حسب تعلیم آلٰہی اُسکا نام اسماعیل رکھا گیا، اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ برس تھی،

اِسمَاعیل

اسماعیل عبرانی مین "شماع ایل" ہی، شماع (سماع) سننا، اور ایل (اللہ) لفظی معنی خدا کا سُننا، خدا نے چونکہ ابراہیم کی دعا اور ہاجرہ کی فریاد سُنی، اسلیئے بچہ کا نام شماعیل پڑا، ۹۹ برس کی عمر مین حضرت ابراہیم کو سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند کے تولّد کی بشارت ملی، لیکن حضرت ابراہیم کو اِس بشارت سے کوئی خوشی نہوئی، اِس بشارت کے جواب مین اُنھون نے خدا سے یہ دعا کی:

اے کاش اسماعیل تیرے حضور زندہ رہے، (تکوین ۱۸-۱۸)

خدا نے فرمایا:

اسماعیل کے حق مین مین نے تیری سُنی، دیکھ مین اُسے برکت دون گا، اور اُسے برومند کرون گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤن گا، اور اُس سے بارہ سردار پیدا ہون گے اور مین اُسکو بڑی قوم بناؤن گا، (۱۸-۲۰)

تیرہ برس کے سن مین باپ نے بیٹے کا ختنہ کرویا، اسی سال اسحاق بھی پیدا ہوئے، آٹھوین دن اُن کا ختنہ ہوا، اسحاق جب کچھ بڑے ہوئے (۲۱-۸) تو سارہ نے اِس ڈر سے کہ باپ کی جائداد کا اسماعیل وارث نہو، (۲۱-۱۰) ابراہیم کو مجبور کیا کہ وہ اسماعیل اور ہاجرہ کو علیحدہ کر دین، حضرت ابراہیم کو اِس بات سے نہایت رنج ہوا (۲۱-۱۱) لیکن خدا نے فرمایا:

ابراہیم! غم نہ کر، سارہ کی بات مان لے، تیری نسل اسحاق سے کہی جائیگی، تیرے بیٹے خادمہ زادہ (اسماعیل) کو بھی مین ایک قوم بناؤنگا، کہ یہ بھی تیری ہی نسل ہے" (۲۱-۱۳)

صبح اُٹھکر حضرت ابراہیم نے روٹی اور پانی کا ایک مشکیزہ دیکر اور لڑکے کو حوالہ کرکے، ہاجرہ کو رخصت کر دیا، اِس سیاق عبارت سے ظاہر ہوگا کہ اسماعیل کی اسوقت عمر ۱۵-۱۶ برس سے کم نہوگی، لیکن مسلمانون مین عام طور سے مشہور ہے اور بخاری مین ابن عباسؓ سے مروی ہی کہ وہ اسوقت شیر خوار بچہ تھے، اصل یہ ہی کہ خود توراۃ مین اس موقع پر جو فقرہ ہی وہ نہایت مشتبہ ہی، اصل فقرہ یہ ہی،

"ابراہیم صبح کو اُٹھا اور روٹی لی اور پانی کا مشکیزہ اور ہاجرہ کو دیا، اُس کے کندھے پر رکھکر اور اسماعیل کو" (تکوین ۲۱-۱۴)

"کندھے پر رکھ دینے" کا لفظ "مشکیزہ" اور "اسماعیل" دونون سے متعلق ہو سکتا ہی، مترجمین نے مختلف معنی سمجھے ہین، اگر اسماعیل سے متعلق سمجھا جائے تو اُن کا شیر خوار ہونا لازم آئیگا، لیکن توراۃ کے نص اور تمام گذشتہ سیاق کے خلاف ہوگا قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ حضرتِ اسماعیل علیحدگی سے پہلے سن تمیز کو پہونچ چکے تھے، حضرت ابراہیم نے دُعا کی کہ،

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصّٰلِحِيْنَ، فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ، فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ

پروردگارا مجکو نیک فرزند عطا کر، ہمنے اُسکو ایک متحمل المزاج فرزند کے تولد کی بشارت دی، لڑکا جب اِس سن کو پہونچا کہ باپ کے ساتھ دوڑے، باپ نے کہا، فرزند من! مین نے خواب دیکھا ہی کہ مین تمکو ذبح کر رہا ہون

اِنۡ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيۡنَ	دیکھو تم کیا سمجھتے ہو، بیٹے نے کہا مرے باپ جو حکم کیا گیا ہو
.... وَبَشَّرۡنَاهُ بِاِسۡحَاقَ	کر گذرو، مجھے صابر پاؤگے .... اور
نَبِيًّا مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ وَبَارَكۡنَا عَلَيۡهِ	ابراہیم کو اسحاق کی بشارت دی کہ پیغمبر ہوگا اور نیکوں
وَعَلٰى اِسۡحَاقَ (صافات)	مین سے،

ان آیات مین حضرت ابراہیم کو دو بیٹونکی بشارت دی گئی ہے پہلے بیٹے کا نام مذکور نہین، دوسرے کا نام اسحاق مذکور ہے اسلیئے پہلی بشارت مین لا محالہ اسماعیل مراد ہونگے اس بنا پر نص آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل باپ ہی کے زیر سایہ اسحاق سے بہت پہلے سن رشد کو پہونچ چکے تھے، دوسری جگہ قرآن مین (سورۂ ابراہیم مین) جہان وہ دعا مذکور ہے جو اسماعیلؑ کو مکہ مین آباد کرتے ہوئے اُنھون نے کی تھی، رَبَّنَا اِنِّیۡ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّيَّتِیۡ بِوَادٍ غَيۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ اُس کے آخر مین ہے:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ وَهَبَ لِیۡ عَلَى الۡكِبَرِ	شکر ہو اس خدا کا جس نے بوڑھاپے مین اسماعیل و
اِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ،	اسحاق مجکو بخشا،

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسماعیل کے مکہ آنے کے وقت اسحاق پیدا ہو چکے تھے، توراۃ سے ثابت ہے کہ اسماعیل، اسحاق سے تیرہ برس بڑے تھے بخاری کی کتاب الرؤیا اور کتاب الانبیاء مین حضرت ابن عباس کی جو حدیث اسماعیلؑ کی شیرخوارگی کے متعلق ہے وہ مرفوع نہین ہے، یعنی اُسکا سلسلہ آنحضرت صلعم تک نہین پہونچتا، (بجز چند خاص ضمنی فقرون کے) اسلیئے وہ حضرت ابن عباس کی اسرائیلیات مین سے ہے، اور اُسکا ثبوت آج بھی موجود ہے، بخاری مین اسکے متعلق جو طویل حدیث ہے، وہ بجز جرہم اور مکہ کے ذکر کے، مدراش اور تالمود مین بعینہ حرف بحرف مذکور ہے، اصل عبارت آگے آتی ہے،

صبح کا وقت تھا کہ "ایک بوڑھے باپ نے جو تقدس اور نیکی سے بھرا ہوا تھا، اپنے ایک معصوم کم سن بچہ اور عزیز بیوی کو چند روٹی اور پانی کا مشکیزہ دیکر گھر سے نکالکر فاران کے بے آب و گیاہ بیابان مین چھوڑ دیا، اور پھر کبھی اُس کے دیکھنے کیلئے مضطرب نہوا" یہ بظاہر موجودہ توراۃ کی تصویر ہے، اسلام کا بیان یہ ہے کہ "ابراہیم نے خدا کے حکم سے اپنے عزیز بیٹے کو خدا کے نام کے اولین عبادت گاہ کعبہ کی خدمتگذاری کیلئے شہر مکہ مین آکر بسایا جو عربہ (بیابان) مین واقع تھا توراۃ کی عبارت یہ ہے:

"وہ روانہ ہوئی اور بیرشبع کے میدان مین بھٹکتی رہی، مشکیزہ کا پانی چک گیا، بچہ کو ایک جھاڑی مین ڈالدیا، اور بچّے سے تھوڑی دور ایک تیر کے برابر ہٹکر غمزدہ بیٹھ گئی، اور اُسنے کہا کہ بچہ کو اپنی آنکھ سے مرتے نہین دیکھونگی، اور الگ ہٹکر گریہ وزاری کرنے لگی خدا نے بچہ کی آواز سُنی، اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکار کر کہا، ہاجرہ ڈر نہین، خدا نے بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہے سُن لی، اُٹھ اور بچے کو اُٹھا اور اپنے ہاتھ سے اُسکو سنبھال کہ مین اُسکو ایک بڑی قوم بناؤنگا، خدا نے ہاجرہ کی آنکھ کھولدی، اُس کو پانی کا ایک کنوان نظر آیا، وہ گئی، اور مشکیزہ کو پانی سے بھرلیا اور بچہ کو پانی پلایا،

خدا اُس بچہ کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان مین رہا، اور ایک تیرانداز ہوا، وہ فاران کے بیابان مین رہا، اُسکی مان نے ملک مصر کی ایک بیوی اُسکے لیئے لی (تکوین ۲۱)

روایات اسلام مین صحیح تر روایت اسکے متعلق حضرت ابن عباس کی ہے، جو غیر مرفوع طریقہ سے بخاری مین مذکور ہے:

ابراہیم اور اُنکی بیوی (سارہ) کے درمیان جو واقع ہوا، اُسکے بعد ابراہیم، اسماعیل اور اسماعیل کی ماں کو لیکر نکلے، ساتھ پانی کا ایک مشکیزہ تھا، ام اسماعیل مشکیزہ سے پانی پیتی تھین، اور اُس سے دودھ بچہ کیلیئے ہوتا تھا، یہان تک کہ ابراہیمؑ مکہ پہونچے، اور ایک جھاڑی کے نیچے اُسکو رکھدیا، پھر ابراہیم اپنے گھر واپس آنے لگے، ام اسماعیل اُن کے پیچھے پیچھے کدا، (مکہ کا ایک مقام) تک آئین، ام اسماعیل نے پکار کر کہا، ابراہیم تم مجھے اِس وادی مین جہان نہ کوئی آدمی ہو نہ اور کوئی چیز ہو چھوڑ کر کہان جاتے ہو؟ (اختلاف روایت) کیا تم خدا کے حکم سے مجھے یہان چھوڑتے ہو، ابراہیم نے کہا، ہان، ام اسماعیل نے کہا، تو پھر خدا ہمکو ضائع نہین کرے گا، لوٹکر آئین اور مشکیزہ سے پانی پیتی رہین، اور بچہ کیلیئے دودھ ہوتا رہا، یہان تک کہ پانی چک گیا، دلمین کہا جاکر دیکھون، شاید کوئی نظر آجائے، کوہ صفا پر چڑھین کوئی نظر نہ آیا، وادی مین پہونچین تو دوڑ کر کوہ مروہ پر آئین، اسی طرح چند بار دوڑین، پھر بولین چلکر بچہ کو دیکھون، آکر دیکھا تو قریب الموت پایا، مضطرب ہوکر پھر صفا پر چڑھین کہ کوئی نظر آئے، کوئی نظر نہ آیا، یہان تک کہ سات پھیرے ہوگئے، پھر دلمین آیا کہ دیکھون کہ ناگاہ ایک آواز آئی، ام اسماعیل نے کہا، اگر نیکی تمھارے پاس ہو تو میری فریادرسی کرو، ناگاہ جبریل تھے، ابن عباس نے کہا کہ جبریل نے اپنی ایڑی کو زمین پر مارا، پانی بہنے لگا، ام اسماعیل متحیر ہوکر پانی جمع کرنے لگین، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہو کہ ام اسماعیل اگر پانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیتین تو پانی کھُلا ہوتا، ام اسماعیل نے پانی پیا پھر دودھ ہونے لگا،

اتفاقاً جرہم کے کچھ آدمیون کا اِدھر گذر ا ہوا، پرندون کو منڈلاتے دیکھکر بولے کہ

پانی یہان ہی ایک آدمی کو تحقیق کے لیے بھیجا، تو پانی پایا، آکر خبر کی، وہ لوگ بھی آئے، اور ام اسماعیل سے یہان رہنے کی اجازت چاہی، ام اسماعیل نے کہا رہو، لیکن پانی مین تمھارا کوئی حق نہین، ابن عباس نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ام اسماعیل کو یہ بات پسند آئی، کہ وہ آبادی اور سیت چاہتی تھین، وہ لوگ بھی رہنے لگے اور چند گھر لئے وہان ہو گئے، لڑکا جوان ہوا، اور اُن سے عربی زبان سیکھی، جب جوان ہوا تو اُن لوگون کو بہت پسند آیا، بالغ ہونے پر اپنی ایک لڑکی اُس کو بیاہ دی،

(بخاری: کتاب الانبیا)

توراۃ اور بخاری کی اس روایت مین صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہی بخاری مین جو تفصیل ہی وہ بالکل فطری ہی، توراۃ مین یہ مذکور نہین کہ حضرت ابراہیم بھی ساتھ گئے تھے، لیکن کون شقی ہوگا جو اپنے عزیز بچہ کو جسکی پیدائش کی اُسنے خود دعا کی ہو جسکے لیے زندگی اُسنے خدا سے مانگی ہو، اُسکو تنہا بے آب و گیاہ مقام مین ہمیشہ کے لیئے جانے دے، اس کے بعد دوسری تفصیلین رخصت کے وقت ابراہیم کو بیتابی سے پکارنا، حضرت ابراہیم کا تسکین دینا، ہاجرہ کا مضطربانہ پانی کے لیئے دوڑنا، یہ سب فطری باتین ہین اور ایسے وقت مین ہر شخص سے اسی طرح صادر ہونگی، حضرت اسماعیلؑ کی بیوی کا جرہمی یا مصری ہونا کوئی بڑا اختلاف نہین ہی، اس عہد مین بھی عرب مصر کے حکمران قبائل تھے، اس بنا پر وہ عورت جرہمی بھی ہو سکتی ہی اور مصری بھی، نیز مسلمانون (بخاری) اور یہودیون (تالمود) کی روایت مین مذکور ہی کہ اسماعیلؑ نے دو بیویان کی تھین، ممکن ہی کہ ایک مصری اور ایک جرہمی ہو،

ہاجرہ اور اسماعیلؑ نے جس مقام کو اپنا مسکن قرار دیا توراۃ مین اسکے متعلق یہ الفاظ ہین:

"خدا اُس بچہ کے ساتھ تھا، وہ بڑا ہوا، بیابان مین رہا، اور ایک تیر انداز ہوا، وہ فاران کے بیابان مین رہا" (تکوین ۲۱-۲۰-۲۱)

قرآن مجید مین بھی اُس مقام کا نام صرف وادِ غیر دی زرع (بن کھیتی کی زمین) بتایا گیا ہی جو بیت اللہ (کعبہ) کے پاس واقع ہی، اس بنا پر اس سے وہ بیابان مراد ہوگا جو سلسلۂ کوہ سعیر (یا سراۃ) کے ساتھ ساتھ بحر احمر کے کنارہ حدود شام سے حدود یمن تک وسیع ہی، جس کو بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے زمانہ سے مدین کہتے ہین اور عرب ایک مدت سے اُسکو حجاز کہتے ہین، فاران اور حجاز کے اتحاد پر مسلمان اور عیسائی مصنّفین مین معرکۃ الآرا بحثین ایک مدت سے جاری ہین، عیسائی مصنّفین کو حقیقی طور سے نہین معلوم ہی، کہ فاران کس مقام کا نام ہی، بعض مصنّفین جزیرہ نمائے سینا کے مغرب مین مصر سے متصل فاران کا موقع قرار دیتے ہین، بعض کوہِ سینا کے دامن مین اسکو جگھ دیتے ہین، بہرحال اجماعی طور سے ہمارے مخالفین کا منشا یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ سینا مین واقع ہی، اس رائے کی غلطی اور دعوائے اسلام کی صحّت متعدد طرق سے واضح ہوتی ہے،

ا۔ سب سے اوّل یہ سمجھنا چاہیئے کہ عرب، حجاز، مکہ، کعبہ، یہ جتنے الفاظ و اسما ہین اسوقت تک پیدا ہی نہین ہوئے تھے، لفظِ عرب دسوین صدی ق م مین پیدا ہوا ہے، (دیکھو جغرافیہ) حجاز کا لفظ اس سے بھی زیادہ مستحدث ہی، مکہ کا نام دوسری صدی مسیحی مین بطلیموس کے ہان سب سے پہلے مکار بائی شکل مین نظر آتا ہی، اسی لیے توراۃ نے اُس مقام کا نام اولاً صرف "مدبار" یعنی بادیہ بتایا ہی، اور قرآن نے اسکو وادِ ذی زرع (بن کھیتی کی زمین) کہا کہ اسکے سوا اسکا اُسوقت کوئی دوسرا نام نہ تھا، مدت کے بعد

یہی لفظ بادیہ وصحرا اور وادی غیر ذی زرع اِس ملک کا نام قرار پا گیا، لفظ عرب کے لغوی معنی بادیہ اور صحرا کے ہین، مدبار (بادیہ) وادی غیر ذی زرع اور عرب ہم معنی لفظ ہین، اسلئے توراۃ کا یہ کہنا کہ اسماعیل نے بادیہ مین سکونت کی اسکے بالکل یہ معنی ہین کہ اُسنے عرب مین سکونت کی،

ممالک عرب مین سے سب سے پہلا نام توراۃ مین مدیان (مدین) نظر آتا ہی (تکوین، ۲۵-۴-۲) فاران کی طرح مدین غیر معروف نہین ہی، شہر مدین تحقیقی اور یقینی طور سے حجاز مین ساحل بحر احمر وعقبہ کے سرے پر واقع تھا، اور اب تک اِسی نام سے وہین موجود ہی، قدیم تاریخ مین جہان کہین بھی مدیانی لوگون کا ذکر ہی، ساتھ ہی اتحادِ نام کے ساتھ اسماعیلیون کا ذکر ہی، بلکہ توراۃ نے اکثر دونون کو ایک سمجھا ہی (تکوین ۳۷-۲۸-۳۶)

یہ اتحاد حضرت ابراہیم کی ایک ہی پشت کے بعد توراۃ مین نظر آتا ہی:

اُنھون نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا کہ اسماعیلیون کا ایک قافلہ جلعاد (شام) مین ایک پہاڑ کی طرف سے آیا جو اونٹون پر بخورات، البسان، اور مسالہ لاد کر مصر کو لے جا رہا تھا!... اُنھون نے کہا کہ یوسف کو اِن اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالو... اتنے مین مدیانی تاجرون کا قافلہ گذرا، جنھون نے یوسف کو کوان سے نکال لیا، اور اسماعیلیون کے ہاتھ بیچ ڈالا ... یہ اسماعیلی یوسف کو مصر لائے ... ... مدیانیون نے یوسف کو مصر مین فروخت کیا!... ایک مصری امیر نے یوسف کو اسماعیلیون کے ہاتھ سے جو یوسف کو مصر لائے تھے لے لیا، (تکوین، ۳۷ و ۳۹)

اِس عبارت مین اسماعیلی اور مدیانی نامون مین جو اختلاط اور تشابہ ہی کیا اُسکا حل بغیر اسکے ہوسکتا ہی کہ قافلہ کو نسلاً اسماعیلی، اور وطناً مدیانی یعنی حجازی فرض کیا جائے،

یہ واقعہ حضرت اسحاق کے بیٹے کے زمانہ کا ہی، اس بناپر یہ اسماعیلی کاروان بھی حضرت اسمٰعیل کے بیٹے اور پوتے ہون گے، جن کو ابھی تک باپ کے مسکن کے چھوڑنے کی ضرورت نہین ہوئی ہوگی، اس واقعہ کے پانچ سو برس کے بعد حضرت موسیٰ کے زمانہ مین بھی یہی اختلاط نظر آتا ہی، حضرت موسیٰ خود مدت تک مدین مین رہے تھے، تاہم خلفائے موسیٰ اسماعیلیون مین اور اہل مدین مین کوئی فرق نہین کرتے، اہل مدین نے بنی اسرائیل کے مقابلہ مین جب شکست پائی (غالباً ۱۳۰۰ سنہ ق م مین) اور بنی اسرائیل کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا، تو بنی اسرائیل کا سردار جدعون کہتا ہے،

> مین تمھارے مال غنیمت مین صرف یہ سونے کے بالے مانگتا ہون، کیونکہ یہ لوگ (مدیانی) اسماعیلی ہین، (قضاۃ ۸-۲۴)

ان آیات سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہی کہ فاران سے مراد ملک حجاز ہی ہی، انکے علاوہ اور بھی دلائل ہین جو ہندوستان کے مسلمان مناظرین کی کتابو مین موجود ہین، ہمنے انسے تعرض نہین کیا،

حضرت اسماعیل کی اولادین حضرت اسماعیل کی تیرہ اولادین تھین، ۱۲ بیٹے اور ایک بیٹی، خدا نے حضرت ابراہیم کو بشارت دی تھی:

> "اور اسماعیل کے حق مین مین نے تیری سُنی، دیکھ مین اُسے برکت دونگا، اور اُسے برومند کردون گا، اور اُسکو بہت بڑھاؤن گا، اُس سے بارہ سردار پیدا ہونگے، اور مین اُسکو بڑی قوم بناؤن گا، (تکوین ۱۷-۲۲)

آخر یہ بشارت، استجابت کو پہونچی، اور اسماعیل کا گھرانا آباد ہوا، بیٹی کا نام توراۃ مین ایک[۱] جگہ باسمہ اور دوسری[۲] جگہ محلاۃ لکھا ہی، خدا جانے ان مین سے صحیح کون ہی؟

[۱] تکوین ۳۶-۳-
[۲] تکوین ۲۸-۹-

یہ صاجزادی اپنے عمزاد بھائی ادوم بن اسحاق سے بیاہی گئی تھین، ادوم اپنے باپ (اسحاق) سے ناراض ہوکر اپنے چچا (اسماعیل) کے پاس چلے آئے تھے، اونہین کے ساتھ یہین بادیہ مین رہتے تھے،

حضرت اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے نام یہ تھے، نبایوط، قیدار، ادبائیل، مبشام، مشماع، دوما، مشا، حدر، تیما، یطور، نفیش، قیدماہ، یہ بارھون بیٹے حسب بشارت ربانی اپنے خاندان کے بارہ رئیس[۱] تھے، ان مین سب سے بڑے نبایوط، اور ان سے چھوٹے قیدار تھے، اور یہی دونون پچھلی تاریخ مین سب سے نمایان نظر آتے ہین، یہ تمام بھائی باپ کے زمانہ مین اور ایک عرصہ بعد تک حجاز ہی مین آباد رہے، اور چچازاد بھائی کے بیٹون یعنے فرزندان مدین، کے ساتھ ملکر مین وحجاز سے شام ومصر تک تجارتی قافلون کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، اور دیگر عرب تاجرون کی طرح خوشبو چیزون کی تجارت کرتے تھے[۲]،

خوشبو چیزین یمن سے حجاز کی راہ سے مصر اور شام کو جاتی تھین، شام اور یمن کے بیچ مین درمیانی منزل شہر مکہ تھا، اسلئے بنو اسماعیل، بہت جلد تجارت مین فروغ حاصل کرسکے ہونگے، بنواسرائیل، اسماعیلیون کو کبھی اسماعیلی اور کبھی ان کی نسبت سے ہاجری کہتے ہین، اور توراۃ مین انھین نامون سے انکا ذکر ہی، بنو اسماعیل کا توراۃ مین سب سے پہلے، حضرت ابراہیم کے پوتے یعقوب کے زمانہ مین (تقریباً ۲۰۰۰ ق م) تجارت کی حیثیت سے نام آتا ہی، حضرت یعقوب کے بیٹے حضرت یوسفؑ کو بھائیون نے ایک کوئین مین ڈالدیا تھا، اتفاقاً ایک کاروان کا گذر ہوا جس نے یوسفؑ کو کوئین سے نکالا، اور مصر مین ایک امیر کے ہاتھ بیچڈالا، یہ کاروان، اسماعیلی

[۱] تکوین ۲۵-۱۴-۱۵، [۲] تکوین ۳۷-۲۶

اور مدیانی[۵۰] تھے، تاریخ مین تجارت کا یہ سب سے پہلا قافلہ نظر آتا ہے،

حضرت موسیٰ کے عہد مین (تقریباً ۱۵۰۰ق م) بنو اسماعیل تمام حجاز مین یمن (حویلہ) سے شام (شور) تک پھیل گئے تھے[۵۱]، حضرت موسیٰ کے بعد قضاۃ بنی اسرائیل کے زمانہ مین (تقریباً ۱۳۰۰ق م) وہ عمالیق و اہل مدین کے پہلو بہ پہلو، سپاہیانہ جوہر کے ساتھ بنی اسرائیل پر چھاپہ مارتے ہوئے نظر آتے ہین، سات برس تک متصل بنی اسرائیل اسماعیلیون کے پنجہ مین گرفتار رہے، سال مین جب فصل طیار ہوتی، اسماعیلی برق و باد کی طرح آتے اور سب کاٹ کر لیجاتے، آٹھوین برس بنی اسرائیل مین جدعون نامی ایک پہلوان پیدا ہوا، اُسنے اسماعیلیون کو شکست فاش دی[۵۲] (تفصیل مدین مین گذر چکی)

اس زمانہ مین بنی اسماعیل کا نہایت دولتمند قومون مین شمار تھا کانون مین مرد سونے کے زیور پہنتے تھے، اونٹون کے گلے مین سونے کے قلادے ڈالتے تھے، اِس جنگ مین بنی اسرائیل کو جو مال غنیمت ہاتھ آیا اُسمین صرف کان کے زیور کے سونے کا وزن سترہ سو مثقال تھا[۵۴]،

شاؤل (طالوت) کے عہد مین (غالباً ۱۰۰۰ق م مین) بنو اسماعیل حجاز سے نکلکر بادیۂ شام اور بادیۂ عراق تک پھیل گئے تھے، عموماً مورخین عرب کا بیان ہے کہ مکہ اور حجاز مین جب اسماعیل کی اولاد بہت زیادہ ہوگئی تو نجد و حدود عراق وغیرہ ممالک مین پھیل گئی[۵۵]، اسکی تائید روایات یہود سے بھی ہوتی ہے، اِاسی زمانہ مین بنی اسرائیل کا ایک ٹکڑا بھی

---

۵۰ تکوین ۳۷- ۵۱ تکوین ۲۵-۱۸ ۵۲ قضاۃ ۶ و ۷ و ۸- ۵۴ قضاۃ ۸-۲۶

۵۵ معارف ابن قتیبہ ص ۱ والاخبار الطوال دینوری ص ۱۱ مصر وسیرۃ ابن ہشام ذکر اصنام العرب-

نہر فرات کے قریب بادیۂ عراق مین آکر آباد ہو گیا تھا، آخر بنو ہاجرہ سے سامنا ہو گیا، بنو اسرائیل نے لڑکر بنو ہاجرہ کو نکالدیا، اور اُن کے خیمون مین جا کر خود آباد ہوئے[۵۱]،

اس واقعہ کے چالیس برس کے بعد بنو اسماعیل و بنو ہاجرہ، شمالی عرب و حدود شام کے قبائل سے متحد ہو کر حضرت داؤد کے عہد مین (غالباً سنہ قم مین) بنی اسرائیل پر حملہ کی طیاریان اور مشورے کر رہے ہین[۵۲] سنہ قم مین، جلعاد اور دیگر حدود شام مین جنگ آزمودہ اسرائیلی، دوبارہ بنو ہاجرہ سے برسر مقابلہ ہوتے ہین، اور اُن کو شکست دیتے ہین، مال غنیمت مین اُن کو پچاس ہزار اونٹ، ڈھائی لاکھ بھیڑ، دو ہزار گدھے، اور ایک لاکھ قیدی ہاتھ آئے[۵۳] اسکے بعد سنہ قم مین وہ زمانہ آتا ہی، جب بنو خذنذر (بخت نصر) آندھی کیطرح اسیریا سے اُٹھتا ہی، اور تمام شام و عرب کی خاک اُڑا دیتا ہی،

اور پھر ہمیشہ کے لیئے بنو اسرائیل اور آل اسماعیل کی مخاصمانہ حوصلہ مندیون پر پردہ پڑجاتا ہی، یہ بنو اسماعیل کی اجتماعی تاریخ تھی، اب تفرق و انتشار کے بعد ہر ایک کی اولاد اور نسل کی تاریخ کے متعلق ہم کو جو کچھ معلوم ہی، علیحدہ علیحدہ، بہ ترتیب اہمیت و امتیاز لکھتے ہین،

۱۔ ہشام

اس خاندان کے متعلق ہمکو کچھ نہین معلوم،

۲۔ ادبائیل

عرب مورخین کو اسکے متعلق کوئی واقفیت نہین ہی، توراۃ مین اسکا کہین،

[۵۱] ۱۔ ایام ۵۔ ۱۰،   [۵۲] زبور ۸۳۔ ۵، ۶،

[۵۳] ۱۔ ایام ۵۔ ۲۰، ۲۱،

ذکر نہین ہی، فارسٹر کا بیان ہی کہ یہودی مورخ یوسیفوس نے لکھا ہی کہ یقیناً اسماعیلی آبادیون (یعنی نیل و فرات) کے درمیان یہ خاندان آباد تھا،[۱]

۳۔ مشماع

عرب مورخین نے بنو مسما نام ایک خاندان کا نجد مین سکونت پذیر ہونا بیان کیا ہی، یوسیفوس نے مسماؤس اور بطلیموس نے مسی مانیس کے نام سے انھین طرف مین ایک عرب قبیلہ کا ذکر کیا ہی،[۲]

۴۔ مشا

یونانی اور عرب جغرافیہ نویسون کی شہادت کی بنا پر حدود عراق مین اس خاندان کے آثار نظر آتے ہین، پلینی نے مسیا Misaie اور بطلیموس نے مسانی Masani کے نام سے ان اطراف مین بعض قبائل کا ذکر کیا ہی[۳] عرب جغرافیہ نویسون مین سے زکریا قزوینی، مشان نام ایک مختصر آبادی کا ہمین پتہ دیتا ہی[۴] یاقوت حموی اسی مقام پر واسط و بصرہ کے مابین، میسان نام ایک شہر کا ذکر کرتا ہی یہودی اس شہر کا نہایت احترام کرتے ہین اور اسکو حضرت عزیر کا مدفن قرار دیتے ہین، عہد اسلام مین بھی زیادتر یہان یہودیون کی آبادی[۵] تھی، سفر الایام نے جن بنو ہاجرہ کا بادیۂ عراق مین ذکر کیا ہی[۶] شاید وہ یہی خاندان ہو،

۵۔ حدر یا حدد

سِفر تکوین مین اسکا املا حدر، اور سفر ایام مین حدد ہی، حدر کے آثار عرب مین

---

[۱] فارسٹر ج ۱ ص ۲۸۔ [۲] فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۱۔ [۳] فارسٹر ج ۱ ص ۲۴۵۔ [۴] آثار البلاد قزوینی ص ۳۰۸، مطبوعۂ یورپ

[۵] معجم البلدان ج ۸، ص ۲۲۴، مصر، [۶] ۲۔ ایام ۵۔۲۰۔

متعدد جگہ پاے جاتے ہین، تیماء کے پاس حدد نام ایک پہاڑی ہی، نجد مین بھی ایک قطعۂ زمین کا نام حدد[51] ہی، جوہری عرب کے ایک قبیلہ کا نام بھی حدد بتاتا ہی، نیو بہر Niebuhr اُنیسوین صدی کا ایک یورپین سیاح، اب شہر حدیدہ واقع یمن کو اِسی حدد سے متعلق سمجھتا ہی[52]، لیکن مشرقی نگاہ مین، حدد اور حدیدہ مین نہایت عظیم فرق ہی،

۶-یطور

یطور، ساول کے زمانہ مین (سنہ ۱۰۵۰ ق م مین) حدود شام کے صوبۂ حوران مین نظر آتے ہین، بنی اسرائیل کی ایک جماعت سے برسرپیکار ہوتے ہین اور شکست کھاتے[53] ہین، لیکن یونانی جغرافیہ نویس اسٹرابو (سنہ ۲۴ ق م) تک اُن کی آبادی قائم رہتی ہی، لکھتا ہے[54]:

"وہ تمام سلسلۂ کوہ جو لبنان اور بصریٰ کے درمیان نظر آتا ہی، عربون سے اور ایطوریون سے آباد تھا"

یونانی مین یطور جطور ہو گیا ہے، اس بنا پر برکہارڈ ایک یورپین سیاح شام کے شہر جدور کو اِسی جطور سے نسبت دیتا ہی[55]، یہ شہر مشرقی جغرافیہ نویسون سے بھی مخفی نہین[56]، لیکن اگر جدور ہی کو یطور کا مسکن قرار دینا ہی، تو یہی نام ہمکو حجاز مین مدینہ سے چھ میل کی مسافت پر نظر آتا ہی[57]، لیکن ایک عام فہم مشرقی بھی جانتا ہی کہ یطور کی شکل کسی صورت مین بھی جدور نہین ہو سکتی،

۷-نافیش

سفر ایام ثانی (۵-۱۲) سے ثابت ہوتا ہی، کہ یطور کے ساتھ یہ خاندان بھی حوران

[51] معجم البلدان ج ۳ ص ۲۳۲، مصر [52] فارسٹر ج ۱ ص ۲۰۳، ۲۰۴ [53] سفر ایام ۵-۱۲ [54] فارسٹر ج ۱ ص ۲۱۰ [55] فارسٹر ج ۱ ص ۳۱۰

[56] معجم البلدان یاقوت ج ۳ ص ۶۶ مصر [57] معجم البلدان ج ۳ ص ۶۶ مصر

ہی مین آباد تھا، اور بنی اسرائیل کے مقابلہ مین اپنے بھائیون کے ساتھ شریک جنگ تھا،

۸۔ دوما

اس خاندان کا مسکن اب تک اسی نام سے مشہور ہی، دومتہ الجندل شمالی عرب مین مدینہ و شام کے درمیان ایک مشہور مقام ہی، عرب جغرافیہ نویسون نے تصریح کی ہی کہ دومتہ الجندل اسی دوما کی طرف منسوب ہی پچھلے زمانہ مین یہان نصاریٰ آباد تھے[۵۱]

۹۔ تیماء

حدود عرب و شام مین اس خاندان کے انتساب سے ایک قدیم آبادی ہی، ایوب نبی کے زمانے مین اس خاندان کو کسی قدر فوجی اہمیت بھی حاصل تھی، سفر ایوب (۶-۱۹) مین تیماء کے سوارون کا ذکر ہی، اشعیا نبی نے بھی (سن شرق مین سرزمین تیماء کا نام لیا ہی (۲۱-۱۴) زمانۂ اسلام مین یہان یہود آباد تھے[۵۲]

۱۰۔ قیدماہ

اصحاب الرس

فارسٹر صاحب نے قیدماہ کو، کاظمہ (واقع خلیج فارس) کا مرادف سمجھا ہی اور اسلیئے اوس کو خلیج فارس پر جگہ دیتے ہین، کاظمہ یقیناً انگریزی لب ولہجہ مین "کیڈما" ہوجاے گا لیکن ہر مشرقی لب ولہجہ کا واقفکار اس تحقیق پر ہنس دیگا کہ قیدماہ اور کاظمہ ایک چیز ہی، قرآن مجید مین ایک قبیلہ کا نام اصحاب الرس ہی بعض مورخین کا بیان ہی کہ قیدما ہی کا نام اصحاب الرس تھا، ہمارے ہان مفسرین اصحاب الرس کی تعیین مین نہایت مشکوک الرائے ہین، امام طبری نے ارباب روایت کی تین رائین، نقل کی ہین،

---

[۵۱] معجم البلدان ج ۴ ص ۱۰۶، مصر، [۵۲] معجم البلدان ج ۲ ص ۴۴۲، مصر،

(۱) رس کوئین کو کہتے ہین، ایک اُمت نے اپنے پیغمبر کو کوئین مین ڈالدیا تھا، اس لیئے اُسکو اصحاب الرس کہتے ہین،

(۲) رس ملک آذربیجان کے پار ایک آبادی کا نام ہی (شاید روس سے مقصد ہو)

(۳) رس غار کو کہتے ہین اور اس سے مراد اصحاب الاخدود ہین،

لیکن مورخ مسعودی بلاتزلزل راے لکھتا ہی: اصحاب الرس، اسماعیل کی اولاد مین سے تھے، وہ دو قبیلے تھے، ایک کا نام قدمان، تھا اور دوسرے کا یامین، اور کہا گیا ہی کہ رعویل تھا، اور یہ یمن مین تھے،[1]

قیدمان، قیدماہ کی بگڑی ہوئی صورت ہی، اصحاب الرس کا اسکے علاوہ کوئی اور حال نہین معلوم، قرآن مجید نے اصحاب الرس کا دو مقام پر ذکر کیا ہی، لیکن کوئی حال بیان نہین کیا، بلکہ صرف گنہگار قومون کی فہرست کے ضمن مین اُسکا نام لیا ہے،

وَعَادًا وَّثَمُودَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ، (فرقان) — عاد، ثمود، اور اصحاب الرس کو،

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ، — ان سے پہلے نوح کی قوم اصحاب الرس اور ثمود نے جھٹلایا،

---

[1] مروج الذہب ص

۱۱- نبایوط یا نابت یا نبط

اصحاب الحجر

نبایوط کو اہل عرب عموماً نابت کہتے ہین، ان کی روایتون کے مطابق خانہ کعبہ کی تولیت حضرت اسماعیل کے بعد سب سے بڑے بیٹے نابت کے حصہ مین آئی[۱] اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نبایوط نے حجاز ہی مین قیام کیا، لیکن بعض حوالون سے ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ فرزندان نبایوط، عراق مین موجود تھے، لیکن اصل یہ ہو کہ بدویانہ زندگی کے ساتھ وہ حجاز سے عراق تک خانہ بدوشانہ پھیلے ہوئے ہونگے،

تحریری حیثیت سے نبایوط کا نام ساتوین صدی ق م مین نظر آتا ہی، حزقیال نبی پیشنگوئی کرتے ہین کہ "نبایوط کی بھیڑین نذر لی جائینگی" (۶۰-۷) اشور بانیپال، اسیریا کا بادشاہ، جس کا بھی تقریباً یہی زمانہ ہی، اپنے مفتوحین کی فہرست مین نباطی قوم کا نام لیتا ہی، یوسیفوس یہودی، جو پہلی صدی مسیحی مین تھا، لکھتا ہے،

"ملک بحر احمر (حجاز) سے نہر فرات (عراق) تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے قبضہ مین ہی، جنکے سبب سے اسکا نام ملک نباطینہ پڑ گیا ہی" (حوالہ آتا ہی)

اسی زمانہ مین جب رومی، شام پر قبضہ کرنا چاہتے ہین، تو نبطی عربون سے اُنکی مڈبھیڑ ہوتی ہی، اور شام وعرب کے حدود پر اُنکی ایک عظیم الشان حکومت نظر آتی ہی، اہل عرب بھی ان نبطیون سے واقف تھے، اسی لفظ "نبط" کی جمع عربی مین انباط ہی۔

انباط اور روایات عرب	مورخین عرب فرزندان نبایوط یا انباط سے زیادہ واقف نہین ہین

[۱] اخبار الطوال ابوحنیفہ دینوری المتوفی ۲۸۲ھ ص ۱۱ مصر،

وہ صرف انباط کے نام اور اُن کے مسکن تخمینی سے البتہ واقف ہین، اُنکا نام کبھی نبط اور کبھی آرامی بتاتے ہین اور ان کا مسکن شام وعراق ظاہر کرتے ہین، ابن خلدون نے لکھا ہی:

واول ملك للعرب بالشام فيما علمناه للعمالقة ثم لبنى ارم بن سام ويعرفون بالارمانيين، (۲۴۸ ج۲)

جہان تک ہمکو معلوم ہی عربون کی پہلی حکومت شام مین عمالقہ کی تھی پھر ارم بن سام کی جو ارمانی کے نام سے مشہور ہین،

اِس عبارت کے ساتھ حمزۂ اصفہانی کی عبارت ضم کرو:

الارمانيون نبط الشام والاردوانيون نبط العراق۔

ارمانی شام کے نبطیون کا نام ہی اور اردونی عراق کے نبط کا،

انباط نے چونکہ ایک متمدن وغیر بدوی زندگی اختیار کرلی تھی اسلیئے عربونکے محاورہ مین:

اما النبط فكل من لم يكن راعيا او جنديا عند العرب من ساكنى الارضين۔ (یاقوت ۳۲۳ ج۲)

نبط عرب کے نزدیک ہر وہ شخص ہے جو چرواہا یا سپاہی نہو،

اہل عرب عموماً نبط کو قوماً و اصلاً غیر عرب سمجھتے ہین، اُنکے نزدیک عرب و عجم جسطرح دو متقابل نام ہین، اسیطرح نبطی وعربی کو بھی باہم متقابل سمجھتے ہین اسکا سبب صرف معاشرت طرز زندگی اور زبان کا اختلاف ہے، ورنہ درحقیقت نبط بھی اسماعیلی عرب ہین، لیکن چونکہ اُنھون نے عموماً حدود عرب اور حدود عرب سے باہر غیر قومون مین اپنا مسکن بنایا اسلیئے وہ اپنا نسب محفوظ نہ رکھ سکے، حضرت عمر فرماتے ہین:

تعلموا النسب ولا تكونوا كنبط السواد اذا سئل احدهم عن اصله قال من قرية كذا (عقد الفريد ج ۳ ص ۳۰)

نسب نامہ سیکھو، عراق کے نبط کی طرح نہ بن جاؤ کہ جب اُن مین سے کسی سے پوچھا جائے کہ تم کس خاندان سے ہو تو جواب دیتے ہین کہ ہم فلان شہر کے ہین،

ہمارے مورخین کے معلومات انباط کے متعلق صرف اسیقدر ہین لیکن انباط کی خود معاصر قومون نے اِن کے حالات کو سیاسی تعلقات کی بنا پر بہت کچھ محفوظ رکھاہی اور اب اکتشافات اثریہ نے بھی اِن معلومات مین کسی قدر اضافہ کر دیا ہی،

انباط اور بنایوط و نابت کا ترادف | سب سے پہلا سوال یہ ہی کہ انباط جنکی تاریخ کا مفصل تذکرہ یونانی و رومی مورخین نے کیا ہی، اور بنایوط پسر اسماعیل جنکا توراۃ مین ذکر ہی اور نابت بن اسماعیل جن سے عربون کو ہم نسبی کا دعوی ہی کیا درحقیقت ان مختلف الفاظ سے ایک ہی مفہوم مراد ہی؟ ہمارا جواب اثبات مین ہی، اہل عرب انباط کو عربون سے الگ ایک بیرونی قوم سمجھتے ہین، لیکن یہ درحقیقت ایک مدت تک کے تباعد اور تفرق کا نتیجہ ہی، جن یونانی اور رومی مورخین نے انباط کا ذکر کیا ہی، اُنھون نے متفقاً اِن کو عرب لکھا ہی، سب سے بڑی معتبر شہادت، یہودی مورخ یوسیفوس کی ہی جو انباط کا معاصر اور نسل و وطن کے لحاظ سے بھی اُن سے قریب تھا، اسلیئے یقین ہی کہ اُنکے متعلق اُسکی شہادت پایۂ اعتبار سے ساقط نہوگی، وہ بتصریح تمام لکھتا ہی کہ "انباط اسماعیلی عرب از نسل نبایوط ہین"[1]، مورخین اسلام بھی اِس رائے کے ساتھ ہین، مورخ طبری نے لکھا ہی:

ومن نابت وقیدار نشر اللہ العرب ۔ عرب کو نابت اور قیدار کی نسل سے خدا نے پھیلایا،

(ج ا ص ۳۵۲، طبع یورپ)

یاقوت حموی نے (لفظ عربہ کے تحت مین) ایک نئی بات لکھی ہی کہ "عرب، ہر اُس قوم کو نبط کہتے ہین جو گلہ بان اور سپاہی نہو" دوسرے الفاظ مین اسکا مفہوم یہ ہی کہ جو غیر بدوی زندگی بسر کرتی ہو، اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ نبط نے عراق کے تاثر

[1] حوالہ آتا ہے،

سے متمدن زندگی اختیار کرلی تھی اسلیے بادیہ نشینان عرب نے ہر غیر بدوی قوم کو نبط کا مرادف سمجھ لیا،

حضرت علی سے مروی ہی کہ ایک شخص نے اُنکا نسب پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ "ہم کوثیٰ (واقع عراق) کے نبط ہین" اور یہ بالاتفاق معلوم ہی کہ وہ اسماعیلی قریشی عرب تھے، اس سے ثابت ہوگا کہ نبط اسماعیلی عرب ہین، جو عراق تک پھیلے تھے،

نابت کی بقیہ اولادین، خود اندرون ملک مین بھی تھین، اور متعدد وجوہ سے ہماری یہ رائے ہی کہ عرب شمالی کی وہ اکثر قومین جو غلطی سے قحطانی کہلاتی ہین، وہ دراصل نابتی ہین، من جملہ دیگر قبائل کے غسان اور اوس وخزرج کے متعلق تو تصریح ثابت ہی کہ وہ قحطانی نہین بلکہ نابتی ہین، تفصیل آتی ہے،

انباط کا عہد حکومت | انباط ایک مدت تک دیگر عرب قبائل کی طرح بحر احمر سے بحر فرات تک مستقل وادیون مین بدویانہ زندگی کے ساتھ آوارہ پھرتے رہے، اس بدویت کا زمانہ سنہ ۲۰۰۰ ق م (عہد اسماعیل) سے سنہ ۷۰۰ ق تک قرار دیا جاسکتا ہی، توراۃ نے نبایوط کا فرزندان اسماعیلؑ کے ضمن مین سنہ ۲۰۰۰ ق م مین پہلی بار نام لیا ہی، اور آخر آخر قیال نبی نے جو کم وبیش سنہ ۶۰۰ ق م مین تھے، نبایوط کا ذکر کیا ہی کہ "نبط (نبایوط) کی بھیڑین نذر لی جائینگی" (۶۰-۷) کتبات مین نبط کا نام اشور بانیبال شاہِ اسیریا کے کتبہ مین تقریبًا اسی عہد یعنی سنہ ۶۵۰ مین نظر آتا ہی[1] وہ اپنے مفتوحین کی فہرست مین ناتان شاہِ نبط کا ذکر کرتا ہی حزقیال کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہی کہ نبط اسوقت چوپانی کی بدوی زندگی بسر کررہے تھے، لیکن یہ اسیری کتبہ ایک نبطی حکومت کی اس عہد مین خبر دیتا ہی، ممکن ہی کہ بادشاہ سے

---

[1] تاریخ بابل راجرس امریکانی، ج ۲ ص ۲۷۶،

مقصود ایک نبطی بدوی شیخ ہو، بہر حال نبطی حکومت کی تاریخ از روے تاریخ یونانی وکتبات نبطی سنہ ۱۶۹ ق م سے پہلے روشن نظر نہین آتی آخری تاریخ سنہ ۱۰۶ء ہے، جبکہ رومی حکومت ان کو اپنے اندر جذب کرلیتی ہے،

انباط کا رقبۂ حکومت | انباط کی حکومت کے حدود اوّلاً وہ قطعۂ ملک تھا جس کو یونانی، عرب سنگستان (عربیا پٹرا) کہتے ہین، اور عبرانی ادوم اور سعیر (سراۃ یعنی خلیج عقبہ سے بحر میت تک)، ڈائیڈورس (سنہ ۳۰ ق م) بیان کرتا ہے[۵۱] کہ "انباط خلیج ایلہ، عقبہ پر رہتے ہین اسٹرابو (سنہ ۲۴ء) ایک ضمنی تذکرہ مین کہتا ہے[۵۲] کہ "اہل ادوم انباط ہین" لیکن ادوم سے آگے بڑھکر اب وہ عرب آباد (ان) پر بھی قابض ہو گئے تھے، مصنّف مذکور لکھتا ہے، . . "اور اہل ادوم و سبائی جو شام کے اوپر واقع ہین پہلی قوم ہین جنھون نے عرب آباد ان (عربیا فللس) پر قبضہ کیا ہے" یوسیفوس جو پہلی صدی مسیحی مین تھا بیان کرتا ہے کہ اس عہد مین وہ عرب ریگستان (عربیا ڈزرٹا) تک پھیل گئے تھے، اُسکے خاص الفاظ یہ ہین[۵۳]،

"ملک بحر احمر سے نہر فرات تک اسماعیل کے ۱۲ بیٹون کے قبضہ مین ہے، جن کے سبب سے اس کا نام ملک نباطینہ *Mabatena* پڑ گیا ہے، اسکی سرحد (مغرب مین) مصر اور عرب سنگستان *Petraia* سے مل گئی ہے، اور بہت سے بیابانون اور بلند و فراز زمینون کو شامل ہے، جو مشرق کی طرف خلیج فارس تک منتہی ہوتی ہے، عموماً اس ملک کے باشندون کا نام نبایوط *Nebajoth* عرب ہے"

اِن شہادتون سے ظاہر ہوگا کہ انباط کا ملک مغرب مین بحر احمر اور مشرق مین خلیج

---

[۵۱] گولڈ مائنس آف مدین ص ۲۲۵۔ [۵۲] حوالہ مذکور،

[۵۳] اینٹی، ۱-۱۲-۱۔

فارس تک وسیع تھا، اور اسکے درمیان کے تمام ممالک یعنی عرب سنگستان و عرب ریگستان و بعض قطعۂ عرب آباد ان پر قابض تھے، لیکن اس طویل و عریض ملک مین انباط کی اصل آبادی خلیج عقبہ (ایلہ) کے اطراف مین تھی، ڈائیڈ ورس کا بیان ہیؔ:

اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج عقبہ (ایلہ) Laianites Gulf مین داخل ہوگے جس کے حدود پر اُن عربون کی بہت سی آبادیان ہین جن کو لوگ نبط Nabataisi کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف سواحل کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیل گئے ہین، کیونکہ زمین آباد اور نہایت سرسبز ہے،

تخصیص کے ساتھ ملک انباط کے ۱۰ شہرون کے نام یوسیفوس مین مذکور ہین، لیکن یونانی تلفظ نے عربی رنگ و روغن اُن کے چہرون سے بالکل اُتار دیا ہی، وہ شہر یہ ہین، میدابہ، نبالو، لیبیس، ترابسہ، اغالہ، اثون، صور، اُورون، مریسہ، رودہ، لوسہ، عروبہ، اِن کے علاوہ، رقیم (پٹرا) اور حجر مشہور شہر تھے،

انباط کا دار الحکومت | انباط کا ملک جن حدود پر مشتمل تھا وہ درحقیقت تین قدیم ممالک کا مجموعہ تھا، ملک ثمود (وادی القریٰ) جس کا دار الحکومت حجر تھا، ملک مدین جس کا پایۂ تخت خود شہر مدین تھا، اور ملک ادوم جسکی حکومت کا مرکز شہر رقیم (پٹرا) تھا، انباط کا پایۂ تخت پہلے شہر رقیم (پٹرا) تھا، جہان اُن کے آثار اب تک باقی ہین، لیکن پہلی صدی ق م مین جب رومیون نے مصر و شام پر قبضہ کیا، تو رفتہ رفتہ وہ پٹرا (رقیم) پر بھی قابض ہوگئے، اسٹرابو (۲۴ء) بیان کرتا ہی کہ "اب (۲۴ء) انباط اور شامی دونون رومیون کی رعایا ہین" اس مفتوحی سے مقصود پٹرا یعنی رقیم کی مفتوحی ہی، ورنہ نفس حکومت تو ۱۰۶ء

ے۱ گرانڈ اٹلس آف مدین ص ۱۸۲، ے۲ اینٹی کتاب ۱۴، باب ۱، بند ۴، ے۳ گرانڈ اٹلس ص ۲۲۵-

تک باقی تھی، پٹرا (رقیم) سے ہٹکر انباط نے اب حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود مین واقع تھا، اسی لیئے قرآن مجید نے انکو "اصحاب الحجر" کے نام سے یاد کیا ہی (تفصیل آگے آتی ہی)

"حجر" جس صوبہ ملک مین واقع ہی عربون کے ہان اُسکا نام وادی القریٰ ہی، اس کے لفظی معنی آبادیون کی وادی ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ میدان عہد قدیم مین نہایت کثرت سے آباد تھا، اسکی تصدیق اب معاصر مورخین کی روایتون سے بھی ہوتی ہی، ابھی ڈائیڈورس کا بیان گذر چکا ہی جو کہتا ہی کہ حدود ایلہ پر انباط کی بہت سی آبادیان ہین۔۔۔ اور وہ نہایت کثرت سے آباد ہین، اسٹرابو بھی انباط کی نہایت گنجان آبادی کا ذکر کرتا ہی[۱]"

شاہان انباط | اشوری کتبہ کی شہادت کی بناپر گو شاہان نبط کا ابتدائی سلسلہ سنہ [illegible] ق م سے شروع ہوتا ہی جبکہ "ناتان" شاہ نبط بادشاہ اسیریا، اشور بانیپال کی خدمت مین نذر پیش کرتا ہی[۲] لیکن یونانی تاریخ اور موجودہ نبطی آثار اوسکے سنہ ۲۰۰ ق م سے پہلے کسی نبطی بادشاہ کا ذکر نہین کرتے، اس کے اسباب بھی واضح ہین، یونانیون کو اس سے پہلے انباط سے سروکار نہ تھا، اور نہ خود انباط اس عہد سے پہلے متمدن زندگی بسر کرتے تھے، بہرحال تاریخ و آثار نے اب تک جو انکشاف حال کیا ہی اُسکی اعانت سے ابتک ڈوسے Dussaud نام ایک فرنچ مستشرق نے بادشاہون کے نامونکی ایک فہرست طیار کی ہی[۳] یہ فہرست سنہ ۱۶۹ ق م سے شروع ہو کر سنہ ۱۰۶ع پر ختم ہو جاتی ہی، اسمین ایک نام "مالک اوّل" کا اضافہ ہم خود یوسیفوس[۴] کے حوالہ سے کرتے ہین،

---

[۱] کتاب مذکور ص ۱۸۴، [۲] تاریخ بابل و اشور، از ڈاکٹر جرس امریکانی ج ۲ ص ۲۷۶

[۳] فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی جرنل سنہ ۱۹۰۴ع [۴] قدامت یہود، کتاب ۱۳، باب ۵، بند

نام	مدت حکومت تقریباً
حارث اوّل	سنہ ١٦٩ ق م
زید بابل	سنہ ١٤٦ ق م
مالک اوّل	سنہ ق م
حارث ثانی	سنہ ١١٠ ق م ـ سنہ ٩٦ ق م
عبادہ اوّل	سنہ ٩٠ ق م
ربیال اوّل بن عبادہ اوّل	سنہ ٨٠ ق م
حارث ثالث بن ربیال	سنہ ٨٠ ق م ـ سنہ ٦٢ ق م
عبادہ ثانی بن حارث ثالث	سنہ ٦١ ق م ـ سنہ ٤٧ ق م
مالک دوم بن عبادہ ثانی	سنہ ٤٧ ق م ـ سنہ ٣٠ ق م
عبادۂ ثالث بن مالک دوم	سنہ ٣٠ ق م ـ سنہ ٩ ق م
حارث رابع بن مالک دوم	
خلدو (خالدہ) زوجۂ حارث	سنہ ٩ ق م ـ سنہ ٤٠ء
شقیلہ زوجۂ حارث	
مالک سوم بن بن حارث	
شقیلہ زوجۂ مالک	سنہ ٤٠ء ـ سنہ ٧٥ء
ربیال ثانی بن مالک ثانی	
جمیلہ زوجۂ ربیال	سنہ ٧٥ء ـ سنہ ١٠١ء

تمدنی حالات | ہر شائستگی کی ابتدا عہد بداوت ہی، انباط کی ابتدائی زندگی عام قبائل عرب کی سادہ و غیر مصنوع زندگی تھی، جنکی دولت کا تنہا خزانہ مواشی تھی (حزقیال ۶۰-۷) لیکن جب مغربی قومون نے انھین اپنے تمدن و شائستگی کے بل پر شکست دینا چاہا تو اُنکو بھی مجبوراً متمدن بننا پڑا، مورخین یونان مین سے ڈائیڈورس (سنہ ق م) اور اسٹرابو (سنہ ۲۴ء) نے انباط کے آداب معیشت و تمدن کو سب سے بہتر بیان کیا ہے؛

ڈائیڈورس کہتا ہے:

وہ یعنی انباط کھلی ہوا مین زندگی بسر کرتے ہین، اور ناقابل سکونت ہوا مین رہتے ہین، اُنکے ملک مین نہ کوئی دریا ہی اور نہ چشمہ جس سے حملہ آور دشمن فائدہ اُٹھا سکین، اُنکا قومی آئین یہ ہی کہ وہ نہ غلہ کی زراعت کرین، اور نہ درخت لگائین نہ شراب پئین، اور نہ گھر بنائین جو شخص اسکے خلاف کرتا ہی اُسکو سزائے موت دی جاتی ہی،

بعض لوگ اونٹ کے گوشت پر گذر کرتے ہین، اور بعض بکری اور بھیڑ کے گوشت پر ....

صحرا مین بہت سے قبائل رہتے ہین لیکن دولت مین انباط سب سے زیادہ ہین، اور اپنے ہمسایون مین اُن کو امتیاز حاصل ہی، گو کہ اُن کی تعداد دس ہزار آدمی سے زیادہ نہین ہی، اِن کا ملک پانی سے خالی ہی، اپنے لیئے پہاڑون مین بڑے بڑے حوض کھود کر بناتے ہین جنکا مُنھ باہر سے تنگ اور اندر چوڑا رہتا ہی، اور اُنکی لنبائی ۵۰ فیٹ تقریباً ہوتی ہی، اِن حوضون مین بارش کا پانی جمع کر کے اُن کو چھپا دیتے ہین، اور اُن پر کوئی نشانی بنا دیتے ہین، جب سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے جانورون کو تین روز کا پانی پلاتے ہین، انباط گوشت، دودھ، اور بعض جنگلی سبزی کھاتے ہین، ... جنگلی شہد (من) بھی

اُن کو ملتا ہی، جس کو پانی مین گھولکر پیتے ہین، اِن مین عرب کے غیر نبطی قبائل بھی شامل ہین جن مین سے بعض شامیون کے ساتھ گھرون مین رہنے کے علاوہ اور تمام عادات مین مماثل ہین[۵۱]،

یہی مصنف لکھتا ہی:

"آگے بڑھکر تم خلیج ایلانہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جو اُن عربون کے بہت سے گاؤن سے محدود ہی جن کو لوگ "نباطیہ" کہتے ہین، یہ لوگ نہ صرف ساحلی مقامات کے بڑے حصے پر قابض ہین بلکہ وہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیلے ہین، کیونکہ یہ زمین آباد اور نہایت شاداب ہی،

زمانۂ سابق مین اپنے قوانین انصاف کے مطابق اپنے گلون اور جانورون پر مطمئن رہکر زندگی بسر کرتے تھے، لیکن جب اسکندریہ (مصر) کے (یونانی) بادشاہون نے خلیج کو تجارت کے لیئے جہازرانی کے قابل بنایا تو ان نبطیون نے شکستہ جہازون کے ملاحون کو جمع کیا اور چھوٹی کشتیون مین بیٹھکر بحری ڈاکہ زنی کرنے لگے،... آخر کار ان پر... حملہ کیا گیا اور اُنکے استحقاق کے مطابق اُنکو سزا ملی[۵۲]"

اسٹرابو (سنہ ۲۴ء) جو ڈائیڈورس کی طرح انباط کا معاصر تھا، ان کے متعلق دلچسپ واقعات بیان کرتا ہے:

(شہر) پٹرا (رقیم) جو عمدہ قوانین رکھتا ہی، اس پر شاہی خاندان مین سے ہمیشہ ایک بادشاہ حکومت کرتا ہی، وزیر ہمیشہ اِس بادشاہ کے ساتھیون مین سے ایک ہوتا ہی اسی لیئے اُسکو "بھائی" کہکر پکارتے ہین، انباط کفایت شعارانہ ذخیرۂ ملکیت کے

[۵۱] فارسٹر ج ۱ ص ۲۲۶، [۵۲] گرڈ ماس ص ۱۰۳،

شائق ہین، جماعت اُن پرجرمانہ کرتی ہی جو اپنی دولت ضائع کرتے ہین، اور جو اپنی دولت بڑھاتا ہی، اُسکو انعام دیتی ہی، انباط کے پاس غلام کم ہین، اکثر اُن کی خدمت اُن کے متعلقین کرتے ہین، یا ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہین، یا ہرشخص اپنا نوکر آپ ہوتا ہی، یہ طریقہ بادشاہون تک مین جاری ہی، جو جمہور کی رضامندی کے اسقدر آرزومند ہین کہ وہ اپنی رعایا کی خدمت کرتے ہین، بادشاہ کو انتظام ملکی کے متعلق بیانات لوگون کو دینے ہوتے ہین، اور وہ اکثر اپنے بادشاہ کے ذاتی حالات و عادات بھی دریافت کرتے رہتے ہین،

لوگ غیر سرکاری صحبتون مین تیرہ تیرہ آدمی ملکر کھاتے ہین، بادشاہ بھی لوگون کو بڑی بڑی عمارتونمین عام دعوت جشن دیتا ہی، مہمانون کی ہرجماعت مین دو مغنی رہتے ہین، ہر مہمان کو گیارہ جام سے زیادہ شراب پینی ہوتی ہی، یہ جام سونے کے ہوتے ہین،

جبہ (یا کرتہ) پہننا یہ لوگ نہین جانتے، کمر مین تہبند لپیٹتے ہین، اور پاؤن مین چپل پہنکر چلتے ہین، شاہی پوشاک بھی اِسی قسم کی ہوتی ہی،

مکانات عالی شان اور سنگین ہین، آبادیون مین شہرپناہین نہین ہوتین، ملک کا بڑا حصہ سرسبز ہی، تاہم وہان زیتون نہین، .... (جانورون کی پیداوار کا بیان ہی) گھوڑے نہین ہوتے، ان کی بجائے اونٹ مصرف مین آتے ہین بعض اشیائے تجارت کی درآمد بھی یہان ہی، اور بعض چیزین خود ملک مین ہوتی ہین، جیسے سونا چاندی اور بہت سے خوشبو مسالے، لیکن لوہا، تانبا، ارغوانی کپڑے، زعفران، عود، قسط، سنگتراشی، نقاشی اور تصویرون کی چیزین مجسمے ملک مین نہین پائے جاتے، انباط مردون کی لاش کھاد کیلئے بہتر سمجھتے ہین، اسی لیئے وہ بادشاہون تک کی لاشون کو بھی زمین مین دفن کرتے ہین،

مذہبًا یہ سبائی دیوتا "آفتاب" کی پوجا کرتے ہین، اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ مکانات کی چھتون پر بناتے ہین، اور اُسپر شراب چڑہاتے ہین اور اندر ہر روز بخور جلائے ہین[۵۱]،

سیاسی حالات | انباط ہمکو سب سے پہلے سنتہ ق م مین سیاسی میدان مین نظر آتے ہین، اسیریا اور بنی قیدار (برادران انباط) کے مابین اس عہد مین جنگ برپا ہوتی ہے، بنی قیدار کا شیخ شکست کھا کر "انباط کی چھوٹی سی ریاست" مین پناہ لیتا ہے، پھر بنی قیدار اور انباط ... کی متحدہ فوج، اسیریا کے مقابلے مین آتی ہے، لیکن سوءِ قسمت سے نانان شاہ انباط گرفتار ہوجاتا ہے[۵۲]،

بابل کے بعد ایران و یونان کی قوت دُنیا کی تاریخ مین جلوہ گر ہوتی ہے، انباط جہان آباد تھے، یہ وہ مقامات تھے جو اہل فارس اور یونان کی دائمی جنگ کے طبعی راستے تھے، اس بنا پر ہر دو فریق ان نبطی عربون کی دوستی و ہمدردی کے طالب تھے، جنکی اعانت کے بغیر ان خشک و بے آب ریگستانون کو طے کرنا ناممکن تھا،

سکندر سے پہلے جو چوتھی صدی ق م کے اواسط مین تھا، عمومًا اہل فارس کا پلہ یونانیون سے بھاری تھا، اس بنا پر شمالی عرب (جو اس عہد بنی لحیان مین تھے) میدان جنگ مین اہل فارس کے دوش بدوش تھے،

سنہ ۳۳۲ ق م مین سکندر نے ایرانیون کو شکست فاش دی اور عراق سے لیکر مصر و شام تک اُسکے فتوحات کا جولانگاہ بن گیا، ہندوستان سے واپس آکر عرب کی فتح کا عزم تھا کہ وہ خود موت کے ہاتھ مفتوح تھا، سکندر کے بعد ممالک مفتوحہ سکندر کے مختلف سردارون مین منقسم ہوگئے، بطلیموس نے مصر و شام پر قبضہ کیا، انٹی گونس نے ایشیائے

---

[۵۱] گولڈ ٹانس ص ۲۰۰، [۵۲] تاریخ بابل ج ۲ ص ۲۷۶، از راجرس،

کو چک لیا، سیلوکوس نے بابل وفارس وترکستان پر استیلا حاصل کیا، یہ تینون بادشاہیان بیچ مین حدود عرب پر آکر ملتی تھین، انٹی گونس ایک بلند حوصلہ بہادر تھا، اُس سے اپنی قسمت پر قناعت نہو سکی، سب سے زرخیز اور قریب تر شام کا مالک تھا اُس نے شام پر حملہ کرنا چاہا، لیکن درمیان مین نبطی عرب حائل تھے، اُن کو اپنا شریک بنانا ضرور تھا لیکن وہ بطلیموس کے طرفدار پہلے ہی بن چکے تھے، نتیجہ جنگ ومحاربہ تک پہونچ گیا،

انٹی گونس نے ۳۱۲ ق م مین اپنے ایک سردار Athenaeus اتھنیاؤس کی سرگردگی مین ایک مہم روانہ کی جسنے گو بیخبری مین رقیم (پٹرا) کو برباد کردیا، لیکن اسکا ایک سپاہی بھی دشمنون کے ہاتھ سے بچکر واپس نہ آیا، ناچار انٹی گونس نے خود اپنے بیٹے ڈیمیٹریوس Demmetrius کے زیر قیادت ایک دوسری جمعیت روانہ کی، بے سروسامان نبطی عرب میدان مین مقابلہ نکر سکے اور قلعہ بند ہوگئے، یونانیون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، اِس قید سے تنگ آکر ایک دن ایک نبطی عرب نے ڈیمیٹریوس کو ان الفاظ مین مخاطب کیا،

"اے بادشاہ ڈیمیٹریوس! تم کس غرض سے اور کس کے حکم سے مجھ سے لڑتے ہو؟ ہم صحرا مین رہتے ہین، جہان پانی ہے، نہ غلہ ہے، نہ شراب ہے، نہ اور ضرورت کی کوئی چیز ہے، صرف ہم نے اپنی آزادی کی خاطر اِس صحرا کی سکونت اختیار کی ہے اور تمام آسائش کی چیزین دوسرون کے لیئے چھوڑ دی ہین، اور ہم نے اِس حیوانی زندگی پر قناعت کی ہے، تھین ہم نے ستایا نہین، تم ہمین کیون ستاتے ہو؟ خدا تمکو اپنی حفاظت مین رکھے، ہمارے تحائف قبول کرو، اور واپس جاؤ، اور آج سے ہمین اپنا دوست سمجھو، ورنہ یاد رکھو کہ تم اسطرح یہان زیادہ دن تک نہین ٹھہر سکتے، تمکو

پانی اور دوسری چیزون کی ضرورت ہوگی، اور تم ہمکو اپنے طرز زندگی کے بدلنے پر مجبور نہین کرسکتے، اگر تم نے قلعہ پر قبضہ بھی پالیا، تو تڑپتی لاشون اور چند غمزدہ قیدیون کے سوا جو کبھی دوسرون کے سامنے سر نہین جھکا سکتے، تم کچھ نہین پاؤگے"

ڈیمیٹریوس اس گفتگو سے بیحد متاثر ہوا، اور صلح قبول کرلی، اس اچانک حملہ نے ان نبطی عربون کو ایک منتظم سیاسی جمعیت کے قالب مین بدل جانے پر مجبور کردیا، چنانچہ اس انقلاب نے اس بدوی قوم کو وہ اہمیت بخشی کہ یونان عظمیٰ رومۃ الکبریٰ، اور خاندان اسرائیل کی گردنین بھی اس کے آگے کبھی کبھی جھک جاتی تھین،

آگے کے واقعات سمجھنے کے لیۓ یونان و روم اور یہود کی تاریخ کے بھی چند فقرے پڑھ لینے چاہئین،

انٹی گونس کی حوصلہ مندی کو اس شکست سے کوئی صدمہ نہین پہونچا، اسنے رفتہ رفتہ بطلیموس سے شام اور سلوکیوس سے بابل (عراق) لڑکر چھین لیا، ناچار سلوکیوس اور بطلیموس دونون نے متحدہ طاقت سے ۳۰۱ق م مین انٹی گونس کی مملکت مقبوضہ کے حصے بخرے کرکے آپس مین بانٹ لیۓ، اس تقسیم کے روسے شام سلوکیوس کو، اور مصر وقبرص بطلیموس کو ملا، مورخین عرب خاندان سلوکیوس کو "سلوقیین" اور خانوادہ بطلیموس کو بطالسہ یا بطالمہ (جمع بطلیموس) کہتے ہین، سلوقیین اور بطالمہ نے ان ممالک پر ایک مدت تک حکومت کی،

شام مین بنی اسرائیل کی پہلی حکومت کو شاہان بابل نے برباد کردیا، بابل پر فارس کی حکومت نے جب غلبہ حاصل کیا، تو ان کو ۵۳۸ق م مین، پھر آزادی نصیب ہوئی، اور فارس کے زیر اقتدار بنی اسرائیل کے ایک خاندان یہود نے جن سے یہود کی بنیاد پڑتی ہے، ایک

نیم آزاد حکومت پھر قائم کی، لیکن ۳۳۳ ق م مین اسکندر نے اسکا بھی خاتمہ کر دیا، اسکے بعد مملکت یہودیہ (یروشلیم یعنی بیت المقدس) بطلیموس، انٹی گونس، اور آخر اسلوقیین کی ماتحت ہو کر فنا ہوگئی، دوسری صدی ق م مین جب یونانیون کی پیر سال قوتین نوجوان رومی خون سے ہر جگہ شکست کھا کر اُسکے لیئے جگہ خالی کر رہی تھین، یہود کی ابدی لموت زندگی نے آخری بار بدن کو جنبش دی، اور مکابین کے نام سے رومیون کے بل پر ۱۶۶ ق م مین ایک حکومت، یہودیہ مین قائم ہوئی،

مکابین اولاً مذہبی کاہن کی حیثیت رکھتے تھے، لیکن آخراً، بادشاہ بن بیٹھے حصول تخت کے لیئے ہمیشہ اِس خاندان کے ارکان باہم نبرد آزما رہے، رومی آہستہ آہستہ انکی آزادی سلب کرتے جاتے تھے، پہلے یہود سے ادوم مین حکومت منتقل کر دی، اور اسکے بعد پامپی رومی نے ۶۴ء مین ہمیشہ کیلئے اِس تماشا گاہ پر پردہ ڈالدیا،[1]

یہ تاریخ تمامتر نبطی عربون سے گوناگون تعلق رکھتی ہی، ملک یہودیہ، نباطیہ سے ہم سرحد تھا، دونون صوبون مین تقریبًا ایک ہی قسم کے سیاسی حالات رونما ہوتے تھے، سلوقی خاندان[2] ابھی صرف نئو برس شام پر حکومت کرنے پایا تھا کہ ۱۶۶ ق م مین

---

[1] مکابین اور بنو ادوم مین سے حسب ذیل اشخاص یہودیہ کی ریاست پر ممتاز ہوئے، ۱-یہودا مکابی، بانی خاندان ۲-یاناتان مکابی، ۳-سیمون مکابی، ۴-یحیی ہرکینوس مکابی، ۵- مکندر مکابی اول، ۶-ارسٹو بولوس مکابی، اسکندر مکابی دوم، ۸، ہرکینوس دوم، اسکے بعد رومیون نے انٹی پٹیر ادومی کو یہ ریاست عطا کی، اسکے بعد ہیرڈ ادومی رئیس یہودیہ مقرر ہوا، بعد ازین ریاست کو ۴ ٹکڑے کرکے اگرپا ادومی کو رئیس اعظم بنایا، اگرپا کے بعد یہ مستقل رومی صوبہ بن گیا،

[2] یہ تمام واقعات تاریخ یوسیفوس سے التقاط کیئے گئے ہین، ہر واقعہ کا کتاب، باب فقرہ کی تقسیم سے حوالہ دیا گیا ہے، یوسیفوس کی تاریخ اِسی ترتیب پر منقسم ہے، قد (قدامت یہود) کے حصہ کیطرف اشارہ ہے،

یہودا مکابی، بانی خاندان یہودنے بغاوت کی، یہود خود عرب گئے اور نبطی عربون سے شرکت و اعانت کی درخواست کی، کہ ہملوگ متحدہ طاقت سے اِن بیرونی قومون کو نکال دین (قد، ج ۲، کتاب ۱۲، باب ۸، فقرہ ۳) سلوقیون نے جب یہ دیکھا تو اُنھون نے بھی اِن عربون کی طرف ہاتھ پھیلایا (فقرہ ۴) اسوقت غالبًا حارثِ اوّل انباط کا بادشاہ تھا، جس کا زمانہ ۱۶۹ سنہ ق م ہے،

زید بایل نبطی کے عہد مین سکندر سلوقی اور ڈیمتریوس سلوقی کے مابین دعوائے تخت کی بنا پر منازعت پیدا ہوئی، ڈیمتریوس کے طرفدار نبط تھے، اور یہود سکندر کے حامی تھے، سکندر نے شکستِ فاش کھائی، اُسوقت عرب کی آزاد زمین کے سوا اسکو کوئی مامن نظر نہ آیا، لیکن درحقیقت اُسکی روح اسوقت حقیقی مامن کی تلاش مین نکلی تھی، زید بایل نے سکندر کا سر کاٹکر بطلیموس کے پاس بھیجدیا (قد، ج ۲، ۱۳، ۴، ۸)،

زید بایل کے بعد، مالکِ اوّل تخت نشین ہوا، سکندر سلوقی کا بیٹا انطیاخوس اسی معرکہ مین انباط کے ہان قید ہوکر پرورش پارہا تھا، یونانیون نے جو سکندر کے طرفدار تھے، مالک سے درخواست کی کہ انطیاخوس کو باپ کی جگہ حکومت کے لیئے آزاد کیا جائے، شدید اصرار کے بعد مالک نے یہ درخواست قبول کی، (قد، ج ۲، ۱۳، ۵، ۱)

یونانیون کی اس خانگی منازعت نے، یہود وانباط مین کشمکش پیدا کردی، یاناتان مکابی رئیس یہود، جسکی قوت یونانیون کے ضعف سے نشو ونما پارہی تھی، اُسنے اچانک نبطیون پر حملہ کیا، اور اُنکو نقصان پہونچایا، (قد، ج ۲، ۱۳، ۵، ۱)

حارث دوم کے زمانہ مین یونانیون نے غزہ کے یہودیون پر حملہ کیا، حارث جو اسوقت انباط کی قوت کا مالک تھا، اپنے عہد کا ممتاز بادشاہ تھا، اِس نے،

یونانیون سے اعانت کا وعدہ کیا، لیکن اِس سے پہلے کہ عربون کی کمک پہونچے یونانی خود خانگی منازعات مین مبتلا ہوگئے' (قد، ج ۲، ۱۳، ۱۳، ۳)

حارث دوم کے بعد عبادہ اوّل مملکت انباط پر تخت نشین ہوا، اسکے عہد مین اسکندر مکابی جو یہودیہ کا ایک مجنون رئیس تھا، انباط پر حملہ آور ہوا، اور گو جنگ مین وہ نبطیون کے ہاتھ سے بمشکل جانبر ہوسکا، تاہم صوبہ مواب اور جلعاد کے ۱۲ شہر ان سے چھین لے گیا' (۱۳، ۱۳، ۵ نیز ۱۴، ۱، ۴) لیکن یہود اِس فتح سے خوش نہوے اور اُنھون نے سکندر کو مجبور کیا، کہ وہ مواب و جلعاد کے صوبے عربون کو واپس کردے کہ وہ دشمنون کے شریک نہ بن سکین' (۱۳، ۱۴، ۲)

حارث سوم (۸۵ تا ۶۲ ق م) حکومت انباط کا سُلطان اعظم ہے، انطیاخوس ڈیانیسوس سلوقی اسوقت ملکِ عرب پر حملہ آور تھا، حارث کی فوج، خالص عرب شجاعت کے ساتھ یونانیون کے مقابل تھی، پہلے حملہ مین وہ پسپا ہو رہی تھی کہ دفعتہً حارث دس ہزار سوارون کے ساتھ میدان جنگ مین نمودار ہوا، انطیاخوس بہادری سے لڑتا رہا، اور عین اُسوقت جبکہ جلوۂ فتح اُسکے سامنے تھا، لڑائی مین کام آیا، اُسکے مرنے کے ساتھ فوج کے پاؤن اُکھڑ گئے، حارث کے لیئے اب یہان سے دمشق تک جو سلوقیین کا پایۂ تخت تھا کوئی روک نہ تھی، اور خود بطلیموس و سلوقی خاندان باہم خانہ جنگی مین مبتلا تھے، چنانچہ خود اہل دمشق کی دعوت پر حارث دمشق پہونچا، اور سکندر اعظم کے جانشینون (سلوکیوس) کا تخت اُس کے پاؤن کے نیچے تھا' (۱۳، ۱۵، ۱)

پہلی صدی ق م کے اواسط مین، اسکندر مکابی کے دو بیٹون مین تخت یہودیہ

کے لیئے منازعت ہوئی، ایک نے بھاگ کر حارث کے دامن مین پناہ لی، اور وعدہ کیا کہ اگر وہ تخت نشین کر دیا گیا، تو جن ۱۲ نبطی شہرون پر اُسکا باپ قابض ہو گیا تھا، وہ واپس کر دیگا، حارث پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ رقیم (پٹرا) سے نکلا، یہودیون نے میدان مین شکست کھائی، اور یروشلیم مین قلعہ بند ہو گئے، حارث یروسلیم کا محاصرہ کیئے ہوے پڑا تھا کہ نوشاب رومیون کی فوج نمودار ہوئی، جس نے ۳۰۰ ٹالنٹ (۲۵ لاکھ روپے) پر یہودیون سے یہ جنگ خریدلی، ناچار حارث کو پیچھے ہٹ آنا پڑا، لیکن رومیون نے پیچھا نچھوڑا، خود پامپی اور اسکے سپہ سالار سکاروس Scaurus نے پہلی صدی ق م کے اواسط مین بار بار رقیم (پٹرا) پر حملہ کیا، لیکن راستہ کی دشوارگذاری ہمیشہ انباط کے لیئے قلعہ ثابت ہوتی رہی، ناچار سکاروس نے اِدھر اُدھر شہرون کو جلانا اور برباد کرنا شروع کر دیا، آخر ۳۰۰ ٹالنٹ یعنی تقریبًا ۲۰ لاکھ روپے ایک ادومی سردار انٹی پیر کی دلالی سے اپنے وحشیانہ اعمال کی قیمت لیکر واپس پھر گیا،

یہ واپسی رومیون کے تخیل مین عظیم الشان فتح تھی، اسکی یادگار مین ایک سکہ جاری کیا گیا، جس مین دکھایا گیا کہ حارث سرنگون ایک ہاتھ مین اونٹ کی مہار اور دوسرے مین ایک خوشبودار درخت کی ٹہنی (جو ملک عرب سے شاید عبارت ہے) لیئے کھڑا ہے، سکاروس کے بعد گبنیوس Gabinius اُسکی جگہ پر آیا، اُس نے یہودیہ رومیون کی خیر خواہی کے معاوضہ مین انٹی پیٹر ادومی کے حوالہ کیا، اور خود انباط کی فتح کے ارادہ سے نکلا، اور کہتے ہین کہ میدان مین غالب آیا،

۱؎ قدا ج ۲، ۱۴، ۱۱، ۴، ۲؎ بحوالۂ سابق باب ۲، فقرہ ۱، ۲، ۳؎ قد، کتاب ۱۴، باب ۳، فقرہ ۴،

۴؎ قد، کتاب ۱۴، باب ۵، فقرہ ۱، و محاربات، کتاب ۱، باب ۸، فقرہ ۱، ۵؎ برٹانیکا طبع یازدہم ج ۲، ص ۴۴۵

عبادۂ ثانی کے عہد کا کوئی واقعہ نہین معلوم،

مالک ثانی (۴۷ تا ۳۰ ق م) کا زمانہ بعض حیرت انگیز واقعات کا سلسلہ ہی، انٹی پٹیر مرچکا تھا، اور اُسکی بجائے ہیرود، یہودیہ کا رئیس تھا، روم مین سیزر اعظم (قیصر) کے قتل کا واقعہ پیش تھا، اور انٹونی اپنے حریف (قاتلین قیصر) پر غالب آرہا تھا، مصر مین خاندان بطلیموسی کی آخری شہزادی کلیوپٹرا تخت نشین تھی، ہیرود رومیون کی تھیلی دیکر رومیون سے "بادشاہ یہود" کا لقب خریدنا چاہتا تھا اور اسی ضرورت سے مالک کے پاس جانا چاہا کہ اُس سے کچھ رقم بطور قرض یا دوستانہ حاصل کرے، لیکن مالک نے ملاقات سے انکار کر دیا، کہ فارس کی ہمسایہ حکومت اس تعلق کو پسند نہین کرتی، ہیرڈ رنجیدہ ہوکر روم چلا گیا[۱] لیکن عرب جنگی ضرورت ہر قدم پر ہمسایہ حکومتون کو ہوتی تھی، اُن سے کب تک اعراض ہوسکتا تھا، چنانچہ چندہی روز کے بعد ایک فوج کشی مین پانی کیلئے نبطی عربون کی اعانت کی حاجت محسوس ہوئی[۲]، روم سے چلکر انٹونی اب مصر و شام کا فرمانروا تھا، عرب گو میدان مین مفتوح نہین ہوئے تھے، تاہم رومیون کی سیاسی فوقیت کو تسلیم کرتے تھے، انٹونی سب کچھ جو اُسکا تھا کلیوپٹرا کو نذر کرچکا تھا، وہی اِن ممالک سے خراج وصول کرتی تھی، یہودیہ اسکے لئے طیار تھا، لیکن عرب نبط اس محکومی کے لئے طیار نہ تھے، شاہ یہود کے توسط کے بعد بھی مالک خراج دینے پر آمادہ نہوا، آخرالامر یہود نے رومیون کی محبت اور کلیوپٹرا کی ناز برداری مین عربون پر حملہ شروع کیا، بڑی بڑی لڑائیان ہوئین جن مین طرفین سے ہزارون آدمی کام آئے، اور یہودی مورخ یوسیفوس کے بیان کے مطابق اکثر عربون کو شکست ہوتی رہی[۳]،

---

[۱] قد، ۱۴، ۱۴، ۱، محا، ۱۴، ۱ [۲] قد، ۱۴، ۱۴، ۶، [۳] قد، ۱۵، باب ۴، ۵ و ۶،

عبادۂ ثالث (سنہ ۳۰ تا سنہ ۹ ق م) گو ایک سُست طبع اور ناکارہ تھا، لیکن اُسکا وزیر نہایت ہوشمند اور چالاک تھا، یونانی تلفظ مین اس کا نام سالیوس SYLLÆUS مذکور ہی (اصل شاید سائل، یا سئیل ہو) سالیوس ہمیشہ اپنی دانشمندانہ سازشون سے، یہودیون اور رومیون دونون کو زک دیتا رہا،[ا] سنہ ۱۸ ق م مین رومیون کو جو فتح عرب کے خواب دیکھ رہے تھے، عرب کے بے آب صحرا مین جسطرح اُن کی ہمت کو شکست دیکر واپس پھرالیا، وہ اب تک ہر رومی اور یورپین مورخ کے قلم کے لیئے سرمایۂ غم و ندامت ہی، واقعہ کی تفصیل "حمیر" کے ذکر مین اس سے پہلے گذر چکی ہی،

حارثِ رابع (سنہ ۹ ق م تا سنہ ۴۰ع) حضرت یحیٰی بن زکریا، اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام کا معاصر تھا، اسکا پہلا نام انیس تھا، عبادہ کی وفات کے بعد جب یہ بادشاہ ہوا، تو اپنے لیئے شاہی نام حارث اختیار کیا،

ہیروڈ شاہ یہودیہ حارث کا داماد تھا، یہ شخص نہایت بدکار اور ستم دوست تھا، اپنے بھائی کے مرنے پر اسنے بھاوج سے جو اسکی علاتی بھتیجی بھی تھی، دوسری شادی کر لی، حضرت یحیٰی ان د. نون پند و موعظت کے پیغمبرانہ اثر سے قلوب کو مسخر کر رہے تھے، انکی محبوبیت یہودیہ مین جتنی ترقی کرتی جاتی تھی، ہیرود اسیقدر کانپتا جاتا تھا، حضرت یحیٰی نے ہیرود کو اس شادی پر ملامت کی، خون آشام بادشاہ سے ضبط نہوسکا حضرت یحیٰی کا سر کاٹکر، دوسری بیوی کے نذر کیا،

ہیرود کی پہلی بیوی باپ کے پاس عرب چلی گئی، حارث اپنی اس خاندانی اہانت پر غصہ سے بیتاب ہوگیا، فوراً یہودیہ پر فوج کشی کی طیاری کردی اور اس زور و شور سے حملہ آور ہوا کہ ہیروڈ تاب نہ لاسکا، اور سخت ہزیمت اُٹھاکر واپس آیا، یہودی معتقد تھے کہ

[ا] قدیم، ۱۶، ۷، ۶، د باب ۹، مح، ۱، ۴، ۲، ۶،

یہ شکست حضرت یحیٰی کے قتل کا پاداشِ عمل تھا[۵۱]، حارث سیدھا دمشق پر قابض ہوگیا، رومی ہیرود کی مدد کے لیئے آئے، لیکن اتفاقًا اس اثنا مین (۳۷ء) مین خود قیصر مرگیا، حارث کئی برس تک دمشق پر قابض رہا، بولوس (سینٹ پال) موجودہ عیسائیت کا بانی اِسی حارث کے ہاتھ مین قید ہوا تھا، آخر ڈوری لٹکا کر اُسکے سہارے قید خانہ سے نکلکر بھاگا[۵۲]،

حارث کے بعد دولت انباط رومی اقتدار کے پردے مین بالکل چھپ گئی، گویا حارث کا وجود اِس چراغ کا آخری سنبھالا تھا، گو بُجھنے کے بعد بھی چراغ کا دھوان ۱۰۶ء تک نظر آتا رہا،

انباط کے مٹنے کے بعد بہت سے عرب قبائل اندرون ملک سے خالی جگھ کو بھرنے کے لیئے نکل آئے، جن مین زیادہ مشہور آل غسان ہین، جو انباط کے ہم نسب تھے،

تقریبًا ۵۲ برس کے بعد جب اسلام آیا تب بھی انباط دُنیا سے معدوم نہ تھے ملک شام مین انکا پیشہ غلّہ اور روغن فروشی رہ گیا تھا[۵۳]، اوپر کے شہر، تدمر، معان، بصریٰ وغیرہ آل غسان کے ہاتھ مین اور حجر، تیما، خیبر وغیرہ جو نبطیون کے گھر اور قلعے تھے، اِن سب پر یہود قابض تھے[۵۴]، نبطیون کی بقیہ آبادی قومی حیثیت کھو کر یہودیون، یونانیون اور رومیون مین اسطرح گھُل مل گئی تھی، کہ عہد اسلام مین ان اطراف مین جب عرب پھیلے، تو کوئی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکا، عربون نے ہمیشہ انکو ایک اجنبی قوم

۵۱ حارث وہیرود کے تمام واقعہ کے لیئے قد ۱۸، ۵، پڑھو، ۵۲ نامۂ پال ۲ بنام قرنتیون، ۱۲، ۳۲،

۵۳ زرقانی بر مواہب لدنیہ ج ۱ و صحیح بخاری غزوہ تبوک ۵۴ معجم یاقوت مین اِن شہرون کے حالات پڑھو،

سمجھا، اور یہ خود بھی اپنے کو نبطی کہتے تھے، انھین مین سے حسّان نبطی ہی جو ہشام بن عبد الملک کا ایک درباری تھا[1]،

اصحاب الحجر

اس عظیم الشان قوم کا عروج و زوال، حیات و موت، زندگی و فنا، ہمقوم عرب کے لیئے کس درجہ سبق آموز ہوسکتی تھی، تعجب ہوتا اگر قرآن مجید اس عبرتناک تاریخ سے خالی ہوتا،

تم نے اوپر پڑھا ہی کہ انباط کے مرکز حکومت دو تھے، رقیم (پٹرا) متصل شام، اور حجر (اجرا) اندرون عرب. قرآن مجید نے ان کو اسی قریب الذکر شہر کے مالک کہکر اُن کو پکارا ہے،

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ،	اہل حجر نے پیغمبرون کو جھٹلایا (یعنی گذشتہ اور معاصر
وَلَقَدْ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا	پیغمبرون کی ہدایات قبول نہ کین) ہمنے اُن کو اپنی
مُعْرِضِيْنَ، وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ	نشانیان دین، اُن سے مُنہ پھیر لیا، یہ پہاڑون کو کاٹکر
بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ، فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ	مکانات بناتے تھے، جن مین امن و آرام کے ساتھ
مُصْبِحِيْنَ، فَمَا اَغْنٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوْا	رہتے تھے، ان کو عذاب نے صبح کرتے ہوئے لے لیا
يَكْسِبُوْنَ (حجر)	پھر ان کے کارنامون نے انکو کوئی فائدہ بخشا،

تمام مفسرین نے "اصحاب الحجر" سے ثمود مراد لیا ہی، اسمین شک نہین کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا، لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہی کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ، انکے بعد کی آبادی مراد ہی، قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہی لیکن ہر جگہ اُن کا نام لیا ہی، اِس اجمال کے ساتھ یعنی حجر والے کہکر کہین نہین بیان کیا ہی

[1] ابن خلکان ذکر خالد القسری،

ایک اور بات بھی قابل ذکر ہی ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مین جہان ذکر ہی، وہان مقام کا نام بھی بتادیا ہی یعنی وادی القریٰ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ثمود جنھون نے وادی القریٰ مین پتھر تراشے، یہان "حجر والے" کہکر اُنکی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہی اس سے اشارہ یہ ہی کہ اُنکی سنگی عمارتین حجر مین واقع تھین، انکے نشان اور آثار اَب تک موجود ہین، انپر جو کتبات منقوش ہین اُنمین بانی اپنا نام "نبطیو" بتاتے ہین جسکو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھکر تصدیق کرسکتا ہی اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچتی ہی کہ اصحاب الحجر انھین انباط کا لقب تھا، صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابون مین مذکور ہی کہ آنحضرت صلعم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گذرے تھے، اس موقع پر بھی اکثر روایتون مین ثمود کا نام نہین، یہ فقرہ مذکور ہی کہ آپ نے فرمایا لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابھم ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والون کے گھرون مین روتے ہوئے چلو ایسا نہو کہ جو مصیبت اُنپر آئی تم پر بھی آئے، یہ روایت امام بخاری نے، باب غزوۂ تبوک تفسیر سورۂ حجر، اور ثمود کے ذکر مین درج کی ہی اس مین ثمود کا مطلق نام نہین، ایک روایت مین یہی حدیث بزیادت الفاظ اسطرح مروی ہی ان الناس مع رسول الله نزلوا ارض ثمود الحجر، اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہی کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا، اور اس سے ہمکو انکار نہین،

اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ کم از کم سنہ ۱۶۰۰ ق م سے سنہ ۱۰۶ع تک انباط ان مقامات پر قابض تھے، اب ڈائیڈورس اور پلینی کی شہادتون کو باہم پیش نظر رکھو ڈائیڈورس (سنہ ۸ ق م) کہتا ہی:

اوپر گذرتے ہوئے تم خلیج ایلہ (عقبہ) مین داخل ہوگے، جس کے حدود پر اُن عربونکی بہت سی آبادیان ہین جن کو لوگ "نبط" کہتے ہین، نہ صرف سواحل کے بڑے حصّہ پر بلکہ اندرون ملک مین بھی دور تک پھیل گئے ہین[۵۱]"

مورخ پلینی (۷۹ء) اسی خلیج ایلہ کے ذکر مین کہتا ہے:

خلیج کے اندرونی گوشے مین جہان ایلانی لوگ بستے ہین، جن کے سبب سے اس خلیج کا نام ایلہ ہوا (یہ تحقیق بالکل غلط ہے، واقعہ برعکس ہے، یعنی خلیج ایلہ کی سکونت کے سبب سے انکو ایلی کہتے ہین) اور جو اگرا (حجر) اپنے شاہی شہر مین بھی رہتے ہین[۵۲]"

اِن دونون شہادتون کی تطبیق سے تاریخی طور سے بھی ظاہر ہوگا کہ "حجر" کے باشندے اِس عہد مین انباط تھے، اور قرآن مجید کے نسقِ عبارت سے جس طرح یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک شاہی دارالحکومت ہوگا، یونانی تاریخ جو خود انباط کے عہدِ وجود مین لکھی گئی ہے، اسکی تصدیق کرتی ہے،

قرآن مجید نے اِن کی سنگی عمارتون کا ذکر کیا ہے، گو اُن کے آثار اب تک رقیم، حجر، تیما، اور رعلا، وغیرہ مین موجود ہین، لیکن انباط کی معاصر تاریخ بھی اِس کے ثبوت سے خالی نہین، اسٹرابو لکھتا ہے:

"ان کے مکانات عالی شان اور پتھر کے ہوتے ہین" (طلائے مدین ص ۲۲۸)

مسلمان جغرافیہ نویسون نے ان عمارتون کو تیسری چوتھی صدی مین دیکھا تھا، اصطخری بیان کرتا ہے:

---

۵۱ دیکھو فصل "انباط کا رقبۂ حکومت"

۵۲ طلائے مدین یعنی گولڈ مائنس آف مدین، ص ۳۱۲

الحجر قریة صغیرة قلیل السکان وھو حجر، وادی القریٰ سے ایک دن کی راہ پر، پہاڑون
من وادی القریٰ علی یوم بین جبال وبھا کے بیچ مین ایک کم آباد گاؤن ہے، یہین ثمود کے
کانت منازل ثمود، ورایت تلك المساکن گھر تھے، ہم نے اپنے گھرون کے برابر ان گھرون کو
مثل بیوتنا فی اضعاف جبال (یاقوت "الحجر") پہاڑون کے سلسلون مین دیکھا،

حجر مین اب تک یہ عمارتین موجود ہین، ان مین اکثر مقبرے ہین، جو پہاڑون کو کاٹکر بنائے گئے ہین، اِن عمارتون پر نبطی خط اور آرامی زبان مین مذہبی کتبے ہین، ان مین انباط کے بتون کے نام بھی مذکور ہین، جن مین قیس، ذوالشری، مناۃ مشہور دیوتا ہین، موجودہ عمارات مین ایک عمارت "قصر البنت" کے نام سے مشہور ہے،[1]

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مضمون "عرب"

آلِ غسّان

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِی اَدْنَی الاَرْضِ

انباط کے مٹنے کے بعد حدود شام مین ایک اور عرب خاندان نے ظہور کیا، جسکو عموماً آل غسان یا غساسنہ اور کبھی بانی خاندان کے نام سے آل جفنۃ کہتے ہین،

آل غسان کا نسب | عام علمائے انساب کی تشریح کی بناپر آل غسان قحطانی سبا کے خاندان کہلان سے تھے، کہلان کے سالار خاندان عمرمزیقیا کو پہلے سے معلوم ہوچکا تھا کہ سد عرم ٹوٹیگا اور سبا برباد ہوجائینگے، اسلیئے وہ یمن سے نکلکر حجاز کی راہ سے شام آیا، بعض حجاز و تہامہ مین رہگئے، اور وہ اوس و خزرج وغیرہ ہین، اور بقیہ حصہ شام و عراق چلا گیا، لیکن اُصول تحقیق کے رو سے یہ تمامتر افسانہ ہی، گذشتہ ابواب مین قحطانی و اسماعیلی خاندانون کی تشخیص و تمیز کی اتنی علامتین بیان کی جاچکی ہین کہ اِن کے ذریعہ سے بآسانی دونون سلسلون مین امتیاز کیا جاسکتا ہے، جس سے کلبی اور ابن ہشام (علمائے انساب) کے اکاذیب کا انبار دفعتہً جلکر خاکستر ہوجاتا ہی،

(۱) سبا و حمیر کے بیان مین قحطانی، اور انباط کی فہرست مین اسماعیلی ناموں کی طویل فہرست گذرچکی ہی آل غسان کے نامون کو دونون کے درمیان رکھکر دیکھ لو، تم فوراً کہدوگے کہ یہ یقیناً اسماعیلی تھے، اور اسماعیلیون مین بھی نابتی،

(۲) آلِ غسّان کی زبان اور خطِ تحریر دونون اسماعیلی ہین، زبان، شمالی عربی زبان ہو اور خطِ تحریر نبطی ہو، اگر یہ قحطانی خاندان ہوتا تو زبان وخط دونون حمیری ہوتے،

(۳) خود عرب مورخین کی شہادت ہو، کہ آلِ جفنہ پہلے تہامہ مین نہرِ غسّان کے پاس آباد تھے، اور اِسی لیئے اُن کو غسّانی کہتے ہین، اور یہ معلوم ہو کہ تہامہ خاص اسماعیلی عربون کا مرکز تھا، عربون کے علاوہ یونانیون نے بھی دوسری صدی عیسوی کے وسط مین تہامہ اور سواحل بحرِ احمر پر ان کی سکونت بیان کی ہے،

(۴) یہ وہ دلائل ہین جو مستشرقین یورپ اس موضوع کے متعلق پیش کرتے ہین، لیکن ہم اِس سے بھی زیادہ واضح دلیل پیش کرتے ہین، **ابو طاہر مقدسی**، مصنف کتاب البدء والاخبار جو ایک قدیم مصنف ہو، ایک موقع پر لکھتا ہو[۱]:

وقال المنذر بن حرام جد حسان بن ثابت بن المنذر فی الجاهلية العمياء يذكر نسبهم الی غسان ثم الی نابت بن مالك ثم الی نابت بن اسمعيل بن ابراهيم،	حسان بن ثابت کا دادا منذر بن حرام جو خالص زمانہ جاہلیت مین تھا انکا (اوس وخزرج کا) نسب غسّان تک اور غسان سے نابت بن مالک تک اور نابت بن مالک سے نابت بن اسماعیل بن ابراہیم (علیہما السلام) تک پہونچاتا ہو،

ورثنا من البهلول عمرو بن عامر — وحارثة الغطريف مجداً مؤثلا

موارث من انباء نبت بن مالك — ونبت بن اسماعيل ما ان تحوّلا

شاعر خود غسّانیون کا ہم نسب ہونا ظاہر کرتا ہو، اور خود غسّانیون کے زمانہ وجود مین یہ قصیدہ لکھا گیا، اِس بنا پر آلِ غسّان کے متعلق اس سے موثوق تر شہادت نہین مل سکتی، اگر یہ شعر غلط بھی ہون تب بھی کم از کم اتنا تو بے شبہہ ثابت ہو گا کہ ابتدائی صدیون مین غسّانیون کا

[۱] کتاب البدء والاخبار لابی طاہر المقدسی المنسوب لابی زید البلخی، ج ۴ ص ۱۲۲ و ۱۲۳، طبع لیڈن

نابت بن اسماعیل کی نسل سے ہونا زیر بحث تھا،

آخری فیصلہ کے لیئے ہم قحطانی حمیری، اور اسماعیلی نبطی بادشاہون کے نام غسانیون کے پہلو بہ پہلو لکھتے ہین، اس مقابلہ سے قومیت کا راز خود بخود فاش ہوجاتا ہی،

قحطانی	غسانی	اسماعیلی نبطی
فرع ینہب	جفنہ	حارث اوّل
ذمرعلی بیّن	ثعلبہ	زیدایل
ایلشرح یحصب	حارث اوّل	حارث دوم
کرب ایل وتار	جبلہ اوّل و دوم	عبادۂ اوّل
یاسر انعم	حارث دوم	حارث سوم
شمر یرعش	مُنذر	ربیال
ملیکرب یوہنعم	نعمان	عبادۂ دوم
شرحبیل یعفر	حارث سوم	مالک اوّل و دوم و سوم
ذونواس	حارث چہارم	حارث چہارم

آلِ غسان کی تاریخ

یہ معلوم ہوچکا ہی کہ دوسری صدی کے وسط مین غسانی، تہامہ مین اقامت گزین تھے، اسکے بعد وہ حدود شام مین منتقل ہوئے ہین، ان اطراف مین غسانیون کی نہائے حکومت کا زمانہ، ۶۳۳ء (عہد فاروقی) ہی، ابتدائے عہد کی تاریخ نامعلوم ہی، اب قرائن سے اسکی تعیین کرنی چاہیئے، عرب مورخین کی تفصیل کی بناپر غسانیون کی مدت حکومت مین اختلاف ہی، حمزہ اصفہانی نے ۶۰۰ برس لکھی ہی، اس بناپر انکا ابتدائی زمانہ پہلی صدی مسیحی ہوگا، لیکن یہ قطعاً غلط ہی، کیونکہ یہ قطعی طور سے معلوم ہی، کہ انباط کی حکومت رومیون کے

زیر اقتدار سنہ ۱۰۶ء تک باقی تھی، نیز بطلیموس کے عہد تک یعنی دوسری صدی عیسوی تک آل غسان تہامہ مین موجود تھے،

ابو الفدا نے انکی مدت ۴۰۰ قرار دی ہی، اور قرائن مذکورۂ بالا کے لحاظ سے یہ تقریبًا صحیح ہی، اس بنا پر انکی حکومت کا ابتدائی زمانہ تیسری صدی مسیحی کا اوائل ہوگا، عرب مورخین کا بیان ہی کہ غسّان سے پہلے یہان مشہور عرب قبیلہ قضاعہ کی شاخ تنوخ اور سلیح (ضجعم) برسر اقتدار تھی اس بنا پر ان کا زمانہ سنہ ۱۰۶ء (زوال انباط) سے سنہ ۲۰۰ء (عروج غسّان) تک ہوگا،

عرب و شام کے درمیان جو حدود ہین، انکو حوران کہتے ہین، اور انھین کا اذرعات بھی نام ہی، یہ قدیم زمانہ مین موآب، عمان اور ادوم سے متعلق تھا، اور اس عہد سے پہلے یہان انباط کی حکومت تھی، اب گو یہ رومیون کے زیر اقتدار تھا، تاہم اصلًا آل غسّان کی حکومت تھی، تدمر، رقیم، عمان، معان، وغیرہ شہر اس مین آباد تھے، مشہور شہر بُصریٰ اسکا دار الحکومت تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت اسی حکومت کے زمانہ مین بغرض تجارت شام اس شہر مین وارد ہوئے تھے، بحیرا راہب کا جو قصّہ بیان کیا جاتا ہی وہ بھی یہین کا واقعہ ہے،

اس خاندان کے بادشاہون کی تعداد حمزہ نے ۳۲ بیان کی ہی، لیکن اس تعداد مین عمومًا بعض معاصر حکمران غسّانی شہزادون کو بھی شمار کر لیا گیا ہی، حقیقی اور مستقل بادشاہون کی تعداد مسعودی نے ۹ اور ابن قتیبہ نے ۱۰ لکھی ہی، لیکن چار سو برس کی مدت کے لیے یہ تعداد کم ہی،

اسکندر کے بعد ایران مین سنہ ۳۲۴ ق م مین جو طوائف الملوکی پیدا ہوئی، اسکا خاتمہ

سنہ ۲۲۶ء مین اردشیر بن بابکان ساسانی کے ظہور پر ہوا اسی نئی طاقت نے جوجوش سے بھری ہوئی تھی، عرب کے شمالی حدود پر رومیون سے ٹکر کھائی، اور تین صدیون تک برابر باہم زورآزمارہی،

یہی مواقع تھے، جن مین ایران وروم دونون عربون کی اعانت کے طالب تھے، شاہان حیرہ (عراق) ان معرکون مین ایرانیون کی طرف تھے، غسانی جنھون نے عموماً عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا رومیون کے ساتھ تھے، اس تعلق سے رومیون کی تاریخ مین جن غسانی بادشاہون کے نام آئے ہین وہ حسب ذیل ہین،

۱- جبلہ	۵۰۰ء	۵- حارث اصغر بن حارث اکبر	۵۸۳-۶۱۴ء
۲- حارث اکبر بن جبلہ	۵۶۹ء	۶- حارث اعرج بن حارث اصغر	
۳- ابوکرب منذر بن حارث اکبر	۵۸۲ء	۷- نعمان بن حارث اصغر	
۴- نعمان بن منذر	۵۸۳ء	۸، ۹- عمرو بن حارث اصغر و حجر بن عمر	
		۱۰- جبلہ بن ایہم	۶۳۶ء

آل غسان کی تاریخ تمامتر ایران وروم کی تاریخ کا خلاصہ ہے، اور اسی تعلق سے غسان، ہمیشہ حیرہ کے بادشاہون سے لڑتے رہتے تھے، ایرانیون کے مقابلہ مین رومیون کو اگر کبھی کامیابی ہوئی تو وہ ہمیشہ غسانیون کی امداد کا نتیجہ تھا، اور خود رومی بھی شکرگذاری کے ساتھ اس نتیجہ کا احساس کرتے تھے،

رومیون کی تاریخ مین سب سے پہلے جبلہ کا نام آتا ہے، سنہ ۴۹۷ء کی ملکی بغاوت مین اسنے رومیون کی بڑی مدد کی تھی، جبلہ کے بعد حارث بن جبلہ رومیون کی نظر مین عرب کا سب بڑا ہیرو ہے، یہ نہایت مہیب شجاع اور پُردل بادشاہ، سنہ ۵۲۸ء مین حیرہ کی اور سنہ ۵۳۱ء مین

رومیون کے ساتھ ایرانیون کی لڑائی مین اسنے نہایت ناموری حاصل کی، ۵۶۳ء مین قیصر روم کی ملاقات کو قسطنطنیہ گیا، اسی کی وساطت سے کندہ کا شہزادہ اور عرب کا مشہور شاعر امرء القیس قیصر تک پہونچا تھا، حارث نے ۵۶۹ء مین وفات پائی،

حارث کے بعد منذر تخت نشین ہوا، بہادری اور رومیون کی اعانت مین یہ بھی اپنے پیشرو سے کم ثابت نہوا، ۵۸۰ء مین قسطنطنیہ گیا، رومیون نے اسکے سر پر تاج رکھا، حارث کے بعد اور بھی ایک دو بادشاہ رومیون کی تاریخ مین مذکور ہین لیکن انھون نے کوئی بڑی ناموری حاصل نہین کی،

چھٹی صدی کی ابتدا سے ربع صدی تک (۶۰۱ء سے ۶۲۵ء تک) مشرق ومغرب مین یا مجوسیت اور عیسائیت مین جو زور آزمائیان ہوئین، اُنسے غسّائیون کی چھوٹی سلطنت بھی مستثنیٰ نہ تھی، خسرو پرویز کی اولوالعزمیون نے پندرہ برس مین، دامن فرات سے وادی نیل اور ساحل باسفورس تک ہر جگہ خاک اُڑادی، شام مین رومیونکی شکست نے ۶۱۳ء مین غسّانیون کی بساط اُلٹ دی، قرآن مجید کی یہ پیشینگوئی جو سورۂ روم مین ہے اسی موقع کے متعلق کی ہے،

رومی اپنی شہنشاہی کا تمام مشرقی حصّہ کھو چکے تھے آرمینیہ، شام، مصر، ایشیائے کوچک، ہر جگہ صلیبی علم کے بجائے درفش کاویانی لہرا رہا تھا، ایرانی قسطنطنیہ کا محاصرہ کیئے ہوئے پڑے تھے، ہرقل (ہرکلیوس) قیصر روم، قسطنطنیہ سے فرار کا سامان کر چکا تھا کہ مکہ کا پیغمبر نبوت کی پُر جلال آواز مین مترنم ہوا،

الٓمٓ ۞ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ . وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ، فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ، (روم) الم، رومی قریب کے ملک مین مغلوب ہوگئے، وہ مغلوبی کے بعد عنقریب چند سالون کے اندر غلبہ پائینگے،

دفعتہً ہوا کا رُخ بدلگیا، ۶۱۶ء سے ۶۲۴ء تک رومیون نے ایک ایک کرکے اپنا ملک واپس لے لیا، غسانیون نے سنبھالا لیا، حارث بن ابی شمر ایک پُرزور شخص غسانیون مین بادشاہ ہوا،

لیکن اب خود اسلام کا نیّر تابان شعاع فگن تھا، ۷ھ (۶۲۹ء) مین آنحضرت صلعم نے شاہان عالم کے نام اسلام کی دعوت بھیجی، دحیہ کلبی ہرقل کے اور شجاع بن وہب اسدی جبلہ غسّانی کے دربار مین پہونچے، لیکن بدبختون نے نہ صرف یہ سعادت قبول نہ کی بلکہ بعض دعاۃ اسلام کو تکلیف دی یا قتل کرڈالا، اور گذشتہ فتوحات سے بدست ہوکر اب خود مدینہ پر حملہ کی طیاری کرنے لگے[۵۱]،

انباط جو اب رومیون کی رعایا تھے، دونون طرف کے جاسوس تھے، دمبدم مدینہ من خبر پہونچتی تھی کہ غسّانی گھوڑون کی نعلبندی کرا رہے ہین، اور اب آتے ہین[۵۲]

آخر آنحضرت صلعم نے پیشقدمی مناسب سمجھکر ۸ھ (۶۳۰ء) مین تین ہزار مسلمانون کی جمعیت حدود شام کی طرف روانہ فرمائی، اُدھر سے رومی بیشمار رومیون اور عربون کی فوج لیکر بڑھے، مقام موتہ مین دونون کا تصادم ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد مسلمانون نے مدینہ کی طرف مراجعت کی، ۹ھ (۶۳۱ء) مین خبر پہونچی کہ ہرقل غسّان لخم، جذام، عاملہ وغیرہ عرب قبائل کو لیکر حملہ کی طیاریان کر رہا ہے، اور ایک سال کی پیشگی تنخواہ تمام سپاہیون کو تقسیم کرچکا ہے، ناچار خود آنحضرت صلعم نے بہ نفس نفیس تیس ہزار جان نثارون کے ساتھ شام کا رُخ کیا، تبوک کے مقام مین پہونچکر بیس روز تک رومیون اور غسّانیون کا انتظار کیا، لیکن وہ مقابل نہ آئے، آنحضرتؐ نے حوران کے بعض زمینداروں نے

[۵۱] بخاری باب ایلاء النبی صلعم، [۵۲] حوالہ سابقہ،

صلح کرکے مراجعت فرمائی، سنہ۱۱ھ (سنہ۶۳۲ء) مین اُسامہ کی زیر قیادت ایک بہت بڑی جمیعت شام کی طرف جانیکو طیار تھی کہ آنحضرت صلعم نے وفات فرمائی[۵۱]،

سنہ۱۴ھ (سنہ۶۳۶ء) مین جو فاروق اعظم کا دور خلافت تھا، مسلمانون نے شام پر مسلسل حملے شروع کیئے، غسانی شہزادہ جبلہ بن ایہم، مطیعانہ اسلام لایا، اور نہایت تزک و احتشام کے ساتھ مدینہ آیا، حضرت عمرؓ نے اُسکی بڑی عزت کی، اتفاق سے حج کا موسم پیش آیا، طواف مین اُسکی چادر کا گوشہ ایک بدوی عرب کے پاؤن کے نیچے دب گیا، نومسلم شہزادہ نے غصّہ سے اُسکو ایک طانچہ مارا، بدوی نے حضرت عمرؓ سے فریاد کی، حضرت عمرؓ نے فرمایا تمکو اسکا قصاص دینا ہوگا، شہزادہ نے کہا کہ کیا ایک عامی شخص کے مقابلہ مین بادشاہ کی کوئی عزت نہین ہی؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہان اِس بارگاہ مین شاہ و گدا کی کوئی تمیز نہین ہی،

جبلہ نے ایک شب کی مہلت طلب کی، رات کو چھپکر شام چلدیا، اور وہان سے عیسائی بنکر قسطنطنیہ چلا گیا، لیکن اب وہ نادم تھا، اور جب تک جیتا رہا ندامت کے آنسو بہاتا رہا[۵۲]،

---

[۵۱] یہ واقعات تمام سیرۃ کی کتابون مین مذکور ہین [۵۲] اغانی ذکر حسان بن ثابت

اوس وخزرج

نابت بن اسماعیل کی ایک اور شاخ

انصار

وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْا

اوس وخزرج عرب کے دومشہور قبیلون کے نام ہین، جو اسلام کے پہلے سے مدینہ مین سکونت پذیر تھے، اسلام آیا تو وہ اُسکے پرزور دست وبازو تھے، اور انصار اُنکا خطاب تھا،

اوس وخزرج کا نسب عام طور سے انکو بھی قحطانی الاصل اور کہلان کے خاندان سے قرار دیا گیا ہی، لیکن ہمارے نزدیک یہ رائے بھی صحت سے تہی مایہ ہی، زبان، مذہب اور اخلاق قومی کے علاوہ روایات سے بھی اِن کے اسماعیلی ہونے پر مستحکم دلائل قائم ہین،

۱۔ بخاری مین روایت ہی کہ ابو ہریرہؓ نے انصار کے ایک مجمع کو مخاطب کر کے حضرت ہاجرہ کا قصہ سُنایا، آخر مین کہا تِلْكَ امکم یا بنی ماء السماء، "اے پاک نسبو! یہ تھین تمہاری مان"! محدثین کو اس حدیث کی تاویل مین نہایت دقتین تھین لیکن آج جدید تحقیق نے تاویل و اشتباہ کا پردہ چاک کر دیا،

۲۔ تمام علمائے انساب اسپر متفق ہین کہ اوس وخزرج، غسان کے ہم نسب ہین، اور خود

اوس وخزرج کا بھی بجائے خود یہی دعویٰ ہے' اس بنا پر اگر ہمارے دلائل غسان کے نابتی الاصل ہونے پر صحیح ہیں' تو وہی بعینہ اوس وخزرج کے نابتی ہونے پر بھی ثبوت ہیں'

۳- اوس وخزرج کے اسماعیلی ہونے پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ قریش سے اُنکے رشتے ناتے تھے' ہر سال پابندی کے ساتھ وہ حج کو آتے تھے'

۴- منذر بن حرام (حسان بن ثابت کا دادا) جو زمانۂ جاہلیت میں اور خزرج کے قبیلہ سے تھا' اپنا نسب نابت ابن اسمٰعیل تک پہونچاتا ہے' اور اسپر فخر کرتا ہے'

ورثنا من البهلول عمرو بن عامر	وحارثة الغطريف مجداً موثلا
موارث من ابناء نبت بن مالك	ونبت بن اسماعيل ما ان تحولا

عمرو بن عامر اور حارثہ' دونوں غسانی اور اوس وخزرج کے پدر اعلیٰ تھے' غسان نے شام کا رخ کیا' اور اوس وخزرج نے حجاز کے شہر یثرب (مدینہ) میں سکونت اختیار کی' یثرب نہایت قدیم شہر تھا' یونانیوں نے اسکا اتھریپا کے نام سے ذکر کیا ہے' اسلام آیا تو طیبہ اور مدینۃ النبیؐ (پیغمبر کا شہر) نام قرار پایا' اور مختصر ہو کر صرف مدینہ رہ گیا' پہلے یہاں عرب سامیۂ اولیٰ آباد تھے' اُنکے بعد یہاں یہود آئے' اور آخر میں اوس وخزرج کے قبیلے آکر بسے'

اوس وخزرج کی شاخیں' توالد و مرور زمانہ سے یہ دو قبیلے متعدد فروع اور شاخوں میں تقسیم ہو گئے تھے[۱]

۱- اوس

اوس کے صرف ایک اولاد تھی' مالک جسکی اولادوں کی حسب ذیل شاخیں ہیں'

عمرو بن مالک' نبیت' عبدالاشہل' بنو ظفر (کعب بن خزرج بن مالک بن اوس

[۱] دیکھو جلد اول میں جغرافیۂ عرب ص ۶۲'

عوف بن مالک - بنو عمرو بن عوف (اہل قبا) بنو جحجبی، مرّہ بن مالک، (جعارہ اور اوس اللہ بھی اسی کا نام ہی)

سالم بن مالک - بنو واقف،

سالم بن مالک - قبیلۂ سعد بن خثیمہ،

عبداللہ بن مالک - بنو خطمہ،

۲-خزرج

جشم بن خزرج - بنو تزید، بنو سلمہ، بنو بیاضہ۔

عوف بن خزرج - بنو الحبلی (قبیلۂ عبداللہ بن ابی بن سلوک رأس المنافقین) بنو قوافل، بنو سالم،

حارث بن خزرج -

عمرو بن خزرج - بنو نجار (آنحضرت صلعم کے ننھالی لوگ)

کعب بن خزرج - بنو ساعدہ (جنکا سقیفہ مشہور رہی، یہی سعد بن عبادہ کا قبیلہ ہی)

اوس وخزرج کی تاریخ | اوس وخزرج کی تاریخ، ان کے ہم وطن یہودیون کے ساتھ مخلوط ہی، یہ مختلف فیہ مسئلہ ہی کہ مدینہ اور اطراف مدینہ کے یہود، اصلاً بنی اسرائیل تھے، یا یہودی المذہب عرب تھے، تاہم شمالی عرب مین نہایت کثرت سے اصل یہود آباد تھے، مدینہ کے اطراف مین بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع پرزور یہود خاندان آباد تھے، تجارت، زرگری، مہاجنی لین دین، قرض دینا، رہن رکھنا، سود پر روپیہ لگانا، یہ انکے پیشے تھے، بدوی عربون سے حفاظت اور ملک مین سیاسی رعب پیدا کرنے کے لیئے ہر تجارتی گودام پورا جنگی قلعہ تھا، جنوب مین مدینہ انکی آخری سرحد تھی، مدینہ سے

لیکر حدود شام تک، خیبر، فدک، تبوک، تیما، مدین، وادی القریٰ، حِجر[۵۱]، وغیرہ مین اکثر ان کے قلعے اور برابر برابر آبادیان تھین، مدینہ مین بنو قریظہ اور نضیر کے مضبوط و مستحکم قلعے تھے، اسلام آیا تو بھی اُن کا مایۂ غرور تھا، قرآن نے انھین قلعون کی نسبت کہا ہے،

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ، (احزاب ۳)	خدا نے اُن یہودیون کو جنھون نے کفار قریش کی مدد کی تھی، اُنکے قلعون سے اُتارا،
لَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًی مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ جُدُرٍ (حشر ۲)	اے مسلمانو! یہ یہود تم سے صرف قلعہ دار شہرون مین یا فصیلون کے پیچھے ہو کر لڑینگے،

اِن جنگی اسباب و تدابیر کے ساتھ اِن کے مالی کاروبار کا جو جال تمام مُلک مین پھیلا ہوا تھا، زنجیرین تھین جو تمام باشندون کے پاؤن مین اُنھون نے ڈال رکھی تھین[۵۲]،

غرض یہ اسباب تھے کہ اوس و خزرج یہان آکر ابھی ٹکے بھی نہ تھے، کہ وہ ان کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے، اوس و خزرج گو بدویانہ زور و قوت مین اُن سے زیادہ تھے، لیکن سامان، دولت، ہنر، اور دیگر قوائے معنوی مین اُن سے فروتر تھے، اس بنا پر وہ یہودیون سے نہایت متاثر ہونے لگے، یہان تک کہ اس سے مذہبی اثر بھی پیدا ہونا شروع ہوگیا، اوس و خزرج نذر مانتے تھے کہ بچہ جیتا رہا تو یہودی بنادونگا[۵۳]،

بالآخر، اوس و خزرج نے تنگ آکر بنو غسّان سے جو ان کے ہم نسب تھے،

---

۵۱ کتب جغرافیہ اور مغازی مین مقامات مذکورہ کے حالات پڑھو،

۵۲ کتب حدیث مین کتاب الاستقراض ابواب بیوع و تجارت، و قصّہ قتل کعب اشرف پڑھو،

۵۳ دیکھو تفسیر لا اکراہ فی الدین۔

مدد کے طالب ہوئے، غسانیون نے آکر یہودیون کا زور توڑا، تاہم مالی تعلقات ایسی چیزین نہین ہین جو تلوار سے کاٹ دی جاسکین، یہودی حقیقت مین جن سلسلہ سے لڑتے تھے اُن کا جواب فوجون سے نہین ہوسکتا تھا، اسلیئے ظہور اسلام تک اُنکی زیردستی قائم رہی، پھربھی وہ پہلے سے اچھی حالت مین تھے،

ادھر یہودیون سے کسی قدر فراغت ملی، تو خود آپس مین لڑنا شروع کیا جسکا سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا، ان کی مشہور لڑائیون کے نام یہ ہین، یوم الربیع، یوم البقیع حرب فارع، یوم بعاث[۵۱]، اِس متواتر جنگ مین اوس و خزرج کے اکثر اہل ادعا کام آئے[۵۲]، آخر فریقین نے تھک کر مصالحت کرلی، اور قبیلہ عوف بن خزرج کے سردار عبداللہ بن اُبیّ بن سلول کو متفقاً اپنا بادشاہ اور یثرب کا "تاجدار" تسلیم کرلینا[۵۳] چاہا، کہ اِس اثنا مین خورشید اسلام طلوع ہوا، اوس و خزرج کے بارہ آدمیون نے موسم حج مین داعی اسلام کا وعظ سنا، اور ایمان و بیعت سے مالامال ہوکر گھر واپس آئے، دوسرے سال اسی موسم مین ستر آدمی، اور فروغ اسلام سے منور ہوگئے اور آخر نبوت کے تیرھوین سال سنہ ۶۲۲ء مین رحمت عالم کو یثرب کی شہنشاہی کیلئے لے آئے،

سرور عالم صلعم نے مدینہ آکر سب سے پہلے یہودیون سے چند شروط پر مصالحت کی، اوس و خزرج کے باہمی فتنون کو سرد کیا، عبداللہ ابن اُبی جو بادشاہی کا دعویدار تھا، ڈر کر خاموش تھا، تاہم فتنہ پردازیون سے باز نہ آتا تھا، اِس کے ساتھ چند کمزوردل کے

---

۵۱ کامل ابن اثیر ج ۱ ص ۳۰۳ - ۳۱۲، مصر،

۵۲ بخاری کتاب الجاہلیہ،

۵۳ بخاری السلام علی جماعۃ فیہا المسلم والکافر،

افراد بھی شامل تھے، یہی لوگ منافقین تھے، اور عبداللہ ان کا سردار راس المنافقین تھا،

اوس وخزرج نے انصار کے نام اسلام مین زندگی جاوید پائی، دُنیا کے ہر گوشہ مین جہان قرآن کا کوئی صفحہ، اور مسلمانون کا کوئی گھرانا ہی، انصار کا نام زندہ ہی،

وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۚ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ (انفال)

اور جن لوگون نے اسلام کو پناہ دی اور نصرت کی، وہی سچّے مومن ہین، اُن کے لیئے مغفرت اور اچھی رزق ہے،

۱۲- قیدار

مِلَّةَ اَبِيكُمْ اِبْرَاهِيْمَ

قیدار حضرت اسماعیل کا دوسرا بیٹا تھا، شہرت اور اعزاز مین اپنے تمام بھائیون سے زیادہ ممتاز تھا، لفظ "قیدار" کے عبری مین معنی سیاہی اور غم کے ہین، عربی مین بھی لفظ "کدر" و "کدورت" ہی، شاید حضرت اسماعیل نے یہ نام باپ سے جدائی اور صحرا نوردی کے غم کی یادگار مین رکھا ہو، قیدار بربنائے روایات توراۃ و عرب حجاز مین آباد ہوا تھا، فارسٹر صاحب جنکی موافقانہ شہادت نہایت مشکل سے میسر آسکتی ہی وہ لکھتے ہین،[1]

"اشعیا نبی نے قیدار کے جس ملک کا ذکر کیا ہی اُسکو ہر شخص جو جغرافیۂ عرب سے واقف ہی فوراً کہدیگا کہ وہ عرب کے صوبۂ حجاز کا صحیح نقشہ ہی جس مین مکہ اور مدینہ کے مشہور شہر واقع ہین، .... عربون کی قومی روایت بھی تاریخی رتبہ حاصل کرلیتی ہی جب ایک طرف اُسکی تصدیق کتب مقدسہ سے ملتی ہی جس سے قیدار کا اِسی حصۂ ملک مین ہونا ثابت ہی اور دوسری طرف اریانوس، بطلیموس اور پلینی کے بیان سے ملتی ہی جو کیداری قوم کی اسی صوبہ مین موجودگی کی غیر مشتبہ شہادت دیتے ہین،

قیدار کی اہمیت و عظمت کیلئے یہ دلائل کافی ہین کہ اُسکا نام توراۃ کے صفحات مین اسیریا کے کتبات مین، اور یونان کے جغرافیہ مین ہر جگہ موجود ہی، لیکن اس سے بھی عظیم الشان عزت اسکو یہ حاصل ہی کہ وہ نور الٰہی جو آدم و ابراہیم کو ودیعت ہوا تھا،

---

[1] ج ۱ ص ۲۴۸، ملخصاً،

وہ اسماعیل کے بیٹے قیدار کی پشت سے دُنیا مین جلوہ افروز ہوا یعنی پیغمبر عالم، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نسل قیدار کی شاخ **عدنان** سے پیدا ہوئے،

ایک قوم ہونیکی حیثیت سے قیدار کا نام سب سے پہلے سنہ ۱۱۰۰ ق م مین حضرت داؤد کی زبور مین نظر آتا ہی، بنو قیدار اس زمانہ مین خیمون مین رہتے تھے، حضرت داؤد بادشاہی سے پہلے بہت دنون تک بنو قیدار کے خیمون مین رہے تھے،(۱۲۰ - ۵) سنہ ۱۰۰۰ ق م مین حضرت سلیمان بھی اپنی غزل مین قیدار کے خیمون کا ذکر کرتے ہین کہ وہ کالے رنگ کے ہوتے ہین، "اور مین قیدار کے خیمون کے مانند سیاہ ہون" یہ سیاہ خیمے کالے کملون کے ہوتے تھے، جواب تک بدوی عربون کے لیے صحرا مین قصر و کاشانہ ہین، خود مکہ آنحضرت صلعم سے چند پشت پہلے صرف خیمون کا شہر تھا کوئی پتھر یا مٹی کی عمارت موجود نہ تھی،

تحریری حیثیت سے دو سو برس کے بعد پھر قیدار کا نام اسیریا کے کتبات مین ملتا ہی، ملک عرب کا نام ان کتبات مین "عریبی" ہی، اول "زبیبی" اور "سمسی" دو شاہزادیون کا ذکر ہی، زبیبی کی اصل شاید "زبا" اور "سمسی" کی "شمسیہ" ہو، ذیل کی سطرون مین ہم ان کتبات کا اقتباس ایک نہایت معتبر کتاب سے کرتے ہین[۱]۔

"ملکہ زبیبی (یا زبار) تغلات پلاسر سوم، شاہ اسیریا (سنہ ۷۴۵ ق م۔ سنہ ۷۲۷ ق م) کی معاصر تھی تغلات پلاسر پہلی بار "زبیبی ملکہ عریبی" کو صرف مفتوحین اور باجگذارونکی فہرست مین ذکر کرتا ہی (ص ۱۲۱) اسکے بعد "زبیبی ملکہ عریبی" کا دوبارہ ذکر آتا ہی زبیبی نے سنہ ۷۳۸ ق م مین خراج ادا کیا تھا، اُسکے بعد سے پھر عرب سے خراج وصول نہین ہوا،"

---

[۱] تاریخ بابل و اسیریا ج ۲، مصنفہ راجرس امریکانی، صفحات کے حوالے بجا دیئے گئے ہین

اب بجائے "زبیبی" کے ملکہ "سمسی"، یعنی شمسیہ تخت نشین تھی، سمسی نے خراج دینے سے انکار کردیا، اور اسیری سپاہ کو ناکامیاب واپس کردیا، ناچار وہ لڑنے پر مجبور کی گئی، اسیری غالب آئے اور سمسی کی ملکیت کے اونٹ اور بیل لوٹ لیئے گئے، ایک اسیری سردار تحصیل خراج کے لیے متعین ہوا، اِس فتح کا یہ اثر ہوا کہ سبانے بھی شاہ اسیریا کو نذرین پیش کین، (ص ۱۳۰ و ۱۳۱)"

"۷۱۵ء ق م مین سرجون ثانی شاہ اسیریا نے شمالی عرب پر فوج کشی کی، خیفہ ایک قبیلہ تھا جسنے سرتابی کی تھی، ثمود، عبادیدی (عباد) اور مرسینی (؟) خیفہ کے طرفدار تھے، خیفہ، انتہائی شمال مین موجودہ شہر مدینہ کے متصل، اور بقیہ قبائل کی طرف مکہ سے نیچے آباد تھے، ثیمر سبا، اور سمسی ملکہ عرب نے، جس کا ملک انتہائے شمال واقع معلوم ہوتا ہے، نذرین پیش کین، (ص ۱۶۴)"

آشوربیناپال شاہ اسیریا کے عہد حکومت (۶۶۸ء تا ۶۲۶ء ق م) مین یوتع بن ہزایل عربی کا بادشاہ تھا اور رعادیہ بادشاہ بیگم تھی، یوتع نے اپنے حدود حکومت مین عرب، ادوم، یہرود، بیت عمون، حوران، مواب، سعیر، . . . داخل کرلیئے تھے، اور اِن مقامات کے حدود مین عربون کی چوکیان مقرر کین، یوتع نے بنی قیدار کی ایک فوج دو عرب شیخ ابی تیع، اور اباموکے ماتحت روانہ کی، بنی قیدار کی یہ فوج بابل سے پیچھے ہٹادی گئی، اور کم از کم اِن مین سے ایک شیخ گرفتار کرلیا گیا، عرب جو اسیریا مین آباد تھے، جبراً اِس فوج کی شرکت سے باز رکھے گئے تھے، اِسلیئے متوقع کمک عربونکو نہین پہنچ سکی،"

"یوتع نبطیون (نابتیون) کی چھوٹی سی ریاست مین پناہ گزین ہوا، یُوئیط Uaita یوتع کا بھتیجا تخت پر قابض ہوگیا، اور رہادری کے ساتھ اسیری قوت کی مدافعت کرتا رہا،

آخرا بل اسیرہا لے ہاتھ مین گرفتار ہو گیا اور پابزنجیر اسیریا لایا گیا، اور دروازہ پر نگہبان کُتے کیطرح پاسبانی کی خدمت اسکے لیئے مقرر کی گئی، اسی سلسلہ مین قیدار کا ایک اور سردار عم لعدی بھی قابل مواخذہ سمجھا گیا، وہ فلسطین جا کر پناہ گزین ہوا، لیکن وہان بھی اسکولمان نے فلسطین فتح کر لیا گیا اور وہ قید ہو گیا، ملکۂ عادیہ بھی گرفتار ہوئی، اور اب ابی شیع عربی کا بادشاہ ہوا، ابی شیع کی مدت حکومت بہت کم معلوم ہوتی ہی، اور یکا یک تخت عویط بن برداکو دیکر تاریخ سے غائب ہو جاتا ہی، اور پھر ایک زمانہ کے بعد "شیخ بنی قیدار" کی صورت مین نظر آتا ہی اب نتنو (ناتان) رئیس انباط، یوتی، رئیس عربی، اور ابی تیع شیخ قیدار متفقاً اسیریا کے مقابلہ مین اُٹھتے ہین، لیکن سوء قسمت سے ناتان گرفتار ہو جاتا ہے، اور سب بچکر نکل جاتے ہین،

(ص ۵۷۵ - ۵۷۶)"

کتبات مذکورہ کے بیانات سے یہ صاف صاف نہین واضح ہوتا کہ زیبی اور سمسی، بنی قیدار سے تھین یا نہین، لیکن آخری فقرون سے قیاس غالب یہ ہوتا ہی کہ یہ خاندان قیدار ہی تھا، اِن کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہی کہ نابت اور قیدار کی اولادین اسوقت الگ الگ ہو گئی تھین، اور شمالی عرب کے مختلف گوشون مین انکی متفرق ریاستین قائم ہو چکی تھین،

اشعیا نبی جو تقریباً اسی زمانہ مین تھے، یعنی آٹھوین صدی ق م مین وہ بیان کرتے ہین کہ قیدار ایک شاندار اور بہادر قوم ہی (۲۱ - ۱۶) گاؤن مین انکی بہت سی آبادیان ہین (۴۲ - ۱۱) بھیڑ بکری اُنکی دولت ہی، اسی کی وہ تجارت کرتے ہین (۶۰ - ۷)

قیدار کے متفرق رؤسا مین سے عربون کے نزدیک سب سے زیادہ مشہور عدنان ہی، قیدار کی نسل کی تمام شاخین شجرہ انساب مین اسی عدنان تک منتہی ہوتی ہین،

چھٹی صدی ق م مین بنو خذ نذر (۶۰۵ سے ۵۶۲ ق م) جسکو عرب بخت نصر کہتے ہیں اسیریا کے تخت پر جلوہ نما ہوتا ہی، اور عراق سے لیکر شام، مصر اور عرب تک کی خاک اُڑا دیتا ہی، اہل عرب کا بیان ہی کہ اسوقت عربون کا رئیس کل معد بن عدنان تھا،

اشیا (۷۵۰ ق م) حزقیال (۵۹۷ ق م) اور یرمیاہ (۵۸۶ ق م) نبیون نے خانوادہ قیدار کو اس خونخوار اور سفاک بادشاہ کے خروج سے ہشیار کیا ہی، سب سے پہلے اشیا نبی کہتے ہین، (۲۱-۱۶، ۱۷)

قیدار کا تمام جاہ وجلال مٹ جائیگا، تیرانداز اور بہادر فرزندانِ قیدار کی تعداد گھٹ جائیگی،

باب ۴۲، ورس ۱۱ مین ہی:

اُن دیہاتون مین آواز دو جن مین قیدار رہتے ہین،

باب ۶۰ ورس ۷ مین ہی:

"قیدار کے گلّے اور نبایوط کی بھیڑین اکٹھی کیجائینگی"

یرمیا نبی نے کہا، (۴۹-۲۸)

قیدار پر اور حضور کی حکومتون پر افسوس ہی جن کو بابل کا بادشاہ بنو خذ نذر تباہ کریگا، اسطرح خدا کہتا ہی، اُٹھو اور قیدار کے پاس جاؤ، اور اہل مشرق کو برباد کردو،

اہل عرب کی روایت کی ہی کہ بنو خذ نذر حملہ کرتا ہوا حجاز تک پہونچ گیا تھا، معد بن عدنان برسرِ مقابلہ ہوا، اور ایک غیر منفصل جنگ کے بعد دونون ایک دوسرے سے علیحدہ ہوگئے بعض روایتون مین ہی کہ یرمیا نبی نے معد کو بچا لیا، اور شاید اس شکست سے بنو قیدار کو کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا، حزقیال نبی جو بنو خذ نذر کی اِن جہان سوزیون کے زمانہ مین موجود تھے، اور فلسطین سے قید ہو کر (۵۹۷ ق م ؟ مین) بابل گئے تھے، قیدار کے

شہزادون کا ذکر کرتے ہین:

عرب اور قیدار کے تمام شہزادون نے بھیڑ بکری کا تجھ سے بیوپار کیا (۲۷ - ۲۱)

اِن انبیا کی معاصرانہ شہادتون سے بنو قیدار کی معاشرت یہ ظاہر ہوتی ہی کہ وہ خیمون اور گاؤن مین آباد تھے، بہادر اور شجاع تھے، قبائل کے سردار تھے، بدویانہ جاہ وجلال اور شان وشکوہ اُن کو حاصل تھا، تجارت اُن کا پیشہ تھا، اور بعینہٖ یہی نقشہ اُنکا زمانۂ اسلام تک موجود تھا،

معد کے دو بیٹے تھے، ایک کا نام **نزار** تھا، نزار کے پانچ بیٹے تھے، یا نزار کی پانچ مشہور شاخین ہین، انمار، ایاد، ربیعہ، قضاعہ، مضر، عرب کے تمام قیداری قبائل اُنہین کے فروع ہین، میلادِ مسیح سے پس وپیش زمانہ مین طول مین یہ یمن سے شام تک اور عرض مین حجاز ونجد سے بحرین وعراق تک پھیلے ہوئے تھے، اور زمانۂ اسلام تک انکا یہی نقشہ باقی تھا،

یہ پانچون شاخین پھر چھوٹے چھوٹے مختلف خاندانون پر منقسم ہین، انکا مجموعی نام مورث اول کے انتساب سے عدنان، معد اور نزار ہی حیرہ کے بادشاہ امرؤالقیس بن عمرو المتوفی ۳۲۸ء کی قبر کی لوح شام کے حدود مین ملی ہی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہی:

یہ امرؤالقیس بن عمرو بادشاہ عرب، صاحب تاج کی قبر ہی، جو اسد اور نزار اور اُنکے بادشاہون کا بادشاہ تھا، ...... اس نے معد پر بادشاہی کی اور اپنے بیٹون کو تمام قبائل کے درمیان اُتارا[1]،

اِس کتبہ سے معد اور نزار کی شخصیت کا تاریخی ثبوت اسقدر قدیم عہد مین ثابت ہوتا ہی

[1] انسائیکلوپیڈیا، مضمون "عرب"

نزار کے پانچ خاندانون مین سے انمار اور ایاد نے کوئی بڑی وقعت حاصل نہین کی، ربیعہ قضاعہ اور مضر نے کثرت تعداد، دُنیاوی اعزاز اور سیاسی اقتدار مین بڑی ناموری حاصل کی، اور حجاز و نجد و عراق مین انکی عظیم الشان حکومتین اور چھوٹی چھوٹی ریاستین قائم ہوئین، بنو عبد القیس بحرین مین، بکر و تغلب اور کندہ^{له} کی نجد مین اور آل منذر کی عراق و حیرۃ مین،

له علمائے انساب نے کندہ کو عموماً حمیر کی شلح بتایا ہے لیکن ہمارے نزدیک حکومت کے لحاظ سے تو بیشک کندہ حمیر کے ماتحت تھا، لیکن نسباً وہ عدنانی اور قبائل معد مین تھا، اسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ کندہ کا آخری شہزادہ امرء القیس جو عرب کا بہترین شاعر شمار ہوتا ہے، اسکے کلام کا مجموعہ ابتک محفوظ ہے، اُسمین حمیریت کا شائبہ تک نہین، وہ فصیح عدنانی عربی زبان ہے، اس سے بڑھکر یہ کہ امرء القیس خود مدعی ہے کہ اُسکا نسب خاندان معد سے جاکر ملتا ہے، اپنے باپ کے مرثیہ مین کہتا ہے،

خیر معدّ حسبًا ونائلا ‏‏ ‏‏ وخیرهم قد علموا اشمائلا

دوسری جگہ اپنی مدح مین کہتا ہے،

وانا الذی عرفت معدّ فضله

حمیر کا بھی متعدد اشعار مین اُسنے ذکر کیا ہے، مگر کہین ہم نسبی کا دعویٰ نہین کرتا ہے،

ولو شاء کان الغزو من ارض حمیر ‏‏ ‏‏ ولکنه عمدًا الی الروم انفرا

تبصر خلیلی هل تری ضوء بارق ‏‏ ‏‏ یضیئ الدجی باللیل عن سرو حمیرا

قریش

مضر بن نزار بن عدنان بن قیدار بن اسماعیل کا ایک خاندان

سلسلۂ نسب

مضر کی شاخ متعدد وسیع خاندانون مین منقسم ہوگئی جن مین سے ایک قریش کا خاندان ہی بانی خاندان کا نام فہر تھا عدنان تک اُس کا سلسلۂ نسب یہ ہے فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان،

عدنان تک سلسلۂ نسب حرف بحرف صحیح اور ناقابلِ شک ہے، صحیح روایات سے ثابت ہے، احادیث مین مروی ہے، اشعار عرب مین مذکور ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب بھی انھین واسطون سے عدنان تک پہونچتا ہے،

لفظ "قریش"

فہر کا لقب قریش تھا، اس بنا پر اُس کی نسل نے "قریش" اپنا خاندانی علَم قرار دیا، لفظ قریش کے عربی مین متعدد معنی ہین، اس کا ایک ماخذ قریش و تقرّش ہے، جس کے معنی "اکتساب و تحصیل" ہین، خیال ہے کہ چونکہ اس خاندان کا اصلی پیشہ تجارت تھا، اسلیے قریش کے نام سے موسوم ہے، قریش ایک دریائی درندہ جانور کا بھی نام ہے، جو دریائی جانورون کا شکار کرتا ہے، فہر نے اپنے استیلاء و قوّت کے اظہار کے لیئے یہ لقب

اختیار کیا، حضرت ابن عباسؓ نے اسی دوسری تاویل کو اختیار کیا ہے،

مستشرقین یورپ جن کو ہماری تاریخ سے خود غرضانہ محبت ہے وہ بھی دوسری رائے کو پسند کرتے ہیں، لیکن اس لیئے نہین کہ وہ روایۃً صحیح تر ہے بلکہ اس لیئے کہ ٹوٹمزم کے ثبوت کے لیئے ایک سند ھات آتی ہے[1]، حالانکہ اس کی تردید کے لیئے اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اس خاندان مین قریش کے نام کی نہ پوجا ہوتی تھی، نہ اس نام کا دیوتا پوجا جاتا تھا،

قریش کی شاخین

قریش بھی کوئی ایک قبیلہ نہ تھا چھوٹے چھوٹے دس مختلف خاندانون پر منقسم تھا، ہاشم، اُمیہ، نوفل، عبد الدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، جمح، سہم۔ انکا باہمی سلسلۂ نسب اس شجرہ سے جو صفحہ ۱۱۱ پر ہے واضح ہوگا،

---

[1] لائف آف محمد مارگیولیوتھ،

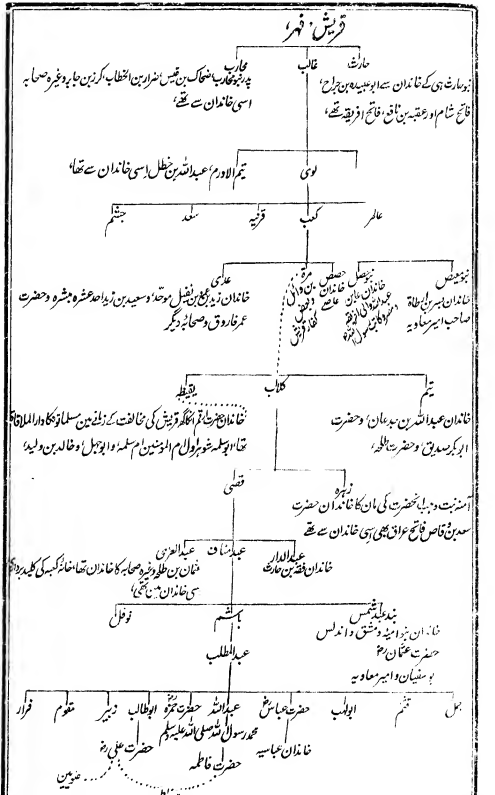
قریش، فہر،
حارث
بنو حارث ہی کے خاندان سے ابو عبیدہ بن جراح،
فاتح شام اور عقبہ بن نافع، فاتح افریقہ تھے،
غالب
محارب
پدر بنو محارب، ضحاک بن قیس، ضرار بن الخطاب، کرز بن جابر وغیرہ صحابہ
اسی خاندان سے تھے،
لوی
تیم الادرم، عبداللہ بن خطل اسی خاندان سے تھا،
عامر
کعب
قرنیہ
سعد
جشم
بنو معیص
خاندان بسر بن ارطاۃ
صاحب امیر معاویہ
بنو حسل
خاندان عبداللہ بن عبداللہ والی افریقہ و عمرو کاتب رسول اللہ
حصیص
خاندان عاص
مرۃ
بن وائل و بعض کفار قریش
عدی
خاندان زید عم عمر بن نفیل موحد، وسعید بن زید احد عشرہ مبشرہ و حضرت
عمر فاروق و صحابۂ دیگر
تیم
خاندان عبداللہ بن جدعان، و حضرت
ابوبکر صدیق، و حضرت طلحہ،
کلاب
یقیظہ
خاندان حضرت ارقم انکا گھر قریش کی مخالفت کے زمانے مین مسلمانونکا دار الملاقات
تھا، ابو سلمہ شوہر اول ام المومنین ام سلمہ، و ابو جہل، و خالد بن ولید،
زہرہ
آمنہ بنت وہب، آنحضرت کی مان کا خاندان حضرت
سعد بن وقاص فاتح عراق بھی اسی خاندان سے تھے
قصی
عبدالدار
خاندان شیبہ بن حارث
عبد مناف
عبدالعزیٰ
عثمان بن طلحہ وغیرہ صحابہ کا خاندان تھا خانۂ کعبہ کی کلید برداری
اسی خاندان مین تھی،
بنو عبد شمس
خاندان بنو امیہ دمشق و اندلس
حضرت عثمان رض
ابو سفیان و امیر معاویہ
ہاشم
نوفل
عبدالمطلب
حجل
قثم
ابولہب
حضرت عباس رض
خاندان عباسیہ
عبداللہ
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت فاطمہ
حضرت حمزہ رض
ابوطالب
حضرت علی رض
علویین
بنو فاطمہ
زبیر
مقوم
ضرار

قریش کی ایک اور تقسیم

قریش کی جن شاخون کا اوپر ذکر ہوا، وہ طرز زندگی کے لحاظ سے دو جماعتون مین منقسم تھے قریش الظواہر اور قریش البطائح، قریش ظواہر دیگر بادیہ نشین قبائل کی طرح مکہ کے آس پاس صحرا مین خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے تھے، قریش البطائح، شہری زندگی کے عادی تھے اور چونکہ ان کا خاص پیشہ تجارت تھا، اطراف کے متمدن ممالک مین ان کا گذر ہوتا رہتا تھا، اسلئے ایک منتظم آبادی کی حیثیت اُنھون نے پیدا کر لی تھی،

ذیل کی فہرست سے قریش کے ان خاندانون کی تقسیم ظاہر ہوگی،

قریش الظواہر	قریش البطائح
۱- بنو محارب،	۱- بنو قصی بن کلاب،
۲- بنو تیم الادرم،	۲- بنو کعب بن لوی،
۳- خزیمہ بن لوی،	
۴- سعد بن لوی،	
۵- جشم بن لوی،	
۶- بنو حارث،	

ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنو قصی اور بنو کعب بن لوی کے سوا، قریش کی اور تمام شاخین قریش ظواہر تھین اصل یہ ہے کہ تمام تاریخین اس بات پر متفق ہین کہ قریش کی سیاسی عظمت و جلال کا بانی قصی تھا قصی سے پہلے قریش مین کسی قسم کا نظام قومی نہ تھا، نہ ایک مرکز تھا اور اس کے دائرہ مین قریش کے تمام خاندان چکر لگاتے تھے، قصی سب سے پہلا شخص ہے جسنے قریش مین قومی ہیرو کی حیثیت پیدا کی،

قریش کا زمانہ

قریش دُنیا کی تاریخ مین کب ظاہر ہوئے اور اس خاص خاندان کی کب بنا پڑی، ہماری تاریخون مین اسکا ذکر نہین، اسقدر معلوم ہے کہ عبد المطلب چھٹی صدی عیسوی کے اواسط مین موجود تھے عبد المطلب سے فہر تک دس پشتین ہوئین، ایک پشت کے لیئے ۲۵ برس کا زمانہ اگر فرض کیا جائے تو ڈھائی سو برس کی مدت قرار پاتی ہے، اس بنا پر قریش کے اعاظم رجال کے لیے حسب ذیل تقریبی سنین ہم متعین کرسکتے ہین،

نام	سنہ وجود تقریبًا	نام	سنہ وجود تقریبًا
فہر و قریش	سنہ ۳۲۵ء	کلاب	سنہ ۴۵۰ء
غالب	سنہ ۳۵۰ء	قصی	سنہ ۴۷۵ء
لوی	سنہ ۳۷۵ء	عبد مناف	سنہ ۵۰۰ء
کعب	سنہ ۴۰۰ء	ہاشم	سنہ ۵۲۵ء
مرّہ	سنہ ۴۲۵ء	عبد المطلب	سنہ ۵۵۰ء

قصیٰ کی نسبت بعض ارباب تاریخ نے لکھا ہے وہ منذر بن نعمان شاہ حیرہ (سنہ ۴۳۱ء - سنہ ۴۷۳ء) کا معاصر تھا، قیاس بالا کی روسے بھی یہی تاریخ ظاہر ہوتی ہے،

قریش کا استقلال سیاسی

حجاز کا صوبہ جو قریش کا وطن تھا گو ہمیشہ بیگانہ اقتدار سے محفوظ رہا لیکن اسمین شک نہین کہ ہمسایہ حکومتون کو اُسکی مفتوحی کی ہمیشہ آرزو رہی، یمن کی حمیری و حبشی حکومت ایران کی شہنشاہی اور رومیون کی دولت عظمیٰ[۱] نے عرب کے اس حصہ پر مختلف اوقات مین

۱؎ معجم یاقوت لفظ "مکہ"،

فوجکشیان کین لیکن ہمیشہ اُن کا اختتام ناکامیابیون پر ہوا،

اندرون ملک کے عربون کو ایرانیون اور رومیون کے مقابل، یمن کی وطنی حکومت کی طرف فطرۃً زیادہ کشش ہو سکتی تھی، شاہان حیرہ بھی گو ایرانیون کے زیر اقتدار تھے لیکن نسبًا وہ قریش کے قریب تر تھے کہ دونون عدنانی النسل تھے، اس بنا پر ان دونون حکومتون کو حجاز کی فرمانروائی کا دعویٰ تھا، امرء القیس بن عمرو (۳۲۸ء) شاہ حیرہ کے ایک کتبہ کی عبارت پہلے لکھی جا چکی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "تاجدار" حیرہ کو 'اسد' نزار اور عرب کی بادشاہی کا دعویٰ تھا،

شاہان یمن نے رؤسا کندہ کو حجاز کے قبائل معد پر حکمران مقرر کیا تھا، حجر بن عمر اس خاندان کا پہلا رئیس تھا، عمرو بن حجر دوسرا اور حارث بن عمر تیسرا، حارث نے اپنی ریاست کے حدود اپنے بیٹون پر تقسیم کر دیے، یہ نظام کچھ زیادہ دنون تک نہ چل سکا، حبشیون نے حمیر کا خاتمہ کر دیا، جس کے ساتھ گویا کندہ کا بھی خاتمہ ہو گیا، شاہان حیرہ کی رقیبانہ جنگ اور قبائل معد کی سرکشی نے کندہ کو بے نشان کر دیا۔ جن حبشیون نے یمن کو فتح کیا تھا اورانشاً حجاز وتہامہ کو بھی اپنا ملوکہ قرار دیا، چنانچہ ابرہہ کا جو کتبہ سد مارب پر منقوش ہے، اس مین وہ اپنا نام ان الفاظ کے ساتھ لکھتا ہے،

"ابرہہ...... سبا، ریدان، حضرموت، یمن، اور اعراب نجد وتہامہ کا بادشاہ"

عجب نہین کہ ابرہہ کے ارادۂ فتح مکہ کا ایک سبب اس ادعائے غیر واقع کو عملاً ثابت کرنا بھی ہو، قیاصرۂ روم کو بھی اس غیر مفتوح خطہ کی حکومت کی کچھ کم ہوس نہ تھی، ابو البختری خانوادۂ عبد العزیٰ کا رئیس تھا، وہ قیصر کی طرف سے یہان کی حکومت پر مامور ہوا، قریش نے تسلیم نہ کیا، اور اسکو شام واپس جانا پڑا وہان پہونچکر شام مین جس قدر قریش تھے،

سب کو قید کر دیا، آخر قریش نے غسانیون کی اعانت سے اُسکو زہر دلوادیا،

اِن ہمسایہ حکومتون سے اِن خاندانون مین سب سے پہلے قبیلہ بکر بن وائل نے استقلال حاصل کیا، کلیب سب سے پہلا شخص ہے جس نے حمیر و کندہ کے مقابلہ مین آزادی کا علم بلند کیا، اسی کے بعد ہی قریش کے خاندان مین قصی نام ایک دوسرا ناموس پیدا ہوا، جسنے قریش کی ایک مستقل ہستی پیدا کر دی،

بچپن ہی مین باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گیا تھا، ماں نے بنی عذرہ کے قبیلہ مین اپنا دوسرا نکاح کر لیا، بنو عذرہ شمالی عرب کے حدود مین شام کے پاس آباد تھے، قصی نے بھی ماں کے آغوش مین یہین پرورش پائی، جوان ہو کر نسل و وطن کی جستجو کی تو حجاز مین سُراغ پایا، بچپن ہی سے عالی حوصلہ اور بلند نظر تھا، مکہ مین دوسرے قبائل نے قریش کو دبا لیا تھا، اُس نے مکہ آکر قریش کے منتشر اجزا کو فراہم کیا، اور چھوٹی چھوٹی چند لڑائیون کے بعد مکہ کی سرزمین مین قریش کی ایک مختصر سی حکومت کی بنیاد پڑ گئی،

مورخین کو اتفاق ہے کہ یہ پہلا موقع تھا کہ قریش نے حجاز کی سرزمین مین سیاسی اہمیت حاصل کی، قصی کے وجود کی جو تخمینی تاریخ مقرر کی گئی ہے اگر وہ صحیح ہے تو قریش کے ظہور سیاسی کی تاریخ غالباً ۴۴۰ء ہے، یعنی اسلام سے سو اسو برس پیشتر،

قصی کا زمانہ | تاریخ حمزہ اصفہانی مین قاضی وکیع سے مروی ہے،

کان قصی بن کلاب فی زمن فیروز بن یزدجرد (ص ۱۲۷)	قصی بن کلاب فیروز بن یزدگرد (شاہ ایران) کے زمانہ مین تھا،

قدیم مورخ ابو طاہر مقدسی کتاب البدء والتاریخ مین راوی ہے

قصی اول من اصاب ملکاً من العرب	قصی عرب قریشیون مین پہلا شخص جو فرزندان اسمٰعیل

من قریش من بعد ولد اسماعیل، فی زمن المنذر بن النعمان علی الحیرة والملك بهرام جور فی الفرس، فقطع مکة رباعًا و بنی بها دار الندوة (طبری)

کے بعد بادشاہ ہوا، جو منذر بن نعمان حیرہ مین اور شاہ بہرام گور ایران مین بادشاہ تھا، قصی نے مکہ کو منقسم کیا اور وہان دار الندوہ بنایا،

حمزہ نے قصی کو فیروز بن یزدگرد کا اور مقدسی نے منذر بن نعمان اور بہرام گور کا معاصر ٹھرایا ہے، لیکن یہ کوئی حقیقی اختلاف نہین ہے، بہرام گور کا زمانہ سنہ ۴۲۰ء سے سنہ ۴۳۸ء تک ہے اور اس کے بعد یزدگرد دوم سنہ ۴۵۷ء تک حکومت کرتا ہی، اس کے بعد فیروز بن یزدگرد سنہ ۴۸۴ء تک حکمران رہتا ہی، منذر کا زمانہ سنہ ۴۳۲ء سے سنہ ۴۷۳ء تک ہی، اس بنا پر یہ سمجھنا چاہئیے کہ حمزہ نے قصی کا ابتدائی زمانہ اور مقدسی نے انتہائی زمانہ متعین کیا ہے، اور اسکی دلیل منذر کی معاصرت سے ملتی ہے جو سنہ ۴۳۱ء سے سنہ ۴۷۳ء تک قائم رہتی ہی، اس بنا پر تقریبًا قصی کا جو زمانہ ہمنے متعین کیا ہے، وہ بالکل ٹھیک ہے یعنی پانچوین صدی عیسوی کا عہد اواسط،

کوہ صفا | یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ قصی نے حدود شام مین تربیت پائی تھی، قریش سب اس وقت تک بدوی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قصی نے تہذیب زندگی، نظم حکومت اور تاسیس قومیت کے اصول شام ہی کے ملک مین سیکھے، اور جوانی کے بعد حجاز آکر اُسی اصول پر قریش کے منتشر اجزا کو یکجا کیا اور ان مین سے ایک چھوٹی سی جمہوری ریاست کی بنیاد ڈالی۔

حدود شام مین صفا ایک پہاڑ ہے مستشرقین یورپ نے اس پہاڑ کی سنگی لوحون پر عربی زبان کے چند کتبات پائے ہین، گو ان کتبات سے کسی نئے تاریخی باب کا افتتاح نہین ہوتا، تاہم ان مین اشخاص کے جو نام پڑھے گئے ہین، مثلاً قصی، مالک، روح، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا بانی کوئی عدنانی قبیلہ تھا، کیا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اس یادگار کا بانی قصی رئیس قریش ہی؟ سوچنے کی بات ہی!

قریش کا نظام سیاسی واجتماعی

قصی نے مکہ مین جو چھوٹی سی ریاست قائم کی تھی اسکی حیثیت ایک شہری جمہوریت کی تھی، یونان کے شہر اتھنز اور اسپارٹا کے طرز حکومت کا ایک دھندھلا سا خاکہ قریش کی سرزمین مین نظر آتا تھا، اس شہری حکومت مین کل چودہ عہدے تھے جو دس عہدہ دارون پر منقسم تھے، دس عہدہ دار قریش کے دس قبائل سے منتخب ہوتے تھے ظہور اسلام کے وقت ان عہدون کی حسب ذیل تقسیم تھی۔

مذہبی

شمار	عہدہ	توضیح خدمات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۱	سقایہ	حاجیونکے کھانے پینے کا سامان،	بنوہاشم	عباس بن عبدالمطلب
۲	عمارۃ	خانہ کعبہ کا انتظام،	"	"
۳	رفادۃ	حاجیونکی مالی اعانت کا انتظام،	بنونوفل	حارث بن عامر
۴	سدانہ	خانہ کعبہ کی دربانی وکلید برداری،	بنوعبدالدار	عثمان بن طلحہ
۵	ایسار	بتون سے استخارہ کی خدمت،	بنوجمح	صفوان بن امیہ
۶	اموال محجرہ	بتونکے نذرانون اور جائدادونکا انتظام	بنوسہم	حارث بن قیس

عدالتی

شمار	عہدہ	توضیح خدمات	نام قبیلہ	عہدہ دار
۷	ندوہ	عدالت خانہ اور مشورہ گاہ کا انتظام	بنوعبدالدار	عثمان بن طلحہ
۸	مشورہ	امور مہمہ مین مشورہ لینا،	بنواسد	یزید بن زمعہ
۹	اشناق	خونبہا جرمانہ اور مالی تاوان کا انتظام،	بنوتیم	ابوبکر صدیق
۱۰	حکومۃ	مقدمات کا فیصلہ	بنوسہم	حارث بن قیس

جنگی

۱۱	عقاب	نشان قومی کی علمبرداری	بنوامیہ	ابوسفیان
۱۲	قُبّہ	فوجی معسکر (کیمپ) کا نظم	بنومخزوم	خالدبن ولید
۱۳	اَعِنّہ	سواروں کے رسالہ کی سپہ سالاری	"	"
۱۴	سفارۃ	سفارت	بنوعدی	عمربن الخطاب

اس چھوٹی سی شہری جمہوریت کا ایوان حکومت **دارالندوہ** کے نام سے موسوم تھا۔ اسکا بانی قصی تھا، ہر قسم کے اجتماعی، تجارتی، عدالتی اور سیاسی احکام اور فیصلے قریش اسی عمارت مین بیٹھکر صادر کرتے تھے، یہانتک کہ شادی بیاہ، بلوغ کے مراسم، قافلوں کی روانگی و داخلہ وغیرہ جملہ امور یہین انجام پاتے تھے[1]۔ قریش نے داعی اسلام کے قتل کا مجرمانہ فیصلہ بھی اسی ایوان عدالت مین بیٹھکر صادر کیا تھا۔

قریش کا تمدن | عرب کے قبائل کی دو قسمین تھین، ایک وہ جو کسی مقام پر متعین بود و باش رکھتے تھے اور مکانات بناکر کوئی متصل آبادی قائم کرلیتے تھے، ان قبائل کو لوگ **حضری** کہتے تھے، عرب کے بڑے بڑے شہر مکہ، یثرب، طائف، صنعا، یمامہ، عدن وغیرہ ان قبائل کے وطن تھے، ان کے علاوہ عرب کے اکثر قبائل **بدوی** تھے، یعنی خانہ بدوشانہ زندگی رکھتے تھے، خیمون مین رہتے تھے، مویشی کے لیے جہان عمدہ چراگاہ نظر آتی تھی وہان اُتر پڑتے تھے، پھر کسی اور مقام پر جاکر ڈیرے ڈالتے تھے، یہی قبائل جرایم پیشہ بھی تھے۔

قریش حضری تھے، مکہ ان کا وطن تھا، بدوی قبائل کی طرح مویشی پر یا دوسرے قبائل کے مال و دولت کی چھین جھپٹ پر ان کا گذارہ نہ تھا، بلکہ پورا قبیلہ تجارتی کاروبار پر زندگی بسر کرتا تھا

[1] ابن سعد جلد اول ص ۳۹ مین ان تمام مراسم اور امور کی تفصیل ہے

سو سے نکلکر حبشہ، عراق، ایران، شام، بلکہ ایشیاے کوچک تک انکے تاجر گذرتے تھے، غیر ملکی تاجر
جو ان کے شہر مین داخل ہوتے تھے ان سے یہ عشر لیتے[1] تھے،

قریش اور قرآن مجید | قریش کے تلمیحی اور ابہامی اشارون سے اگرچہ تمام قرآن بھرا ہے، لیکن نام کے ساتھ ان کا ذکر ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے اور وہ سورۂ ایلاف مین جس کو سورہ قریش بھی کہتے ہین۔

لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ،

تعجب ہے کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے سفر سے کسقدر الفت ہے، انکو چاہیے کہ اس خانۂ کعبہ کے مالک کو پوجین جسنے انکو بھوک سے بچاکر کھانا دیا، اور خوف سے بچاکر امن وامان بخشا،

اس سورہ کی تفسیر اور قریش کی تاجرانہ اولعزمیون کی تفصیل آیندہ باب مین آتی ہے
قریش کے افراد اور اشخاص کے ابہامی تذکرے بھی قرآن مین کثرت سے ہین، لیکن نام کے ساتھ قریش اور موالی قریش مین سے صرف تین اشخاص کا ذکر ہے، ایک تو خود ذات رسالت مآب، **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم، دوسرے حضرت **زید بن حارثہ**، اور تیسرا **ابولہب**، اسم نبوی تو وحی الٰہی کا اصل مخاطب ہی اسلیے یہ اسم گرامی چار موقعون پر قرآن مین مذکور ہوا ہے،

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ (احزاب) محمد تمھارے مردون مین سے کسی کا باپ نہین، لیکن خدا کا رسول ہے

یہ اس موقع کی آیت ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہ کو آپکا بیٹا کہتے تھے، تو خدا نے اسکی ممانعت کی، اس آیت سے یہ پیشگوئی بھی سمجھی جاتی ہے کہ آپ کے کوئی لڑکا پیدا نہوگا، دوسری آیت یہ ہے،

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ (فتح) محمد خدا کے پیغمبر،

---

[1] ابن سعد جلد اول، ذکر قریش

تیسری آیت :

آمنوا بما نزل علی محمد (براۃ)　　محمد پر جو کچھ اترا اُس پر ایمان لاو،

چوتھی :

وما محمد الا رسول (آل عمران)　　محمد صرف خدا کے رسول ہین،

دوسرا نام زید بن حارثہ کا ہے، زید قریشی النسل نہ تھے، وہ کلب کے قبیلہ سے تھے لڑکپن مین چند ڈاکو انکو چرا کر عکاظ کے بازار مین لاے، اور غلام بنا کر ان کو بیچا، حضرت حکیم بن حزام ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مامون نے خریدا اور اپنی بھانجی کی خدمت گذاری مین دیا، حضرت خدیجہ نے انکو آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش کیا، آپنے آزاد فرما کر اپنی تربیت مین لیا، اور اس درجہ ان سے محبت کرنے لگے کہ لوگ ان کو زید بن محمد کہتے تھے، جب قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی،

ادعواھم لآبائھم　　ان کو ان کے باپ کی نسبت سے پکارو،

تو لوگ ان کو زید بن حارثہ کہنے لگے،

حضرت زید بن حارثہ ایک لاکھ صحابہ مین صرف وہی ایک خوش قسمت ہین جنکا اسم گرامی ناموس اکبر کی زبان سے ادا ہو کر قرآن کے صفحات مین زندگی جاوید حاصل کر سکا، انکے علاوہ کسی دوسرے صحابی کا نام قرآن مین مذکور نہین ہوا۔

فلما قضیٰ زید منھا وطرا　　جب زید نے اسکو طلاق دیدی،

حضرت زید کو آنحضرت صلعم نے پالا تھا، اسلیے وہ خاندان کے ایک ممبر ہو گئے تھے آنحضرت صلعم نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب انکو بیاہ دیا تھا، لیکن میان بیوی مین نباہ نہو سکا، حضرت زید نے انکو طلاق دیدی، اسی سلسلۂ کلام مین حضرت زید کا نام قرآن مین آگیا۔

تیسرا نام ابولہب ہے جو حضرت کا حقیقی چچا اور عبد المطلب کا بیٹا تھا، چچانے بھتیجے

کی نبوت پر گواہی ندی، بھتیجے نے وحی آسمانی کی زبان سے اس کے دائمی خسران وہلاکت کا اُس کو پیغام سنایا۔

تبت یدا ابی لہب وتب ما اغنی عنہ مالہ وما کسب سیصلی نارا ذات لہب، — ابولہب کے دونون ہاتھوں کی ہلاکت ہو، اور وہ ہلاک ہوہی گیا، اُسکے مال دولت نے کچھ فائدہ نہ پہنچایا، وہ آتش دوزخ مین بیٹھے گا،

ابولہب کا اصلی نام عبدالعزیٰ تھا، ابولہب کنیت تھی، ابولہب کے معنی "آگ والے" کے ہین، اس سے لوگون نے یہ قیاس کیا ہو کہ مسلمانون نے ضد سے اسکا نام آگ والا یعنی دوزخی رکھا تھا، لیکن اصل یہ ہو کہ عربی مین آگ والے سے مراد صاحب حسن وجمال ہو، چونکہ یہ خوبصورت تھا، اسلیے قریش نے اسکو ابولہب کا خطاب دیا تھا، یہ دوسری بات ہے کہ اس خطابنے جو اسلام سے پہلے مل چکا تھا، دوسرے معنی مین ایمانًا اسلام کے بعد اُسکی تقدیر کا سرنوشت ہوگیا،

یہ قریش کا سردار تھا، اور اسلام کا سخت دشمن، ہجرت کے بعد قریش کے حملہ آورانہ ارادون کا آلۂ تحریک ایک یہ بھی تھا، ۲ھ مین مکہ مین غزوۂ بدر کے بعد اسنے انتقال کیا،

اس آیت مین ابولہب کی ہلاکت سے اُسکی ذاتی ہلاکت نہین، بلکہ اُسکی قومی ہلاکت مراد ہے، جو غزوۂ بدر مین واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیاء کے زمانہ مین ہمیشہ ایک طاغی اور سرکش انکا مقابل رہا ہی، اور جسنے اپنی گمراہی سے قوم کی قوم کو ہلاک کیا ہے، مثلاً حضرت ابراہیم کے زمانہ مین نمرود، حضرت موسیٰ کے عہد مین فرعون، اسی طریقہ سے اس امت محمدیہ کا نمرود یا فرعون **ابولہب** تھا، اور قرآن نے اسی حیثیت سے تمام رؤسائے قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا۔

تجارات العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عربونکی تجارت

رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ

ملک کی دولت کا دار و مدار دو چیزون پر ہے، زراعت اور تجارت، سرسبز اور شاداب ملک پیداوار کو پیدا کرتے ہین اور سنگستانی اور ساحلی ممالک انکا بیوپار کرتے ہین اور ایک ملک سے دوسرے ملک مین پہنچاتے ہین۔

ملک عرب کا زیادہ تر حصہ غیر آباد اور سنگستانی ہے اس لیے طبعاً وہان زراعت سے زیادہ تجارت کے کاروبار کو فروغ ہونا چاہیے، اُس کے آباد حصے تمام تر ملک کے تین طرف بحری سواحل پر واقع ہین، مغرب سے چلیے، بحرین اور عمان **خلیج فارس** پر، شمال مین حضر موت اور یمن **بحر عرب** پر، اور مشرق مین حجاز و مدین **بحر احمر** پر واقع ہین۔

اندرون ملک مین عرب کا جو حصہ زرخیز ہے، مثلاً یمامہ، نجد، اور یثرب وخیبر وغیرہ، یہان کاشتکاری ہوتی تھی،

عرب کے یہ ساحلی صوبے دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہین، عمان وبحرین، **ایران** وعراق سے متعلق ہین، یمن اور حضرموت کو افریقہ اور **ہندوستان** سے تعلق ہے، حجاز کے سامنے **مصر** ہے اور **شام** کا ملک اُس کے بازو پر واقع ہے، اس جغرافی تحدید سے یہ واضح ہوتا ہے کہ طبعی سہولتون کے لحاظ سے عرب کے کس صوبہ کو دنیا کے کس

زرخیز خطہ سے تجارتی تعلقات حاصل ہو سکتے تھے، چنانچہ تاریخی سندون سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ عرب کے ان تجارتی صوبون کو اپنے انھین ہمسایہ ملکون سے زیادہ تر تعلق تھا گو کبھی کبھی کسی ضرورت کی بنا پر ان کو آگے پیچھے بھی ہٹ جانا پڑتا تھا۔

بحرین کے پاس کچھ عرب تاجرون نے انتقال مکان کر کے بحر روم (بحرابیض و بحر متوسط) کے سواحل پر جو شام و کنعان کے بحری مقامات تھے، سکونت اختیار کر لی تھی، بنی اسرائیل ان کو آرامی اور کنعانی اور اہل یونان ان کو فینیقین (فینشین) کہتے تھے، ان فینیقی عربون نے یورپ اور افریقہ کے انتہائی ملکون تک اپنے تجارتی سلسلے پھیلا رکھے تھے، یونان مین تہذیب و تمدن کا آغاز انھین بیوپاریون کے ذریعہ سے ہوا اور رفتہ رفتہ یہ چنگاریان دور دور تک اپنی روشنی کی شعاعین ڈالتی چلی گئین۔

یمن اور **حضرموت** کے عرب ایک طرف تو بحر افریقہ کو عبور کر کے ملک حبش مین اپنی نوآبادی قائم کرنے مین کامیاب ہوئے اور دوسری طرف ہندوستان کے ساحلی صوبون تک دھاوا مارتے ہوئے چلے آے، وہ جو کچھ ان ممالک مین پاتے، وہ کشتیون پر لاد کر اپنے وطن لاتے، اور وہان سے اپنی سرحدون کو عبور کر کے حجازی عربون کے سپرد کر آتے اور یہ اُسکو شام اور مصر کی منڈیون تک پہنچا آتے،

عربون کے تجارتی حالات کسی قدر **توراۃ** کے صفحون سے اور زیادہ تر یونانی تاریخون سے واضح ہوتے ہین، ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرب تاجر دو ہزار برس قبل مسیح سے برابر ان خدمات کو ادا کر رہے ہین، اور مشرق و مغرب کے تجارتی تعلقات مین بیچ کی کڑی ہمیشہ یہی رہے ہین، افریقہ اور ہندوستان سے سامان تجارت بحری راستون سے آکر یمن اور حضرموت کے سواحل پر اترتا، اور یہان سے خشکی کے راستے سے بحر احمر کے کنارے کنارے حجاز و مدین و

وادی القریٰ کو قطع کر کے شام پہنچتا اور وہان سے بحر روم ہوکر یورپ کو چلاجاتا، یاشام کی سرحد سے مصر پہنچتا اور وہان سے اسکندریہ کی بندر گاہ سے یورپ کو روانہ ہوجاتا۔

عرب کی شاہراہ تجارت یا امام مبین

ہمنے کئی دفعہ لکھاہی کہ یہ تجارتی شاہراہ جو حجاز ہوکر یمن سے شام کو جاتی تھی، **قرآن مجید** نے اسی راستہ کو **امام مبین** (ظاہر راستہ) کہاہے اور عرب کی تمام بڑی بڑی آبادیان اسی کے داہنے بائین واقع تھین، اصحاب الایکہ اور موتفکہ یعنی حضرت لوطؑ کا گاؤن جو بحرمیت کے قریب تھا، اسی راستہ پر آباد تھے، قرآن کہتا ہی۔

وَاِنَّھُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِیْنٍ، یہ دونون گاؤن کھلے راستہ پر ہین،

سبا کے تجارتی قافلون کے ذکر مین ہے،

وَجَعَلْنَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بَارَکْنَا فِیْھَا قُرًی ظَاھِرَۃً وَّقَدَّرْنَا فِیْھَا السَّیْرَ سِیْرُوْا فِیْھَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ، سبا، — ہمنے اُنکے (ملک) اور بابرکت آبادیون (شام) کے درمیان بہت سی کھلی آبادیان قائم کردی تھین اوران مین سفر کی منزلین مقرر کردی تھین کہ انمین دن رات بے خوف وخطر چلو،

یہ انھین آبادیون کی طرف اشارہ ہے، حضرت **یوسف** کے قصّہ مین ایک قافلہ تجارت کا جس راہ گذرنے کا ذکر ہے وہی راستہ ہے، توراۃ کے الفاظ یہ ہین،

" ناگاہ (یوسف کے بھائیون نے) دیکھا کہ اسماعیلیون کا قافلہ جلعاد کی طرف سے آرہا ہے .... اور مصر کو جارہاہی، (تکوین ۳۷-۲۵)

قرآن مین یہ الفاظ ہین:

وَجَاءَتْ سَیَّارَۃٌ (یوسف) ایک قافلہ آیا

یہ قافلہ جو تجارت کا مال عرب سے مصر لیے جاتا تھا، اسی شاہراہ سے گذر رہا تھا، اصحاب الایکہ یعنی ددان جنکا قرآن نے اسی راستہ پر ہونا بیان کیاہے، توراۃ بھی اسکی تائید سے خالی نہین ہے،

جبکہ جنگل مین ددان دالون کی راہ مین تم شام بسر کرو (اشعیا ۲۱-۳۱)

یونانیون کی تاریخ مین بھی اس راستہ کا ذکر ہے، ایک یونانی مورخ لکھتا ہے،

یہین سے ایک سیدھی سڑک اُس شہر کو جاتی ہے جس کا نام پٹرا (رقیم) ہے،
اور فلسطین (شام) کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ و بحرین) معین اور تمام
عرب قریب مین رہتے ہین[۱]،

قدیم مورخ آرٹی میڈروس جو سنہ ق م مین موجود تھا بیان کرتا ہے،

"سبا قرب وجوار کے قبیلون سے تجارتی اسباب خریدتے ہین اور وہ اپنے
ہمسایون کو دیتے ہین اور اسی طرح دست بدست وہ شام اور جزیرہ تک پہنچتے ہین"

یونان کے اکثر مورخون نے اس راستہ کا ذکر کیا ہے، مصر پر جب یونانی بطلیموسیون نے قبضہ کیا، اُنھون نے تجارت کو براہ راست اپنے ہاتھ مین لینا چاہا، یمن سے مصر تک خشکی کا راستہ اُن کے لیے پُر امن نہ تھا، اس لیے ہندوستان سے مصر تک انھون نے براہ راست بحری سفر اختیار کیا، اس طریق سفر نے عربون کی بحری تجارت کو بالکل ڈبو دیا[۲]۔

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ کا مضمون نگار "عرب" لکھتا ہے:

جنوبی مغربی عرب (حضر موت اور یمن) کی خیر و برکت کا سب سے بڑا سبب اس
زمانہ مین یہ تھا کہ مصر اور ہندوستان کے درمیان کا تجارتی سامان پہلے سمندر کی
راہ سے یہان آتا تھا اور پھر خشکی کے راستہ سے مغربی ساحل پر جاتا تھا، یہ تجارت
اب اس عہد مین مسدود ہو گئی، کیونکہ مصر کے بطلیموس بادشاہون نے ہندوستان

---

[۱] برٹن کی گولڈ مائنس آف مدین، صفحہ ۱۷۹، ۱۸۰،

[۲] یہ حالات بہ تفصیل تمام ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۷۲ مین گذر چکے ہین،

سے اسکندریہ تک براہ راست ایک راستہ بنالیا"[1]

اسی کتاب مین "سبا" کے تحت مین ایک دوسرا مضمون نگار لکھتا ہے:

خشکی کی تجارت جب زوال پذیر ہوگئی اور ساحلی آبادیون کے درمیان جو تجارتی سفر ہوتے تھے جب وہ جاتے رہے اور انکی جگہ بحری راستہ اختیار کیا گیا تو ناچار یہ آبادیان نیست و نابود ہوگئین[2]۔

آرٹی میڈروس ۱۰۰ ق م کہتا ہے،

سبائی یہ چیزین مقابل کے حبشی سواحل سے لاتے ہین جہان یہ لوگ چمڑے کی کشتی پر بیٹھکر چلے جاتے ہین[3]۔

اشعیا نبی **بابل** کے ذکر مین کہتے ہین:

"ہرگز عرب لوگ اب وہان خیمے استادہ نہ کرینگے" (باب ۱۳-۲۰)

غیر ممالک سے تجارت | الغرض ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ عربون کے خارجی تجارتی تعلقات ہندوستان، حبش، ایران، بابل (عراق) شام، مصر اور یونان سے تھے، یہ تمام ممالک عرب کی چارون طرف اس طرح واقع ہین کہ عرب اس دائرہ کا نقطہ بن گیا ہے، اندرون ملک مین جو شہر اور مقامات تجارت کے مرکز تھے یونانی اور اسرائیلی بیانات کے مطابق وہ حسب ذیل تھے،

اندرون ملک کے تجارتی شہر | **قریہ** یعنی بحرین یا یمامہ، حضرموت، **شبوہ** حضرموت کا پایہ تخت، **قانہ** حضرموت کا بندرگاہ، **مارب** سبا کا پایہ تخت، **معین**، **عدان**، **ازال**، **اوفر**، **مدین**، **ایلہ** یعنی عقبہ، عرب کا نقشہ دیکھو تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام آبادیان ملک عرب کے کنارے کنارے خلیج فارس سے لے کر

---

[1] جلد ۲ صفحہ ۲۶۴، [2] جلد ۲۳ صفحہ ۹۵۶، [3] ڈنکر کی تاریخ قدیم جلد ا صفحہ ۳۱۰ و ۳۱۲،

خلیج عقبہ تک ساحلی مقامات ہین، اونکے نام یہودی اسفار اور یونانی تاریخون کے حوالے سے اسی مضمون کے اثناے کلام مین آئین گے،

راستون کی مسافت | ایک یونانی مورخ نے ان مین سے بعض مقامات کے درمیان سفر دن اور راستون کے دن بھی مقرر کردیے ہین، کہتا ہے:

"حضر موت سے سبا کے ملک تک ۴۰ روز کا راستہ ہے اور معین سے ۷۰ دن مین سوداگر ایلہ (عقبہ) پہنچتے ہین[1]"

گویا حضر موت سے لیکر عقبہ تک تقریباً ۱۱۰ دن کا سفر تھا مسلمان جغرافیہ نویسون مین ابن الحائک الہمدانی نے اپنی کتاب صفۃ جزیرۃ العرب مین عرب کے تمام راستون کی تفصیل لکھی ہے اور میلون کی تعداد مین اسکی حد مقرر کی ہے[2]، ابوالفدا نے تقویم البلدان مین لکھا ہے کہ کل ملک کے چارون طرف پھرنے مین سات مہینے گیارہ دن لگین گے،

سامان تجارت | سب سے اہم اور اقدم سوال یہ ہے کہ عرب کا ملک ایک بنجر اور بے آب وگیاہ زمین ہے وہان تجارت کا کیا سامان ہاتھ آتا ہوگا، وہان کس چیز کی پیداوار ہوتی تھی، اور کیا کیا چیزین عرب سوداگر کا سرمایۂ تجارت تھین؟ خود عربون کے پاس تو ان معلومات کا مسالہ کچھ نہین ہے لیکن جن قومون کے ہاتھ وہ اُن چیزون کو فروخت کرتے تھے، انھون نے اُنکے تختون کی ایک ایک چیز یاد رکھی ہے،

اس تجارت کا سرمایہ عموماً تین چیزین ہوتی تھین۔

۱۔ کھانے کا مسالہ اور خوشبودار چیزین،

۲۔ سونا، جواہرات، اور لوہا،

---

[1] ذکر کی قدیم تاریخ صفحہ ۳۱۰-۳۱۲، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا طبع ۱۱ جلد ۲۳ صفحہ ۹۵۵، [2] صفۃ جزیرۃ العرب از صفحہ ۱۸۵ تا ۱۹۰ طبع لیڈن،

۲۔ چمڑا، کھال، زین پوش، بھیڑ، بکری،

دو ہزار برس قبل مسیح مین جو عرب تاجر بارہا مصر کو جاتے دکھائی دیے ہین، انکا سامان تجارت یہ تھا ''بلسان، صنوبر، لوبان، اور دیگر خوشبو دار چیزین[1]'' حضرت **داؤد** ایک ہزار ق م مین سبا کا سونا مانگتے ہین[2]، سنہ ۹۵۰ ق م مین حضرت سلیمان کے دربار مین ملکہ سبا جو تحفہ لائی تھی وہ یہ تھا ''خوشبو کی چیزین بہت سا سونا، بیش قیمت جواہر[3]'' حضرت **سلیمان** کی کشتیان مین کی بندرگاہ فر سے سونا لاتی تھین[4]، اوفر کے سونے کا اسفار یہود مین بکثرت ذکر ہے، انکے حوالے ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۲ مین گذر چکے ہین،

اشعیا نبی کے وقت مین (سنہ ۷۰۰ ق م) اوزال سے جو صنعا کا قدیم نام ہے، فولاد، تیزپات اور مسالہ ملک شام کو جاتا تھا[5]، اسی زمانہ مین سبا یعنی شہر مارب سے یہ چیزین بھی شام کو آتی تھین، عمدہ خوشبو، جواہر اور سونا، حاران، قانہ، اور عدن کی راہ سے یہ چیزین آتی تھین[6]، مدین اور عیفا کی اونٹنیان سبا کے ملک سے سونا اور لوبان لیکر آتی تھین[7]، شام کے ہیکلون مین عرب ہی سے آیا ہوا بان جلتا تھا، ددان یعنی اصحاب الایکہ بیٹھنے کے فرش یا زین پوش، بددی عرب اور دیگر شیوخ قیدار جانور بیچنے کو یروشلم لاتے تھے، حزقیال نبی کے ستائیسوین باب سے عرب کی تجارت کے متعلق بہت سے مفید معلومات حاصل ہوتے ہین، یروشلم کو خطاب کرکے کہتے ہین،

ددان اور یادان، **اوزال** سے تیرے بازار مین آتے تھے، آبدار فولاد، تیزپات
اور مسالہ تیرے بازار مین وہ بیچتے تھے **ددان** تیرا سوداگر تھا، کہ سواری کے
چار جامے تیرے ہاتھ بیچتا تھا، عرب اور قیدار کے رؤسا تیرے تاجر ہین،

---

[1] تکوین ۳۷-۲۵، [2] زبور ۷۲-۱۵، [3] ۲-ایام ۹-۱، [4] ملوک ۹-۲۷، [5] اشعیا ۲۷-۱۹، [6] اشعیا ۲۷-۱۴

[7] اشعیا ۶۰-۶، [8] یرمیاہ ۶-۲۰

وہ بکری اور مینڈھے لے کے تیرے ساتھ تجارت کرتے تھے، سبا اور رعما کے
سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، وہ ہر قسم کے نفیس خوشبودار مسالے
اور ہر طرح کے قیمتی پتھر اور سونا تیرے بازار مین لاتے تھے، حاران اور قانہ
اور عدن اور سبا کے سوداگر تیرے ساتھ سوداگری کرتے تھے، (۲۷-۱۹،۲۴)

یونانی مورخین کا بیان اس سے زیادہ مفصل نہین ہے، وہ بھی زیادہ تر انھین چیزون کی سوداگری کا ذکر کرتے ہین، یعنی سونا، اور خوشبودار مسالہ اور جلانے کی خوشبودار لکڑیان، یہ بیانات اس کتاب کی پہلی جلد کے صفحہ ۱۵ و ۲۵۲ پر موجود ہین، ان شہادتون پر یہان صرف ایک سند کا اور اضافہ کرتے ہین، جو کتاب کی اس دوسری جلد مین اصحاب الایکہ کے ذکر مین گذر چکی ہے،

یہ سڑک فلسطین کو جاتی ہے، جہان اہل قریہ (یمامہ یا بحرین) اور معین اور تمام عرب
قریب مین رہتے ہین، اور بالائی ملک سے بخورات، کہا گیا ہے کہ خوشبودار
چیزون کا بنڈل لاتے ہین[1]۔

ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ عرب مین یہ خوشبودار مسالہ، سونا، لوہا، جواہرات، اور موتی وغیرہ کہان سے آتے تھے کیا یہ خود عرب کی پیداوارین تھین، یا یہ سب مال باہر سے لایا جاتا تھا، اس سوال کا جواب یہودیون سے نہین مل سکتا، یونانی تحریرون سے واضح ہوتا ہے کہ اکثر خوشبودار چیزون کی خود یمن مین کاشت ہوتی تھی، یا اُن کے وہان باغ موجود تھے، اگاتھر شیدس (۱۴۵ سنہ ق م) بیان کرتا ہے،

سمندر سے متصل زمین مین بلسان اور نہایت خوبصورت درخت ہین، اندرون
ملک مین بخورات (یعنی جلانے کی خوشبوئین) دارچینی، چھوہارے وغیرہ کے

[1] گولڈ مائنس آف مدین صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰،

نہایت بلند درختون کے گنجان جنگل ہین،...... سبا تمام دنیا مین سب سے زیادہ دولتمند لوگ ہین، چاندی اور سونا بکثرت ہر طرف سے لایا جاتا ہے،

تھیو فراسٹینس بیان کرتا ہے کہ لوبان اور عود وغیرہ بخورات سبا اور حضر موت کے عرب اضلاع مین پیدا ہوتے ہین،(یونانی بیانات کے لیے ارض القرآن جلد اوّل صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۷ و ۲۵۰ و ۲۵۱ دیکھو)

اسی قسم کا بیان آرٹی میڈروس کا ہے لیکن اس کے ساتھ وہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ "یہ مسالے مقابل کے حبشی سواحل سے لائے جاتے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مین سے بعض چیزین خود ملک مین پیدا ہوتی تھین چنانچہ ہمدانی نے نہایت تفصیل سے ان نباتات اور درختون کا حال لکھا ہے، لوبان اور زعفران کی نسبت لکھا ہے کہ یہین سے تمام دنیا مین جاتا ہے، قسم قسم کے پھول اور نباتات یمن اور نجد مین پیدا ہوتے ہین" لیکن مسالے یعنی لونگ، سیاہ مرچ، الائچی، ڈلی، دارچینی، ناریل، املی وغیرہ ہمارے نزدیک یہ چیزین جنوبی ہند اور جزائر ہند کے سواحل سے عرب آتی تھین علاوہ گذشتہ تاریخی بیانات کے خود آج تک یہ چیزین یہین سے تمام دنیا مین جاتی ہین، اور ایک بڑا ثبوت اس دعوے کا یہ ہے کہ مسالے اور خوشبو کی اکثر چیزون کے نام عربی مین سنسکرت سے آئے ہین، مثلاً مشک، فلفل، کافور، زنجبیل، صندل، نارجیل، قرنفل، بعض چیزون کے نام مین، ہندی کا لفظ نام کا جزء ہوگیا ہے، مثلاً عود ہندی، قسط ہندی، تمر ہندی، لوہے کی تلوارین ہندوستان ہی سے بنکر جاتی تھین اسی لیے عربی مین ہندی، اور مہند تلوار کے وصف کے طور پر آتا ہے، خوشبودار مسالون مین لونگ، الائچی، سیاہ مرچ، دارچینی، ہلدی، سب داخل ہین، یہ سب جنوبی ہند اور جزائر ہند کی پیداوار ہین۔

موتی تو خاص سواحل عرب کی چیز ہے بحرین و عمان کے دریاؤن مین موتی کے خزانے

مین اور اب تک بمبئی وغیرہ مین موتی کے بڑے بڑے تاجر خاص عرب مین، قرآن
قرآن مجید مین ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ، يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ
وَالْمَرْجَانُ، (رحمٰن)

خدا نے ان دو دریاؤن کو ملایا کہ وہ مل گئے اور دونون کے
بیچ مین پردہ ہے کہ وہ حد سے آگے نہین بڑھ سکتے تم اپنے
پروردگار کی کن کن باتون کا انکار کروگے ان دونون سے موتی اور مونگا نکلتے ہین

سب سے زیادہ حیرت لوگون کو اس بات سے ہوگی کہ غریب اور مفلس عرب کے جس سونے کی یروشلم اور اسکندریہ کے بازارون مین شہرت تھی وہ خاص عرب کی کانون سے نکلتا تھا، عرب مین سونے کی بہت بڑی بڑی کانین ہین ہمدانی نے صفۃ جزیرۃ العرب مین ایک ایک کان کا نام لکھا ہے، صرف یمامہ اور نجد مین سونے کی چھ کانون کا پتہ دیا ہے (صفحہ ۱۵۴) سونے کے علاوہ چاندی، تانبا، اور عقیق کی کانین بھی بتائی ہین، دُرِّ عدن اور عقیقِ یمن کی شہرت غالباً یہین سے ہے، کل کتاب مین ۶۰ کانون کا ذکر ہے، مدین کے سونے کی کانین انگریزون کو بھی عرب کھینچ کر لے گئین، اور خدیو مصر کے حکم سے برٹن ایک انگریز اسکی تحقیقات کے لیے بھیجا گیا، اُسنے گولڈ مائنس آف مدین نام ایک کتاب لکھی،

عرب کی کھالین بھی سامان تجارت مین نظر آتی ہین یمن کی کھال پہلے بہت مشہور تھی، یہان تک کہ فارسی شعرا کے کلام مین بھی اس کی تلمیحات ملتی ہین، اور سبب اس کا یہ بیان کرتے ہین کہ ستارۂ سہیل جو یمن کے مقابل طلوع ہوتا ہے اُس کی روشنی مین کھال کی دباغت بہت عمدہ ہوتی ہے، طائف مین بھی یہ فن بہت کمال کو پہنچ گیا تھا، چنانچہ اس کا نام ہی "بلد الدباغ" پڑگیا ہے، (ہمدانی صفحہ ۱۲۰) مسلمانون نے مکہ سے بھاگ کر حبشہ مین پناہ لی تھی اور قریش

نے ایک شخص کو کچھ نذر تحفہ دیکر نجاشی کے پاس بھیجا تھا کہ مسلمانوں کو وہ اپنے ملک سے نکال دے، اُسوقت بھی قریش کا شاہانہ تحفہ یہی کھال تھی[۱]، اسلام سے بہت پہلے طرفہ کہتا ہے،

کسبت الیمانی قدہ لم یحرد ۔۔۔ یمن کی کھال ہے جسکی کاٹ ٹیڑھی نہین

درآمد: بہرحال اس بحث کو ختم کرکے اب ہم اس مسئلہ پر آتے ہین کہ عرب سوداگر ان چیزونکو اپنے ملک سے باہر لیجاکر فروخت کرتے تھے، لیکن اُن ملکون سے خود اپنے اہل وطن کے لیے کیا تحفے لیکر واپس آتے تھے؟ تاریخ کے ہزارون صفحات اُلٹنے کے بعد ہم جس نتیجہ تک پہنچے ہین وہ یہ ہے، غیر ملکون سے وہ حسب ذیل چیزین لاتے تھے، کپڑا، غلہ، شراب، ہتھیار، اور آئینہ وغیرہ آرایش کی چیزین،

کپڑے گو یمن مین بھی بنے جاتے تھے، "بردیمانی" یمنی چادرین تو بہت مشہور ہین امرءالقیس جو اسلام سے چالیس پچاس برس پہلے گذرا ہے کہتا ہے،

والقی بصحراء الغبیط بعاعہ ۔۔۔ نزول الیمانی ذی العیاب المحمّل

ابر نے غبیط کے میدان مین اپنا بوجھ اسطرح ڈالدیا تھا جسطرح یمنی سوداگر اپنے کپڑے کی گٹھریان پھیلاتا ہے

مارب جو سبا کا پایہ تخت تھا، روئی اور کپڑے کا کاروبار وہان زمانۂ اسلام تک تھا، چنانچہ آنحضرت صلعم نے یہان کے باشندون پر نقد جزیہ کے بجاے کپڑا ہی مقرر کیا تھا[۲]،

یمن کا کاروبار زیادہ تر ہندوستان کے ساتھ تھا، اسلیے بتحقیق یہ نہین کہا جاسکتا کہ یہ کپڑے یمن ہی مین سب بنتے تھے، یا ہندوستان سے آتے تھے، عربی مین بعض کپڑون کے نام ہندی الاصل ہین، مثلاً شاس (ململ) فوطہ (چارخانہ دار تہبند) اس سے قیاس ہوتا ہے کہ شاید کچھ کپڑے ہندوستان سے آتے ہون، آغاز اسلام مین کپڑونکی آمد شام سے تھی،

[۱] مسند احمد، مسند اہل البیت، وسیرت ابن ہشام ذکر ہجرت حبش [۲] ابوداؤد کتاب الخراج اخذ الجزیہ،

یہودی تاجر شام سے مدینہ مین کپڑا لیکر آتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلعم نے اُنسے کپڑا خریدا ہے[1]، مسلمان سوداگر بھی شام ہی سے کپڑا لاتے تھے[2]،

غلہ یمن سے آسکتا تھا، لیکن زیادہ تر شام ہی سے آتا تھا، اور اسی لیے لوگ غلہ کے بیوپاریون کی آمد کے بیحد منتظر رہتے تھے، سورہ جمعہ کی آیتون مین جس واقعہ کا ذکر ہے یعنی یہ کہ آنحضرت صلعم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ان بیوپاریون کی آمد کا شور ہوا، اور لوگ اُٹھکر چلے گئے، وہ اسی شام کے غلہ کے بیوپاری آئے تھے،

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا	جب یہ لوگ کسی تجارت یا کھیل تماشہ کو دیکھ پاتے ہین تو اُسکی طرف
وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ	دوڑ پڑتے ہین اور تمکو کھڑا تنہا چھوڑ دیتے ہین، کہدے کہ جو
مِنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ، (جمعہ)	خدا کے پاس ہے وہ کھیل تماشہ اور تجارت سے زیادہ بہتر ہے

شراب زیادہ تر شام سے آتی تھی[3]، عمرو بن کلثوم کہتا ہے،

الا ھبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمور الاندرینا،

ہان اٹھ اور صبح کی شراب پلا "اندرین" کی شراب کچھ چھوڑ نا نہین

اندرین شام مین ہے،

کاغذ بھی ملک شام سے آتا تھا، طرفہ کہتا ہے،

وخد کقرطاس الشامی گال، شامی تہجر کے کاغذ کی طرح

عرب کے بازار اہلِ عرب کو جو تجارت کا شوق تھا اس کا اندازہ اس سے ہوگا کہ حیرہ کے بادشاہ عکاظ کے سالانہ میلہ مین اپنا تجارتی سامان بھیجا کرتے تھے، اس کو لطیمہ کہتے تھے، قریش مین حرب فجار کے نام سے جو آخری جنگ ہوئی، جس مین آنحضرت شریک تھے، اسی لطیمہ

[1] ترمذی صفحہ ۱۵۵، مطبع العلوم دہلی، [2] [3] فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۲۰۹ بحوالہ مسند احمد،

لٹ جانے پر برپا ہوئی تھی،

خود عرب مین بڑے بڑے بازار تھے، جہان سال مین ایک دفعہ میلا لگا کرتا تھا اور دور دور سے سوداگر یہان اسباب لاتے تھے اور فروخت کرتے تھے، عرب کے نقشہ کو غور سے دیکھو تو نجد کے سوا تمام آبادی عرب کے کنارہ کنارہ دریا سے متصل ہی، یہ میلا شام کے پاس دومۃ الجندل سے شروع ہو کر عراق کے حدود بحرین اور عمان سے ہوتا ہوا بحر ہند کے مقابل حضرموت و یمن سے گذرتا ہوا حج کا زمانہ مکہ مین گذار کر حجاز سے ہو کر پھر شام مین آکر ختم ہو جاتا تھا،

عرب کے ان بازارون کے حالات بہت سے مورخین نے قلم بند کئے ہین، یعقوبی نے اپنی تاریخ کے خاتمہ مین ایک پورا باب اس پر لکھا ہے، لیکن انکے متعلق سب سے کارآمد اور مفصل حالات امام مرزوقی نے کتاب الامکنہ والازمنہ مین لکھے ہین، ہم ان کا خلاصہ یہان نقل کرتے ہین،

عرب کے ۱۳ مقامات مین بڑے بڑے میلے لگتے تھے، دومۃ الجندل، مشقر، صحار، دبا، شحر، عدن، صنعا، حضرموت، عکاظ، ذو المجاز، منی، خیبر، یمامہ، سب سے پہلے دومۃ الجندل مین میلہ لگتا تھا، دومۃ الجندل شام کے پاس حجاز کی آخری سرحد پر واقع ہے، یکم ربیع الاول سے ۵ اتک تو بڑا جمگھٹا رہتا تھا، ۱۵ کے بعد سے گھٹنا شروع ہوتا تھا، کلب اور جدیلہ دو قبیلے اسکے پڑوس مین آباد تھے، ان مین سے جسکا رئیس قابو پاتا، اس بازار کا حاکم ہو جاتا، عرب کے علاوہ عراق اور شام کے تاجر بھی اسکی اجازت سے اپنے بازار لگاتے تھے، رئیس خود بھی تجارت کرتا تھا اور جب تک اس کا مال نہ بک جاتا کسی اور کو خرید و فروخت کی اجازت نہ تھی، یہان خرید و فروخت اس طرح ہوتی تھی کہ جسکو جو مال پسند آتا اُسپر ایک کنکر ڈال دیتا،

دومۃ الجندل سے میلہ اکھڑ کر مشقر و بحرین مین آکر جمتا تھا، جمادی الاولی بھر پورے ایک مہینہ رہتا تھا، یہ ایران کے قریب تھا، اسلیے یہان **ایران** کے تاجر بھی آتے تھے، عبد القیس اور تمیم یہان کے باشندے تھے، تمیم کا رئیس بازار کا حاکم ہوتا تھا، یہان تمام ملک عرب کے لوگ آتے تھے، یہان خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا، کہ بایع و مشتری دونون خاموش رہتے، اور صرف اشارون سے بات چیت ہوتی،

اکیسوین رجب کے صحار (عمان) مین سوداگر جمع ہونے شروع ہوتے، اگلے بازارون مین جو لوگ نہین پہنچ سکتے تھے وہ اس مین آتے تھے، یہان خرید و فروخت کا طریقہ یہ تھا کہ سامان قرینہ سے لگا ہوتا، گاہک پتھر پھینکتے جس پر جا پڑتا اوٹھا لیتے، یہان سے ہٹ کر رجب کی آخری تاریخ کو عمان کی بندرگاہ دبا مین جہان ملک ملک کے سوداگر آتے تھے لوگون کا میلہ لگتا تھا یہان ہندوستان سے، سندھ سے چین سے، اور افریقہ سے سوداگر آتے تھے، عرب کی چیزین اور دریا کی چیزین یہان بکتی تھین، یہان سے اُٹھکر تمام سوداگر شحر مین جمع ہوتے تھے جو بحر عرب کے ساحل پر حضر موت اور عمان کے بیچ مین واقع ہے، نصف شعبان سے یہان میلہ شروع ہوتا تھا، چمڑا، کپڑا، اور دیگر عام ضرورت کی چیزین یہان بکتی تھین، اور کچھ نباتاتی دوائین لوگ یہان سے خرید کر لے جاتے تھے،

شحر سے چلکر عدن مین ان کے ڈیرے لگتے تھے، یہان دریائی سوداگر زیادہ تر جمع ہوتے تھے، یکم سے ۲۰ رمضان تک میلہ رہتا تھا، جو کچھ بچا کھچا مال رہتا تھا وہ یہان فروخت ہوتا تھا، سلاطین یمن نہایت خوش اسلوبی سے یہان کا انتظام کرتے تھے، یہان قسم قسم کے عطر اور خوشبو کی چیزین فروخت ہوتی تھین عربون کا دعویٰ تھا کہ ان کے سوا دنیا مین خوشبو بنانا کوئی نہین جانتا، براہ دریا ہندوستان اور سندھ تک، اور براہ خشکی ایران اور

روم تک یہین سے یہ چیزین جاتی تھین،

عدن کے بعد صنعار کے میلہ کا زمانہ آتا تھا، صنعا یمن کا پایہ تخت ہی، یہان روئی زعفران اور رنگون کی تجارت ہوتی تھی، کپڑا اور لوہا خرید کر یہان سے لوگ لے جاتے تھے، ۱۵ سے ۳۰ رمضان تک یہان چہل پہل رہتی تھی، یہان سے کچھ لوگ لوٹ کر حضر موت چلے جاتے تھے وہان بھی میلہ لگتا تھا، اور زیادہ تر لوگ عکاظ آتے تھے، عکاظ کا میلہ نجد اور عرفات کے بیچ مین لگتا تھا، دونون مقامات مین ایک ہی وقت میلہ شروع ہوتا تھا، یعنی ۱۵ ذیقعدہ سے،

عکاظ ایام جاہلیت کا سب سے بڑا بازار تھا، یہان قریش، ہوازن، غطفان، خزاعہ، حارث بن عبد مناۃ، عقل، مصطلق وغیرہ جمع ہوتے تھے، شعراء یہان اپنے قصائد سناتے تھے، خطباء تقریرین کرتے تھے، حکام اپنے فیصلے سناتے تھے، شیوخ معاہدے کے دفعات طے کرتے تھے، ذوالحجہ کا چاند دیکھکر یہ میلہ چھٹ جاتا تھا اور سب لوگ ذوالمجاز کے بازار مین اُٹھ آتے تھے، اور ۸ تاریخ تک جمتے تھے بعد ازین حج کرکے لوگ اپنے اپنے گھرون کو روانہ ہوجاتے تھے، پھر نئے سال سے نیا پھیرا شروع ہوتا تھا،[۱]

قریش کی تجارت | قدیم عرب کی تجارت کی تاریخ لکھنے کے بعد اب مخصوص قریش کی تجارت پر ہمکو روشنی ڈالنا ہے، یہ مسلم امر ہے کہ قریش ایک تاجر قبیلہ تھا، نہ صرف اسی قدر بلکہ زراعت اور کاشتکاری ان کے نزدیک ذلیل ترین پیشہ تھا، چنانچہ اہل مدینہ جو کاشتکار تھے، قریش ان کو اسی لیے آنکھ نہین لگاتے تھے،[۲]

یہ معلوم ہوچکا ہے کہ تجارت اور سوداگری عرب کا قدیم پیشہ ہے، لیکن چونکہ اسلام سے سوا سو برس پہلے سے یمن اور شام کے ملک مین سیاسی انقلابات پے درپے ہورہے تھے،

[۱] کتاب الامکنہ والازمنہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۱-۱۶۸، حیدرآباد، [۲] صحیح بخاری جلد ۲ ذکر قتل ابوجہل

اسیلیے قریش کے خاندان مین جب قصی اور ہاشم پیدا ہوے تو انھون نے قریش کے کاروانِ تجارت کو منظم کیا، اہلِ حبش یمن پر قابض ہو گئے تھے، شام بہت پہلے سے رومیون کے ہاتھ مین تھا، ہاشم نے نجاشی اور قیصر سے فرمان حاصل کیے کہ قریش کو ان ملکون مین بے روک ٹوک آمد و رفت کی اجازت رہے، سال کی دو فصلین مقرر تھین جاڑا، اور گرمی، جاڑون مین یمن اور گرمیون مین شام بلکہ ایشیاے کوچک تک قریشی سوداگر جاتے تھے،

یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ملک عرب مین جو عام بدامنی اور لوٹ مار جاری تھی اسکے باوجود قریش کا کاروانِ تجارت بے خطر آیا جایا کرتا تھا، حالانکہ اوپر گذر چکا ہے، کہ بادشاہون کا تجارتی مال بھی عام خطرہ سے خالی نہین رہتا تھا، اصل یہ ہے کہ چونکہ قریش کا وطن مکہ تھا، جہان کعبہ تھا کعبہ کی جو عام عظمت اہل عرب کے دل مین تھی، اسکی بنا پر وہ "جیران اللّٰہ" خدا کے پڑوسی سمجھے جاتے تھے، اور لوگ اُن کو نہین ستاتے تھے، انکا خیال اور لحاظ کرتے تھے، اسیلیے قریش کے تجارتی قافلے بے دھڑک اِدھر سے اُدھر پھرا کرتے تھے، اس تفصیل کے بعد سورۂ قریش کی آیتون پر نظر ڈالیے،

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ اِیْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ	تعجب ہر کہ قریش کو اپنے جاڑے اور گرمی کے
وَالصَّیْفِ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ	سفر سے کس قدر الفت ہے، انکو چاہیے کہ اس
الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ	خانہ کعبہ کے مالک کو پوجین جسنے انکو بھوک سے
مِّنْ خَوْفٍ،	بچا کر کھانا دیا، اور خوف سے بچا کر امن و امان بخشا،

قریش کو چونکہ مکہ کے خشک اور بنجر زمین مین کھانا اور نعمت ملتی ہے اور اس عام بے امنی کے زمانہ مین بھی انکو امن حاصل ہے، شہر کے اندر بھی کہ حرم مین کوئی قتل اور خونریزی جائز نہ تھی اور حرم کے باہر وہ خدا کے پڑوسی تھے، لیکن یہ تمام نعمتین صرف اس انتساب کی بنا پر ان کو حاصل

تھین جوان کو خانۂ کعبہ سے تھا، اس لیے خانۂ کعبہ یعنی خداوند تعالی کا شکریہ اُن پر واجب ہے، یہ قافلے ذیقعدہ مین لوٹ آتے تھے، شائد اسی لیے اس مہینہ کا نام "ذی قعدہ" رکھا تھا، یعنی بیٹھنے کا مہینہ، اسکے بعد ذیحجہ آتا تھا جس مین اُنکا موجود رہنا ضرور تھا،

اس امن وامان کے معاوضہ مین قریش ان قبایل کے ساتھ یہ سلوک کرتے تھے کہ انکی ضرورت کی چیزین لے کروہ خود اُنکے پاس جاتے تھے، اور خرید و فروخت کرتے تھے، درحقیقت یہ بھی قریش کی تجارت کے فروغ کا ایک سبب تھا، قریش کی تاجرانہ ترقی کی انتہا یہ تھی کہ بیوہ اور ناچار عورتین تک اپنا سرمایہ اس مین لگاتی تھین، اور دوسرون کو اپنا روپیہ دیتی تھین، کہ وہ اس سے تجارت کرین اور نفع مین شریک ہون، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو قریش کی ایک بیوہ خاتون تھین اسی طریقہ سے تجارت کرتی تھین، ان کا سامان تجارت ہر سال شام کو جایا کرتا تھا،

ابوطالب، حضرت علی کے والد بھی تاجر تھے، اور بڑے بڑے امراے قریش مثلاً ابوجہل و ابوسفیان وغیرہ بھی تجارت پیشہ تھے، آنحضرت صلعم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے، اور حضرت خدیجہ کا مال لیکر کئی دفعہ بصریٰ تشریف لے گئے جو شام کی سرحد پر واقع ہے، محدثین نے تصریح کی ہے کہ آپ یمن کے بازار جرش مین بھی دوبار تشریف لے گئے، بحرین بھی آپکا جانا ثابت ہے، جب اسلام کا ظہور ہوا اور ناچار مسلمانون کو اپنا وطن چھوڑ کر مدینہ جانا پڑا، تو مسلمانون نے قریش کے عاجز کرنے کے لیے اس سے بہتر صورت نہ دیکھی کہ اونکے شامی قافلہ کے راستون کو پرخطر کر دیا جاے، چنانچہ غزوۂ بدر اسی چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ ہے، قرآن مجید مین ہے،

لے اسباب النزول سیوطی صفحہ ۴۴، مصر،

وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ، (انفال) خدا وعدہ کرتا ہے کہ دو جماعتون یعنی فوج اور کاروان تجارت مین سے ایک تمکو ملے گا،

اسی کاروان کے متعلق ہے،

وَالرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ، کاروان تمسے ادھر تھا،

اِس غزوۂ بدر کے قافلہ مین قریش کی ایک ایک بڑھیا تک کا سرمایہ[1] تھا، قریش نے جب مسلمانون کو حج کرنے سے روک دیا تو اُنھون نے سب سے موثر دھمکی انکو یہ دی کہ ہم تمھاری شام کی تجارت کا قافلہ روک دین[2] گے، آخر اسی سے دب کر سنہ ھجری مین انھون نے مقام حدیبیہ مین صلح کرلی، اس صلح کے زمانہ مین قریش کا قافلہ بدستور شام اور ایشیاے کوچک تک پہنچنے لگا، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے شاہان عالم کے نام دعوت اسلام کے خطوط روانہ کئے ہین، ان مین ایک خط قیصر روم کے نام بھی تھا، جب مسلمان قاصد خط لیکر ایلیا (بیت المقدس) پہنچا ہے، تو وہان قریش کے سوداگر موجود[3] تھے،

اہل عرب کے سامان تجارت کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے، قریش بھی غالباً انھین چیزونکی تجارت کرتے ہونگے، مگر بعض تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ چمڑا اور چاندی کی یہ تجارت زیادہ کرتے تھے، چنانچہ اوپر گذر چکا ہے کہ قریش نے حبش کے نومسلمون کو پکڑنے کے لیے تحفہ تحائف دیکر نجاشی کے پاس جو وفد بھیجا تھا، اُس کا سرمایہ یہی چمڑا تھا، طبری مین ہے کہ وکان عظم تجارتھم الفضۃ، قریش کی تجارت کا بڑا حصہ چاندی کا سامان[4] تھا،

اسلام کے بعد بھی قریش کی تجارتی سرگرمی افسردہ نہوئی، بلکہ اور زیادہ تیز ہوگئی، اور وابتغوا من فضل اللہ (جمعہ) کے حکم نے تو اس کو واجب کا درجہ دیدیا حضرت ابوبکر کپڑے کی تجارت

[1] ابن سعد غزوۂ بدر، [2] صحیح بخاری جلد ۲- اول مغازی [3] صحیح بخاری کتاب الایمان، [4] طبری واقعۂ بدر،

کرتے تھے، مدینہ مین بھی مقام سلخ مین اُنکے کپڑے کا کارخانہ تھا[1]، کبھی خود بہ نفس نفیس اسلام کے بعد بُصریٰ سوداگری کا مال لیکر جاتے[2] تھے، حضرت عمر بھی تاجر[3] تھے، اور شاید ان کی تجارت کا سلسلہ ایران تک پھیلا ہوا[4] تھا، حضرت عثمان بنو قینقاع کے بازار مین کھجورون کی خرید و فروخت کرتے[5] تھے، عبدالرحمان بن عوف پنیر بیچتے[6] تھے، حضرت زبیر بھی کپڑے کے تاجر تھے، اور شام سے اُون کا بیوپار[7] تھا، دیگر عام مہاجرین بھی مدینہ مین تجارتی زندگی بسر کرتے[8] تھے،

انصار زراعت پیشہ[9] تھے، اس لیے یہان تجارتی کاروبار تمامتر یہودیون کے ہاتھ مین تھا، مدینہ سے شام تک انکی بہت سی گڑھیان تھین جنکو گودام سمجھنا چاہیے، ابن ابی الحقیق ایک یہودی تھا، جس کو لوگ "تاجر الحجاز" کہا کرتے[10] تھے، لیکن آخر کار مسلمانون نے انکی جگہ لینی شروع کردی اور آخر ؁ھ مین ملک کو انکے پنجہ سے آزاد کیا،

عرب مین، جو بڑے بڑے تجارتی میلے لگتے تھے، قریش ان مین سے زیادہ عکاظ اور ذوالمجاز مین شریک ہوتے تھے، عکاظ کے بعد ذوالمجاز کے میلے کے دن آتے تھے، یہ میلہ عین مکہ مین آکر لگتا تھا، اور حج تک قائم رہتا[11] تھا،

اسلام آیا تو لوگون نے ان میلون مین شرکت اور ایام حج مین تجارت اور خرید و فروخت کو بُرا جانا، اس پر یہ آیت اُتری[12]،

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا — تمہارے لیے کوئی حرج نہین اگر (حج کے زمانہ مین)

---

۱ ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، ۲ ابن ماجہ باب المزاح ۳ مسند احمد ج ۱ ص ۶۲، ۴ مسند ابن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۴۳، ۵ مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۴۰۰، ۶ صحیح بخاری باب الاخاء بین المہاجرین والانصار ۷

۸ صحیح بخاری ما جاء فی الفرس ۹ بخاری باب ما جاء فی الفرس، وابواب الزراعۃ ۱۰ صحیح بخاری واقعۂ قتل ابن ابی الحقیق، ۱۱ یعقوبی جلد ۱ صفحہ ۳۱۴، ۱۲ صحیح بخاری کتاب الحج التجارۃ فی ایام المواسم،

من ربکم (فی مواسم الحج) اپنے پروردگار کی مہربانی تلاش کرو،

اسکے بعد ان میلون مین پھر وہی رونق اور تجارتی دھوم دھام شروع ہوگئی، اور تقریبا سوا سو برس تک یہ زمانۂ اسلام مین قائم رہے، سب سے پہلے عکاظ کا بازار سرد ہوا، سنہ ۱۲۹ھ مین خارجیون کی لوٹ مار کے خوف سے بند ہوگیا[۱]، اس کے بعد اور بازار بھی کچھ دنون تک چلتے رہے، بصری اور اذرعات مین بنوامیہ کے اہتمام سے بڑا بازار لگتا تھا[۲]،

---

۱ فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۴۰۲، ۲ حوالہ سابق،

السنۃ العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کی زبانین

لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ

ہمارے ناظرین کو یہ معلوم ہوچکا ہی کہ یہ کتاب نسل آدم کے جس خانوادہ کی تاریخ ہے۔ اُسکا نام بنو سام یا امم سامیہ ہے، اس لیئے ملک عرب کی زبان بھی شجرۂ السنۂ سامیہ کی ایک شاخ ہی، وہ تمام قطعۂ زمین جو بنو سام کی آبادی کہلاتی ہے، جو حبش سے لیکر یمن، نجد اور حجاز کو طے کرتی ہوئی، بابل اور شام کے کنارون پر جاکر ختم ہوجاتی ہی عرب اُسکے بیچ مین ہی، یہ بھی معلوم ہوچکا ہے کہ حبش کوئی مستقل آبادی نہین بلکہ وہ یمن کا ایک ٹکڑا ہے، اس بنا پر جغرافی حیثیت سے سامی زبانین تین مرکزون پر منقسم ہوتی ہین، عربی، بابلی اور شامی، ان مین ایک کی متعدد شاخین ہین،

۱۔ عربی

آرامی، ثمودی، مدیانی، نبطی، عدیانی، سبائی، حمیری، حبشی، وغیرہ،

۲۔ بابلی

آرامی، کلدانی، سریانی،

۳۔ شامی

آرامی، فنیقی، عبرانی، تدمری،

جس زمانہ مین یہ تمام قومین صرف ایک خاندان یا قبیلہ تھا، ظاہر ہے کہ انکی کوئی مشترک زبان ہوگی جسکا نام ہم سامی رکھتے ہین، سیکڑون ہزارون برس کے بعد جب یہ ایک خاندان سیکڑون قبائل اور یہ قبائل مختلف قومون مین منقسم ہوگئے تو آب و ہوا، خصائص و عادات، رسوم و عوائد، مذاہب اور اخلاق اور دیگر ضروریات کے اختلاف سے بنو سام کی مادری زبان، چند بچّون کی ماں بنگئی، لغویین کا اختلاف ہے کہ ان بچّون مین پہلوٹا کون ہے،

ہم نے امم سامیہ کی حقیقت اور اُن کے اصل مسکن کی نسبت پہلی جلد مین جو بحثین کی ہین اُن سے یہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ بنو سام کا اصل مسکن عرب تھا، اسلیئے اصل زبان سامی کا جو کچھ نام بھی ہو لیکن جغرافی اور ملکی حیثیت سے اُسکا نام[1] عربی ہی ہوگا، اسکے بعد یہ بحث بھی فیصل ہوچکی ہے، کہ سامی قبائل مین سب سے پہلا نامور اور ممتاز قبیلہ بنو ارم پیدا ہوا، جسکا سُراغ عرب، عراق (بابل) اور شام[2] مین ہر جگہ ملتا ہے، اس بنا پر عربی زبان کی پہلی شاخ آرامی[3] ہوگی، آرامی قبائل جس جس ملک مین جا جا کر رہ گئے اُس کے انتساب سے بعد کو اُسکا الگ الگ نام پڑگیا۔

اس بیان کے مطابق آل سام کی قدیم ترین زبان کو ملکی حیثیت سے عربی اور قومی حیثیت سے آرامی کہنا چاہیئے، اکثر لوگ یہ سمجھتے ہین کہ عبرانی زبان سب سے قدیم زبان ہے اور یہی حضرت ابراہیم کی زبان تھی، لیکن یہ بالکل غلط ہے، حضرت ابراہیم کی زبان آرامی عربی

---

[1] یہان ایک شبہہ واقع ہوتا ہے اُسکو دور کرلینا چاہیئے، عربی زبان سے وہ بعینہ زبان مراد نہین ہے جو ظہور اسلام کے وقت بولی جاتی تھی، اور جو اب تک محفوظ ہے،

[2] دیکھو ارض القرآن جلد اول صفحہ ۱۲۶ و ۱۲۷،

[3] اس سے مراد وہ آرامی زبان نہین ہے جسمین یہودیون کی تالمود لکھی گئی، وہ تو بعد کی زبان ہے۔

تھی، چنانچہ ایک عیسائی فاضل قس جبرائیل قرواحی نائب پٹریارک و پروفیسر عربی و سریانی مدرسہ مارونیہ، واقع رومیہ، اپنی کتاب متعلقہ سریانی زبان مین لکھتا ہے[۱]،

علمائے سریانی نے آرامی زبان کی قدامت مین بہت مبالغہ کیا ہے، یہان تک اُنکا بیان ہے کہ حضرت آدم کی زبان یہی تھی، لیکن اہل تحقیق اس سے زیادہ تسلیم نہین کرتے کہ یہ عبرانیون کے پدر اعلیٰ ابراہیم کی زبان ہے،

اس بناپر حضرت اسماعیل کی اصلی زبان عبرانی نہین، بلکہ آرامی عربی تھی، جرہم جنین آکروہ عرب مین بسے اُنکی زبان بھی وہ عربی نہ تھی جو ظہور اسلام کے وقت قریش بولتے تھے، اسلیئے نسل اسماعیل کو "مستعربہ" کہنے کی یہ وجہ کہ عربی اُنکی اصلی زبان نہ تھی بلکہ جرہم کے ساتھ رہکر اُنھون نے سیکھی تھی، صحیح نہین ہے، مورخین نے عرب کی تمام قومون کو تین طبقون پر منقسم کیا ہے، بائدہ جنکو ہم نے امم سامیۂ اولیٰ کا لقب دیا ہے، عرب عربا یعنی بنو قحطان، اور عرب مستعربہ یعنی بنو اسماعیل، عرب کے یہ تینون طبقے جو تین مستقل خاندانون سے تعلق رکھتے ہین الگ الگ تین زبانین بولتے تھے، یہ تینون زبانین گو باہم اپنی اصلیت کے رو سے ایک ہی ماں سے پیدا ہوئی تھین، لیکن چونکہ مختلف خاندانون مین انکی پرورش اور نشو و نما ہوئی تھی، اس لیے ان مین باہم خاص امتیازات پیدا ہو گئے تھے،

امم بائدہ کی زبان: آرامی

جلد اوّل مین امم بائدہ کے حالات بتفصیل گذر چکے ہین، اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ان کے لیئے امم سامیۂ اولیٰ کی اصطلاح مناسب تر ہے، یہ بھی اُسی مقام مین طے ہو چکا ہے کہ امم سامیۂ اولیٰ مین سب سے طاقتور اور نامور قومیت بنو ارم کی تھی، تورات سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ بابل (عراق) اور شام یہ دونون ملک قدیم زمانے

[۱] الہلال مصر ۲۴، صفر ۱۳۲۰ھ

مین آرامی تھے، قرآن مجید اور عرب کے بیانات اور اشعار سے یہ بھی ثابت ہوچکا ہے کہ عربون کی پہلی آبادی بنو ارم کی تھی، اسلیے عاد ارم کو عاد اور ثمود ارم کو ثمود کہتے تھے، یہ بھی وہین گذر چکا ہے کہ بنو ارم کی حکومت ابتدائی زمانہ مین، تمام عرب، عراق، شام، اور مصر مین پھیلی تھی؛ اس بنا پر یہ نتیجہ لازمی ہے کہ ان ممالک کی زبان، قدیم آرامی ہو، جسکو اس بنا پر کہ اُنکا اصلی وطن عرب تھا عربی بھی کہنا چاہیے،

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا (طبع ۱۱) نے آرامی زبان کی حسب ذیل تفصیل کی ہے،

آرامی زبانین، زبانون کی ایک صنف کا نام ہے جسکو آرامی اسلئے کہتے ہین کہ وہ آرام کیطرف منسوب ہے، ارم ایک جغرافی اصطلاح ہے جو توراۃ کے محاورہ مین تقریباً اسی مقام پر اطلاق پاتا ہے جس پر یونانی لفظ سیریا (شام) اطلاق پاتا ہے، اس مین فلسطین شامل نہین ہے، بجالیکہ میسوپوٹیمیا (عبرانی: دو دریاؤن کا ارم) یعنی وہ مقام جسکو یونانی اکثر سیریا خاص سے الگ کرتے ہین، اس بنا پر ارامی زبانون کی جغرافی حیثیت سے اسی طرح تحدید کی جاسکتی ہے کہ وہ سامی بولیان ہین جو اصلاً مسوپوٹیمیا اور فرات کے جنوبی مغربی مقامات سے فلسطین تک بولی جاتی تھین[۲]

غلطی سے اس جغرافی تحدید مین مضمون نگار نے اُن مقامات کو نہین لیا ہے جو عرب مین واقع تھے اور جو بنو ارم کا خاص مولد و منشا تھا، اسی بنا پر "السنۂ سامیہ" کے مضمون مین یورپ کے سرمایۂ ناز محقق تھیوڈر نالڈکی، کو حیرت سے کہنا پڑا:

آرامی زبان کے اصلی وطن کے متعلق، یقینی طور سے کوئی بات نہین معلوم ہے توراۃ مین "ارم" قدیم زمانے مین، ارم دمشق وغیرہ شام کے کئی مقامات کو کہا گیا ہے نیز عراق کو ارم ابین النہرین کہا ہے[۳]،

[۱] ارض القرآن: اسی لیے عرب اسکو مابین النہرین کہتے ہین، [۲] ج ۲ ص ۳۱۲، [۳] انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲۴ ص ۶۲۲،

اسکے بعد پورے مضمون مین ناٹلڈیکی نے تفصیل کی ہے کہ یہ زبان، عراق، شام، او عراق عرب مین بولی جاتی تھی بلکہ مصر اور ایران کی زبانون مین بھی اسکے آثار ملتے ہین" ہم اس بیان کی تشریح، اپنے نظریۂ امم سامیہ اولی کی بنا پر جنکی عراق، شام، مصر اور ایران وغیرہ مین حکومتین ثابت کی جا چکی ہین[۱] یہ کرتے ہین کہ حکومت کے سایہ مین یہ زبان بھی ان ممالک مین پھیلتی چلی گئی،

ثمود کی زبان | اس تشریح کے بعد یہ دعوی قابل قبول ہونا چاہیے، کہ عاد و ثمود وغیرہ امم بائدہ کی زبان عربی آرامی تھی، **ثمود**، کے متعلق ایک اور بات بھی غور کے لائق ہے، شمالی عرب کے جن مقامات مین ثمود کی سکونت ثابت ہوتی ہے، وہان ایک خاص خط کے بہت سے کتبات پائے گئے ہین جنکی زبان آرامی عربی ہے، العلا کے کتبات اسی قسم کے ہین، اس خط کا نام پہلے "پروٹو عربک" (ابتدائی عربی) تھا، بعض لوگ اسکو لحیانی کہتے ہین، کہ یہان کے چند کتبات مین لحیان نامی ایک قبیلہ کا ذکر ہے، لیکن زیادہ تر لوگ اسکو **ثمودی** کہتے ہین تھیوڈر نولڈیکی ان کتبات کو ثمودی کہنا پسند نہین کرتا، کہتا ہے،

> بہت قدیم زمانہ مین... شمالی عرب اپنی زبان کو قید تحریر مین لائے، کیونکہ سیاحون نے ابھی کچھ دن ہوئے شمالی حجاز علا مین ایسے کتبات جو ایک مجہول خط مین جو سبائی سے ماخوذ معلوم ہوتا تھا، پائے، جسکا زمانہ بظاہر سنہ عیسوی سے بیشتر معلوم ہوتا ہے،...... ان کتبات کا نام ثمودی ہے، کیونکہ وہ ثمود کے مقامات مین پائے گئے ہین، لیکن یہ وصف بمشکل مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ جس زمانے مین ثمود پوری ترقی پر تھے، اور وہ مکانات جنکو قرآن نے بیان کیا ہے کہ پہاڑونکو کاٹ کر بنا رہے تھے اس ملک کی زبان نبطی تھی[۲]

[۱] ارض القرآن جلد اول [۲] برٹانیکا جلد ۱۴، ص ۶۲۴،

اسکی دلیل غالباً نولڈیکی کے پاس یہ ہوگی نہ حجر جو عام طور پر ثمود کا دار الحکومت سمجھا جاتا ہے، وہان کے عمارات کے کتبات کی زبان نبطی ہے اس سے وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ علا کے کتبات اگر ثمودی ہوتے تو حجر کی طرح نبطی ہوتے، کیونکہ حجر ہی کی زبان ثمود کی زبان ہوتی، لیکن اس خیال کی غلطی ہم انباط کے ذکر مین بتفصیل بیان کر چکے ہین، ہم نے اسکو نہین تسلیم کیا ہے کہ حجر کے کتبات جو نبطی مین ہین وہ ثمود کے ہو سکتے ہین، جیساکہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ اور نولڈیکی نے سمجھنا چاہئے بلکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ وہ انباط کی یادگار ہین، اسکو کون صاحب عقل تسلیم کرسکتا ہے کہ ایک طاقتور قوم اپنے شباب اور ترقی کے عہد مین اپنی یادگارون کے لیئے غیر قومی زبان اختیار کرے گی، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "ثمود جب اپنی پوری ترقی پر تھے، تو ملک کی زبان نباطی نہ تھی"

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مین Schaade ڈاکٹر نے "عربی زبان" پر جو مضمون لکھا ہے اسمین وہ ان کتبات کے متعلق لکھتا ہے:-

"ایک بظاہر بعد کے نمونہ کا خط اُن کتبات مین پایا گیا ہے، جنکا نام پہلے "پروٹو عربک" تھا، اور اب ثمودی کہلاتا ہے، یہ کتبات اول یوٹنگ نے اسی مقام پر پائے، جہان لحیانی کتبات ملے ہین، یہ کتبات ایک حد تک اور شمال کی جانب مین ہین برٹن (ارض مدین ج ۲ ص ۱۵۰) نے اسی خط کے چند کتبات مدین مین پائے ہین، اور راقم ہذا نے اسکی کچھ تعداد، تبوک کے شمال مغرب مین قریہ کے معدنی مقام مین دریافت کیئے، کتبات کی کثیر تعداد (تنہا یوٹنگ نے ۹۲ کتبات جمع کیئے ہین) کے مقابلہ مین واقعات کا بہت کم پتہ لگتا ہے، اور اُن کے زمانہ کی تعیین تیقن کے ساتھ نہین کی جاسکتی"

اس محقق کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو اس خط کو لحیانی کہا جاسکتا ہے، اور نہ اس

خط کو ثمودی سمجھنا خلاف قیاس ہے،

اہل عرب نے اِن قومون کی زبان کا نام مُسنَد رکھا ہے۔ معجم یاقوت مین ہے،

فاهل المسند عاد و ثمود و العماليق وجرهم	مُسند زبان والے عاد، ثمود، عمالیق جرہم
وعبد بن الضخم وطسم وجديس و اميم فهم	عبد بن ضخم، طسم، جدیس، امیم ہین، یہ لوگ
اول من تكلم بالعربية بعد البلبلة و	وہ ہین جو سب سے پہلے عربی بولے، ان کی
لسانهم المسند وكتابهم المسند (لفظ عرب)	زبان مسند اور ان کا خط مسند ہے،

اس بیان سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ ان قومون کی زبان خاص قسم کی عربی تھی، لیکن اسکو مسند کہنا خلاف تحقیق ہے، محققین عرب کے نزدیک مسند زبان کا نہین، خط[1] کا نام ہے جو اہل یمن کے استعمال مین تھا، اس خط کے ہزارون کتبے یمن مین موجود ہین،

شمالی اور جنوبی زبانین: بنو قحطان اور اسماعیل

طبقۂ اول یعنی امم سامیۂ اولی کے بعد طبقۂ دوم (بنو قحطان) اور طبقۂ سوم (بنو اسماعیل) کی زبانون پر ایک نظر ڈالنا ہے، اتنا محقق طور سے ثابت ہے اور کئی بار اسکا اعادہ بھی ہو چکا ہے کہ عرب کی دو بڑی تقسیمین ہین، ان مین باہم متعدد اُمور مین باہم امتیاز اور تفریق ہے، اہل عرب اسکی قومی تقسیم کرتے ہین یعنی بنو قحطان اور بنو اسماعیل اور علمائے یورپ نے اسکی جغرافی حدبندی کی ہے، یعنی جنوبی اور شمالی بنو قحطان جنوبی عرب کے باشندے ہین، اور بنو اسماعیل کا مسکن شمالی عرب ہے، عربی زبان بھی ان دو شاخون مین منقسم نظر آتی ہے، شمالی (اسماعیلی) اور جنوبی (قحطانی) عربی زبانو مین متعدد حیثیتون سے اختلاف ہے، پھر یہ دو شاخین بھی چند اور چھوٹے چھوٹے شعبون مین منقسم ہین،

[1] شمس العلوم ابن سعید حمیری، لفظ مسند موجودہ کتبخانہ بانکی پور و صفتہ جزیرۃ العرب، ہمدانی

اہل عرب کا بیان ہے کہ عربی زبان عرب کی مختلف قوموں میں سطرح منقسم تھی،[1]

زبان	قوم	زبان	قوم
زبور	جرہم	عربی	قحطان
حویل	مدین بن ابراہیم	زقزقہ	یقطن بن عامر
مُبین	اسماعیل بن ابراہیم	رشق	یافش بن ابراہیم

لیکن خود صاحب کتاب نے ان زبانوں کی نسبت درست کی ہے، اور وہ ایک حد تک صحیح ہے،

زبان	قوم	زبان	قوم
رشق	اہل جند	مُسند	حمیر
رشق	اہل عدن	زبور	حضرموت
زقزقہ	اشعر	حویل	اہل مہرۃ
		مُبین	مَعَدّ

آجکل کتبات کی مدد سے ان زبانوں کے متعلق کسی قدر مزید تحقیق ہوئی ہے، اس کے بیان کیلئے سب سے پہلے عربی زبان کی دونوں جلی تقسیموں کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

جنوبی یا قحطانی زبانیں جنوبی عربی کی حسب ذیل قسمیں ہیں، سبائی، حمیری، حضرموتی، مہری، حبشی، سبائی، قوم سبا کی، حمیری اصحاب الاخدود کی، حبشی اصحاب الفیل کی زبان تھی، سبائی زبان تو بہت پہلے مردہ ہو چکی تھیں، بقیہ زبانیں ظہور اسلام تک بولی جاتی

[1] مجم یاقوت لفظ عرب۔

تھین، قرآن مجید کے اترنے کے بعد کو تمام عرب مین صرف اپنی زبان رائج کردی، تاہم ان صوبون مین اپنی اصلی زبانون کا اثر ہمدانی کے زمانہ تک موجود تھا، اور موجودہ سیاح بیان کرتے ہین کہ اب بھی ہے، حبشی تغیر زمانہ کے بعد ایک مستقل زبان بن گئی۔ سبائی اور حمیری مین بہت کم فرق ہے، جنوبی اور شمالی زبانون مین موٹے موٹے فرق حسب ذیل ہین:

۱۔ **الفاظ کا فرق**، بہت سے ایسے الفاظ ہین جو جنوبی زبانون مین مستعمل ہین وہ شمالی مین نہین مثلاً المقہ چاند، عرم۔ بند، مزندن، لوح،

۲۔ **معانی کا فرق**۔ لفظ ایک ہے لیکن معنی مین تخصیص، تعمیم یا کسی اور قسم کا فرق ہے مثلاً

لفظ	جنوبی	شمالی
ذو	بادشاہ	والا (جیسے روپے والا)
بیت	قلعہ	گھر
حضر	شہر	مستقل آبادی

۳۔ **قواعد کا فرق**، مثلاً شمالی عربی مین علامت جمع "ن" ہے، جنوبی مین "م" شمالی عربی مین حرف تعریف الف ہے جنوبی مین میم، فرق کے زیادہ واضح کرنے کے لیئے، جنوبی عربی کا ایک کتبہ ہم اصل زبان مین نقل کرتے ہین،

۱ وهیم ۲ داخهو ۳ بنو ۴ کلبت ۵ هقینو ۶ المقه ۷ ذسرن

۸ ذن ۹ مزندن ۱۰ حجن ۱۱ وقههمو ۱۲ بسالهو ۱۳ لوفیهو ۱۴ وسعدهمو ۱۵ نعمتم

شمالی عربی

۱ دهب ۲ واخوه ۳ بنو ۴ کلبه ۵ اقنو ۶ المقه ۷ ذا سرن

۸ ذا ۹ اللوح ۱۰ لانه ۱۱ وقاهم ۱۲ بماسالوه ۱۳ ووفاهم ۱۴ واسعدهم ۱۵ منه

ان زبانون مین سے ہر ایک کے قواعد صرف و نحو و لغت پر جرمن اور فرنچ مین متعدد کتابین لکھی گئی ہین، لیکن افسوس کہ ہماری وہان تک رسائی نہین۔ اہل عرب نے دو تین باتین یاد رکھی ہین مثلاً یہ کہ شمالی عربی کے س کو جنوبی عربی مین ت، اور کاف کو ش کر دیتے تھے جیسے "ناس" کو "نات" اور "علیک" کو "علیش"۔ الف لام تعریف کی جگہ الف میم طاب الھوا کے موقع پر طاب امھوا حرف کو کم کر دینا مثلاً ماشاء اللہ کو مشاء اللہ، چنانچہ کتبہ بالا مین بماسالوہ کی جگہ بمسالھو ہے،

قرآن مجید مین سبائی حمیری زبان کا ایک لفظ "عرم" سبا کے قصہ مین آیا ہے، حبشی کے کئی لفظ جو عرب کے عیسائیون مین اس سبب سے مستعمل تھے کہ جنوب عرب مین عیسائیت وہین سے آئی تھی اسلئے قرآن کی مذہبی زبان مین بھی وہی الفاظ چلے آئے، مثلاً

نفاق، صحف، برھان، جبت، حرج، مائدۃ، مشکوۃ، سورۃ، حواری، تبع، استبرق، درق،

ابن الحائک الھمدانی جو چوتھی صدی کے اوائل مین، یمن مین موجود تھا اور حمیری زبان کا عالم تھا وہ اپنے زمانہ کے قبائل کی زبان کی حالت حسب ذیل لکھتا ہے، اس سے معلوم ہوگا کہ گو عرب مین قرآن مجید کی زبان کی اشاعت کو ساڑے تین سو برس گذر چکے تھے تاہم جنوبی عربی زبان بے نشان نہین ہوگئی تھی، کہتا ہے:

> شحر اور اسعار کے باشندے فصیح اللسان نہین ہین، مہرہ کے باشندون مین عجمیت ہے اہل حضرموت بھی اچھی زبان نہین بولتے، کبھی کبھی کوئی زباندان ان مین نکل آتا ہے، ان مین نسبتہً زیادہ زباندان، کندہ، ہمدان اور کسی قدر صرف کے لوگ ہین مدحج مارب، بیجان، اور قریب والے فصیح اللسان ہین، غیر فصیح آدمی ان مین کم ہین، حمیر

۵۱ مزہر سیوطی صفحہ ۱۰۵، مصر ۵۲ مزہر سیوطی صفحہ ۱۱۰، مصر،

اورجعدہ زباندان نہین، ان کے کلام مین کسیقدر حمیریت ہے، بعض حرفون کو کھینچتے ہین بعض کو حذف کرکے بولتے ہین مثلاً یا ابن العم کو یا بن مَعَم، اِسْمَعْ کو سِمَعْ لج، ابین، اور دثینہ کی زبان اچھی ہے، عدن کی زبان نہایت خراب ہے، مجید، والقداد اشعر کی زبان قابل اعتراض نہین، معافر کے نشیب کی زبان خراب، اور فراز کی زبان اچھی ہے،

کلاع کی زبان خاصی ہے، گو حمیریت کی آمیزش ہے، کلان، جیشان، زاخ، حضر، صہیب اور بدر کی زبان، حمیر کے قریب قریب ہے.. قتاب سے لیکر ذمار تک خالص غیر مفہوم حمیری بولی جاتی ہے، مج کے بلند و پست مقامات کی زبان مثلاً . . . نہ بہت اچھی اور نہ بہت خراب ہے، ان مین کہین کہین حمیریت زیادہ ہے، خصوصاً حضری قبائل مین، اشعر، علیک، اور حکم بن سند جو تھامہ مین ہین انکی زبان قابل اعتراض نہین، لیکن ہان جو دیہاتون مین آباد ہین۔ ہمدان کی . . . زبان عربی اور حمیری ملی ہے، خیدان فصیح اللسان ہین، لیکن انمین حمیریت بہت ہے، سفیان بن ارحب فصیح ہین، لیکن لام کو میم بولتے ہین مثلاً الرجل کے بجائے اَمْرجل زبر کو الف بولتے ہین، مثلاً قید بعیرك کو قید بعیراك اسمائے ستہ کو حالت نصب مین واؤ کے ساتھ بولتے ہین. مثلاً رأیت اخاك کی جگہ، رأیت اخواك، اشعر، عک اہل تہامہ مین حکم، اور عُذر مَطرَۃ، نہم، مُرہبۃ، ذَیبان اور بلحارث جو رحبہ مین رہتے ہین فصیح ہین، .... بنو حرب امالہ کرتے ہین، بنو سعد کی زبان نہایت عمدہ ہے" اہل صنعا، مین خالص عربیت کسیقدر حمیریت کی آمیزش کے ساتھ ہے، اسکے علاوہ یہان ہر قسم کی زبانین اور بولیان ہین، ہر ٹکڑے مین نئی بولی ہے شمام، مَصَانِع، اور تُخلیٰ مین خالص حمیری زبان ہے،

فصاحت اور زبان کی خوبی، مقامی ترتیب کے ساتھ ان قبائل مین ہے:

وادعہ، جنب، یام، زبید، بنی الحارث، نجران کا وہ حصہ جو بنی شاکر کے مسکن سے متصل ہے، یام کی سرزمین تک، پھر سخان، پھر نہد، اور بنی اسامہ، پھر عنز، خثعم ہلال، عامر بن ربیعہ، حجر کا نشیبی علاقہ، دوس، غامد، یشکر، فہم، ثقیف، بجیلہ، بنو علی،

عروض کے صوبہ مین گاؤن کے علاوہ اور مقامات مین فصاحت ہے، حجاز اور نجد زیرین سے شام اور دیار مضر و دیار ربیعہ (عراق) تک ایک حال ہے[1]،

اس تفصیل سے لغوی شہادت کے ذریعہ سے نہایت عمدگی کے ساتھ یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے جسکی ہمنے اس کتاب مین بار بار تکرار کی ہے کہ عرب کا ملک جنوبی اور شمالی دو حصون مین منقسم ہے اور یہ نہ صرف جغرافی، بلکہ نسلی اور قومی تقسیم بھی ہے، جو قبائل حقیقت مین قحطانی النسل ہین، یمن چھوڑنے کے بعد بھی اُن مین حمیریت کا شائبہ موجود ہے، اس نکتہ کو بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ ہمدانی، حمیری اور عربی کا دو حریف زبانون کی حیثیت سے نام لیتا ہے،

شمالی یا اسمٰعیلی زبانین | شمالی زبانون کے حدود تدمر (شام کے قریب) اور حیرۃ (عراق) کے قریب سے شروع ہوتی ہین، ان کی حسب ذیل شاخین ہین، تدمری، نبطی، حجازی، ان مین بھی الفاظ، حروف، معانی اور قواعد کا باہم فرق ہے، دو پہلی زبانون مین ارامی کا اثر زیادہ نمایان ہے تدمری، قرآن کی عربی زبان سے الفاظ مین بہت مغائر ہے، بلکہ عبرانی سے قریب قریب ہے، چنانچہ حسب ذیل تدمری کتبہ سے یہ فرق نمایان ہوگا:

صلمت صفطیا بت (بنت) زبای نهیرنا دنهد قتا (صدیقه)

[1] صفۃ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۳۵ و ۱۳۶، لیڈن،

ملکتا (ملکتہ) سقطیموا زبدا رب (ربّ) حیلا

دبا وزبای رب حیلادی تدمور فترططوا

اقیم لمرتھون بیرح اب دی شنیۃ (سنۃ) ۵۰۲

نبطی جو اصحاب الحجر کی زبان تھی وہ قرآن کی عربی سے بہت قریب ہے، نبطی خط بھی قدیم عربی خط بلکہ کوفی خط تک سے مشابہ ہے، زبان یہ ہے:

تی نفس مر القیس بر عمرو ملک العرب مذحجو ذو اسر التاجرو ملک

الاسدین و نزرو ملوکھم وعرب مذحجو عکدی وجاء یزجو فی حجج

نجران مدینۃ شمرو ملک معدو نزل بنیہ الشعوب و وکلہ لفرس ولروم

فلم یبلغ ملک مبلغہ، عکدی ھلک سنۃ ۲۲۳ بکسلول بلسعہ ذو ولدہ،

عربی زبان

تی نفس امرء القیس، بن عمرو ملک العرب مذحج الذی لبس التاجو ملک

الاسدین ونزار وملوکھم وعرب مذحج حتی الیوم، وجاء یزجی فی

سود نجران مدینۃ شمرو ملک معداً ونزل بنیہ الشعوب ووکلھم للفرس

وللروم فلم یبلغ ملک مبلغہ الیوم ھلک سنۃ ۲۲۳ اسعد الذی ولدہ،

شمالی عرب کے مختلف قبائل مین لہجہ تلفظ، اور الفاظ کی حرکات مین اختلاف تھا، چنانچہ اوائل عہد اسلام تک یہ اختلافات موجود تھے، اسوقت بھی شعراے عرب کے قصائد اور اشعار موجود ہین جو اسلام سے پہلے سو برس کے اندر لکھے گئے، قرآن کی زبان مین جو قرآن مین مستعمل ہوئی ہے نیز اُس عہد کے شعرا کے کلام مین مستعمل ہے اور اگلے قدیم شعراے جاہلیت کی زبان مین زمین آسمان کا فرق ہے، ہم قرآن کے ایک ایک لفظ کا ترجمہ بلا پس وپیش

کر سکتے ہین شعرائے جاہلیت کے کلام کے حل کرنے کیلئے قدم قدم پر لغت کی ضرورت پیش آتی ہے

عربی لغات مین لاکھون الفاظ ہین جو ۱۳۰۰ برس سے کبھی استعمال مین نہین آئے اور نہ قرآن وحدیث مین مستعمل ہوئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف قبائل کی زبانون کے الفاظ کا ایک مخلوط مجموعہ ہے۔ جو قرآن کی عربی کے ماورا ہی

افسوس ہے کہ اہل لغت اور مصنفین صرف ونحو نے ان اختلافات کو بہت کم محفوظ رکھا، کتاب سیبویہ، خصائص ابن جنی اوضح المسالک، مزہر سیوطی مین مختلف استثنائی قواعد اور شعرا کے اشعار خلاف قواعد مشہورہ لکھے ہین، وہ درحقیقت قرآن کی عربی کے قواعد کے خلاف ہون تو ہون، لیکن اپنی اصل عربی زبان کے وہ خلاف نہون گے، عام نحو کی کتابون مین صرف ذُوْ کے متعلق یہ بیان باقی رہ گیا ہے کہ وہ لغت طی مین الذی کے معنی مین ہے، چنانچہ ارامی زبان مین ذُوْ اسی معنی مین شائع تھا، اس کے علاوہ بعض اور باتین بھی محفوظ رہ گئی ہین۔ مثلاً یہ کہ

۱۔ بنو تمیم ہمزۂ ابتدا کو عین کر دیتے تھے، جیسے "اسلم" کو "عسلم"،

۲۔ بنو ہذیل ح کو عین کر دیتے تھے، جیسے "حرب" کو "عرب"

۳۔ بنو قضاعہ ی کو ج کر دیتے تھے، جیسے "تمیمی" کو "تمیمج"

۴۔ بنو سعد ع کو ن کہتے تھے، جیسے "اعطی" کو "انطی"

۵۔ عام عربی مین حرف گ نہین، بنو تمیم گ بولتے تھے،

۶۔ قریش واسد کی زبان مین یائے مضارع کو فتحہ یا ضمہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر قبائل کسرہ دیتے تھے، [illegible]

۷۔ ربیعہ اور مضر مونث مین کاف خطاب کے بعد ش بڑھا دیتے تھے جیسے "علیک" کی جگہ "علیکش"

۸۔ ج کو گ بولتے تھے جیسے جبعة کو گبعة،

اِن اختلافات کے علاوہ، شاذ، منکر، متفرد لغات جو عربی فلسفۂ لغت کی کتابون مین لکھے گئے ہین وہ بھی انھین زبانون کے بقایا ہین، انھین وجوہ سے لغویین عرب کا قول ہے:

ان لغة العرب لم تنتہ الینا بکلیتھا و	عربون کی زبان بتامہ ہم تک نہین پہنچی، جو عربی الفاظ
ان الذی جاء نا عن العرب قلیل عن کثیر	ہمارے پاس محفوظ ہین، وہ غیر محفوظ کے مقابلہ مین
و ان کثیرا من الکلام ذھب بذھاب	کم ہین، بہت سے الفاظ اُن کے بولنے والون کے
اھلہ (مزھر سیوطی ص ۴۳ مصر)	مرجانے سے مرگئے،

یہ زبان، تمام، شمالی عرب مین یعنی حدود یمن سے لیکر شام و عراق تک بولی جاتی تھی لیکن حجاز اور نجد کی زبان سب سے بہتر تھی، اور ان مین بھی قبیلہ بنی سعد اور **قریش** کی زبان۔ اسی لئے آنحضرت صلعم نے ان دو قبیلون کے انتساب پر فخر کیا ہو آپ قریش مین پیدا ہوئے تھے اور بنو سعد مین پرورش پائی تھی،

قرآن مجید مین | قرآن کی زبان کو آٹھ دفعہ عربی، کہا گیا ہے،

۱	اِنَّا اَنزَلنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا	(یوسف)	ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن،
۲	اَنزَلنٰہُ حُکمًا عَرَبِیًّا	(رعد)	ہم نے اُتارا اُسکو عربی حکم،
۳	اَنزَلنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا	(طہٰ)	ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن
۴	قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ	(زمر)	عربی قرآن ٹیڑھا نہین،

۵ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (فصلت) کتاب جسکی آیتین مفصل ہین، عربی قرآن،

۶ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (شوریٰ) عربی قرآن کو تیری طرف وحی کیا،

۷ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (زخرف) ہم نے اُتارا اُسکو عربی قرآن،

۸ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا (احقاف) یہ کتاب ہے جو تصدیق کرتی ہے عربی زبان مین،

دو موقع پر لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ، کہا گیا ہے،

۱ وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ۔ (نحل) یہ عربی مبین زبان ہے،

۲ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ (شعرا) یہ عربی مبین زبان مین ہے،

"مبین" کے لغوی معنی ہین ظاہر کرنے والا، واضح کرنے والا، کھولنے والا، اکثر مفسرین نے ان آیتون سے مین مبین کے یہی لغوی معنی مراد لیے ہین، یعنی قرآن ایسی زبان مین اُتارا گیا جو نہایت فصیح ہے، مطالب کھل جاتے ہین، معانی واضح ہوجاتے ہین سمجھنے مین کوئی دشواری نہین پیش آتی، ارض القرآن جلد اول کے اثنائے تحریر مین خیال آیا کہ مبین کے یہان معنی لغوی نہین ہین، بلکہ بطور علم کے ہین، اوپر گذر چکا ہے کہ ظہور اسلام کے وقت بھی عربی زبان مختلف بولیون اور لہجون مین منقسم تھی، ان مین سے جو فصیح ترین اور شیرین ترین زبان تھی اُسکا نام لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تھا، مثلاً اُردو زبان کا اطلاق، لاہور، دلی، لکھنؤ، بنارس، پٹنہ، کلکتہ، ڈھاکہ، حیدرآباد، بمبئی اور مدراس کی تمام اُردو زبانون پر ہوتا ہے، حالانکہ مختلف اسباب سے ان زبانون مین ذخیرۂ الفاظ، لب ولہجہ، تذکیر و تانیث اور بیسیون قواعد کا اختلاف ہے، تاہم ان سب پر اُردو وہی زبان کا اطلاق ہوتا ہے، لیکن ان مین سے بہترین اور فصیح ترین زبان کو ہم "اُردوی معلی" کہتے ہین، جو قلعۂ دہلی مین بولی جاتی تھی، یا جو اب ہمارے قلم اور شاعری کی زبان ہے، اسی طریقہ سے باوجود اختلافات کے عربی زبان مین ایک

خاص مستند اور ٹکسالی زبان تھی جسمین مختلف قبائل کے شعرا اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتے اور باہم قبائل ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے اور یہی **لسان مبین** تھی،

یہ خیال ایک نظریہ کے طور پر میرے ذہن مین آیا تھا، لیکن اثنائے مطالعہ مین ایسے شواہد بہم پہنچے جن سے معلوم ہوا کہ بعض اور علمائے کبار بھی یہی سمجھتے تھے،

ودی الحاکم فی المستدرک وصححه والبیهقی فی شعب الایمان عن بریدة رضی الله عنه فی قوله تعالیٰ بلسان عربی مبین قال بلسان جرهم (مزهر ص ۱۸)	محدث حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہے اور اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان مین بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ سے مروی ہے کہ لسان عربی مبین مراد لسانِ جرہم ہے،

جرہم، قریش کے ننہالی مورث اوّل کا نام ہے، جس کے خاندان مین حضرت اسماعیل نے شادی کی تھی، یہ روایت اگر صحیح نہ بھی ہو تو بھی اپنے زمانہ کے رُواۃ کے خیال کی مترجم ہے۔ یاقوت نے معجم مین (تحت لفظ عرب) ہشام کلبی کی روایت سے لکھا ہے۔

واللسان السادس ممن انطقه الله فی عربیة بلسان لم یکن قبلهم اسمعیل بن ابراهیم نطقوا بالمبین وهو السادس ممن تکلم بالعربیة هو وبنوه ولسانهم المبین وکتابهم المبین وهو الغالب علی العرب الیوم،	چھٹی زبان جو عرب مین اللہ تعالیٰ نے بلوائی اور جو ان سے پہلے نہ تھی وہ حضرت اسماعیل کو بلوائی، بنو اسماعیل مبین زبان بولے، اور یہ چھٹے بزرگ ہین جو (اس چھٹی) عربی مین بولے اُن کی زبان اور تحریر مبین ہے، اور یہی زبان آج تمام عرب کی زبانون پر غالب ہے،

پھر کہتا ہے، "المبین لمعد بن عدنان" "مبین، معد بن عدنان کی زبان ہے" احادیث

صیحہ مین ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد مین جب قرآن کی نقلین کرائین تو کاتبونکو حکم دیا کہ جس لغت کے تلفظ اور قرأت مین تمھارے درمیان اختلاف ہو اُسکو قریش کے لغت مین لکھو نزل بلغة قریش کہ قرآن قریش کی زبان مین اُترا ہے،

قریش کی زبان کی خوبی اور فصاحت کے دو سبب ائمہ لغت نے بیان کیئے ہین، جو بالکل صحیح ہین، عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جو قوم دوسری قومون سے الگ تھلگ رہتی ہے اور ملتی جلتی نہین، اُسکی زبان خالص اور بے میل رہتی ہے یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے، لیکن ایک دوسری نظر سے یہ نظریہ بہت کچھ قابل ترمیم ہے، عموماً دیکھا گیا ہے کہ جو قومین دوسرون سے الگ اور محفوظ ہین، اُنکی زبان محدود اور مفلس ہوتی ہے یہی سبب ہے کہ وحشی قومون کی زبانین ہمیشہ عمدہ اور وسیع خیال کے ادا کرنے سے قاصر رہتی ہین، دیہات کی زبان اسی اُصول کی بنا پر عدم اختلاط کے باعث دوسری زبانون کی اثر پذیری سے گو محفوظ رہتی ہے، لیکن اسی کے ساتھ لطیف و نازک جذبات، اور بلند و عالی خیالات کی تعبیر سے قاصر رہتی ہے، اسلام کے سو دو سو برس پہلے سے تمام قبائل عرب مین صرف قریش کا قبیلہ اِس لحاظ سے ممتاز تھا۔ کہ اُسکا گذر تجارتی ذرائع سے نہ صرف عرب کے گوشہ گوشہ مین بلکہ آس پاس کے ممالک مین بھی ہوتا تھا، اس بنا پر اُسکی زبان مین دوسری زبانون کے اعتبار سے زیادہ وسعت، اور زیادہ ہمہ گیری پیدا ہو گئی ہو گی، مذہبی خیالات کے ادا کرنے کیلئے، جسکا عربی زبان مین اُسوقت تک وجود نہ تھا، ایک ایسی ہی زبان کی ضرورت تھی، جسمین ان خیالات کے ادا کرنے کیلئے الفاظ ہون، اور دیگر قدیم المذاہب زبانون سے اُسکا رابطہ اور ارتباط ہو جسکی بنا پر اُن سے الفاظ، عاریۃً حاصل کیئے جا سکین، تمام عرب مین ایسی زبان صرف

قریش کی ہو سکتی تھی،

دوسرا سبب یہ ہی کہ گو تمام عرب مین مقامی تجلے تھے، جہان مراسم حج ادا ہوتے تھے، مقامی میلے بھی لگتے تھے؛ لیکن تمام ملک کا سالانہ مجمع صرف مکہ ہی کی سرزمین مین اکٹھا ہوتا تھا، ملک کے ہر گوشہ سے لوگ یہان یکجا ہوتے تھے **عکاظ** کا میلہ عرب کی اکاڈیمی تھی، اس بنا پر شہر مکّہ کی زبان ایک ایسی زبان ہوگی جو عرب کی تمام زبانون کا خلاصہ اور عطر ہوگی، شعرائے عرب بھی اس موقع پر جبکہ عرب کے تمام گوشون سے لوگ سمٹکر ایک نقطہ پر جمع ہوجاتے تھے، اپنی شاعری کیلئے ایسی زبان اختیار کرتے ہونگے جو عرب کی عام اور مشترک زبان ہوگی اور جسکو عرب کا بچہ بچہ سمجھ سکتا ہوگا، اور وہ تقریباً مکّہ ہی کی زبان ہو سکتی ہی، یہی سبب ہی کہ شعرائے عرب کے قصائد کی زبانون مین اختلافات کے باوجود ایک قسم کی ہمرنگی اور ہمواری پائی جاتی ہی، تمام عرب کو مخاطب کرنے کے لیئے وحی الٰہی کو اسی قسم کی زبان درکار تھی،

ادیان العرب قبل الاسلام

یعنی

اسلام سے پہلے عرب کے مذاہب

مغرور انسان کی اندرونی حالت یہ ہی کہ وہ قدم قدم پر اپنے عجز اور بیچارگی کے اعتراف پر مجبور ہی، اور اُسکا یہی اعتراف ایسی طاقتون کی تلاش پر آمادہ کرتا ہی جو اُسکے عجز و بیچارگی کی تلافی کر سکے، انسان آغاز تخلیق مین اپنے سوا ہر شے سے جھجکتا تھا اور ڈرتا تھا اور اسلیئے ہر شے سے وہ اپنی مدد کا طالب تھا، گھنا درخت، اونچا پہاڑ، پُر شور دریا، خوفناک جانور انمین سے ہر چیز اُسکا خدا تھی،

وہ ایک مدت کے بعد جب ان سے آشنا ہوا، اور ان قوتون کو اچھی طرح آزما چکا، تو زمین سے اوپر آسمان کی طرف اُسکی نظر اٹھی، یہان ہر ستارہ اسکو اپنا معبود نظر آیا، سب سے بڑے انمین سات سیارے دکھائی دیئے۔ یہ ساتون آسمان و زمین کے تمام مہمات کے کارکن سمجھے گئے، انسان کی مختلف ضرورتون کا ایک ایک قادر علی الاطلاق مانا گیا، کوئی حسن کی دیوی تھی، کوئی لڑائی کا دیوتا تھا، کوئی زندگی اور موت کا خزینہ دار تھا، کوئی علم و کمال کا خدا تھا، آفتاب کا جاہ وجلال اور چاند کا حسن وجمال خداوند اعظم ہونے کا بہترین استحقاق تھا، یہ سورج، چاند، اور مختلف الاشکال ستارون کے جھرمٹ اُسکی نگاہون سے اتنی دور تھے کہ انسان اُنکو پیار نہین کر سکتا تھا، اور نہ اُنکی خدمتگذاری کا فرض ادا کر سکتا تھا، اس لیئے

اُنکی خیالی مورتین بناکر اپنے تخانون کی اسنے بنیاد ڈالی'

اِن ستارون کی کمزوری کا راز بھی جب افشا ہوا تو غیر محسوس روحون کا تسلط شروع ہوا، اور چونکہ وہ بھی آنکھون سے اوجھل تھے متخیلہ نے جن اشکال مین جا ہا اُن کی تصویر کھینچکر سامنے رکھی، اُنکی عظمت و اقتدار کے لحاظ سے مٹی، پتھر، چاندی، سونے اور جواہرات کے اُن کے مجسمے تیار کیے، اُن کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اُن پر خون کے چھینٹے دیے گئے، اُن کو خوش رکھنے کے لیے اُن کو بیش قیمت نذرانے پیش کیے گئے۔

اِس اثنا مین انسان کی مختلف آبادیون مین اُسکے مرتبۂ فہم اور درجۂ ترقی کے مناسب تعلیمات لیکر **انبیأ** اللہ تعالیٰ کی طرف سے دُنیا مین آتے رہے،

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اپنے وقت مین فرزندان سام مین مبعوث ہوتے رہے، کچھ لوگون نے اُنکو مانا اور اُنکی الگ الگ اُمّتین بنین، کچھ ایسے مغرور انسان بھی ہمیشہ رہے ہین جو اپنے زعم باطل مین اپنی ہستی سے بڑی کوئی دوسری چیز نہین مانتے، یہ ملحد اور دہریہ ہین'

عرب کی سرزمین عجب سرزمین تھی، یہان انسان کے مذہبی ارتقا، کے ہر درجہ کی مجسم تاریخ موجود تھی، اجسام پرست، ستارہ پرست، بت پرست، ارواح پرست، ابراہیمی، موسوی، عیسوی، اور ملحد و دہریہ فرقہ کے لوگ موجود تھے، لیکن استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا عام قومی مذہب ستارون اور روحون کے خیالی مجسمونکی پرستش تھی'

ہم نے عرب کی تمام قومون کو مخصوص اور واضح باہمی امتیازات کی بنا پر تین طبقون پر منقسم کیا ہے، **امم سامیۂ اُولیٰ**، یا عرب بائدہ، **امم قحطانیہ** یا عرب عربادہ

بنو ابراہیم یا عرب مستعربہ، من جملہ اور امتیازات اور تفریقون کے ان تینون طبقون مین ایک مذہبی امتیاز اور تفریق بھی ہے،

امم سامیہ اولی کا مذہب — امم سامیہ اولیٰ مین عاد ثمود، جرہم وغیرہ قبائل داخل ہین، اُنکی آبادی بتائی جاچکی ہی کہ عرب سے لیکر عراق و شام و مصر تک پھیلی ہوئی تھی، اس بنا پر ان قومون کا مذہب وہی ہو سکتا ہی جو ان ممالک کے اندر اس عہد مین رائج تھا، عربی تاریخون سے صرف اسقدر پتہ چلتا ہی کہ یہ قومین بت پرست تھین، لیکن کن بتون کی پرستش کرتی تھین اور اُنکی بت پرستی کے اُصول اور مراسم کیا تھے؟ اسکی تفصیل نہین ملتی، صرف قبیلۂ جدیس کی نسبت معلوم ہی کہ وہ کُثریٰ نام ایک بت کو پوجتا تھا[1]، قرآن مجید نے عاد اور ثمود کے ذکر مین حضرت ہود اور صالح کی زبانی صرف اسقدر کہا ہی، کہ وہ خداے برحق کو چھوڑ کر اور بہت سے خداؤن کو پوجتے تھے اور اُن کے الگ الگ نام رکھ لیتے تھے۔ حضرت ہود اپنی قوم عاد کو سمجھاتے ہین،

اتجادلوننی فی الاسماء سمیتموھا انتم و اباءکم — کیا تم مجھ سے اُن نامون مین جھگڑتے ہو جنکو تمنے اور تمھاری
مانزل اللہ بھا من سلطان (اعراف) — اسلاف نے رکھ لیا اور خدا نے اُنکی کوئی دلیل نہین اُتاری۔

اُنکی قوم کہتی ہے۔

قالوا اجئتنا لنعبد اللہ وحدہ ونذر ماکان — کیا تم اسلیئے میرے پاس آئے ہو کہ ہم ایک خدا کو پوجین اور
یعبد اباءنا (اعراف) — جنکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اُنکو چھوڑ دین،

اس سوال وجواب سے معلوم ہوتا ہی کہ عاد خدا کے ساتھ اور خداؤن کو بھی پوجتے تھے، ثمود کا بھی یہی حال تھا، وہ اپنے پیغمبر کو کہتے ہین،

---

[1] یعقوبی ج اول ادیان العرب، قاموس فیروز آبادی (لفظ کُثریٰ)

قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوا قبل ھذا اے صالح تم سے تو پہلے بڑی توقعات تھین کیا تم اس سے روکتے ہو

اتنھنا ان نعبد ما یعبد اباؤنا۔ جسکو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اُنکو ہم بھی پوجین۔

حضرت صالح فرماتے ہین،

یٰقوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہ غیرہ، بھائیو! خدا کو پوجو اُسکے سوا کوئی خدا نہین،

اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر عرب مین نہین تو دوسرے ملکو نمین اِن کے مذاہب کے متعلق کوئی تفصیل مذکور ہے؟ عرب سے باہر بابل، شام اور مصر مین جو مذہبی مراسم اِن قومون کے جاری تھے انھین پر انکی عرب آبادی کو بھی قیاس کرنا چاہیے، ممالک مذکورہ کے متعلق قدیم کتبات اور تحریرون کے چھان بین سے یہ نظر آتا ہے کہ اُس زمانے مین قاعدہ یہ تھا کہ قومین مختلف آبادیون پر منقسم ہوتی تھین ہر آبادی مین دو بڑی عمارتین ہوتی تھین، ایک بیت الحکومت اور ایک ہیکل، آبادی کا حاکم بیت الحکومت مین رہتا تھا، اور ہیکل آبادی کے کاہن کا مسکن ہوتا تھا اور انھین دونون کی شرکت سے آبادی پر دُنیادی اور مذہبی حکمرانی کی جاتی تھی، اور جسطرح ہر آبادی کا الگ شیخ یا حاکم ہوتا تھا، اِسی طرح ہر ہیکل مین ایک بُت ہوتا جو اُس گاؤن کا محافظ خیال کیا جاتا تھا، جب دو آبادیونکے رہنے والون مین جنگ ہوتی، تو گویا اِن دونون آبادیون کے دیوتاؤن مین جنگ ہوتی، فاتح مفتوح کے دیوتا اُٹھا لیجاتا مفتوح اُسوقت تک دم نہین لیتے تھے جب تک لڑکر یا منت سماجت کرکے اپنا دیوتا واپس نہین لیتے تھے، چنانچہ اِن قومون کے قدیم کتبات مین اِس قسم کے یادگاری پتھر بکثرت ملتے ہین

ہم نے آغاز باب مین لکھا ہے کہ جب انسانون مین کسیقدر تہذیب و تمدن پیدا ہوا تو مخلوقات ارضی سے ہٹکر دیکھا تو آسمان کے بلند اور روشن ستارے اُن کو خداوندی کے بہترین مستحق نظر آئے چنانچہ اُن کی پرستش شروع ہوئی، مشہور عرب مورخ مسعودی نے لکھا ہے کہ چونکہ

یہ ستارے نکلتے اور ڈوبتے رہتے تھے، اسلیئے انکی متخیلہ شبیہین بنا بنا کر لوگون نے اُن کو پوجنا شروع کیا، اور اسطرح بت پرستی کی ابتدا ہوئی، یہ نظریہ بظاہر غلط نہین معلوم ہوتا، اسلئے لائق قبول ہے،

ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ستارہ شناسی کا آغاز انھین بدوی سامیون سے ہوا ہے آب وہوا اور جغرافی خصوصیات کی بنا پر ان مقامات کی فضائے آسمانی ابر اور گرد و غبار سے عموماً صاف رہتی ہے، بدوی سامی راتون کو اپنے بھیڑ بکری اور مویشی کے گلون کو لیکر آسمانی خیمون کے سایہ مین رات بسر کرتے تھے، جبکہ ہمیشہ انکے کھلتی سامنے صحیفۂ آسمانی کھلا نظر آتا،

پہلی جلد مین بہ تفصیل دکھایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم جس زمانہ مین پیدا ہوئے ہین، بابل اور مصر پر بھی قدیم سامی قومین حکمران تھین، جنکو ہم عاد و ثمود کہتے ہین حضرت ابراہیم کی خداشناسی کا جو تدریجی تخیل قرآن نے بیان کیا ہے اسکو ہمارے بیان کردہ نظریہ سے کلّی تطابق ہے، پہلے ان آیتون کو پڑھیے۔

اذ قال ابراهيم لابيه آزر اتتخذ اصناما الهة	ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تو نے آپ خدا ٹھہرائے
انی اراك وقومك فی ضلال مبين، وكذلك	ہین آپکو اور آپکی قوم کو کھلی گمراہی مین دیکھتا ہون، ہم
نری ابراهيم ملكوت السموت والارض ليكون	اسطرح ابراہیم کو آسمانون کی اور زمین کی بادشاہی دکھاتے
من الموقنين فلما جن عليه الليل رای	تھے کہ وہ ایمان والون مین ہو، جب رات نے اُسپر پردہ
كوكبا قال هذا ربی فلما افل قال لا احب الافلين	ڈالا ستارہ کو دیکھا تو بولا یہ میرا خدا ہے جب وہ چھپ گیا تو
فلما رای القمر بازغا قال هذا ربی فلما افل	کہا مین چھپ جانے والے کو نہین پیار کرتا جب چاند کو دیکھا کہا یہ
قال لئن لم يهدنی ربی لاكونن من القوم	میرا خدا ہے جب وہ بھی ڈوب گیا، بولا اگر میرا پروردگار ہدایت نہ کرتا تو

الضالین، فلما رای الشمس بازغۃ — گمراہونمین ہوتا، جب آفتاب پر نظر پڑی بولے، یہی میرا
قال ھذا ربی، ھذا اکبر فلما افلت قال — پروردگار ہی، یہ سب سے بڑا ہی، جب وہ بھی ڈوب گیا، کہا اے
یقوم انی بری مما تشرکون انی وجھت — بھائیو مین اُس سے برأت کرتا ہون جسکو تم خدا کا شریک
وجھی للذی فطر السموات والارض — کہتے ہو، مین اپنا مُنھ اُسکی طرف کرتا ہون جسنے آسمانونکو
حنیفا وما انا من المشرکین، — اور زمین کو پیدا کیا، مین مشرکونمین سے نہین،

حضرت ابراہیم نے اِن ستارونمین سے جو اُنکی قوم کے دیوتا تھے، ہر ایک کی حالت پر غور کیا، اِن مین سے کوئی اُن کو خدائی کا مستحق نظر نآیا اور آخر اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا کہ مین ان کے آگے نہین، بلکہ ان کے پیدا کرنے والے کے آگے اپنا سر جھکاتا ہون دوسری دفعہ جب اُن کو ایک مذہبی تہوار مین اپنے دیوتاؤن کے حضور آنے کی دعوت دیجاتی ہی تو اُسوقت بھی قرآن کہتا ہے،

فنظر نظرۃ فی النجوم وقال انی سقیم — ایک نظر بھر کر ستارونکو دیکھا اور کہا مین بیمار ہون۔

مفسرین اِس امر مین مضطرب البیان ہین کہ یہ ستارون کے دیکھنے کا کونسا موقع تھا؟ لیکن مین سمجھتا ہون کہ یہ اسلیئے تھا تاکہ اُن کے رشتہ دارون اور ہموطنون کو یہ نظر آئے کہ یہ اُن کے دیوتاؤن سے مشورہ لے رہے ہین، اور وہ اُن کو کسی قابل سمجھتے ہین، ایک دوسرا نکتہ یہ ہی کہ جب انسان کے سامنے کچھ چیزین پیش ہوتی ہین، اور وہ متردد ہوتا ہی کہ ان مین سے کس کو قبول کرے تو اکثر ایسا ہوتا ہی کہ اپنے فیصلہ سے پہلے اُن چیزون پر ایک آخری نگاہ ڈال لیتا ہی، حضرت ابراہیمؑ نے آخری فیصلہ سے پہلے اِن ستارون کی حقیقت پر ایک[1] نظر اور ڈال لی، یہ آخری فیصلہ کا موقع اسلیئے تھا کہ اس عظیم الشان تہوار مین عدم شرکت گویا

[1] عربی مین نظر فیہ کے معنی بغور دیکھنے کے ہین، مطلق دیکھنے کے نہین ہین،

اُنکا اپنی قوم کو اعلان جنگ دینا تھا، قرآن مجید کہتا ہو کہ ستارہ پرستی کے ساتھ بت پرستی بھی اِس قوم کا شیوہ تھا، حضرت ابراہیم کی زبانی مذکور ہے،

اذ قال ابراھیم لابیہ آزر اتتخذ اصنامًا الھۃ (انعام) جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ آپ بتونکو اپنے خدا بناتے ہین،

سورۂ انبیاء مین ہے،

اذ قال ابراھیم لابیہ وقومہ ماھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون، جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور قوم کے لوگون سے کہا یہ کیا مورتین ہین جن کو آپ گھیرے رہتے ہین،

سورۂ عنکبوت مین ہے،

انما تعبدون من دون اللہ اوثانا وتخلقون افکا خدا کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو، جھوٹ گھڑ کر،

حضرت ابراہیمؑ کے پرپوتے حضرت یوسفؑ عاد کی اُس جماعت کو جو مصر پر حکمران تھی خطاب فرماتے ہین،

یٰصاحبی السجن ء ارباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القھار ما تعبدون من دونہ الا اسماء سمیتموھا انتم واباءکم (یوسف) یارانِ زندان! یہ جدا جدا معبود اچھے یا ایک زبردست خدا؟ تم چند (بے معنی) نامون کی پرستش کرتے ہو جنکو تمنے اور تمھارے باپ داداؤن نے گھڑ لیا،

اُصول مذکورہ کے مطابق یہ بت انھین کواکب کی شبیہ ہونگے،

مجموعۂ توراۃ سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ یہ قوم بت پرست تھی، سِفر یوشع مین ہو:

تمھارے باپ دادے، تارح، ابراہیمؑ کا باپ اور ناحور (ابراہیم کے دادا) قدیم زمانے مین نہر (فرات) کے پار رہتے تھے، اور غیر معبودونکی بندگی کرتے تھے (۲۴-۲)

حضرت یعقوب (حضرت ابراہیمؑ کے پوتے) کنعان سے حران اپنے خاندان مین ماموں کی لڑکی سے شادی کرنے گئے تھے، صاحبزادی جب باپ سے رخصت ہونے لگیں

تو باپ کے قیمتی بت چرالائین (تکوین ۳۱-۳۳) باپ کو معلوم ہوا تو بیٹی سے اپنے بت واپس لینے کیلیئے پیچھے گہار لیکر دوڑے، (تکوین ۲۰-۲) حضرت ابراہیم جب شام گئے ہین تو یروشلیم کا مذہبی کاہن اُن کے استقبال کو نکلا ہے' اس کاہن کا نام ابی مالک تھا (تکوین

اس زمانہ کے سامیون کا یہ اعتقاد تھا کہ تمام دُنیا ارواح سے بھری ہوئی ہے' جن مین زیادہ تر ارواح خبیثہ' اور کچھ ارواح طیّبہ ہین' اُن کے مذہب کا خلاصہ یہ تھا کہ ارواح خبیثہ کو نذر و نیاز' قربانی اور چڑھاوے سے خوش رکھنا اور ارواح طیّبہ کی مدح وثنا کر کے اُن کے مقابلہ کیلئے تیار کرنا ان مین سے ہر روح کا مسکن ایک ستارہ ہے' بابل کے کھنڈرون مین جو تختیان اور ہیکلون کے جو کتبات پڑھے گئے ہین اُن مین بیسیون معبودون کے نام ملے ہین' ذیل مین شہرون کے نام کے ساتھ اُن کے کچھ دیوتاؤن کے نام لکھے جاتے ہین' ان کا ماخذ لیر LAYARD کی کتابین ہین'[ا]

شہر کا نام	معبود کا نام	معنی
ایریدو	ای (یا ایا)	پانی کا دیوتا
اور	سِن	چاند
لارسہ	شمش	آفتاب
اور وخ (عراق؟)	آنو	تاریکی اور آسمان کا اور ستارونکا دیوتا
	اشتار	ستارہ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
لاغش	ننگرسو	

[ا] اس مصنف کی دو کتابین ہین' نینوی اینڈ اِٹس ریمینس (نینوی اور اُسکے آثار باقیہ) مطبوعہ ۱۸۴۹ء دوسری ڈسکوریزان دی رومینس آف نینوی اینڈ بیلونیا (نینوی اور بابل کے کھنڈرون کے اکتشافات) مطبوعہ ۱۸۵۳ء

شہر نام	معبود کا نام	معنی
نپّور	انلیل	زمین کا دیوتا
ایسن	بیلت ایسن	قوت کی دیوی
کشن	زمامہ	
کوتو (کوثیٰ)	نرغل (یا نرگال)	ستارۂ مریخ (لڑائی اور قہر کا دیوتا)
بابیلو (بابل)	مردوک	ستارۂ مشتری (روشنی کا دیوتا)
بارسپ	نبو	ستارۂ عطارد (علم کا دیوتا)
سپّور	شمش	آفتاب
اکّاد	اینتو	چاند (خوشحالی کا دیوتا)
"	اشتار	زہرہ
اشور	اشور	لڑائی کا دیوتا
نینوی	اشتار	ستارہ زہرہ
اربابل (اربل)	اشتار	ستارۂ زہرہ (محبت اور حسن کی دیوی)
حرّان	سن	چاند

مشترک خداؤن مین سے **بیل** جو دوسری سامی زبانون مین **بعل** ہی، اسکے معنی قوت اور تسلّط کے ہین، بعل کے دوسرے معنی قوی، سُلطان اور مالک کے ہین، عربی مین اسی سے بعلؔ کے معنی شوہر کے ہین، یہ بابل کا حال ہی، مصر مین بھی سامیۂ اولیٰ کے زمانہ مین اسی قسم کی ستارہ پرستی جاری تھی، سب سے بڑا دیوتا آفتاب تھا جس کو وہ اپنی زبان مین رَعؔ کہتے تھے، اُن کے دار الحکومت کا نام مدینۃ الشمس تھا، جس کو مصری "ان" کہتے تھے

یعنی آفتاب دیوتا کا مندر تھا، بادشاہ آفتاب دیوتا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا اسلیئے اُس کا لقب رعمسیس ہوتا تھا یعنی "ابن الشمس" یہی سبب ہے کہ سلاطین مصر کو دعوائے خدائی تھا، قوم نوح، عاد، ثمود، قوم لوط، قوم ابراہیم، مدین، اور فرعون مصر کی تباہی کا حال بیان کرکے قرآن مجید کہتا ہے:

ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ (هود)

یہ ان آبادیوں کے حالات ہیں جو تم سے بیان کرتے ہیں ان میں کچھ تو اب تک باقی ہیں، کچھ برباد ہوگئے، ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اپنے پر آپ اُنھوں نے ظلم کیا، ان کے دیوتاؤں نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا،

توراۃ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم مصر تشریف لے گئے تھے، اور اسوقت وہاں قوم عاد کی حکومت تھی، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا ایک بادشاہ سے مناظرہ کا حال مذکور ہے، جو خدائی کا مدعی تھا،

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِىْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِىْ كَفَرَ (بقرہ)

تم نے اُسکی طرف نہیں دیکھا جسنے ابراہیم سے اُسکے خدا کے بارہ میں حجت اسلیئے کی کہ خدا نے اُسکو بادشاہی دی تھی، جب ابراہیم نے اُس سے کہا کہ میرا خدا وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اُسنے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں ابراہیم نے کہا میرا خدا آفتاب کو مشرق سے نکالتا ہے تم مغرب سے نکالو، اس دلیل کو سنکر وہ کافر کچھ جواب نہ دے سکا،

سلہ تکوین ۱۳، سلہ ارض القرآن، جلد اول ص ۱۵۰،

حضرت ابراہیم نے اپنی اس دلیل مین بادشاہ کی بیچارگی و عاجزی کے ثابت کرنے کے علاوہ، آفتاب دیوتا کی بندگی اور غلامی بھی ثابت کی ہی کہ اُسکو کوئی اِدھر اُدھر چلانیوالا ہی حضرت موسیٰ کے سامنے بھی شاہ مصر نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا،

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ؎ — مین تمھارا بڑا دیوتا ہون،

لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِي لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِيْنَ (شعراء) — اگر میرے سوا کسی اور کو تمنے خدا بنایا تو تمکو قیدیون مین کر دونگا۔

يَا اَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِي، (قصص) — اے درباریو اپنے سوا تمھارا کوئی اور خدا مین نہین جانتا۔

گو یہ زمانہ سامیون کا نہ تھا، مگر معلوم ہوتا ہی کہ اُنکا مذہب جو مصری مذہب تھا، اُس وقت بھی باقی تھا، رَع یعنی آفتاب کے علاوہ مصر مین اور بہت سے دیوتا اور دیویان تھین، ہر شہر کا ایک خاص مالک دیوتا تھا، پھر شہر کے ہر گھر کا الگ، اور گھر کے ہر آدمی کا الگ الگ دیوتا تھا، کل ملک مین ۱۹ دیوتا اور ۱۱ دیویان بڑی تھین، ان کے نام طوالت کے خوف سے قلم انداز ہوے ہین،

امم سامیہ اولیٰ مین ہماری تحقیق کے مطابق تین پیغمبر مبعوث ہوئے حضرت ابراہیم اُن قبائل سامیہ مین مبعوث ہوئے، جو بابل، شام اور مصر مین آباد تھے، اور سفر تکوین کے روسے آپ کی ان تین ملکون مین آمد و رفت اور سفر و اقامت ثابت ہی، حضرت ہود اُن قبائل مین پیدا ہوئے جو جنوبی عرب مین سکونت پذیر تھے، اور حضرت صالح شمالی عرب کے سامیون کے پیغمبر تھے، الغرض ان دھندلے بیانات سے کسی قدر یہ روشن ہوتا ہی کہ امم سامیہ اولیٰ یعنی عاد و ثمود وغیرہ کا مذہبی تخیل کیا تھا، اور خدا کے یہ تین فرستادہ پیغمبر اُن کو کن باطل پرستیون سے روکتے تھے،

؎ مصر کے قدیم مذاہب کی تفصیل عربی کی مستند کتاب سواد السبیل فی سکان وادی النیل مصنفہ پروفیسر ولس مطبوعہ ۱۸۸۹ء، ج ۱، ص ۲۰۰ سے ماخوذ ہے۔

اہل معین جنوبی عرب کی ایک قدیم سامی قوم اہل معین کے حالات پہلی جلد میں گذر چکے ہیں، یہ قوم بھی ستارہ پرست تھی، بابل کے دیوتا یہاں بھی پجتے تھے، ان کے علاوہ کچھ خاص عرب کے دیوتا بھی اُن کے معبودوں کی فہرست میں شامل تھے جنہیں کتبات میں حسب ذیل بتوں کے نام ملتے ہیں،[1]

عشتار	یہ وہی دیوتا ہے جو بابل میں اشتار تھا، یعنی ستارۂ زہرہ،
وَدّ	محبت کا دیوتا (عربی لفظ وَدّ: محبت)
نکرُہ	نفرت وعداوت کا دیوتا (عربی لفظ کرہ: ناپسندیدگی)
شمس	آفتاب، یہی لفظ بابل میں شمش تھا۔

ان میں سے **عشتار** بڑا دیوتا تھا، شمالی عرب میں معین کا جو کتبہ ملا ہے اس میں کتبہ نگار اپنے آقا کی بخیریت جنگ سے واپسی پر عشتار دیوتا کا شکریہ ادا کرتا ہے[2]۔

بنو قحطان یا جنوبی عرب جنوبی عرب یعنی یمن و حضرموت، میں جو عاد وغیرہ قبائل کا اصل مسکن تھا، اور بابل کے ملک میں جہاں وہ کسی زمانے میں حکمران تھے، باہمی تعلقات کے متعدد دلائل جلد اول میں گذر چکے ہیں، اُن میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان دونوں ملکوں کے مذہبی تخیل میں نہایت شدید تشابہ ہے، اس اجمال کی تفصیل کا اب موقع ہاتھ آیا ہے،

بنو قحطان، جو امم سامیۂ اولی کے بعد جنوبی عرب میں برسرِ اقتدار ہوگئے تھے، واقعات تاریخی اور آثار عتیقہ دونوں کی بنا پر ستارہ پرست تھے، مختلف قبائل میں مختلف ستاروں کی

[1] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱ ص ۳۷۹ و برٹانیکا طبع ۱۱ ص ۵۰۹، ج ۲۳
[2] اصول الانسانیۃ (ہیومن اوریجن) مصنفہ سموال لینگ، فصل عرب،

پرستش ہوتی تھی، ان ستارون کے نام سے ہیکل قائم تھے، اور وہان انکی خیالی مورتین بناکر رکھی گئی ہین، ہیکلون کے پاسبان اور عہدہ دار جنکو کاہن کہتے ہین متعین تھے، ان ہیکلون مین لوبان اور خوشبودار لکڑیان جلائی جاتی تھین،

بنوقحطان مین سب سے پہلے ہماری ملاقات قوم سبا سے ہوتی ہی، اس قوم مین زیادہ تر آفتاب کی پوجا ہوتی تھی، قرآن مجید ہُدہُد کی زبان سے ملکہ سبا کے تذکرہ مین کہتا ہے،

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (نمل) — مین نے سبا کی ملکہ اور اُسکی قوم کو پایا کہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے تھے،

یہودیون کی بنیم مین جہان سبا ذکر ہی، اُنکی آفتاب پرستی کا تذکرہ نہین، لیکن ترگوم مین یہ تفصیل موجود ہی، چنانچہ ہُدہُد کے قصہ مین ہے کہ:

"جبکہ ملکہ آفتاب کی عبادت کو جارہی تھی" (جوئش انسائیکلوپیڈیا ج ۱۱ ص ۲۳۶)

یونانی مورخ تھیوفرستینس جو حضرت عیسیٰ سے ۳۱۲ برس پہلے اور اسلام سے تقریبًا ۹۰۰ برس پیشتر اور سبا کا معاصر تھا، بخورات کے ذکر مین لکھتا ہے،

یہ ملک سبا سے متعلق ہی جو بخورات کی بڑی حفاظت کرتے ہین، ان بخورات کا ڈھیر آفتاب کے ہیکل مین لایا جاتا ہی جو اس ملک مین نہایت مقدس سمجھا جاتا ہے[۱]،

عرب کے علمائے انساب متفقًا بیان کرتے ہین کہ قوم سبا کے مورث اعلیٰ کا نام عبدشمس تھا، جس کے معنی "پرستار آفتاب" کے ہین، علمائے اسلام نے دوسری یا تیسری صدی مین یمن کی ایک کتبہ مین یہ فقرہ پڑھا تھا،

سلہ ہیرن کی ہسٹاریکل ریسرچیز ج ۱ ص ۳۵۱،

هذا ما بنی شمر یدعش لسید تو الشمس[1]　　　شمر یرعش بادشاہ نے یہ سورج دیبی کے لیئے بنایا،

آجکل یمن کے آثار قدیمہ کی جو تحقیقات ہوئی ہی، اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب کے علاوہ اور ستارون کی بھی یہان پرستش ہوتی تھی، کتبون مین جابجا ان معبودونکے نام ہین، اور اُن کے نامسے برکت اور اعانت کی درخواست کی گئی ہی، یا اُنکا شکریہ ادا کیا گیا ہی، ڈیوڈ ہنرخ مولر D. H. Muller جس نے برٹانیکا طبع یازدہم مین قوم سبا Sabaeans پر مضمون لکھا ہی، بیان کرتا ہے:

"اجرام سمادیہ کی پرستش یمن مین نہایت شائع تھی، اس کی شہادت عربون کی تحریرونسے بھی ملتی ہی، آفتاب پرستی، سبا کی قوم مین اور ہمدانیون[2] مین مخصوص طور سے معلوم ہوتی ہی، یونانی مورخ (پلینی کے بیان مین سبوتا کا سائی اگر درحقیقت سورج دیوی شمس تھا، تو اسکی تشریح سبائی اثر واقتدار سے کی جا سکتی ہی یعنی سبا والون کے اثر سے وہان آفتاب پرستی پھیلی) قوم سبا کی شمس[3] دیوی تھی، حالانکہ اہل معین کا خاص دیوتا عشتار مذکر تھا، جسکی مختلف نامون سے پوجا کی جاتی تھی، سب سے عام نام "عثتا رشرقی" اور "عثتا رذوگبد" ہے، وَدّ (محبت) اور نِکرَہ (نفرت) محبت اور نفرت کے دیوتا بھی ممکن ہی کہ اسی عشتار کی دوسری شکلین ہون"

"اہل سبا بھی عثتار کو مانتے تھے، لیکن اسکے ساتھ ایک اور دیوتا اَلمَقَہ بھی اُنکے ہان ہی، المقہ ہمدانی[4] کے بیان کے مطابق ستارۂ زہرہ کا نام ہی، اِس بنا پر المقہ اور عثتار کو باہم ایک سمجھا جاتا ہی، چاند دیوتا (جو بابل مین) سن تھا، شوہ (واقع حضرموت)

[1] حمزہ اصفہانی ص ۱۱۰ کلکتہ۔ [2] یمن کا ایک قبیلہ، [3] عربی زبان مین شمس کا لفظ مؤنث ہے، [4] اس عرب مصنف کا حال ارض القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۲ مین پڑھو،

کے ایک کتبہ مین نظر آتا ہی لیکن ہمدانی کا بیان ہی کہ "ھَوْبَس" (ستارہ) قوم سبا کا چاند دیوتا تھا شبوہ کے کتبہ مین عثتار، سن (چاند) کا باپ بتایا گیا ہی یہ قابل توجہ ہی کہ یہ دونون دیوتا بابل کے افسانہ مین بھی باہم قریبی رشتہ دار ظاہر کیئے گئے ہین، یہ افسانہ "اشتار" کی اولاد ہادِس کا ہی جسمین اشتار (زہرہ) کو سن یعنی چاند کی بیٹی کہا گیا ہی ایک اور کتبہ مین عثتار کی مان آفتاب کو کہا گیا ہے، ....؛

"کتبہ کے تین بتون کے نام قرآن مین بھی ہین، یعنی ود، یغوث اور نسر۔ ثعلب ایک دیوتا کا نام ہونا درخت پرستی کو ان مین ظاہر کرتا ہی چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کے نام چھوڑ دینا چاہیئے لیکن (اہل سبا کے) حرم ریام کا ذکر ضروری ہی جہان چاند اور سورج کی مورتین رہتی تھین، ——————— "قدیم سامی[۱] رواج کے مطابق مختلف موسمون مین، مختلف دیوتاؤن کے جاترے کو لوگ جاتے تھے، سباوالون کے جاترے کے مہینہ کا نام ذو حجتان تھا، جو شمالی عرب مین ذو الحجۃ ہی اسوقت بھی اس قسم کے ہیکلون کے خاکے اور آثار باقی ہین، قابل لحاظ یہ امر ہی کہ مارب، صرواح اور قصر نقب الحجر کے ہیکل بیضاوی شکل کے ہین اور اُن کے دروازے اُتر اور دکھن رُخ کے ہین"

"دیوتاؤن کے آگے قربانیان اور بخورات چڑھائے جاتے تھے، قربانگاہ کا نام مذبح اور قربانی کا نام ذِبح مشترک سامی لفظ ہین، چنانچہ عبری مین بھی ہین[۲] ایک قسم کا مسالہ جو ملک کی پیداوار تھی ان قربانگاہون پر انکے نام لیئے جاتے تھے،

---

[۱] اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ حضرت ابراہیم کے حج کی شکل بگاڑی گئی تھی،
[۲] اس یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے کہ قربانی کی رسم طریقۂ ابراہیمی ہی جو اس زمانہ مین غیر خدا کیلیے مستعمل ہو گئی،

دیوتاؤن کو تجارت اور زراعت کی آمدنی کا دسوان حصہ نذر کیا جاتا تھا، خواہ وہ چیز دیدی جاتی تھی یا اُس قیمت کی چاندی کے ڈلے یا سونے کی مورتین، یہ آمدنیان بخوشی تمام ہیکلون کی تعمیر اور مرمت پر صرف ہوتی تھین، ہیکل اور شہر کی فصیلین اکثر ساتھ ہوتین، طلائی مورتین منت مانے ہوئے نذرانے ہوتے تھے اِس طریقہ سے کہ میان بیوی ملکر اپنی چار اولادون کی سلامتی کیلئے چار طلائی مورتین چڑھا دیتے تھے، کوئی شخص ذوسماء (آسمان کے آقا) کے نام مورتین بنا کر چڑھاتا تھا کہ وہ خود اور اُسکے اونٹ تندرست اور جوڑ دن کی بیماریون سے محفوظ رہین"

مُلک عرب کے آثار و کتبات مین جنوبی عرب کے مختلف قبائل کے دیوتاؤن کے حسب ذیل نام ملتے ہین؛

اہل معین، عثتار (زہرہ) ودّ (محبت) نکرُوہ (عداوت) شمس (سورج)

حضرموت، عثتار سین (چاند) حوّل، (قوت) شمس۔

اہل قتاب، عثتار (زہرہ) عم، (چاند) اَنبای (عطارد) شمس۔

سبا، عثتار (زہرہ) ہوبس (چاند) المقہ، شمس۔

مشترک اور عام دیوتا اِن مین دو نظر آتے ہین، عثتا یعنی زہرہ، اور شمس یعنی سورج، اِن کے علاوہ اور جو دیوتاؤن کے نام ہین وہ درحقیقت مختلف ستارون سے عبارت ہین، اور اُن مین سے اکثر کسی نہ کسی طرح بابلی الاصل ہین، عثتا رُوہی ہے جو بابل مین اشتار تھا، شمس، بابلی فہرست مین شمش نظر آتا ہے، سین یعنی چاند بابل کا سِن ہے، نکروہ (نفرت کا دیوتا) اور جس سے مراد زحل یا مریخ ہے، بابل مین نکرد ہے، انبائی، بابل کا نبوہے

یعنی ستارۂ عطارد، (علم و اطلاع کا ستارہ)[1] آفتاب کی زبان مین عَمّ اور سبا کے محاورہ مین ہوبس چاند کو کہتے ہین، جسکو حضر موت مین سین اور بابل مین سن کہا جاتا ہی اور ہادس بھی کہتے تھے، المقہ، کے لفظی معنی "اُسکے لکھے ہوئے نشانات کے ہین" جن سے مراد ستارے" ہین، آفتاب کا نام سبا کے ہان "ذات نشق" بھی ہی جسکے معنی "نشق کے ہیکل کی مالکہ" ہین،[2] آفتاب کو یہ لوگ دیبی سمجھتے تھے، یعنی عورت اسی لیئے عربی مین "شمس" بطور مونث کے استعمال ہوتا ہی اور چاند دیوتا یعنی مذکر تھا، چنانچہ "قمر" عربی مین مذکر ہے۔

ایف ہومل F. Hommel جو ایک مشہور مستشرق ہی، انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مضمون "عرب" مین لکھتا ہے،

> اِن کے علاوہ ایک بڑی ماتا دیوی تھی جو چاند دیوتا کی مان یا جوڑی تھی، خیال کیا جاتا ہی کہ یہ منزل قمری کی مفروضہ شخصی صورت تھی، معین والے اسکو اثیراۃ "(اشیرا، اشرتو) کہتے تھے اور سبا والے اُسکا نام حرمیتو تھا، اور زیادہ اغلبیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہی کہ اسی کا نام عام طور سے "ایلات" تھا مثلاً جسکی مخفف شکل "لات" بہت سے عربی نامون کا جزا بھی ہم مختلف چھوٹے عثتار (زہرہ) دیوتاؤن کے نام بیان کر سکتے ہین، جنکو بعد کو یہ سمجھا گیا ہی کہ یہ زہرہ کے نام بحیثیت صبح اور شام کے تارے کے ہین، مغربی سبا والون مین "تعلب" کمان کا ایک خدا تھا جسکو ذوسماوی (آقائے آسمان) کا لقب بھی حاصل تھا، سبا کے ذوسماوی کا مقابلہ کنعان اور ارم کے "بعل شمائیم" (آسمان کا آقا) سے کرنا چاہیئے اسکے نام پر خاص طور سے اونٹ جسکو عربی مین "ابل" کہتے ہین، مقدس سمجھے جاتے تھے، اسی وجہ سے مدین مین بلکہ جنوبی عرب مین بھی ہَبُل یا ہُبَل وغیرہ ہے،

[1] عطار عربی مین خبر کو کہتے ہین، اسی سے سامی زبانون مین "نبی" ہی، خبر دینے والا، [2] یہ تمام تفصیل انسائیکلو پیڈیا آف اسلام سے ماخوذ ہے، جز ملبہ

ہُومل چاند کو اصل دیوتا مانکر چھوٹے چھوٹے دیوتاؤن کے جو بالمقابل نام ملے ہین، اُنکو چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کی دو متضاد شکلون سے عبارت سمجھتا ہی، گویا وہ توأم دیوتا ہین مختلف مقامات مین مقامی خصوصیات کی بنا پر کہین بڑھنے والی اور کہین گھٹنے والی شکل کی پرستش کی جاتی تھی از روے قیاس انکی مختلف صورتین قائم کی جاسکتی ہین، مثلاً

بڑھنے والے چاند کا نام	گھٹنے والے چاند کا نام	کیفیت
۱- وَدّ (پیارہ یعنی باپ)	عَمّ (چچا)	
۲- وَدّ (محبت کا دیوتا)	نَکْرَہ (نفرت اور برائی)	نکرہ زحل یا مریخ کو اصل مین کہتے ہین۔
۳- عزیز لات (لات کا دوست)	رُضُوُ لات (لات کا دشمن)	"رضولات" ہیرو ڈوٹس مورخ یونانی کے حوالہ سے ہے
۴- جبری بابل (اونٹ اور بھیڑ بکری کے گلہ کا مقابلہ عربی ہبل سے کر	عبری قین (پیشہ ور) کا سبا کے دیوتا قینان سے کرو۔	گویا بدوی اور متمدن زندگی کا مقابلہ
۵- ودنخ	حرمتو (روکنے اور محروم رکھنے والا)	یہ نام مین کے قتابیونکے کتبہ مین ہے۔

میرے خیال مین ان مین سے اکثر قیاسات علمی فرض و وہم سے آگے نہین بڑھتے ہومل اسکے بعد ایک اور مسئلہ کی طرف توجہ دلاتا ہی، جو ہمارے اِس دعوی کی قطعی شہادت ہی کہ یمن اور بابل مین نہایت قدیم زمانہ سے تعلقات تھے، جیسا کہ پہلی جلد مین عاد کی حکومت بابل کے ذکر مین دکھایا جاچکا ہی، ہومل لکھتا ہے۔

> ہمارے لیئے یہ قابل توجہ ہی کہ تمام مغربی سامی ناموں کا نظام و ترکیب جو قریباً دو ہزار برس قبل مسیح کی ہین[1] اور جو میخی[2] خط کے کتبات مین ہم تک شخصی نامون کی حیثیت سے پہونچے ہین وہ پہلی بار جنوبی عرب ہی کے دیوتاؤن کے نامون کی صحیح ترجمانی سے سمجھ مین آئے ہین، مثلاً وہان کے شخصی نامون کا جزو ابی (میرا باپ) عمی (میرا چچا) ہوتا ہی جو بڑھنے والے

[1] یعنی بابل کے جو سامی ممالک کی جانب مغرب ہو، [2] بابل خط،

اور گھٹنے والے چاند سے عبارت ہی، یہ گویا اُس شخص کا جسکا یہ نام ہوتا تھا، محافظ دیوتا سمجھا جاتا تھا، (ص ۳۰)

بنو قحطان کے آخری مقتدر قبائل جنکا زمانہ اسلام سے قریب ہی حمیر اور ہمدان ہین، ان کے مختلف قبائل مین مورخین عرب کی تشریح کے مطابق حسب ذیل بتون یا دیوتاؤن کی پرستش ہوتی تھی،

حمیر	شمس (آفتاب)
اہل جرش (واقع یمن)	یغوث (فریاد کو پہنچتا ہے)
خیوان (قبیلہ ہمدان)	یعوق (دفع کرتا ہی یا روکتا ہی)
ذوالکلاع (حمیر)	نسر (گدھ، ایک ستارے کا نام ہی)
خولان، یمن کا قبیلہ،	عمیانس، یا عمّ انس (انسان کا چچا[۵۱] یا محافظ[۵۲])
عبدالمدان (یمن کا قبیلہ)	مدان
اہل صنعا (واقع یمن)	کعیت اور اسکی بیوی دیدونون بت صنعا کی کلیسا مین تھے[۵۳]
حضرموت وکندہ	جلد
اہل نجیر (واقع حضرموت)	ذریح[۵۳]
اہل نجران	ایک درخت کو پوجتے تھے[۵۴]، اسکو سالانہ تہوار مین کپڑے اور زیور پہناتے تھے،

[۵۱] اوپر مول کی رائے پڑھو، یاقوت نے عمیانس لکھا ہی اور ابن ہشام نے عم انس،

[۵۲] یہ فہرست سیرۃ ابن ہشام کی فصل اصنام العرب سے ماخوذ ہی صحیح بخاری تفسیر سورۂ نوح مین بھی اسی قسم کی روایت ہی [۵۳] ان پانچ بتونکا ذکر معجم یاقوت مین ان نامون کے تحت مین ہی کعیت کا ذکر "قلیس" مین ہی،

[۵۴] طبری صفحہ ۹۲۲ یورپ عـــہ طبقات الامم ابن صاعد اندلسی صفحہ ۴۳ بیروت ،

ان دیوتاؤن کے لیئے چھوٹے چھوٹے ہیکل یون تو ہر جگہ ہون گے لیکن ان مین چند نہایت مشہور اور ممتاز ہیکل تھے، مثلاً، غمدان، ریام، ذوالخلصہ، قلیس،

غمدان صنعاء مین ایک مشہور عمارت تھی، شہرستانی کا بیان ہی کہ وہ ستارۂ زہرہ کا ہیکل تھا، یہ اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ عثتار کے نام سے یمن مین زہرہ کی پرستش عام طور سے ہوتی تھی، یاقوت نے معجم مین لکھا ہی کہ "اس عمارت کا بانی الیشرح بن یحصب تھا، اسمین تو بر تو سات منزلین تھین، اور ایک اسمین ایک شیر کا مجسّمہ تھا، حضرت عثمان نے اِس عمارت کو منہدم کرادیا"

غمدان کی سات منزلین ممکن ہی کہ سات آسمانون کا تخیل ہو، یا ہفتہ کے سات دن کی مناسبت سے ہون شیر کا مجسّمہ ہونا تو اِس بات کو واضح کرتا ہی کہ شاید **اسد** کی صورتِ کواکب سے اسکو تعلق ہو، مارگولیوتھ نے لائف آف محمد مین یمن کا ایک کتبہ شائع کیا ہی جسمین کتبہ کی پہلو مین یک شیر کی شکل ہے،

ریام کا ہیکل بھی یمن مین واقع تھا، اس سے پہلے مولر کی شہادت گذر چکی ہی کہ "ریام کے ہیکل مین چاند اور سورج کی مورتین تھین" ہمدانی نے اسکو عرب کی قدیم مذہبی عمارتو نمین شمار کیا ہی، اور لکھا ہی کہ قبیلہ ہمدان کی آبادی مین واقع تھا[۱]، ابن اسحاق کا بیان ہی کہ اہل یمن اِس ہیکل کی بڑی عزت کرتے تھے، اسپر قربانیان چڑھاتے تھے دوسری صدی ہجری تک اِس عمارت پر قربانی کے خون کے نشانات موجود تھے[۲]، یہ نہین معلوم کہ یہ ہیکل کس بت کا مسکن تھا، لیکن اکثر ائمۂ لغت نے اسے "رام" سے مشتق کیا ہی، جسکے معنی "شفقت اور مہربانی" کی ہین

---

[۱] صفتہ جزیرۃ العرب، صفحہ ۱۲۷، [۲] یاقوت لفظ "ریام"

اس لیئے یہ ممکن ہے کہ یہ وَدّ کا مرادف ہو

ذو الخلصہ یہ ہیکل مکہ سے سات منزل یمن کی جانب واقع تھا، اِسکی وقعت اہل عرب مین اتنی تھی کہ اسکو یمن کا کعبہ کہتے تھے، اسمین سپید مرمر کا ایک بت استادہ تھا اسکے سر پر پھول بوٹے کاٹکر ایک تاج سا بنا تھا، اسکے گلے مین ہار ڈالے جاتے تھے، شتر مرغ کے انڈے لٹکائے جاتے تھے، چڑھاوے چڑھائے جاتے تھے، دوس، خثعم، بجیلہ اور ازد السراۃ کے قبائل اسکے پوجاری تھے[1]، فتح مکہ کے بعد سنہ مین حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی نے آنحضرت صلعم کے حکم سے اسکو جلا کر خاک کر دیا[2]، آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد جب یہ قبائل مرتد ہوئے تو اُنھون نے ذو الخلصہ کو پھر زندہ کرنا چاہا، لیکن حضرت ابو بکر کی خلافت نے اسکو ہمیشہ کیلئے فنا کر دیا[3]،

قلیس کلیسا کا معرب ہے، یہ کلیسا اہل حبش نے جو عیسائی تھے، صنعا مین بنوایا تھا کہتے ہین کہ اس مین دو بت نصب تھے جو میان بیوی کہلاتے تھے، مرد کا نام کعیت تھا، یہ ساٹھ ہاتھ لمبا لکڑی کا ایک بت تھا، دوسری صدی ہجری مین خلیفہ سفاح کے زمانہ مین یہ ہیکل برباد ہوا[4]،

اِن بتخانون کی آبادی اور مصارف کے لیئے لوگ اپنی پیداوار اور کمائی کا مخصوص حصہ نذر کیا کرتے تھے، ہمارے مفسرین اور ارباب سیر لکھتے ہین کہ حضر موت والے اس اصول کے بشدت پابند تھے[5]، چنانچہ قرآن کی یہ آیت انھین کے متعلق ہے۔

---

[1] یاقوت لفظ "خلصہ"۔ [2] صحیح بخاری سریہ ذی الخلصہ،
[3] طبری، [4] یاقوت لفظ "قلیس"،
[5] سیرۃ ابن اسحاق ذکر عرب قبل اسلام،

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَائِنَا (انعام)

خدا نے جو کھیتی اور جانور پیدا کئے ہین یہ کافر خدا کا ایک حصہ خدا کے لیے کرتے ہین اور اپنے خیال کے مطابق کہتے ہین کہ یہ تو خدا کا ہے اور یہ ہمارے دیوتاؤن کا ہے۔

معلوم ہوتا ہی کہ حضرموت مین یہ رسم بہت قدیم زمانہ سے جاری تھی، پلینی جو سنہ ٦٧٩ مین تھا، بیان کرتا ہے:

"سبا کے ایک حصہ کا نام حضرموت ہی، جسکا خاص شہر سباتھا ہی، اس شہر مین ساٹھ ہیکل ہین، یہان سے بخورات جمع کرکے سباتھا مائے جاتے ہین، اور اُسوقت تک یہ خرید نہین کیئے جا سکتے اور نہ کوئی غیر ملکی ان کو لے جاسکتا ہی جب تک کاہن، سباتھا کے دیوتاؤنکے لیئے دسوان حصّہ نکال نہین لیتا"[لہ]

یہ جابجا بیان کیا جاچکا ہی کہ فارس اور روم کی باہمی معرکہ آرائیون مین عرب ایک متوسط کی حیثیت رکھتا تھا، شمالی عرب کے سرحدی عرب عیسائیت قبول کرکے رومیون کے بیحد کام آئے تھے، چنانچہ رومیون نے خود بھی اور اُن کے اشارہ سے عیسائی حبشیون نے بھی عرب مین تبلیغ مسیحیت کا بیڑا اُٹھایا، چنانچہ اُن کو نجران مین کامیابی ہوئی، اندرون ملک مین یہود آباد تھے، خدا جانے کیا اسباب پیش آئے، کہ یمن کے اکثر قبائل اور سلاطین نے یہودی مذہب اختیار کرلیا، صرف عبد کلال حمیر مین عیسائی بادشاہ تھا، کتبات مین بھی بجائے دیوتاؤن کے نامون کے "رحمٰن" کا نام اب ملتا ہی جو قبل اسلام عرب یہودیون اور عیسائیون کیلئے مخصوص تھا، اہل حبشہ نے جو عیسائی تھے سنہ ٥٢٥ء مین یمن فتح کیا، اور صنعاء مین ایک کلیسا تعمیر کیا جسکو عرب "قلیس" کہتے ہین، تاہم وہان عیسائیت نے قبولیت عام

[لہ] ارض القرآن جلد اول صفحہ ٢٣٣۔

حاصل نہین کی، ۵۷۵ء مین اہل فارس نے جشیون کو یمن سے نکالدیا، اور ایک ایرانی حکومت وہان قائم کرلی، اہل یمن کے مذہبی سطح اِس سیاسی جنبش سے بھی متاثر نہوئی، اور اب وہ زمانہ آیا جبکہ خورشید اسلام نے یمن[1] مین طلوع کیا،

بنو ابراہیم یا شمالی عرب

جسطرح جنوبی عرب اور بابل و عراق کے مذہبی خیالات مین اتحاد نظر آتا ہے اسیطرح شمالی عرب (حجاز، مدین، نجد) اور شام و فلسطین مین ایک متحد مذہبی تخیل قائم تھا، اور چونکہ نسلاً بھی اِنمین اتحاد تھا، اسلیئے مذہبی تخیل کا انمین اتحاد کچھ عجیب نہین، سلسلہ ابراہیمی کی عرب مین متعدد شاخین آباد تھین جنکے حالات اِسی جلد مین تم اوپر تفصیل کے ساتھ پڑھ آئے ہو، یہ ذہن نشین رہے کہ یہ اُس ابراہیمؑ بت شکن کی اولاد تھی جس نے بابل کی ستارہ پرستی کا طلسم توڑڈالا تھا، اور آخر اُس کفرستان سے ہجرت کرکے شام اور عرب کی سرزمین کو اپنے لیئے منتخب کیا، اِن کی اولاد یہین پھیلی اور بڑھی، اور بڑی بڑی قوم بن گئی، اِس بناء پر یہودیون، عیسائیون اور مسلمانون تینون کے نزدیک یہ مسلّم ہونا چاہیئے کہ بنو ابراہیم ابتدأ موحّد اور اپنے باپ کے دین پر تھے، اسی لیئے قرآن مجید نے حضرت یعقوب کی زبانی کہا ہے،

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ کیا تم موجود تھے جب یعقوب کو موت آئی، اور جب اُنھون نے
إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ اپنے بیٹون سے پوچھا کہ میرے بعد تم کسکو پوجوگے؟ اُنھون نے
إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ جواب مین کہا کہ ہم آپ کے خدا اور آپ کے آباؤ اجداد
إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۝ ابراہیم، اسماعیل اور اسحاق کے خدا کو پوجین گے
(بقر) ایک خدا کو، اور ہم اُسی کے فرمانبردار رہینگے،

[1] یہ واقعات بہ تفصیل ارض القرآن جلد اوّل مین گذر چکے ہین،

لیکن رفتہ رفتہ یہ اثر کم ہوتا ہوگیا، چنانچہ بنو اسرائیل مصر جاکر اپنا آبائی مذہب بھول گئے، حضرت موسیٰ نے مبعوث ہوکر اُنکو پھر اُن کا بھولا ہوا خواب یاد دلایا، لیکن انکی مذہبی حالت اِس درجہ مسخ ہوگئی تھی کہ بار بار کی تنبیہ پر بھی جب ذرا غفلت پاتے بتون اور دیوتاؤن کے آگے سر جھکا دیتے، چنانچہ، توراۃ، اونبییم اور تاریخ یہود اِن بیانات سے لبریز ہی، نسل ابراہیمی کے جو خانوادے عرب آکر بسے تھے، انکا بھی یہی حال ہوا،

توراۃ، نبییم اور یہود کی دوسری مقدس کتابو نمین اسرائیل کی گنہگار اولادون کی اور اُنکی ہمسایہ قومونکی جس باطل پرستی کا ذکر بار بار آیا ہی اُس سے ان قومون کے اُن مذہبی عقاید اور خیالات کا پتہ چلتا ہی جو مرور زمانہ سے ان بہی زادون مین پیدا ہوگئے تھے، تمام مجموعۂ توراۃ کے پڑھنے سے یہ نظر آتا ہی، کہ یہ قومین تمامتر ستارہ پرست تھین[۵۱]، بڑے اونچے اونچے، ستونن[۵۲] یا ہیکل[۵۳] بنائے جاتے تھے یا پہاڑون[۵۴] پر بت خانے اور مذبح تیار ہوتے تھے اور ان مین قربانیان جلائی جاتی تھین[۵۵]، سونے، چاندی[۵۶] پتھر اور لکڑی[۵۷] کی مورتین بناکر اُن کو پوجتے تھے، اپنی بچونکی مویشی کی صحت و سلامتی کی قربانیان چڑھائی جاتی تھین[۵۸] اولاد کو بعل دیوتا کے نام پر ذبح کرتے[۵۹] تھے، مولک ایک دیوتا کا نام تھا، اسپر کہیتی[۶۰] اور اولاد ذبح کرکے چڑھاتے[۶۱] تھے،

---

۵۱ تثنیہ ۱۳-۲- ۵۲ تثنیہ ۴-۱۹ ملوک دوم ۲۱-۳- ملوک دوم ۲۳-۵ تاریخ دوم ۳۳-۳- ۵۳ تاریخ دوم ۱۴-۴ و ۲۱-۳ و ۲۳-۴ ملوک دوم ۱۴-۳- ۵۴ یرمیاہ ۱۹-۵ و ۳۲-۳۵- ۵۵ ملوک دوم ۲۱-۳- ۵۶ بحوالہاے سابق ———

۵۷ توراۃ کے محوّلہ صفحات مین دیکھو-

۵۸ تثنیہ ۲۰-۳۶- ۵۹ خروج ۲۰- ۲۳- ۶۰ تثنیہ ۱۲-۳۱- ملوک دوم ۲۱-۳- یرمیا ۱۹-۵-

۶۱ تثنیہ-۱۲-۲۱- یرمیاہ ۳۲-۳۵-

بتون پر سونا اور چاندی نذر چڑھائی جاتی تھی[۵۱]، توراۃ مین جن دیوتاؤن کے نام آئے[۵۲] ہین اُن مین سب سے زیادہ **بعل** دیوتا کا تذکرہ ہی جس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ان سامی قبائل مین اسکو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل تھی، اسکے بعد بیروت[۵۴]، مولک[۵۵]، شمس اور قمر اور منازل[۵۶] کو اکب کے درجے تھے، آفتاب کے متعلق خیال تھا کہ یہ دیوتا ایک گاڑی پر سوار ہی اور روحانی گھوڑے اُسکو شب و روز کھینچتے رہتے ہین، اِس بنا پر آفتاب کے نام سے جو ہیکل بنتا تھا اُسمین گاڑی اور گھوڑے بھی بنا کر کھڑے کیئے جاتے تھے[۵۷]، چنانچہ اِس قسم کی ایک سنگی مورت بابل مین آجکل کھود کر نکالی گئی ہی، ہیکلونکی چھتون پر لوبان سُلگائی جاتی تھی تاکہ دیوتاؤن کی رضامندی کی خوشبو تمام آبادی مین پھیل جائے۔

اب ہم سلسلۂ ابراہیمی کے ایک ایک خاندان کو جسکا ملکِ عرب مین آباد ہونا پہلے ثابت ہو چکا ہی، بیان کرتے ہین،

مدین | سلسلۂ ابراہیمی مین، سب سے پہلے ہم نے مدین کو لیا ہی، قرآن مجید مین انکے متعلق صرف اِسی قدر ہی کہ وہ خدا کو چھوڑ کر اور معبودون کی پرستش کرتے تھے، حضرت شعیبؑ اُن سے کہتے ہین:-

یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ، (عنکبوت) مرے بھائیو! خدا کو پوجو۔

یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ (اعراف) مرے بھائیون! اللہ کو پوجو اُس کے سوا تمہارا اور کوئی معبود نہین

---

[۵۱] تثنیہ ۷-۲۵- و قضاۃ ۹-۴- [۵۲] عدد ۲۲-۴۱ و ۲۵-۲- ملوک دوم ۲۱-۳- و ۲۳-۶- تاریخ دوم ۲۳-۳- قضاۃ ۲-۱۳-

[۵۳] ملوک دوم ۲۱-۷ و ۲۳-۶- [۵۴] احبار ۱۸-۲۱ و ۱۹-۱-

[۵۵] ملوک دوم ۲۳-۶ و تاریخ دوم ۱۴-۵ [۵۶] ملوک دوم ۲۳-۱۱-

[۵۷] ملوک دوم ۲۳-۵، ۸-

یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ (ھود) میرے بھائیو! اللہ کو پوجو اُسکے سوا تمھارا کوئی معبود نہین

مدین جواب دیتے ہین:

یٰشُعَيۡبُ اَصَلٰوتُكَ تَاۡمُرُكَ اَنۡ نَّتۡرُكَ مَا يَعۡبُدُ اٰبَآؤُنَا (ھود) اے شعیب کیا یہ تمھاری نماز تمکو کہتی ہو کہ ہم اسکو چھوڑ دین جسکو ہمارے اسلاف پوجتے آئے ہین،

توراۃ بتاتی ہو کہ مدین **بعل** دیوتا کو پوجتے تھے[1]، اس دیوتا کا ذکر حضرت الیاسؑ کے تعلق سے قرآن مجید مین بھی آیا ہے،

اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّتَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِيۡنَ اللّٰهَ رَبَّكُمۡ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ (صٰفٰت) کیا بعل کو پکارتے ہو اور اس سے بہتر پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو، اللہ تمھارا اور تمھارے گذشتہ باپ دادوں کا "رب" ہے۔

ہمارے مفسرین نے عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہو کہ "بعل" یمن کی زبان مین "آقا" اور "مالک" کو کہتے ہین، اور یہ حضرت الیاسؑ کی قوم کا بت تھا[2]، اور اسی لیئے عربی مین شوہر کو بعل کہتے ہین[3]. ہمارے مفسرین اور اہل لغت کا بیان بالکل صحیح ہی لیکن صرف اِس تخصیص سے انکار ہی کہ "یہ صرف یمن کی زبان کا لفظ ہی"، صحیح یہ ہو کہ یہ لفظ تمام سامی زبانون مین پایا جاتا ہی، یہ بھی اوپر معلوم ہوچکا ہو کہ بعل صرف قوم الیاسؑ مین نہین بلکہ اکثر مشرقی سامی قومون مین پوجا جاتا تھا، بعلبک ملک شام کا ایک قدیم شہر ہی جو اِسی بعل دیوتا کی طرف منسوب ہی، روایتون مین ہو کہ یہ دیوتا سونے کا تھا[5]، چودہ ہاتھ لمبا تھا، اور اُس کے چار مونھ تھے[6]، توراۃ مین اسکے تین طریقے سے نام آئے ہین "بعل[7]" "بعل فغور[8]"۔

---

[1] سفر العدد ۲۲-۴۱ و ۲۵-۳، ۵- ۱۶۷- [2] طبری، بغوی، تفسیر آیۃ مذکورہ،

[3] لسان العرب لفظ بعل، [4] لسان العرب ج ۱۳ ص ۶۲-

[5] معالم التنزیل بغوی، تفسیر آیت مذکورہ، [6] بعل کے متعدد حوالے اوپر گذر چکے ہین، [7] عدد ۲۵- ۲-

"بعل بریث"

بعل کے لیئے مذبح، قربانگاہ اور ہیکل بنتے تھے، لوبان اور دیگر بخورات اُن مین جلائے جاتے تھے، اولاد کو اُسکی خاطر آگ مین ڈال دیا جاتا تھا، اور یہ بہترین قربانی سمجھی جاتی تھی، بعل کی پوجا کے لیئے خاص قسم کے برتن اور ظروف ہوتے تھے، سامی قومون مین اور مدین کے ہمسایہ اِن مین بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے، غالبًا مدین مین بھی یہی جاری ہون گے۔

مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق بعل ستارۂ زحل کا نام تھا، جسکی دوسری مانوس عربی شکل ہبل ہی، اسکی **مدین** مین پرستش ہوتی تھی، اور اونٹ (ابل) کی قربانی اسکے لیئے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی،

حضرت **شعیب** اِس قوم مین مبعوث ہوئے، اور اُنکی دعوت سے ایک فرقہ نے خداپرستی اختیار کی، تفصیل **مدین** مین گذر چکی ہے،

ودان یا اصحاب لائکہ | ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ ودان یا **اصحاب لائکہ**، مدین ہی کے ہمقوم اور ہم نسب تھے، قرآن مجید نے بھی اِن دونون کو ایک ہی رشتہ مین منسلک کیا ہے، اِن دونون کیلئے ایک ہی پیغمبر حضرت **شعیب** مبعوث ہوئے تھے، دوسری طرف انکی ہموطنی لوط کی آبادی سے تھی، (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۶) حضرت لوط کے دو بیٹے موآب اور عمون تھے، (تکوین ۱۹-۳۶) قرآن مجید اور نیز توراۃ نے ودان کی مذہبی

۵۱ قضاۃ ۸-۳۳ و ۹-۴۔ ۵۲ یرمیاہ، ۱۹-۵-ملوک دوم ۲۱-۳۔ ۵۳ ملوک دوم ۲۳-۵-
۵۴ یرمیاہ، ۱۹-۵-۵۵ ملوک دوم ۲۳-۴- ۵۶ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ا ص ۷-۴ ، اور ہسٹری آف دی مورش امپائر ان یورپ، مصنفہ ایس پی سکاٹ بحوالہ ڈوزی، دیباچہ،

حالت کی تفصیل نہین کی ہی، اسلیئے ہر شخص یہی قیاس کرے گا کہ ان کے مذہبی عقائد مدین، مواب اور عمون سے ملتے جلتے ہون گے، یہ معلوم ہوچکا ہی کہ مدین بعل کی پرستش کرتے تھے، مواب کا دیوتا کموش[۵۱] تھا، عمون مولک کو پوجتے[۵۲] تھے، مولک اور بعل تو قطعًا ایک ہین عبری کا مولک، عربی کا مالک، اور بعل کا ہم معنی ہے، بعل اور مولک دونون کیلیئے رسوم بھی ایک ہی قسم کے تھے، دونون پر لوگ اپنی اولاد کی قربانی کرتے تھے،

بنو ادوم یعنی حضرت ایوب کی امت عرب کا تیسرا ابراہیمی قبیلہ ادوم ہی، اسی قبیلہ مین حضرت ایوبؑ مبعوث ہوئے تھے، قبیلۂ ادوم کی مذہبی حالت سے قرآن نے کچھ تعرض نہین کیا ہی، لیکن اسمین کسی پیغمبر کا مبعوث ہونا ہی اس بات کی شہادت ہو کہ کم از کم قبیلہ کے کچھ افراد راہ راست پر نہ تھے، سفر ایوبؑ سے معلوم ہوتا ہی کہ اس قبیلہ مین سورج اور چاند کی پوجا ہوتی تھی، عبادت کا طریقہ یہ تھا کہ لوگ سورج اور چاند کی طرف دیکھکر اپنے ہاتھ چوم لیتے[۵۳] تھے، یہ گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اگر ممکن ہوتا تو وہ خود اُن کے بوسہ دیتے،

بنو اسماعیل ہمارے ارباب روایت بیان کرتے ہین کہ حضرت اسماعیل کے بعد اُنکی اولادون ابراہیمی پر قائم تھی، ان مین رفتہ رفتہ بت پرستی کا شیوع سطرح ہوا کہ خانۂ کعبہ جو پتھرون سے بنا تھا ان کے نزدیک مقدس تھا، جب وہان سے کسی اور مقام پر چلنے لگتے تو اُسکا ایک پتھر تبرکًا اُٹھا لیتے، بعد کو خانۂ کعبہ کا امتیاز بھی اُٹھ گیا جو پتھر اچھا سا چکنا

---

۵۱ عدد ۲۱-۲۹- قضاۃ ۱۱-۲۴- ملوک اول ۱۱-۷- ۵۲ ملوک اول ۱۱-۷، ۳۳، ملوک دوم ۲۳-۱۳-

۵۳ سفر ایوب ۳۱-۲۶، ۲۷،

پڑا مل جاتا اُسیکو اُٹھا لیتے اور اُسکو اپنے گھر کا دیوتا بنا لیتے،[۵۱]

قدیم تحریری شہادتوں کے رو سے سب سے پہلے بابل کے کتبات مین ہمکو ۶۴۵ قم مین، یہ معلوم ہوتا ہی کہ بنو قیدار اور انباط اشتار یعنی زہرہ کو پوجتے تھے، اغور بنی پال شاہ نینوی شاہان عرب شمالی کی مفتوحی کی داستان مین کہتا ہے :-

"عادیہ ملکۂ عرب، عم العدی شاہ قیدار یمن مفتوح ہوئے اور گرفتار کر کے نینوی لائے گئے، اور ایک دوسرے شہزادہ یوتع بن بیرودا (؟) کے بیشمار جنگجو لوگ، تباہ و برباد کیئے گئے اور اُنکے خیمے جلائے گئے، اور ایک تیسرا سردار ابی یاتی کو مع اسکے ساتھیون کے یعنی یوتع بن حزایل نانان شاہ انباط اور اشتار کے پوجنے والون کے، شکست دی گئی،"[۵۲]

ہیرو ڈوٹس ۴۵۰ قم مین شہادت دیتا ہی کہ عرب دو دیوتاؤن کو پوجتے ہین جن کی نام "الیلات" اور "اور وتل" ہین، الیلات تو صاف اللات ہی اور وتل نہین معلوم کیا شئے ہے،

اصحاب الرس و اصحاب الحجر | اسماعیلی قبائل کے بارہ سلسلون مین صرف تین کی نسبت ہمکو کچھ حالات معلوم ہین، قیدما (اصحاب الرس) نبایوط (اصحاب الحجر) اور قیدار، اصحاب الرس کی مذہبی حالت کی قرآن نے کوئی تفصیل نہین کی، صرف مجرم قومون کی فہرست مین اُنکا نام لیا ہی، تاریخ کے دوسری ذرائع بھی اُس ظلمتکدہ کو روشن نہین کرتے، انباط یعنی اصحاب الحجر کی نسبت قرآن کہتا ہے :

وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ۔ حجر والون نے پیغمبرونکو جھٹلایا،

پہلی صدی عیسوی کے اوائل کا مورخ اسٹرابو جو اس قوم کا معاصر تھا، شہادت دیتا ہی کہ :

"نبطیہ یا نباطیہ والونکے دیوتا آفتاب کی پوجا کرتے ہین اور اس دیوتا کا ہیکل یا قربانگاہ، مکانات کی

[۵۱] ابن ہشام ذکر اصنام العرب [۵۲] ہسٹورینس ہسٹری آف دی ورلڈ (تاریخ مورخین عالم) جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ ، ۱۹۰۸ء،

چھتون پر بناتے ہین، اور اسپر شراب چڑھاتے ہین، اور اندر بہہ دو زبخور جلاتے ہین[۵۱]"

اشرابولے جو طریقۂ پرستش بتایا ہی وہ دیگر طریقۂ پرستش کے مطابق ہی جسکی تفصیل توراۃ کی شہادتون کے ساتھ ابھی اوپر گذر چکی ہے،

حجر کے نبطی کتبونمین جو عموماً قبرونکی لوحین ہین، اِن کے دیوتاؤن کے نام بھی ملتے ہین مثلاً ذوالشریٰ، لات، منوت، ہبل، قیش، عمی ند، قریش اِن آخری دو نامون کے علاوہ بقیہ اور دیوتا زمانۂ اسلام تک عرب کے شمالی قبائل مین پوجے جاتے تھے، **ذوالشریٰ** اوس کا دیوتا تھا، **لات** ثقیف مین پجتا تھا، اور منوت یعنی **مناہ** اوس خزرج کا معبود تھا، قیش جو عربی مین قیس ہی گو اس نام کے بت کی تصریح ہمکو کہین نہین ملی، لیکن عرب نامونمین عبد القیس (قیس کا بندہ یا غلام) اور امرء القیس (قیس کا آدمی) ہمکو ملتا ہی، اور چونکہ عرب اپنے نام دیوتاؤن کی نسبت سے رکھا کرتے تھے، اسلیئے یہ خیال کیا جاسکتا ہی کہ عبد القیس کا قبیلہ جو گو عدنانی تھا، لیکن ایک مدت سے بحرین مین آباد تھا، وہ **قیس** کے پرستارون مین ہو، امرء القیس کا نام عرب کے مختلف قبائل مین نظر آتا ہے، حیرہ کی عدنانی النسل سلاطین مین ایک امرء القیس تھا، کندہ کے آخری شاہزادہ اور عرب کے نامور شاعر امرء القیس کا نام کون نہین جانتا، مصر کے ایک ہمہ دان عیسائی مصنف کا بیان ہے کہ عربونمین امرء القیس کا نام، رومیون کے مرقس کا معرّب ہی[۵۲]، لیکن ہمکو نہین معلوم کہ سامان آرائش و تمدن کے علاوہ عرب مین نامون کا بھی قحط تھا، نبطی کتبات مین اِن دیوتاؤن کے علاوہ اللہ کا نام بھی بحیثیت ایک معبود کے جزء کے نظر آتا ہے[۵۳]،

[۵۱] گولڈ مائنس آف مدین، صفحہ ۲۲۸، [۵۲] العرب قبل الاسلام جرجی زیدان صفحہ ۱۹۶

[۵۳] انسائیکلوپیڈیا آف رلیجنس اینڈ ایتھکس، (اخلاق اور مذاہب کی انسائیکلوپیڈیا) صفحہ ۱۲۱ ج ۱-

اصحاب الحجر کے کتبات سے یہ بھی واضح ہوتا ہی کہ انکے ہان با قاعدہ کاہن ہوتا تھا جو لوگون پر مذہبی جرمانہ کرسکتا تھا، قبرستان کا صحن، حرم کا حکم رکھتا تھا، دوکتبون کے ضروری فقرون کا ترجمہ یہ ہے،

۱۔"یہ قبرستان کمکم بنت وائلہ بنت حرم اور اُسکی لڑکی کلیبہ نے اپنے اور اپنی اولاد کیلیئے طیبہ کے مہینہ بن حارث شاہ انباط محب قوم کے نوین سال جلوس مین. ذوالشری، اور خریش اورلات، اور عمند اور منوت اور قیس اُسپر لعنت کرینگے جو اس قبرستان کو بیچیگا، یا خریدیگا یا رہن رکھے گا، یا اِس مین سے کسی کی لاش نکالے گا، یا اسمین کمکم اور اُسکی بیٹی اور اُسکی اولاد کے علاوہ کوئی اور دفن ہوگا. جو اس وصیت کی مخالفت کرے، ذوالشری ہبل اور منوت اسپر پانچ لعنتین بھیجین، اور کاہن اسپر جرمانہ کرے، جسکی مقدار ایک ہزار درہم حارثی ہو، ... وہب اللات بن عبادہ نے اسکو بنایا"

۲۔اس مقبرہ کو عائذ بن کہیل نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیئے بنایا... ذوالشری منوت اور قیس اُسپر لعنت کرین جو اُسکو فروخت کرے یا خریدے یا رہن رکھے یا دیدے، یا کرایہ پر دے یا اسپر کچھ اور نقش کرائے، یا مذکورۂ بالا اشخاص کے علاوہ یہان کسی اور کو دفن کرے، مقبرہ اور اُسکی چارون طرف کی زمین انباط کے اُصول کے مطابق، حرم مقدس[۱] ہے،

ہومل، اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مین لکھتا ہی کہ اہل یمن کی طرح انباط مین بھی چاند گھٹنے اور بڑہنے کی حالتین دو توأم دیوتا سمجھا جاتا تھا، اُسکے الفاظ یہ ہین،

"موخرالذکر (انباط) مین بھی ہم چاند کو دو توأم دیوتا دُنمین منقسم پاتے ہین، یعنی

[۱] ان دونون کتبون کا عکس مین نے نہین دیکھا، جرجی زیدان نے Cook کی کتاب North Semitic Inscriptions Oxford 1903 کے حوالہ سے نقل کیا ہی۔

ذوالشریٰ (پہاڑ کا دیوتا، شریٰ ادوم کے پہاڑی مقام کا نام تھا) اور اُسکا جوڑا خریش (خیریس عبرانی مین آفتاب کو کہتے ہین) ذوالشریٰ خصوصاً بُترا مین پوجا جاتا تھا، ہبل اور اُسکا جوڑا منوات تھا، اسکے بعد ماتا دیبی ایلات (خصوصاً عمتی ند، دیبی) اور ایک دیوتا اعزّ (عربی مین اَعَزُّ؟ چمکتی پیشانی والا) یہ اخیر لفظ غالباً ذوالشریٰ کی ایک صفت کی طور پر ہی (لفظ عزیٰ)

اوس و خزرج اور اُنکے ہم نسب قبائل

ہمنے مدنیہ کے قبائل اوس خزرج کو جنکا اسلام مین نام انصار ہی اُنھین انباط کی شاخ قرار دیا ہی، اس دعویٰ کا ایک مزید ثبوت یہ بھی ہو کہ ان دونون کے بتون اور دیوتاؤن کے نام ایک ہی ہین، یا یہ کہو کہ ایک ہی دیوتاؤنکو دونون پوجتے تھے، ان مین سے انکی مخصوص دیبی مناۃ تھی، جسکو انباط منوت کہتے تھے، اس دیبی کی مورت مشلل مین قدید کے پاس ساحل بحر احمر کے قریب نصب تھی، حج مین احرام اُتارنے کی رسم اوس و خزرج یہین ادا کیا کرتے تھے[1] یاقوت نے معجم مین لکھا ہو کہ "مناۃ ایک پتھر کی چٹان تھی، شاہان غسان اُسکے نام سے نذرانے بھیجتے تھے، اور ازد کے رؤسا، اس کے پجاری تھے، اور اسکا اہتمام و انتظام اُنھین کے ہاتھ مین تھا، اسکو قربانیان دیجاتی تھین" اوس و خزرج مین امرؤالقیس (قیس کا آدمی) کا نام متعدد دفعہ ملتا ہی[2] کیا اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہی کہ قیس بھی ان کے معبودون مین داخل تھا؟ عبداللہ اور اوس اللہ بھی اُنکی زبان سے سنتے ہین[3]

لوگون کے گھرون مین دیوتاؤنکی مورتین رہتی تھین، مناۃ کی مورت لکڑی کی تراشی ہوئی اتنی بڑی یثرب کے ایک گھر مین تھی کہ چند آدمی ملکر اُسکو اُٹھاتے تھے (ابن ہشام

---

[1] صحیح بخاری، طواف صفا و مروہ، زرقانی و ابن سعد ذکر ہدم مناۃ ابن اسحاق مقدمہ،
[2] سیرۃ ابن ہشام ذکر بیعت عقبہ،
[3] سیرۃ ابن ہشام بیعت عقبہ و ذکر ہجرت

ذکر بیعت عقبہ) ایک شخص ان دیوتاؤن کے اہتمام و انتظام پر مقرر ہوتا تھا، ظہور اسلام کے وقت جو شخص اس عہدہ پر مامور تھا اُسکا نام عمرو بن قیس[1] تھا،

اوس و خزرج، روایات عرب اور دیگر قیاسات عقلی کی بنا پر ازد اور غسّان کی شاخ تھے، اس بنا پر مذہبی حیثیت سے بھی اُنمین اتحاد پایا جاتا ہی، چنانچہ مناۃ دیگر قبائل ازد اور غسّان کا معبود بھی تھا، اس کے علاوہ ان قبائل اور ان کی شاخون مین اور بھی چند دیوتا تھے،

نام	مقام	پرستار
۱۔ اُقَیصر	حدود شام مین	قضاعہ، لخم، جذام، عاملہ، غطفان،
۲۔ عائم	۔	ازد السراۃ
۳۔ فِلس	جبس	طَیّ
۴۔ ذُوالشَّریٰ	۔	دوس، ازد
۵۔ ذُوالکفَّین	۔	دوس
۶۔ باجر[2]	۔	ازد
۷۔ وَدّ	۔	کلب بن وبرہ (شاخ قضاعہ)
۸۔ یُغوث	۔	انعم (شاخ طی)

اِن قبائل مین ستارہ پرستی بھی تھی، لخم اور جذام ستارۂ **مشتری** کو پوجتے تھے۔

---

[1] سیرۃ ابن ہشام، ذکر منافقین مدینہ،

[2] ۱، ۲، ۴، کیلئے دیکھو معجم البلدان یاقوت زیر الفاظ اُقیصر، عائم، ذوالشریٰ ۳ اور ۵ کا حال صحیح بخاری کتاب المغازی اور ابن سعد سریۂ فلس و ذوالکفین مین پڑھو، ۶۔ قاموس مین یہ لفظ دیکھو، ۷ سیرت ابن ہشام مقدمہ۔

اور طی سہیل کے پرستار تھے[۱]، اسلیئے ممکن ہو کہ فلس کا ہیکل سہیل ہی کے نام سے بنایا گیا ہو، اور راقیصر، مشتری سے عبارت ہو،

بنوقیدار یعنی عدنانی قبائل بنوقیدار کے قدیم مذہبی تخیلات کی نسبت مجملا اشارہ اوپر گذر چکا، اسقدر مسلم ہو کہ ابتداءً یہ اپنے باپ دادا حضرت اسمٰعیل اور ابراہیم کے مذہب پر تھے، خانۂ کعبہ کا رسم ابراہیمی کے مطابق حج کیا کرتے تھے، رفتہ رفتہ مسئلہ حج کی غلط فہمی سے اِن مین سنگ پرستی کا آغاز ہوا[۲]، صحیح روایات سے ثابت ہو کہ مکہ اور حجاز مین بت پرستی کا بانی ایک شخص عمرو بن لحی[۳] ہو، اسکے ملک شام سے تعلقات تھے اور وہین سے بت لالا کر اسنے خانۂ کعبہ اور اطراف مکہ مین پھیلا دیئے تھے[۴]، اس روایت کی موجودہ تحقیقات سے بھی تائید ہوتی ہو، ہومل اسلام کی انسائیکلوپیڈیا مین لکھتا ہو:

"شمالی مغربی عرب مین مکہ سے پٹرا (رقیم) بلکہ اُس سے آگے صحرائے شام (تدمر) اور حوران تک ایک ہی تخیل کسیقدر رد و بدل اور بعض نئے نامون کے ساتھ پھیلا تھا (ج ۱ صفحہ ۳۸۰)

عدنانی قبائل کا سب سے بڑا بت یا دیوتا **ہبل** تھا جو خاص خانہ کعبہ مین نصب تھا، **لات** کا ہیکل شہر طائف مین تھا، مکہ سے چند میل دور مقام نخلہ **عزیٰ** نام ایک دیبی کا مسکن تھا، عدنانی قبائل کے یہ تین سب سے بڑے دیوتا تھے، ان پر چڑہاوے چڑہائے جاتے تھے، قربانیان ہوتی تھین ان کی نذرین مانی جاتی تھین، لوگ انکے جاترے کو آتے تھے، ان کے علاوہ مختلف قبائل کے کچھ مقامی دیوتا تھے، جن کے نام یہ ہین،

---

[۱] طبقات الامم ابن صاعد اندلسی، صفحہ ۴۳، بیروت [۲] اخبار مکہ ازرقی و سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ،
[۳] صحیح بخاری، ابن ہشام، [۴] ابن ہشام،

نام	مقام	پرستار
سُواع	دومتہ الجندل	قبیلۂ ہذیل
سَعد	ساحل جدہ	بنی ملکان بن خزیمہ بن مضر
آساف	مکہ	.
نائلہ	مکہ	.
رُضاء	.	بنی ربیعہ بن کعب
ذوالکعبات	سنداد (حدود عراق)	قبیلۂ ایاد
جبار	عکاظ	ہوازن
مناف	.	قریش
اُوال	.	بکر و تغلب
مُحرِّق	.	بکر و ربیعہ
یالیل	طائف	ثقیف
ذوالخلصہ	تبالہ	خثعم و بجیلہ
سُعَیر	.	عنزہ
فرّاص	.	سعد العشیرہ

بعض قبائل ستارہ پرست تھے، قیس جو عدنانی قبائل مین بہت بڑا قبیلہ تھا، شعریٰ پوجتا تھا، قبیلہ کنانہ چاند کا پرستار تھا، اسد کا قبیلہ عطارد کی پرستش کرتا تھا، تمیم، ستارہ دبران پوجتے تھے[1]، قریش اور ان کے دیگر ہم نسب قبائل جس ہبل کو

[1] ابن صاعد اندلسی صفحہ ۴۳، بیروت

پوجتے تھے، ہمارے قدیم علمائے لغت تو کچھ نہین بتاتے مگر حسب تحقیقات موجودہ وہ درحقیقت ستارۂ زحل تھا،

چنداور بتون کے نام | لغت کی کتابون مین متعدد ایسے بتون کے نام ملتے ہین جنکی نسبت یہ تفصیل نہین معلوم کہ یکس قبیلہ کے معبود تھے، اور عرب کے کس بتخانہ مین انکی پرستش ہوتی تھی، مثلاً کُسْعَہ، جُہْمَہ، جُرَیْش، شارق، عَوْف، بَجَّہ، یہ نام علامہ فیروزآبادی کی قاموس سے التقاط کیئے گئے ہین، عرب مین ایک اور بت تھا جس کو دُوَار کہتے تھے، عورتین اور نوجوان لڑکیان اسکی چارون طرف طواف کرتی تھین، چنانچہ امرؤ القیس کہتا ہے:

فعنّ لنا سرب کان نعاجہ عذارے دوار فی ملاء مذیل

ہمارے سامنے ہرنونکا گلہ آیا جسکی ہرنیان، "دوار" کی ناکتخدا لڑکیان معلوم ہوتی تھین، جو بڑی بڑی دامن کی چادرین اوڑھی ہون

گذشتہ صفحات مین جن بتون اور دیوتاؤن کے نام لکھے گئے ہین، گو وہ بہت تفحص اور تلاش سے جمع کیئے گئے ہین، تاہم اُنکی اصلی تعداد کا احاطہ نہین ہو سکتا، بخاری مین حضرت ابن عباس سے روایت ہی کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آنحضرت صلعم خانہ کعبہ مین داخل ہوئے ہین، تو اُسوقت خلیل بت شکن کا معبد، ۳۶۰ بتون مسکن[۱] تھا، یہ خانہ کعبہ کے اندر کے بتون کی تعداد ہی، اسکے علاوہ ملک کے گوشہ گوشہ مین جو بت پج رہے تھے، انکی کثرت کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہی، قاعدے کے مطابق خاص بنائے ہوئے بتون کے علاوہ عربون کی جہالت کا یہ عالم تھا کہ راستہ چلتے چلتے جو اچھا سا پتھر بھی اُنکو مل جاتا، اُسکو دیوتا بنا لیتے تھے، اگر کبھی اُس سے اچھا پتھر ملگیا تو

۱ صحیح بخاری، فتح مکہ،

پہلے کو چھوڑ کر اسکے آگے سر جھکا دیتے تھے، اگر بدقسمتی سے کوئی پتھر ہاتھ نہ آتا تو مٹی کا گول پنڈا بنا کر بکری کا دودھ اُسپر ڈالتے تھے، اور پھر وہ دیوتا بن جاتا تھا[۵۱]، عرب مین ایک قبیلہ تھا جسنے آٹے کی مورت بنا کر اُسکی پرستش شروع کر دی تھی[۵۲]،

ان پتھر اور مٹی کی مورتون کے علاوہ، بھوت پریت، پر بھی اُنکا اعتقاد تھا، انکو خدا سمجھکر، یا خدا کا مقرب سمجھکر پوجتے تھے[۵۳]، عرب مین ایسے لوگ بھی موجود تھے، جو ایک خدائے اعظم کے قائل تھے، لیکن اسکے ساتھ وہ جنون کو اور فرشتون کو بھی اسلیئے پوجتے تھے، کہ ان کو وہ خدا کا مقرب اور اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اور کہتے تھے کہ یہ خدا کی بیٹیان ہین،

خانۂ کعبہ مین ۳۶۰ بت تھے، یہ کل پتھر کی مورتین نہ تھین کہ اتنی تعداد تو کعبہ کی وسعت مین سما بھی نہین سکتی تھی، بلکہ ان مین ایک خاصی تعداد رنگین تصاویر کی تھی، دیوارون پر بزرگون اور دیوتاؤن کی تصویرین بنی ہوئی تھین، معلوم ایسا ہوتا ہو کہ چونکہ کعبہ تمام عرب کا مرکز تھا، اسلیئے ہر فرقہ کے معبود، اور بزرگان دین کا اس گھر مین مجمع تھا، چنانچہ بتون کو چھوڑ کر خانۂ کعبہ کی دیوارون پر حضرت ابراہیم حضرت اسمٰعیل حضرت مسیح اور حضرت مریم کی تصویرین تھین، اس سے کعبہ کی یہودیون، اسماعیلی عربون اور عیسائیون کے لیئے بھی مرجع القلوب بننے کا دعوی اسمجھا جا سکتا ہو، بعض ارباب فکر نے کعبہ کے ۳۶۰ بتون کی تشریح یہ کی ہو کہ سال کے ہر دن کے لئے ایک نیا بت تھا، سال کے ۳۶۰ دنون کی تقریبی مدت کیلئے ۳۶۰ بت تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ تشریح اسلیئے صحیح نہین کہ یہ تمام اصنام ایک قوم یا قبیلہ کے معبود نہ تھے، بلکہ

۵۱ صحیح بخاری، وفد بنی حنیفہ، ۵۲ سیرۃ ابن ہشام، مقدمہ، ۵۳ صحیح مسلم، کتاب التفسیر،

جُدا جُدا قومون اور جُدا جُدا قبیلون کے تھے، اور وہ ایک کعبہ مین اسلیئے جمع کردیے گئے تھے کہ تمام عرب کی مرجعیت اسکے بغیر قائم نہین رہ سکتی تھی،

عرب مین دیگر مذاہب کا وجود

بت پرستی کے علاوہ، عرب مین بعض اور مذاہب بھی موجود تھے، بلکہ انمین ایسے لوگ بھی تھے جو ملحد اور بے دین تھے، عربونمین قیامت اور دوبارہ زندگی کے انکار کا خیال عام طور سے پایا جاتا ہی، عام مذاہب مین سے چار مذہبون کا وجود عرب مین غیر مشکوک طریقہ سے تھا، صابئیت، مجوسیت، یہودیت اور عیسائیت **صابئیت** یعنی ستارہ پرستی زیادہ تر اہل یمن مین نظر آتی ہی، اور کسیقدر شمالی عرب مین بھی اُس کا سُراغ ملتا ہی، اور یہ نہایت قدیم زمانہ سے عرب مین موجود معلوم ہوتا ہی **مجوسیت** نے عرب پر بہت کم اثر ڈالا تھا، حالانکہ سیاسی حیثیت سے آخر زمانہ مین اہل ایران یمن، عمان اور دیگر ساحلی مقامات پر قابض تھے، کیقباد کے عہد مین امرؤ القیس کے باپ حجر آکل المرار شاہ کندہ نے مجوسیت اسلیئے اختیار کرلی تھی کہ شاہ ایران کا وہ ملک عرب مین نائب بن سکے، اسکے علاوہ اور بھی خال خال مجوسی تھے، قبیلۂ تمیم مین زرارہ بن عدس، اور اُسکا بیٹا حاجب، اور اقرع بن حابس، اور اسود بھی اِسی مذہب کے پیرو تھے،

عیسائیت شام کا شاہی مذہب تھا، اِسی لیئے شمالی عرب کے وہ قبائل جو حدود شام مین جاکر آباد ہوگئے تھے، اُنھون نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا، چنانچہ لخم، جذام، عاملہ مذحج، بہرا، سلیح وغیرہ قبائل مین عیسائیت عام تھی، حدود شام کے عرب رؤسا جنکو **غسّان** کہتے ہین عیسائی تھے، حدود شام سے بڑھکر عیسائیت کی تبلیغ حدود عراق تک پہنچ چکی تھی، تغلب اور تنوخ کے قبیلے جو عراق کی سمت مین

پہلے تے عیسائی تھے، حیرہ کے عرب بادشاہون نے گو مستقل طور سے عیسائیت قبول نہین کی تاہم اس بنا پر کہ اُنکے حرم مین عیسائی عورتین تھین، اُنمین متعدد بادشاہ عیسائی ہو گئے تھے، حیرہ مین اُنھین عورتون نے دیر اور کلیسا بنوائے تھے، یہان راہب لوگ رہتے تھے، اور ان کے ذریعہ سے یہان نوشت و خواند کا کسیقدر رواج تھا، چنانچہ سلاطین حیرہ کے حالات انھین دیرون مین مورخین اسلام نے قلمبند پائے تھے،

اندرون عرب مین بھی عیسائیت کے نشانات ملتے ہین طے کا قبیلہ جو نجد کے قریب آباد تھا، عیسائی تھا، قبیلۂ قریش کے خاندان بنی اسد مین چند آدمی عیسائی ہو گئے تھے، جن مین ورقہ بن نوفل کا نام تو احادیث صحاح مین مذکور ہے، عثمان بن حویرث بھی اسی خاندان کے ایک عیسائی تھے، اوس و خزرج مین بھی ایک دو آدمی عیسائی تھے، جنوبی عرب مین نجران ایک مقام ہے، وہان تمامتر لوگ عیسائی تھے، وہان کلیسا بھی تھا، جس مین راہب رہا کرتے تھے، خاص یمن کے اندر باوجود اسکے کہ عیسائی حبشیون نے ۷۰ برس حکومت کی، عیسائیت رواج نہ پا سکی، تمام سلاطین یمن مین عبدکلال نام ایک بادشاہ صرف عیسائی تھا،

لیکن بجائے اسکے یہودیت نے یہان بڑا برگ و بار پیدا کیا، حمیر یہودی تھے، بنی کنانہ، بنی الحارث بن کعب اور کندہ مین بھی یہودیت تھی، یثرب سے شام تک عرب کے اکثر سرسبز مقامات یہودیون کے قبضہ مین تھے، بنو قریظہ، بنو قینقاع، اہل خیبر تمام کے تمام یہودی تھے، یثرب یعنی مدینہ منورہ مین یہودیون کی آبادی تھی، یہان اُنکا ایک بیت المدراس تھا، جہان علمائے یہود اپنی مذہبی کتابین عربی زبان

سلہ یہ تمام بیانات مذکورہ معارف ابن قتیبہ اور یعقوبی جلد اول ص ۲۹۰ سے ماخوذ ہین،

مین ترجمہ کرکے سامعین کو سنایا کرتے تھے[1]، یثرب مین یہودیون کے مذہبی تقدس کا اتنا اثر تھا کہ اوس و خزرج کے قبیلون مین لوگ نذر مانتے تھے کہ بچہ اگر زندہ رہا تو اُسکو یہودی بنائین گے[2]،

پروفیسر ڈوزی جو عربی کا بہت بڑا عالم جرمنی مین گذرا ہی، اُسنے "مکہ مین بنی اسرائیل" کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہی جسمین یہ ثابت کیا ہی کہ بنی اسرائیل شام سے بھاگ کر حجاز کے شہر مین آکر آباد ہو گئے تھے، اور کعبہ اُنھین کا بنایا ہوا معبد ہی جسکو انھون نے ہبعل (بعل) دیوتا کے نام سے جس کو وہ اکثر گمراہی کے زمانہ مین پوجا کرتے تھے، تعمیر کیا تھا، عربون مین اسی دیوتا کا نام ہبل مشہور تھا، اور جو محمد صلعم کے زمانہ تک خانۂ کعبہ مین نصب[3] تھا،

پروفیسر موصوف کے اس نظریہ نے گو جرمنی کے اکثر یہودی علما مین برفروختگی پیدا کر دی، لیکن ہم مسلمانون کا جہان تک تعلق ہی، اس رائے مین صرف جزئی ترمیم چاہتے ہین، مکہ مین بنی اسرائیل نہین، بلکہ اسرائیل کے عمزاد بھائی بنی اسماعیل آکر آباد ہوئے تھے، اس گھر کو بنی اسرائیل نے نہین بلکہ اُنکے دادا ابراہیم نے تعمیر کیا تھا، وہ "ہبل" کے نام سے نہین بلکہ "خدائے عزّوجل" کے نام سے بنایا گیا تھا،

---

[1] صحیح بخاری [2] ابوداؤد
[3] ڈوزی کی تاریخ مسلمانان اسپین کا مقدمہ ترجمۂ انگریزی،

قرآن مجید
اور
مذاہبِ عربِ قبلِ اسلام

گذشتہ صفحات مین عرب کے مذاہب کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے، اُس سے ظاہر ہو گا کہ اسلام کو آغازِ بعثت مین کسی ایک سے نہین بلکہ سیکڑون مذاہب اور مختلف الاصول عقاید سے برسرپیکار ہونا پڑا، یہ پڑھ چکے ہو کہ عرب، اختلافِ عقاید اور کثرتِ مذاہب کی بنا پر گویا کائنات مذہبی کا **عالمِ اصغر** تھا، اور تعجب نہین کہ قرآن کے نزول کے لیے عرب کی سرزمین کا انتخاب منجملہ اور وجوہ کے ایک اس بنا پر بھی ہو کہ یہان بحث و مناظرہ کے لیے اُس کو ہر قسم کے مخاطب اور ہر مذہب کے وکیل ملجائین گے،

ا- مذہب کی ابتدائی تاریخ کا مظہر یعنی "اعاظم پرستی"[1] عرب مین موجود تھی۔ صحیح بخاری مین عبد اللہ بن عباس رض سے مروی ہے کہ "عرب کے مشہور بت لات، وَدّ، یغوث، وغیرہ پہلے زمانہ کے بزرگون کے نام ہین، بعد مین اہل عرب اُنکی مورتین بناکر پوجنے لگے" قرآن مجید ذیل کی آیت پاک مین اسی مذہب کی تردید کرتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ، (اعراف) — خدا کے سوا اور جن کو پکارتے ہو وہ تمھاری ہی طرح "مخلوق" ہین۔

إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي — آسمان و زمین مین جو بھی ہے وہ خدا کے سامنے

---

[1] یعنی ہر اُس شے کی پرستش جو انسان کی نظر مین بڑی معلوم ہو۔

الرَّحْمٰنِ عَبْدًا، (مریم) "غلام" بنکر آنیوالی ہے۔

قرآن مجید نے جابجا کائنات کی ہستیون کو خدا کا مخلوق بیان کیا ہے، اس سے مقصود یہی ہے کہ یہ چیزین لایق پرستش نہین ہین، اوپر گذر چکا ہے کہ انسان پہلے گھنے درخت اونچے پہاڑ، مہیب جانور، روشن چاند، اور چمکنے والے سورج اور ستارون کی پرستش کرتا تھا، کیونکہ یہ چیزین اُسکو بڑی اور اپنی ہستی اُنکے آگے حقیر نظر آتی تھی، قرآن نے اس کی تردید کی۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کیا نہین دیکھتے کہ آسمان وزمین مین جو بھی ہے وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ اور سورج چاند ستارے، پہاڑ، درخت اور جانور وَالدَّوَآبُّ، حج سب خدا کے آگے سر جھکائے ہین۔

۲۔ اسکے بعد "قوی پرستی" کا درجہ ہے **قرآن مجید** مین بیسیون مقام پر قواے فطریہ کو خدا کا مخلوق اور اُس کے حکم سے انسان کا تابع فرمان بیان کیا ہے اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ جو چیزین خود انسانون کے لیے بنائی گئی ہین، انسان کا اُن کو اپنا معبود ٹھہرانا انتہائی حماقت ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ نے خشکی مین جو کچھ ہے، تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اور کشتیان جو تری مین چلتی ہین انکو تمھارا تابع اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، حج فرمان کردیا ہے وہی آسمانوں کو روکے ہوئے ہے کہ زمین پر نہ آپڑین لیکن اسکے حکم سے

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ، نحل اور اُسی نے سمندر کو مسخر کیا،

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ وہ اللہ جسنے سمندر کو تمھارے تابع کردیا تاکہ اُسمین اُسکے بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ حکم سے جہاز چلین اور خدا کی روزی ڈھونڈھو اور شکر

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مِنْهُ، جاثیہ — اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہی سب کو اپنی طرف سے اُسنے تمھارے قابو میں کر دیا۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ رعد — وہی ہے جو خوف اور امید کی حالت میں تمکو بجلی کی چمک دکھاتا ہی اور (پانی سے) بوجھل بادلوں کو اُبھارتا ہی اور وہی ہے جسکی حمد و تسبیح بادلوں کی گرج اور فرشتے اُسکے خوف سے کرتے ہین اور وہی بجلیوں کی کڑک بھیجتا ہی اور جسپر چاہتا ہی اسکو گرا دیتا ہی کیا یہ کافر خدا کی بابت جھگڑا کرتے ہین حالانکہ وہ بڑا زبردست قوت والا ہے۔

اس کے ہم معنی قرآن مجید مین اور بہت سی آیتین ملین گی۔

۳۔ تیسرا درجہ "ستارہ پرستی" کا ہے، جس مین چاند اور سورج کو اپنی عظمت کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے، حضرت **ابراہیم** کے قصہ مین ستارہ پرستی کی نہایت روشن دلایل کے ساتھ تردید کی گئی ہے، اسکی مزید تفصیل صابئیت کے ذکر مین آئیگی۔

مخصوص ستارون کی پرستش کے متعلق اوپر گذر چکا ہے کہ مشہور قبیلہ **قیس** ستارہ شعریٰ کا پرستار تھا، قرآن نے کہا:

وَأَنَّهُ رَبُّ الشِّعْرٰى، — اور وہی خدا شعریٰ کا مالک ہے۔

قبیلہ **کنانہ** چاند کو اور **حمیر** آفتاب کو پوجتے تھے، قرآن مجید ان کو خطاب کر کے کہتا ہے:

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ — آفتاب و ماہتاب کو سجدہ نکرو،

قوم **سبا** کے متعلق معلوم ہو چکا ہے کہ وہ آفتاب کو پوجتی تھی قرآن ایک بے زبان لیکن گویا پرندہ کی زبانی انکو الزام دیتا ہے:

يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ، نمل — خداکو چھوڑکر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین۔

عرب کے مستند مذاہب | قرآن مجید کے نزول کے وقت عرب مین جو مستند مذاہب رائج تھے، وہ حسب ذیل تے، یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، صائیبیت، حنیفت، حنیفت کے علاوہ اور مذاہب کو متعدد دفعہ قرآن نے یکجا بیان کیا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصَّابِئِیْنَ، بقرہ — جو ایمان لاے ہین (مسلمان) جو یہودی بنے ہین اور نصری اور صابی،

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی، مائدہ — جو ایمان لاے ہین جو یہودی بنے ہین، اور صابی اور نصاریٰ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالصَّابِئِیْنَ وَالنَّصٰرٰی وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا، حج، — جو ایمان لائے ہین جو یہودی بنے ہین اور صابی اور نصارے اور مجوس اور جو مشرک ہین۔

اب ہم بہ ترتیب ایک ایک مذہب کو لیکر بیان کرتے ہین۔

یہودیت | یہ تو پہلے بیان ہوچکا ہے کہ یہودیت عرب کے کن قبایل مین تھی؟ یہان یہ سوال ہے کہ کیا عرب کے یہودی دوسرے ملکون کے یہودیون سے کچھ الگ اعتقاد رکھتے تھے؟ قرآن مجید نے عرب کے یہودیون کے ذمایم اخلاق کو توکھول کھول کر بیان کیا ہی لیکن انکے اعتقادات پر کوئی خاص حملہ نہین کیا، صرف ایک موقع پر یہ آیت ہی۔

وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰهِ (توبہ) — یہود نے کہا کہ عُزیر خدا کے بیٹے ہین۔

عُزَیر سے مراد، عزرا کاہن ہین جنھون نے توراۃ کو اپنے اعجاز سے دوبارہ زندہ کیا، معترضین اسلام کا بیان ہے کہ یہودیون مین عُزیر کی ابنیت کا کوئی عقیدہ

نہین ہے، اس لیے قرآن کا یہ دعوے سراسر خلاف واقع ہے، اس اعتراض کا سرسری جواب تو جیسا **بیضاوی** نے لکھا ہے یہ ہے کہ قرآن نے اپنی یہ آواز مدینہ مین یہودیون کے مجمع کے اندر بلند کی، اور کہین سے اسکی تکذیب اور خلاف واقعیت کی صدا نہ اُٹھی، اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیون مین یہ اعتقاد موجود تھا، ابن جریر **طبری** نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ مدینہ مین اس اعتقاد کے چند لوگ موجود تھے **ابن حزم** نے ملل مین لکھا ہے کہ یہودیون کا صدوقی فرقہ جو یمن مین تھا اُسی کا یہ عقیدہ[1] تھا،

میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیون مین ابنیت کا تخیل نہایت قدیم ہے تکوین کے چھٹے باب مین ہے کہ:

"خدا کے بیٹون نے دیکھا کہ انسان کی بیٹیان خوبصورت ہین"

"ابن اللہ" کے معنی عبرانیون کے محاورہ مین خدا کے محبوب اور پیارے کے تھے،

اسی لیے مسلمانون کے مقابلہ مین عرب کے یہودیون اور عیسائیون کا دعوی تھا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (مائدہ) — ہم خدا کے فرزند ہین، اور اُس کے چہیتے ہین۔

ایسی حالت مین یہود عرب اگر عیسائیون کے مقابلہ مین اُنکا غرور توڑنے کے لیے حضرت عُزیر کو حضرت عیسیٰ کا مماثل اور ہمسر قرار دیتے ہون تو کیا عجب ہے۔ قرآن نے بھی اسی موقع پر یہودیون کے اِس قول کو نقل کیا ہے، چنانچہ پوری آیت یہ ہے:

---

[1] جلد اول صفحہ ۹۹

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرٰى یہودنے کہا عزیر خدا کا بیٹا ہے، اور نصرٰی نے کہا
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ یہ اُن کا صرف زبانی دعوے
يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ (توبہ) ہی۔ یہ اگلے کافرون کی بات کی نقل اتارتے ہین۔

آیت بالا کے اخیر حصہ کے مطلب بیان کرنے مین ہمارے مفسر مضطرب البیان ہین کہ ابنیت کے مسلہ مین یہ کس اگلی قوم کے عقیدہ کی نقل اُتارتے ہین، درحقیقت یہ تخیل تمام بت پرست قومون کی میتھالوجی کا جزو رہا ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ عیسائیون نے جس قوم سے اس عقیدہ کو حاصل کیا وہ اہلِ مصر ہین، اور یہودی فرقہ نے عیسائیون کی دیکھا دیکھی یہ کلمہ منھ سے نکالا۔

عیسائیت عرب مین عیسائیون کا کونسا فرقہ آباد تھا؟ خود عرب مین تو عیسائی حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ سے ناپید ہین۔ اسلیے عیسائیون کا ہر فرقہ مدعی ہے کہ وہ ہمارے ہم مذہب تھے، ابوالفرج ملطی جو چھٹی صدی مین ایک یعقوبی العقیدہ عرب عیسائی مورخ تھا، بوثوق تمام کہتا ہے کہ عرب تمامتر یعقوبی (جاکوبائیٹ) تھے[1]، اسکی تاریخ کا عیسائی محشی جو بیروت کا ایک مشہور کیتھولک فاضل ہے دعویٰ کرتا ہے کہ نہین وہ کیتھولک تھے، کیونکہ کیتھولک رومیون کے ساتھ انکے تعلقات[1] تھے، **ڈریپر** کا منشا معلوم ہوتا ہی کہ وہ نسطوری[2] تھے، ہمکو **حافظ** کا فیصلہ پسند ہے۔ ع

بیا کاین داوریہا را بہ پیش داور اندازیم

خدا کی کتاب یعنی قرآن مجید مین عیسائیون کے عقیدون کی چار مقام پر تردید کی گئی ہے،

---

[1] تاریخ مختصر الدول ملطی مطبوعہ بیروت، صفحہ ۱۴۸ [2] معرکۂ مذہب وسائنس،

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ إِنَّمَا اللّٰهُ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ، (نساء)

اے اہل کتاب اپنے دین میں حد اعتدال سے آگے نہ بڑھو اور خدا کی نسبت حق بات کے سوا کچھ اور منھ سے نہ نکالو مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح صرف خدا کے رسول تھے اور اسکے حکم جو مریم تک پہنچایا گیا اور اسکی طرف سے ایک (بھیجی) ہوئی روح تھے پس خدا اور اسکے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین (خدا) نہ کہو اس سے باز آؤ یہی تمہارے لیے بہتر ہے خدا تو ایک ہی خدا ہے اور اس سے پاک ہے کہ اسکا کوئی لڑکا ہو

دوسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ[1]، (مائدہ)

وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ یہی مسیح ابن مریم خدا ہیں۔

تیسری آیت:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ، (مائدہ)

وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

چوتھی آیت:

يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ، (مائدہ)

اے مریم کے بیٹے عیسےٰ! کیا تم نے لوگوں سے کہا کہ خدا کے سوا مجھکو اور میری ماں کو بھی دو خدا مانو،

ہمارے ملک کے عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن نے ہم عیسائیوں کی طرف مختلف قسم کے عقائد منسوب کیے ہیں جو ہمارے نہیں مثلاً حضرت مریم کو خدا سمجھنا، اور

[1] یہ آیت اسی سورہ میں دو دفعہ ہے۔

صرف حضرت عیسیٰ کو خداے واحد ماننا، ان مین سے کوئی چیز ہمارے اعتقادات مین داخل نہین، لیکن شاید ان بیخبرون کو معلوم نہین کہ پندرھوین صدی عیسوی کا پیدا شدہ پروٹسٹنٹ فرقہ چھٹی صدی کے عرب مین موجود تھا، عرب نسطوری، یعقوبی، ماریونی اور ملکانی فرقے کے عیسائی آباد تھے، جنکے عقاید یورپ کے نئے فرقون سے الگ تھے،

پہلی آیت عیسائیت کے اُن تثلیث پرست فرقون سے متعلق ہے، جو باپ بیٹے اور روح القدس تینون کی مستقل الوہیت کے قایل ہین، اس آیت مین انکے عقیدہ کلمۃ اللہ (ورڈ آف گاڈ، یا لوگس) کے صحیح معنی بھی بیان کیے گئے، جسکی صحیح تعبیر مین عیسائی فرقے باہم ایک دوسرے سے ایک مدت سے معرکۃ الآرا تھے، دوسری آیت جس مین یہ بیان ہے کہ مسیح ہی خدا ہے، یہ یعقوبی فرقہ (جاکوبائیٹ) کی تردید ہے اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح کی ایک ہی ذات خود خدا ہے، اُس مین شائبہ انسانیت (ناسوتیت) نہین وہ خدا ہی تھا، جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ تیسری آیت نسطوری (نسٹورین) اور ملکانی (کیتھولک) فرقہ کی تردید مین ہے، جو اس بات کے مدعی ہین کہ باپ الٰہِ کامل ہے، بیٹا لاہوتی و ناسوتی دونون سے مرکب ہے، روح القدس الوہیت کا تیسرا عُنصر (اقنوم) ہے،

جس آیت مین مریم کی خدائی کا ذکر ہے وہ عیسائیون کے اُن فرقون کی تردید مین ہے جو اقانیم ثلثہ کے ساتھ مریم کو خدا کی ماں کی حیثیت سے لایق پرستش جانتے تھے نسطوری فرقہ خاص اسی مسئلہ کے سبب سے رومن کیتھولک سے الگ ہے کیونکہ نسطوری مریم کو لایق پرستش نہین سمجھتا تھا، اور اسی لیے اس کو قسطنطنیہ سے جلاوطن ہونا پڑا۔ ماریونی یا مریمی فرقہ یہان تک بڑھا کہ اُس نے باپ، بیٹے، اور روح القدس کی جگہ باپ، بیٹے، اور بیٹے کی ماں کو مانا[۱]، عرب مین عورتون کا ایک فرقہ تھا جو مریم کو خدا سمجھکر پوجتا تھا[۲]، علامہ ابن حزم

---

[۱] دیپر معرکہ مذہب و سائنس و ترجمہ قرآن سیل مقدمہ صفحہ ۲۷ [۲] برٹانیکا، طبع ۱۱ لفظ مریم

نے لکھا ہے کہ ان مین بربرانی فرقہ تھا جو مسیح اور مریم دونون کو خدا سمجھتا تھا[1]۔

روح القدس کو عیسائیت کے اکثر فرقے حضرت عیسیٰ کے ساتھ الوہیت کا تیسرا اقنوم سمجھتے ہین مسلمانون کے اعتقاد کے مطابق روح القدس فرشتہ کا نام ہے اسی لیے قرآن نے کہا:

وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا اور خدا یہ حکم تمکو نہین دیتا کہ فرشتون اور پیغمبرون کو خدا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (بقرہ) بناؤ، کیا اسلام لے آنے کے بعد تمکو کفر کا حکم دیگا۔

اِس تفصیل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ملک عرب مین کن کن فرقون کے عیسائی آباد تھے،

خدا جانے کن اسباب سے عربون کو حضرت عیسیٰ سے محبت نہ تھی، اور اسی لیے وہ اسلام سے بھڑکتے تھے، وہ کہتے تھے کہ عیسائیون کے خدا کا بیٹا ہمارے دیوتاؤن سے کس بات مین اچھا ہے:

وَإِذَا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُو (زخرف) جب ابن مریم کا حال بیان کیا جاتا ہے تو تیری قوم اس سے ہنستی ہے، کہتے ہین کہ ہمارے دیوتا اچھے ہین یا وہ۔

اِس آیت سے عیسائیون کے اس دعویٰ کی بنیاد کھوکھلی ہو جاتی ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین عیسائیت کو بڑا فروغ اور قبول عام حاصل تھا،

مجوسیت مجوسیت، ایران کا قدیم مذہب ہے جس کا بانی زرتشت بتایا جاتا ہے، زرتشتی خود اپنے کو مجوس نہین کہتے، عربی مین مجوس کا لفظ یونانی سے آیا ہے، یونانی انکو "میجوس" کہتے

[1] الفصل فی الملل والنحل جلد ۱ ص ۴۸

ہین، اصل فارسی لفظ مُغ ہے، مجوس، یزدان اورہرمن دو خداؤن کے قائل تھے، ایک فاعلِ خیر (یزدان) اور دوسرا فاعلِ شر (اہرمن) یزدان کو نور اور اہرمن کو ظلمت سے بھی تعبیر کرتے تھے، **قرآن** نے عرب کے مجوسی اعتقاد کا ابطال بھی ضروری سمجھا چنانچہ کہتا ہے:

قَالَ اللّٰہُ لَا تَتَّخِذُوْا اِلٰھَیْنِ اِثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ، (نحل) — خدا نے فرمایا کہ دو خدا نہ بناؤ، خدا تو ایک ہی ہے۔

میری راے مین قرآن مجید کی یہ آیتین:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (نور) — خدا آسمان وزمین کی روشنی ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (انعام) — حمد ہو اس اللہ کی جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور تاریکی اور روشنی کو بنایا۔

انھین مجوس کی رد مین ہے،

مجوس کا نام ایک ہی دفعہ قرآن مین آیا ہے، سورۂ حج مین۔

صائبیت قرآن مجید مین صابئین کا نام جیسا کہ اوپر کی آیتون مین گذر چکا ہے، تین دفعہ آیا ہے، لیکن نام کے علاوہ کچھ اور حقیقت واضح نہین کی ہے اسلیے اسکی تحقیق کہ اس مذہب کے اصول کیا تھے، اس کا مولد کہان تھا، اس کا بانی کون تھا، کس کے نام سے یہ فرقہ قایم تھا بہت کم کی جاسکی ہے، حالانکہ دین حنیف جسکی جانشینی کا مذہب اسلام مدعی ہے اسکی حقیقت کا انکشاف بہت کچھ صابی مذہب کے فہم وتشریح پر منحصر ہے، مفسرین شراح حدیث، ارباب لغت اور مورخین بھی صابئیت کی تعیین حقیقت مین نہایت مختلف الراے ہین، ان مختلف اسباب سے ہم اس داستان کو ذرا پھیلا کر لکھنا چاہتے ہین

مختصر حال | صابئین کا اصل مولد بابل تھا، آغاز باب مین بتایا جاچکا ہے کہ اس ملک مین ستارہ پرستی کا رواج مدت سے تھا، اسی کے ساتھ ان مین ارواح پرستی بھی تھی، ستارونکے ہیکل ان کے معبد تھے، عربی اور انگریزی دونون شہادتون سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ یہ عراق کا نہایت قدیم مذہب تھا، رفتہ رفتہ سیاسی انقلابات کے ساتھ ساتھ ان پر جو مذہب غالب آتا گیا، ان کے کچھ اجزا اُس مین شامل ہوتے گئے، ان مین بنی اسرائیل کی یہودیت، ایرانیون کی مجوسیت، یونانیون کا فلسفہ، رومیون کی عیسائیت ہر چیز مین سرائت کرگئی تھی، خداے واحد پر ان کا اعتقاد تھا، لیکن ستارون کی ارواح کو خدا اور اس کے بندون کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے، تین وقت ستارون کی پوجا کرتے تھے، صبح کو تا طلوع آفتاب، دوپہر کو عین زوال کے وقت، شام کو آفتاب[1] ڈوبنے تک۔ ان کا اعتقاد تھا کہ تمام ستارون کا مرکز قطب شمالی ہے، تمام ستارے آغاز عالم سے ہر وقت اپنی جگہ سے ہٹتے اور بڑھتے رہتے ہین، لیکن قطب کا تارا ہمیشہ ایک حال پر اپنی جگہ پر قایم رہتا ہے، اس لیے وہ قبلہ ہے، اسی طرف منھ کرکے وہ اپنی دعا اور مناجات پڑھا کرتے ہین دن مین تین دفعہ ہر نماز کے لئے انکو غسل کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانون کے بیانات | اس تفصیل کے بعد اس مذہب کے متعلق مفسرین کے الفاظ سننے چاہئین۔ حافظ ابن کثیر نے سورہ بقرہ کی آیت وَالصَّابِئِيْنَ کی تفسیر مین تمام اقوال نقل کردیے ہین۔

مجاہد، عطا، سعید بن جبیر، سفیان ثوری	صابی یہود نصاری اور مجوس کے بین بین ایک قوم ہو جسکا کوئی خاص مذہب نہین۔

[1] اسی لیے ان ۳۔ اوقات مین اسلام مین نماز ناجائز ہے کہ تشابہ نہو۔

ابو العالیہ، ربیع بن انس، سدی، جابر بن زید، اسحاق بن راہویہ،	صابی اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتا ہے۔
حسن بصری،	یہ مجوس کے مشابہ ہین، فرشتون کو پوجتے ہین،
ابو جعفر رازی، قتادہ،	صابی فرشتہ پرست ہین، زبور پڑھتے ہین اور قبلہ کی طرف نماز ادا کرتے ہین۔
ابو الزناد،	صابی ایک قوم ہے جو عراق کے قریب کوثی مین رہتی ہے، تمام پیغمبرون پر ایمان رکھتی ہے ہر سال ۳۰ روزے رکھتی ہے پانچ وقت یمن کی طرف منھ کرکے نماز پڑھتی ہے
وہب بن منبہ،	صابی وہ مذہب ہے جو خدا کی توحید کا قایل ہو لیکن اُسکے پاس کوئی شریعت نہو۔
عبد الرحمن بن زید،	صابی موصل مین ایک قوم ہے جو توحید کی قایل ہے۔ لیکن عبادات، کتاب الٰہی اور پیغمبر سے محروم ہے۔
خلیل،	صابی مذہب عیسائیون سے ملتا جلتا ہے انکا قبلہ بادِ جنوب کے بہنے کا رخ ہے، وہ سمجھتے ہین کہ ہم حضرت نوح کی شریعت پر ہین۔
مجاہد، حسن البصری، ابن ابی نجیح (بروایت قرطبی)	یہ ایک قوم ہے جسکا مذہب یہود اور مجوس سے مرکب ہے۔

بعض علماے متاخرین — حاصل یہ ہے کہ یہ موحد ہین لیکن تاثیر کواکب کے قایل ہین۔

امام رازی — صابئی ستارہ پرست قوم جو ستارہ کو اس اعتقاد سے پوجتی ہو کہ خدانے اسکو قبلہ بنایا ہو اور تدبیر عالم اس کے سپرد کیا ہے۔

حافظ ابن کثیر — مجاہد اور ان کے پیرؤن، اور وہب بن منبہ کا قول درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہ یہود، نہ عیسائی، نہ مجوس اور نہ مشرکین کے مذہب پر ہین، بلکہ سادہ خلقت پر قایم ہین، کسی خاص مذہب کے متبع نہین،

ابن ندیم نے فہرست کے ایک طویل باب مین صابئین کا ذکر کیا ہے، اور ان کے تمام اعمال وعقاید لکھے ہین، کہ یہ اپنے کو حضرت ابراہیمؑ کے پہلے کے پیغمبر حضرت نوحؑ اور شیثؑ کا پیرو کہتے ہین، ایک صحیفۂ شیث بھی ان کے پاس ہے جس مین اخلاقی باتین درج ہین۔

علامہ ابن تیمیہ نے صابئین کی تحقیق پر الرّد علی المنطقیین مین جو کچھ لکھا ہے، وہ محققانہ ہے۔ ہم اسکا یہان لفظی ترجمہ کر دیتے ہین۔

"اُن صابئین کا خاص مرکز حرّان تھا، حضرت ابراہیم یہین پیدا ہوے تھے، یا عراق سے یہان آئے تھے، دونون قول ہین، یہان علتِ اولیٰ، عقلِ اول اور نفسِ کلیہ کے ہیکل تھے، نیز زحل، مشتری، مریخ، شمس، زہرہ، عطارد، اور قمر کے

ہیکل تھے، عیسائیت سے پہلے ان کا یہی مذہب تھا، عیسائیت کے بعد، اُن مشرک صابئین کے بقا کے ساتھ ساتھ ان مین عیسائیت پھیلی، یہان تک کہ اسلام آیا اور وہان یہ صابئین اور فلاسفہ حکومت اسلامی مین آخر وقت تک موجود رہے، انھین مین سے وہ صابئین تھے جو بغداد وغیرہ مین طبیب یا منشی تھے، ان مین سے بعض اسلام نہ لائے، چوتھی صدی مین **فارابی** جب حران گیا ہے، تو انھین سے فلسفہ سیکھا۔۔۔۔۔۔۔ اہل دمشق وغیرہ کا مذہب بھی عیسائیت سے پہلے یہی تھا، انکی نماز کا قبلہ "قطب شمالی" تھا اسی لیے دمشق مین بہت سی کہنہ مسجدین ہین جن کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف[1] بھی ہے دمشق کی جامع مسجد کے نیچے ایک بہت بڑا معبد ہے، جس کا ایک قبلہ قطب شمالی کی طرف ہے یہ انھین لوگون کا معبد ہے،

علامۂ موصوف نے اس کے بعد صابئین کی دو قسمین کی ہین، ایک موحدین، یہ وہ ہین جنھون نے حضرت **ابراہیم** کی ملت کی پیروی کی، دوسری جماعت وہ تھی جو مشرک تھی، قرآن شریف نے دو حیثیتون سے صابئین کا ذکر کیا ہے، ایک مین اول کا ذکر ہے اور دوسرے مین دوم کا۔

علامہ **ابن حزم** ظاہری نے ملل مین لکھا ہے کہ صابئیت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے **شہرستانی** نے اپنی ملل مین صابئیہ اور حنفیہ کا باہم دو متقابل مذہبونکی حیثیت سے ذکر کیا ہے اور ان کے اختلافات و مناظرات نہایت تفصیل سے لکھے ہین، جن کا حاصل یہ ہے کہ صابئین خدا کے قایل ہین۔ رسالت کے قطعاً منکر ہین، خدا اور بندون کے درمیان یہ ستارے جو

[1] گویا مسلمان ہونے کے بعد یہی ہیکل مسجد بنگئی۔

دی روح ہین متوسط ہین، اوراس لیے اُن کے خوش رکھنے کی ضرورت ہے اوراسی بناپر انکی پرستش کی جاتی ہے، حنفیہ رسالت کے قایل ہین اورصاحب رسالت ہی کوخدا اور بندہ کے درمیان واسطہ قرار دیتے ہین۔

قدیم عیسائی بیان | چھٹی صدی کاایک عیسائی مورخ اپنی تحقیق کی بناپرنہایت وثوق کے ساتھ بیان کرتاہے کہ صابئین کا مذہب قدیم کلدانیون کا مذہب ہے، قطب شمالی انکا قبلہ ہے، تین وقت کی نمازیہ پڑھتے ہین، اوّل طلوع آفتاب کے آدھ گھنٹہ پہلے سے طلوع آفتاب تک ۸ رکعتین، دوسرے عین زوال آفتاب، اورتیسرے عین غروب کے وقت پانچ پانچ رکعتین، ہررکعت مین تین سجدے، روزے بہت ہین، اول تیس روزے ایک ساتھ ۸ آذر (مارچ) سے۔ نو روزے ایک دفعہ ۹ کانون اول (دسمبر) سے۔ پھرسات دن کے روزے ۸ شباط (فروری) سے۔ستارون کی یہ پرستش کرتے ہین۔قربانیان کثرت سے کرتے ہین لیکن کھاتے نہین۔بلکہ جلادیتے ہین۔انکی باتین حکما سے مشابہ ہوتی ہین، توحید کے مسائل ان کے ہان نہایت مضبوط ہین، لہسن، لوبیا، کرم کلا اورسور نہین کھاتے، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار ۹ ہزار دورہ مین عذاب اُٹھاکرآخررحمت الٰہی کے سایہ مین داخل ہوجائیگا

علماے یورپ کابیان | اہل یورپ کواس فرقہ کاحال ابتداءً ایک یورپین سیاح کی زبانی معلوم ہوا جوعراق کی سیاحت کرکے یورپ واپس گیا تھا، عراق مین صابئیون کی ابتک تھوڑی سی آبادی ہے، یہ دیکھکرکہ یہ حضرت یحییٰ (جان) کی بڑی عزت کرتے ہین، اُسنے اپنے اہل وطن کویہ پیغام بشارت سنایاکہ وہ حضرت یحییٰ کے عیسائیون (؟) کا پتہ لگاکرآیاہے، اس کے بعد مسلمان مصنفین کی کتابون مین انکے حالات یورپ کوہاتھ آئے، بعدازین ایک عیسائی مشنری نے عراق آکران مین کام کرناشروع کیا، ایک دو نے عیسائی مذہب قبول

کیا اور اپنے قدیم مذہبی عقائد کا طلسم خود اپنی زبان سے کھولا۔

صابئین اپنے آپ کو **مانڈیین** کہتے ہین ساحلِ فرات پر بصرہ اور خوزستان کے پاس انکی مختصر آبادی ہے (ماند) کے لفظی معنی انکی زبان مین (علم) کے ہین انکی بول چال کی زبان فارسی اور عربی ہے۔لیکن مذہبی زبان ایک قسم کی آرامی ہے، خط، قدیم تدمری (یا پالمارن) خط کے مشابہ ہے، اسی خط اور زبان مین ایک مذہبی صحیفہ انکے ہاتھ مین ہے، جس کے بعض حصے نہایت قدیم ہین اور کسی پرانے لٹریچر سے ماخوذ ہین، ان مین سے سب سے طویل اور اہم ٹکڑے کا نام سدرربّاؔ[1] یعنی بڑی کتاب ہے اور اسی کا دوسرا نام "گنز" (گنج یا کنز) یعنی خزانہ ہے، اس کے دو چھوٹے بڑے حصے ہین، بڑے کو "یامین" (یمین) داہنا ہاتھ، اور چھوٹے کو سمال (شمال) بایان ہاتھ کہتے ہین، پہلا حصہ زندگی کے لیے ہے، اور دوسرے مین مذہبی عہدہ دارون کی تجہیز وتکفین کی دعائین ہین، یامین کا آخری باب کتاب الملوک ہے جس مین ایرانی اور عرب بادشاہون کے تذکرے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حصہ ساتوین اور نوین صدی عیسوی (یا پہلی اور تیسری صدی ہجری)[2] کے درمیان کا ہے، رسوم مذہبی کچھ زیادہ پرانے یعنی ساسانیون کے عہد کے معلوم ہوتے ہین۔

ان کے عقائد اور اصول مذہب پر ایک مجموعی نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلدان کے قدیم مذہب ستارہ پرستی، یونان کے فرقۂ ناسٹک، اور ایران کے مسئلہ نور وظلمت کا ایک

[1] سامی زبانون مین رب کے معنی بڑے کے ہین۔

[2] تیسری صدی ہجری کے اواخر مین یعنی خلیفہ معتضد کے زمانہ مین ثابت بن قرہ صابی نے صابی مذہب کے فرائض وسنن وتجہیز وتکفین میت وقواعد نجاست وطہارت وحیوانات قربانی واوقات نماز پر ایک کتاب لکھی تھی، (ابو الفرج ملطی صفحہ ۲۶۵) کیا وہ یہی حصہ ہے؟

مخلوط مجموعہ ہے، تمام اشیا کی اصل ایک تاریک غار ہے، اس کے ساتھ دو چیزین ہین، جو قوائے ازلیہ ہین، ایک "ایار۔زیو۔رب" (فضائے منور اعظم) اور دوسری 'مان رب' (روح اعظم جلال) جسکو وہ ملِکُ النور بھی کہتے ہین۔ مان رب نے برترین قوائے ازلیہ حی قدیما ی (حیاۃ قدیمہ یعنی حیاۃ اَزلی) یا علت اولی کو پیدا کیا، اور اس کے بعد خود پردۂ راز مین چھپ گیا، اور صرف نیک صابئیون کو موت کے بعد نظر آئے گا، اب یہی حیاۃ قدیمہ اَولیٰ علاً اس فرقہ کا خدا ہے۔ تمام مناجاتون اور دعاؤن مین اسی کی حمد وثنا ہوتی ہے۔ ملِکُ النور جاہ و جلال کے ساتھ سمت شمال مین سکونت گزین ہے، نورِ اوّل کے پانچ مظاہر ہین، نورِ خاص وبلند، بادِ نسیم، لطفِ صوت، قوائے ازلیہ کی آواز، اور اُنکا حُسنِ خلقت، ان سے ملکر پھر ۳۶۰ روحانی قوتین (ملائکہ) پیدا ہوئین، ان مین سے اکثر کی نام بنام پوجا ہوتی ہے۔

حیاۃ اولیٰ سے پھر حی تنائی (حیاۃ ثانیہ یا علت ثانیہ) پیدا ہوئی، اس کا دوسرا نام 'یُشُو مِن' بھی ہے، اسکے بعد اس کا دوسرا مظہر رسولِ حیاۃ یعنی 'ماند' ہے، جسکی نسبت سے اس فرقہ کا 'ماندین' نام پڑا ہے اور جسکو وہ اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہین، ماندُ مان ربا کا فرزند اول، فرزند عزیز، رسول برتر، اور کلمۂ حیاۃ ہے۔

حیاۃ نے اس عالم ظاہری مین اپنے تین مددگار پیدا کیے ہیبل شیتیل [1] اور آنوش یہ تینون محافظ ارواح ہین۔ آنوش کا دوسرا نام حی تلیتھا ی (حیاۃ ثالثہ) ہے۔ عتیق، یعنی قدیم بھی اسکو کہتے ہین اور یہ دنیا اور آخرت کے بیچ مین عالم نور کی آخری سرحد پر رہتا ہے، اس دنیا سے اس دنیا مین جو جاتا ہے یہ اپنی ترازو مین اس کے اعمال پہلے تول لیتا ہے اُسکے نیچے ایک تاریک غار مین میلا پانی تھا، جس مین اُس کا عکس پڑا تو ایک صورت پتاہل نام

---

[1] یہ تینون نام توراۃ کے ہابل، شیث اور نوح کی بابلی صورت ہے۔

مجسم ہوگئی، یہ تیاہل فرزند حیاۃ ثالثہ اس عالم مادی کا خالق ہے۔ اسی نے آدم وحوا کو پیدا کیا لیکن یہ کھڑے نہین ہو سکتے تھے اسلیے حیاۃ اولیٰ نے ہیبل شتیل اور انوش کو بھیجا، انھون نے انکے اندر روح پھونکی اور انکو خدا کے حکم سے تعلیم کیا کہ عالم نور کیا چیز ہے اور یہ کہ انکا اصلی خالق تیاہل نہین، بلکہ خدا سے برتر ہے۔ تیاہل کے تین اور سلسلۂ مخلوقات ہین، ایک ستارگان سیارہ دوسرے منازل برج، تیسرا سلسلہ اب تک غیر معین ہے،

ستارگان سیارہ یہ ہین: ایسترا (استار) یعنی زہرہ، روح قدس بھی اس کا نام ہے۔ انباء (نیبو) یعنی عطارد سِن یعنی چاند۔ کیوان یعنی زحل، بیل یعنی مشتری، نریگل (نرگال) یعنی مریخ، ال یا ال[1] ال، آفتاب جس کا دوسرا نام قادوش یعنی قدوس اور[2] اودُناے ہے، یہ تمام ستارونکی ارواح کا مالک ہے، اور اسی لیے اسکی جگہ اُن کے وسط مین ہے، آسمان خالص پانی کا ایک سمندر ہے جس مین یہ ستارے تیر رہے ہین۔ شمالی قطب ستارہ، ستارون کا مرکزی آفتاب ہے جس کے اردگرد تمام اجرام سماویہ حرکت کر رہے ہین۔ وہ تاج زرنگار پہنے عالم نور کے دروازہ پر بیٹھا ہے۔ منادیین عبادت کرتے وقت اُسی طرف رخ کرتے ہین۔ زمانہ کے مختلف اجزا کے ہر زمانہ کی حکومت ایک خاص ستارے کے سپرد ہوتی ہے۔

ان کے ہان روز دن کے دن بھی مقرر ہین لیکن روزہ کے دن کے معنی صرف آرام کے دن کے ہین کیونکہ فاقہ ان کے ہان سخت ممنوع[3] ہے، حکم ہے کہ ان دنون مین مرد وزن سب سپید کپڑے پہنین اور تین وقت نہائین کسی جانور کو ان دنون نہ مارین اور نہ گوشت کھائین، یکشنبہ ان کا مقدس دن ہے، مذہبی عقاید کو غیرون سے چھپانا انکا اولین اصول ہے۔

---

[1] ایل سامی زبانون مین خدا کو کہتے ہین، [2] اس عبری لفظ کے معنی ہمارے خداوند کے ہین، یہود اصطلاحاً اسکو خدا کے لیے استعمال کرتے ہین، [3] پارسی مذہب مین بھی منع ہے۔

سب سے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اُن کے مذہبی عقاید بنی اسرائیل کے عقاید اور اصول کے بالکل ضد قایم کیے گئے ہین، توراۃ کے تمام بزرگون کو حضرت ابراہیم سے لیکر آخر تک سب کو کاذب اور مفتری پیغمبر سمجھتے ہین حضرت موسیٰ کے مقابلہ مین فرعون کی طرفداری کرتے ہین فرعون کو اپنا رہنما اور پیشوا جانتے ہین، اور یقین رکھتے ہین کہ خدا کا صحیح مذہب اسی کے زمانہ مین مصر مین قائم تھا، جو مصری، فرعون کے ساتھ ڈوبنے سے بچ گئے وہ قطب شمالی کی چھوٹی جنت مین آرام کر رہے ہین، اور ساری جب کم ہوجاتے ہین تو وہ آکر انکی تعداد بڑھا دیتے ہین ابراہیم جو نوح (نوح) کے چھ ہزار برس کے بعد آفتاب کے عہد حکومت مین پیدا ہوئے تھے۔ جھوٹے پیغمبر تھے اسی طرح حضرت موسیٰ، سلیمان، داؤد، اور عیسیٰ بھی، صرف یحییٰ بن زکریا سچے پیغمبر تھے جنکو یہودیون نے قتل کر دیا، اور اسی کی پاداش مین وہ زمین مین پراگندہ کردیے گئے، "اُور" (حضرت ابراہیم کی جاے ولادت) دوزخ کا نام ہے۔ یہوا جو بنی اسرائیل کے خدا کا نام ہے وہ شیطان کی صورت مین دوسرے درجہ کے خداون مین شامل ہے۔[1]

تبصرہ | ان صفحات کے پڑھ لینے کے بعد یہ بآسانی فیصلہ ہوسکتا ہے کہ قدیم مسلمان مصنفین کی تحقیقات اور جدید انکشافات تقریباً ایک ہی تصویر کے دو رخ ہین خصوصاً قدما مین سے مجاہد قتادہ حسن بصری، اور ابن ندیم کا اور متاخرین مین علامہ ابن تیمیہ کا بیان نہایت محققانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ صابئین کا اصلی مذہب کلدانی تھا جس مین بابلی الاسما ستارون کی پرستش اصل بنیاد ہے، ایران کی ترقی و حکومت کے عہد مین مجوسی مذہب کے مسئلہ نور و ظلمت اور استیلاے ارواح نے ان پر سایہ ڈالا، اس کے بعد یونانی فلسفیون کا دور آیا، انھون نے ایران کو ہٹاکر اسکی جگہ خود لی اسوقت ناسٹک فلسفہ نے اُن پر اپنا اثر ڈالا۔ چنانچہ خلق عالم اور نظم کائنات

[1] یہ تمام تفصیل انسائکلوپیڈیا برٹانیکا، جلد ۱۰، صفحہ ۵۵۵ سے ماخوذ ہے۔

کے اکثر مباحث اسی فلسفہ کے اوراق ہین، اثبات وانکار کی حیثیت سے اسرائیلی پیغمبرون کے نام یہودیت کے آثار ہین خصوصاً حضرت آدم، حوا، نوح، شیث کا ان مین مقبول ہونا دعوی کی کافی شہادت ہے اور اسی سبب سے ہمارے مورخین نے انکو حضرت شیث کی امت بتایا ہے۔ بپتسمہ، روح القدس اور کلمہ کا ان مین تخیل عیسائی تصور ہے۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زا اس مذہب کا وہ پہلو ہے جس مین حضرت ابراہیم اور انکی نسل کے دیگر پیغمبرون کی شدید مخالفت بلکہ عداوت پنہان ہے، یہ حیرت زائی اور تعجب انگیزی ایک اہم نکتہ کی طرف ہماری رہبری کرتی ہے، یہ معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم کا مولد بابل کا شہر اُوْر اور منشا شہر حران ہے۔ یہ وہ مقامات ہین جو صابئیت کے مرکز اور درسگاہ ہین اس بنا پر ہمارے مفسرین اور خصوصاً علامہ ابن تیمیہ کا یہ دعوی قابل قبول ہونا چاہیے کہ یہی وہ بدبخت قوم ہے جس مین خلیل بت شکن نے ظہور پایا تھا اور ان کے بتون اور مورتون کو توڑ کر ستارہ پرستی سے روکا تھا، لیکن شومی قسمت نے انکی دعوت کے قبول کے بجاے ان کا دشمن بنا دیا اور وہی دشمنی و عداوت کا خمیر اب تک اس فرقہ کا عنصر بطور وراثت موجود ہے، اور خدا جانے کتنے قدیم زمانہ سے اوسنے عقیدہ کی صورت اختیار کر لی ہے، غالباً یہی سبب ہے کہ نسل ابراہیم کی ایک بڑی شاخ (عرب) مین صابی کا لفظ مرتد، بے دین اور بدمذہب کے معنی مین مستعمل ہے۔ چنانچہ آغاز اسلام مین کفار کی طرف سے مسلمانون کو یہی خطاب ملا[1] تھا۔ اس موقع پر پہنچکر قرآن مجید کی اس آیت کی تفسیر عملاً ہماری آنکھون کے سامنے نمایان ہو جاتی ہے،

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ

ابراہیم اور اسکے ساتھیون مین تمھارے لیے بہترین نمونۂ اقتدا ہے جب انھون نے اپنی قوم (بابل) سے کہا، ہم تم سے اور جنکو خدا کے

[1] صحیح بخاری، باب غزوۃ العسرۃ، وباب اسلام ثمامہ وغیرہ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗ (ممتحنہ)

علاوہ تم پوجتے ہو، ان سے الگ ہین، تمہارے منکر ہین، اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور دشمنی پیدا ہوگئی، یہان تک کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ۔

لغوی تشریح لفظ صابی، کی لغوی تشریح بھی کسی قدر تفصیل طلب ہے، کہتے ہین، کہ صبا، عبری لفظ صبغ کا آرمی تلفظ ہے، صبغ، عربی لفظ صبغ، کے ہم معنی ہے جس سے عربی مین دوسرا لفظ اصطباغ بنا ہے۔ اس کے اصلی معنی نہانے اور دھونے کے ہین اور اصطلاحاً بپتسمہ کے معنی مین بولا جاتا ہے، چونکہ یہ فرقہ مذہبًا دن مین کئی دفعہ غسل کرتا ہے اس لیے ان کا آرامی نام صابی پڑا اور اسی سے عربی مین آیا[1] لیکن ہمارے سامنے ایک اور لغوی تشریح اس سے زیادہ سہل اور بامعنی موجود ہے اصل یہ ہے کہ سامی زبانون مین صبا کا لفظ ستارون کے مفہوم مین عام طور سے مستعمل ہے۔ عبرانی مین اس کے معنی جماعت ستارگان، کے ہین[2] عربی مین صبا کے معنی ستارے کے طلوع ہونے اور نکلنے کے ہین[3] چنانچہ قاضی بیضاوی نے صابی کا اشتقاق اسی لفظ سے کیا ہے،

تنبیہ اہم منادیین کے لیے صابئین کا لفظ سب سے پہلے انکے دشمنون نے استعمال کیا لیکن آپ تعجب سے سنین گے کہ خلافت عباسیہ نے جب انکے وطن عراق مین اپنا سیاسی مرکز قائم کیا تو انھون نے نہایت فخر کے ساتھ خلیفہ مامون کے عہد مین اس لقب[4] کو اختیار کیا اور چونکہ یہ یونانی زبان اور فلسفہ سے واقف تھے، اس لیے خلافت کے علمی صیغون مین انھون نے بڑے بڑے درجے حاصل کیے اور بعد کو ان مین عربی زبان کے اچھے اچھے ادیب بھی پیدا

[1] سیل کے ترجمہ قرآن کا مقدمہ و چیمبرس ٹوئنٹیتھ سنچری ڈکشنری لفظ سینس [2] لسان العرب لفظ صبا،
[3] مفاتیح العلوم خوارزمی طبع یورپ صفحہ ۳۶ و کتاب الفہرست ابن ندیم،

اوراس کوشش مین کہ وہ حقیقت مین اہل کتاب ہین انھون نے اپنے مذہب کی ایسی تجدید واصلاح کی کہ وہ اپنے کو اسلام کے قریب تر ثابت کرسکے، یہی سبب ہے کہ بعض علماے اسلام نے انکے عقاید وطرز عبادات کو اسلام سے قریب تر بیان کیا، اوراس سے عیسائیون کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ سمجھے کہ اسلام کے بعض رسوم وعبادات انھین صابئین سے ماخوذ ہین[1]، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ اب اِن حملہ آورون کو بھی اپنے راستہ کی غلطی معلوم ہورہی ہے[2]۔

مذہب صابئی اور قرآن مجید قرآن مجید مین صابئی مذہب کا نام بقرہ، مائدہ، اور حج، تین سورتون مین آیا ہے، اس کے علاوہ ان کے مذہب کا کوئی اور ذکر مذکور نہین، چونکہ ہم کو یہ معلوم ہوچکا ہے کہ انکا اصل ابتدائی مذہب بعد کی آمیزشون سے پہلے، خدا کے اقرار کے ساتھ ساتھ ستارون روحون اوران کے مجسمون کی پرستش ہے، تو بآسانی یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ان عقاید کی تردید وابطال مین قرآن مجید نے جو کچھ کہا ہے اس کا اصلی تخاطب انھین سے ہے۔

قرآن بتاتا ہے کہ صابئی قوم کی ہدایت واصلاح کے لیے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام مامور ہوے، توراۃ مین تصریح ہے کہ حضرت ابراہیم کو عراق کے شہر اُور[3] اور حران[4] سے تعلق تھا، اوران کا خاندان غیر خداؤن کو سجدہ کرتا تھا[5]، قرآن مجید، حضرت ابراہیم کی زبانی انہی صابئی مجسمہ پرستون کو خطاب کرکے کہتا ہے:

أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً (انعام)	کیا بتون کو خدا ٹھراتے ہو،
مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ، (انبیا)	یہ کیا مورتین ہین جنکو تم گھیرے رہتے ہو۔

[1] سورس آف القرآن سر ولیم میور [2] برٹانیکا لفظ صابئین، ولٹریری ہسٹری آف پرشیا، مصنفہ براؤن جلد ا صفحہ ۳۰۴ [3] تکوین، [4] یوشع ۲۴-۲

أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ، (صٰفّٰت)

جن کو تم اپنے ہاتھون سے گھڑتے ہو انھین کو پوجتے ہو، حالانکہ تمکو اور تم جو بناتے ہو سب کو خدا نے پیدا کیا ہے۔

إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ، (عنکبوت)

خدا کو چھوڑ کر بتون کو پوجتے ہو، جھوٹ گھڑ کر،

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ،

میرے باپ، شیطان کو نہ پوج، وہ خدا کا نافرمان ہے۔

ستارہ پرستی کی تردید مین حضرت ابراہیم کا مکالمہ سب سے روشن دلیل ہے۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰى كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْاٰفِلِينَ ، فَلَمَّا رَاَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ، فَلَمَّا رَاَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ہ (ابراهیم)

جب اسپر رات نے پردہ ڈالا ستارہ کو دیکھا بولا یہ میرا خدا ہے، جب وہ چھپ گیا تو اُسنے کہا مین چھپ جانے والے کو پیار نہین کرتا جب چاند کو دیکھا کہا یہ میرا خدا ہے جب وہ بھی ڈوب گیا بولا اگر میرا پروردگار رہدایت نکرتا تو مین گمراہون مین ہوتا، جب آفتاب پر نظر پڑی بول اٹھا یہی میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے جب یہ بھی ڈوب گیا کہا اے بھائیو مین اس سے برات کرتا ہون جسکو تم خدا کا شریک کہتے ہو مین اپنا مُنھ اسکی طرف کرتا ہون جسنے آسمانون کو اور زمین کو پیدا کیا مین مشرکون مین سے نہین۔

آیت کے آخری ٹکڑے سے ثابت ہوتا ہے کہ صابی خدا کے منکر نہین تھے بلکہ خدائی مین اورون کو بھی شریک ٹھہراتے تھے، بابلی مذہب کی تفصیل کرتے وقت ہمنے بتایا ہے کہ یہ آیت

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ ہ — ایک نظر بھر کر ستارون کو دیکھا۔

بھی اسی ستارہ پرستی کی طرف اشارہ ہے۔

عدنانی عربون کی مذہبی حالت جہان بیان ہوئی بتایا گیا ہے کہ نزول قرآن کے وقت کس قبیلہ مین کون ستارہ پوجا جاتا تھا، عربون نے دنیا کے تمام طبعی کاروبار کو انہی ستارون کے طلوع وغروب کی طرف منسوب[1] کر رکھا تھا، ان کا خیال تھا کہ منازل قمر کے ۲۸ ستارون مین سے ایک جب غروب ہوتا ہے تو اور دوسرا اس کے مقابل مین طلوع ہوتا ہے۔ وہ جب تک ڈوب نجاے اُس کا عمل قایم رہتا[2] ہے۔ اسکو اپنی اصطلاح مین نَوْء (نکھتر) کہتے تھے، انْوَاء اسی کی جمع ہے، صحیح **بخاری** مین ہے، ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ "فلان نوء کے سبب[3] ہم پانی برساے گئے" وہ میرا منکر ہے اور ستارہ پر اُس کا ایمان[4] ہے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ یہ آیت اسی عقیدہ کی تردید مین ہے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ (واقعہ) ستارون کے جاے غروب کی قسم،

محقق مفسرون نے لکھا ہے کہ ان چیزون کی خدا نے جو قسم کھائی ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ وہ اُسکی ہستی، قدرت اور کمال صنعت اور اپنی محکومی، بندگی اور غلامی کی خود گواہ اور شاہد ہین، اسی بنا پر ذیل کی آیاتِ پاک سے اسی ستارہ پرستی کے بطلان کی طرف اشارہ سمجھیے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا، (شمس)	قسم ہے آفتاب اور اس کے دن چڑھنے کی اور چاند کی جب اسکے پیچھے چلے،

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ قسم ہے آسمان کی اور رات کے مہمان کی، اور رات کے

[1] کتاب الازمنہ والامکنہ امام مرزوقی طبع حیدرآباد جلد اول صفحہ ۱۷۰، [2] فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ بحوالہ کتاب الانواء ابن قتیبہ، [3] صحیح بخاری، صلوۃ الاستسقا،

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ (طارق) کا معان کیا ہے چمکنے والا ستارہ،

اہل تفسیر کہتے ہین کہ چمکنے والے ستارہ سے مراد زحل ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (نجم) قسم ہے اس ستارہ کی جب وہ گرے۔

النجم، عرب مین خاص ثریا کو کہتے ہین، اُسکے گرنے سے مراد افق رویت کے نیچے چلا جانا ہی اور یہ اہل عرب کے نزدیک آغاز موسم کی علامت ہے۔

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (انشقت) قسم ہے چاند کی جب وہ کامل ہوجاے۔

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ قسم ہے ہٹنے والے چلنے والے اور چھپنے والے ستارونکی۔

اکثر ارباب تفسیر متفق ہین کہ اس سے مراد سبع سیارہ ہین۔

عام ستارہ پرستون اور صابیون مین فرق یہ ہے کہ وہ ان ستارون کو درحقیقت خدا سمجھتے ہین اور صابئی خدا کے اقرار کے ساتھ ان ستارون کو خدا کا مظہر سمجھکر انکی عبادت وتعظیم کرتے ہین، اسی لیے **قرآن** نے صابیون پر خدا کے اقرار کے ساتھ ستارہ پرستی کا الزام قایم کیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ کیا نہین دیکھتے کہ "خدا" ہی کو سجدہ کرتا ہی آسمان اور زمین مین جو بھی ہی اور سورج اور چاند اور کل ستارے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ، (حم السجدہ) رات دن سورج اور چاند سب خدا کی نشانیون مین سی ہین، سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا، اگر تم درحقیقت خدا ہی کو پوجتے ہو۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ اور چاند اور سورج کو اسنے مسخر کیا ہر ایک اپنی مقرر حد تک چل رہا ہے اور خدا تمھارے کامون سے باخبر ہے،

هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَ یہ اسلیے کہ "حق" وہی ہو اور اسکے سوا جسکو پکارتے ہو وہ باطل ہو (تم چاند

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ۝ اور سورج کو اسلیے پوجتے ہو کہ وہ بلند اور بڑے ہین حالانکہ) واقعہ

(لقمان) یہ ہے کہ وہی اللہ بلند اور بڑا ہے۔

بلندی اور بڑائی کے علاوہ سورج اور چاند کی عظمت کی تیسری دلیل "روشنی" ہے اسلیے سورۂ یونس مین فرمایا ہے،

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا، اُسی نے آفتاب کو روشن اور چاند کو منور کیا۔

سورۂ نوح مین ارشاد ہوا۔

وَجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا، اسنے آفتاب کو (خانہ کائنات کا) چراغ بنایا،

آفتاب و ماہتاب کے مسخر الٰہی ہونے کی آیتین قرآن مین بکثرت ہین، سورۂ رعد، ملائکہ زمر، عنکبوت اور ابراہیم مین بالخصوص ہین۔ اس بار بار کی تکرار سے ظاہر ہوتا ہے کہ آفتاب و ماہتاب پرستی کا رواج عرب مین کسی قدر زیادہ تھا، صابئین مین ارواح و ملائکہ پرستی کا رواج تھا، اسی لیے قرآن نے کہا:

يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ جس دن انکو قبرون سے اکٹھا کریگا پھر فرشتون سے کہیگا کہ کیا

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ تم ہی کو یہ پوجتے تھے کہین گے، تو شرکت سے پاک ہے ہمارا

دُوْنِهِمْ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ، آقا ہی، بلکہ یہ جنون کو پوجتے تھے اور اکثر لوگ انھین پر ایمان رکھتے تھے

(سبا)

اس مطلب کی بعض اور آیتین شرک کے بیان مین آئین گی۔

حنفیت | صابئیت کی انکشاف حقیقت کے بعد حنفیت یا ملت حنیف کے معنی بالکل روشن ہوجاتے ہین، ہمارے مفسرین کو اس باب مین اسلیے تزلزل رہا ہے کہ لفظ "حنیف" کی لغوی تحقیق مین انہون نے قرآن مجید سے اعانت نہین لی، "حنیف" "حنف" سے مشتق ہے "حنف

کے معنی ہٹنے اور ٹیڑھے ہونے کے ہین، حالانکہ یہ مذہبِ حق ہے، اس کے معنی سیدھے ہونے کے ہونے چاہئین۔ یورپ مین مصنف ہمکو بتاتے ہین کہ سریانی مین اس کے معنی 'کافر' کے اور عبرانی مین منافق کے ہین[۱]۔ اور طعنہ دیتے ہین کہ مقدس پیروان محمدؐ نے اسکی لفظی تحقیق کی پروا نہین کی، ...... اور مشورہ دیتے ہین کہ قبیلہ بنو حنیفہ کے جھوٹے پیغمبر **مسیلمہ** کے نام کو اس لفظ کا ماخذ بنائین، یعنی یہ کہ مسیلمہ سے "مسلم" اور حنیفہ سے "حنیف" کا لفظ لیا گیا ہے[۲]، یورپ کے مشرقی تبحر کا ظرف باین ہمہ ادعاے وسعت بہرحال تنگ ہے، اسلیے اسکی ہم کو شکایت نہین کہ مایۂ نازِ فرنگ نہ صرف آغاز تاریخ اسلام[۳] سے ناآشنا، بلکہ آئین زبانِ عرب سے بھی آگاہ نہین ہے[۴]، دنیا مین کس نے اپنا امتیازی لقب دشمن کے نام وخاندان پر رکھا ہے، اصل یہ ہے کہ نری عربی دانی اور بات ہے اور اسلامی واقفیت اور چیز ہے۔

عشق بازان دیگراند و عشق سازان دیگراند   انچہ در فرہادمی بینیم در پرویز نیست

اہل عرب کے نزدیک **حنیف** حضرت ابراہیمؑ کا لقب تھا، اس لیے انکے مذہب کا نام ملّتِ حنیف انھون نے رکھا تھا، عرب کے بعض نیک دل لوگ جو عرب کے تمام موجودہ مذاہب بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت کے مفاسد سے گھبرا کر تلاشِ مذہب مین نکلتے تھے وہ آخر اسی آستانۂ دین حنیف پر آکر تسلی اور اطمینان پاتے تھے۔

لغوی تحقیق 'حنیف' حنفٌ سے مشتق ہے، عربی مین اس کے معنی 'مڑنے' اور 'جھکنے' کے ہین، اس لیے 'حنیف' وہ شخص ہے جو ایک طرف سے جھک کر اور مڑ کر دوسری طرف جائے،

---

[۱] لایف آف محمدؐ مارگولیوتھ صفحہ ۱۱۶۔ [۲] بحوالہ سابق۔ [۳] حنیف کا لقب اسلام سے پہلے عرب مین موجود تھا، مسیلمہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر مین دعواے نبوت کیا تھا۔ [۴] کسی عربی قاعدہ کے مطابق بنو حنیفہ سے حنیف اور مسیلمہ سے مسلم کا لفظ مشتق نہین ہو سکتا۔

یہ لفظ اچھے اور بُرے دونون معنون مین مستعمل ہوسکتا ہے[1]، اگر یہ فرض کیا جاے کہ اُس نے اچھی بات کو چھوڑ کر بُری بات اختیار کی ہے تو حنیف کے وہ معنی ہوسکتے ہین جس مین عبرانی و سیریانی مین وہ مستعمل ہے، یعنی کافر و منافق، اور اگر یہ سمجھا جاے کہ بُرے کام کو ترک کرکے اسنے کوئی اچھا کام پسند کیا ہے، تو اُس کا وہ مفہوم ہوگا جس مین اہل عرب اسکو بولتے ہین یعنی دین دار اور خدا پرست، اس بنا پر اس لفظ کے اچھے یا بُرے مفہوم کی تعیین موقع استعمال سے اور حرف صلہ سے ہوگی۔ اصل مین اس کا ابتدائی استعمال لِلّٰہِ یا لِلدِّین کی تخصیص کے ساتھ ہوتا تھا یعنی اَلْحَنِیْفُ لِلّٰہِ خدا کی طرف جھکنے والا، اَلْحَنِیْفُ لِلدِّیْنِ سچے مذہب کی طرف جھکنے والا، کثرت استعمال اور زبان زدگی عام سے اس قید کی ضرورت نہ رہی اور مطلق **حنیف** (جھکنے والا) کے معنی بھی حنیف لِلّٰہِ (خدا کی طرف جھکنے والا) یا حَنِیْفٌ لِلدِّیْنِ (سچے مذہب کی طرف جھکنے والا) ہی کے سمجھے جانے لگے، چنانچہ قرآن مجید مین اس لفظ کا دونون طرح استعمال ہوا ہے، سورۂ حج مین ہے حُنَفَاءَ لِلّٰہِ (خدا کی طرف مڑنے والے بنکر) لیکن سورۂ بینہ مین بغیر صلہ کے آیا ہے مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ (اپنے اعتقاد کو خدا کے لیے خالص کرکے مڑنے والے بنکر) یہان حنفاء کے معنی حُنَفَاءَ لِلّٰہِ سمجھنے چاہئیں۔

ہر زبان مین کثرت سے اس قسم کی مثالین ملین گی، بلکہ اصطلاحات عموماً اسی طرح بنتی ہین، مثال کے لیے حنیف کے ہمعنی لفظ "مسلم" کو لیجیے، مسلم کے اصلی معنی سونپنے والے ہین، کوئی شخص اپنے دوست کو کسی دشمن کے حوالہ کردے تو عربی مین اسکو مُسْلِم کہین گے، اور یہ مذموم معنی ہونگے اس کا ابتدائی استعمال مُسْلِمٌ لِلّٰہِ اپنے کو خدا کے ہاتھ مین سونپ دینے والا، تھا جیساکہ **قرآن مجید** کی اس آیت مین ہے۔

---

[1] لسان العرب

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ، ہان جسنے اپنے کو خدا کے سپرد کیا۔

لیکن کثرت استعمال سے صرف مُسْلم رہ گیا اور معنی وہی مسلم للّٰہ کے سمجھے جانے لگے، اور اب کسی کو خطور بھی نہین ہوتا کہ اس کا کوئی بُرا مفہوم بھی ہے،

اصل یہ ہے جیساکہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی بعثت صابئی قوم کے اندر ہوئی تھی، حضرت ابراہیمؑ نے دلایل اور عمل دونون طریقون سے انکے مذہب کی تردید کی، باطل پرستیون سے سخت تنفر ظاہر کیا، اور خداے برحق پر ایمان لائے، اسی بناپر انہون نے خود یا بعد کو ان کے پیرو ون نے اپنا لقب 'حنیف' اختیار کیا، یعنی ستارہ پرستی وغیرہ سے مڑکر خداپرستی کی طرف آنے والا۔ اس قول کی صحت **قرآن مجید** کے مورقع استعمال سے ثابت ہوتی ہے۔ ستارہ پرستی کی تردید مین ایک ایک ستارہ کو لیکر حضرت ابراہیمؑ کا اسکی ربوبیت سے انکار کرنا جہان قرآن مین مذکور ہے اسکے آخر مین ہے،

قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ اِنِّیْ وَجَّهْتُ (بالآخر) ابراہیم نے کہا لوگو! مین اُن سے بیزاری ظاہر کرتا ہون
وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا جنکو تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو، مین اپنا منھ اُنکی طرف سے پھیر کر اُس ذات پاک کی طرف
وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ، جھکتا ہون جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا، حنیف بنکر، اور مین مشرکون مین سے نہین

حضرت **ابراہیم** کا یہ اعلان گویا دین ابراہیمی کی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے، اس **اعلان** کی یہ عبارت کہ "مین ہر طرف سے منھ پھیر کر خالق ارض وسما کی طرف منھ کرتا ہون" اور اسکے بعد یہ کہنا کہ حنیف، بنکر، اسکے صاف معنی یہ ہین کہ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور حَنِیْفًا کے ایک ہی معنی ہین، یعنی کہ جو ستارہ وغیرہ باطل پرستیون سے ہٹکر اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرے **قرآن مجید** کی دو اور آیتون سے ثابت ہوتا ہے، کہ 'حنیف' کے معنی اول یہی ہین:

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ، (یونس) سچے مذہب کی طرف اپنا منھ کرو (باطل پرستیون سے) منھ موڑکر،

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ پھر اپنا منھ سچے مذہب کی طرف سیدھا کرو (باطل پرستیون سے) منھ

الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ، (روم) موڑکر خدا کی یہ بنائی ہوئی فطرت ہے جسپر اسنے لوگون کو پیدا کیا۔

بعد کو بڑھتے بڑھتے اس لفظ کے معنی زاہد و عابد و دیندار کے ہوگئے،

جاہلی شاعر جران العود کا شعر ہے،

وَاَدْرَكْنَ اَعْجَازًا مِنَ اللَّيْلِ بَعْدَمَا اَقَامَ الصَّلٰوةَ الْعَابِدُ الْمُتَحَنِّفُ

سواریون نے رات کے آخری حصہ کو پالیا جبکہ عابد دیندار اپنی نماز ادا کرچکا،

جاہلیت کا مشہور شاعر ابوذویب ہذلی کہتا ہے:

اقامت به کمقام الحنیف شهری جمادی وشهری صفر

اُس نے وہان قیام کیا جس طرح دیندار (حنیف) جمادی کے دو مہینے اور صفر کے دو مہینے قیام کرتا ہے،

یہ دونون شعر لسان العرب مین ہین،

یہان پہنچکر ہمکو ایک دقیق نکتہ کی طرف توجہ دلانا ہے، معلوم ہوچکا ہے کہ صابی کے معنی عبری مین پاک اور طاہر کے ہین لیکن عربی مین کافر کو کہتے ہین، حنیف کا حال اسکے بالکل ضد ہے، عبرانی و آرامی مین کافر و منافق کے ہم معنی، اور عربی مین دیندار و موحّد کے مرادف ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ دونون لفظ مقابل کے فرقون کے نام ہین اور ان کے اچھے اور بُرے مفہوم صرف مذہبی اتحاد و مخالفت پر مبنی ہین، یہی سبب ہے کہ مسلمان خود اپنے کو "حنفاء" کہتے تھے، لیکن کفار اُن کو تعصب سے "صباۃ" (صابی کی جمع) کا لقب دیتے تھے،

قرآن مجید کی آیتون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ "حنیف" کا مقابل "مُشرِک"

ہے، اسی بنا پر قرآن مجید مین جہان جہان حنیف کا لفظ آیا ہے اُس کے ساتھ ساتھ شرک کی نفی بھی کی گئی ہے،

حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (انعام) — موحد بنکر اور مین شرکون مین نہین۔

حُنَفَاءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ، (حج) — خدا کے موحد بنکر نہ مشرک،

أَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا وَّلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (یونس) — اپنا منہ سچے مذہب کی طرف کرو، موحد بنکر اور مشرکین مین سے نہ ہو۔

بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (بقرہ) — بلکہ ابراہیم موحد کا مذہب، وہ مشرکون مین سے نہ تھا،

فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (آل عمران) — ابراہیم موحد کی مذہب کی پیروی کرو، وہ مشرکون مین سے نہ تھا،

وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (آلعمران) — بلکہ ابراہیم موحد مسلم تھا اور شرکون مین سے نہ تھا۔

دِينًا قِيَمًا مِّلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (انعام) — پکا مذہب ابراہیم موحد کا اور وہ مشرکون مین نہ تھا۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (نحل) — ابراہیم پیشوا تھا، متواضع اور خدا کا موحد اور مشرکون مین سے نہ تھا۔

أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، (نحل) — ابراہیم موحد کے مذہب کی پیروی کر اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔

ان آیتون سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب دراصل حضرت ابراہیم کا تھا، اور انھین کی یادگار کے طور پر اُن کی نیک دل اولاد مین اُس کا کسی قدر حصہ باقی رہ گیا،

یہود اور نصاریٰ مسلمانون کو کہتے تھے، مذہب حق تو یہودیت یا عیسائیت ہے، یہ تیسرا کونسا مذہب ہے؟ **قرآن** نے جواب دیا کہ یہ دونون تو بعد کی شاخین ہین اصل مذہب وہ ہے جس کی دعوت "قومون کے باپ" ابراہیمؑ نے دنیا کو دی۔

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۗ قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ (بقرہ)

اُنھون نے کہا کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ، تو راہ راست پاؤ، کہو کہ نہین بلکہ ابراہیم موحد کا مذہب اور وہ مشرکون مین سے نہ تھا۔

آگے چلکر خدا ارشاد فرماتا ہے۔

أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ قُلْ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۗ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللَّهِ ۝ (بقرہ ۱۶)

تم کہتے ہو کہ ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب یہودی یا عیسائی تھے، کہو کہ تم زیادہ جانتے ہو یا خدا، اور اُس سے بڑھکر ظالم کون ہوگا جو خدا سے اپنی شہادت چھپاتا ہو۔

یعنی یہ ظاہر ہے کہ یہودیت اور عیسائیت ان پیغمبرون سے بہت بعد کی چیزین ہین، اس لیے اسلام اُس اصلی اور سچے مذہب کا داعی ہے جو ان پچھلی آمیزشون سے پاک ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ (بقرہ ۱۶)

بے وقوف کے سوا اور کون مذہب ابراہیم سے پھرے گا

کیونکہ

مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِنْ

ابراہیم نہ یہودی تھا، نہ عیسائی، بلکہ موحد مسلم تھا

۱؎ توراۃ مین ہے کہ ابراہیم کے لفظی معنی قومون کے باپ کے ہین۔

كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (آل عمران) اور مشرکون مین سے نہ تھا۔

اور اے اسماعیلی عربو! یہی:

مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ (حج) مذہب تمھارے باپ ابراہیم کا ہے۔

باپ کی یہ وراثت بیٹون مین موجود تھی، اس مذہب کے قبول کی رسمی علامتون مین سے سب بڑی علامت ختنہ ہے جو اولاد ابراہیم کے ساتھ مخصوص ہے، عربون مین یہ رسم ہمیشہ سے موجود تھی، عبادت کی چیزون مین بَیْتُ اِبْرَاهِیْم یعنی **بیت اللہ** کا طواف، دین ابراہیمی کی سب سے پُرانی یادگار ہے، عرب نے اپنے باپ کی اس پرانی یادگار کو بھی ہمیشہ باقی رکھا، باقی توحید وغیرہ کے اصلی عقاید وہ اکثر سینون سے مٹ کر محو ہوگئے تھے، اسی بنا پر عرب مین **حنیف** کے معنی صرف یہ رہ گئے تھے کہ "جو مختون ہو، اور جس نے حج کیا ہو"[1]

اسلام سے کچھ پہلے جب یہودی اور عیسائی مذہب عربون مین فروغ پانے کے لیے ہر طرح کوشان تھی پرانے مذہب کو جسکا صرف ڈھانچارہ گیا تھا، بعض نیک دل اور نکتہ فہم عربون نے نئے سرے سے زندہ کرنا چاہا، لیکن اُسکی صورت اس قدر مسخ ہوگئی تھی کہ خود صناع عالم کی کارفرمائی کے بغیر انسانی مسیحائی اُسکو حیات ثانی نہین بخش سکتی تھی۔

آغاز اسلام مین جن چند نیک لوگون کے نام "حنفا" کے لقب سے لیے جاتے ہین، وہ خود اپنے مذہب سے آگاہ نہ تھے، اور حق کے متلاشی تھے، قس بن ساعدہ، ورقہ بن نوفل، عثمان بن حویرث امیہ بن صلت، زید بن عمرو بن نفیل، قیس بن نشیبہ، عبداللہ بن جحش، وغیرہ بت پرستی سے بیزار ہوکر حق کی راہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یا عیسائی ہوگئے، (مثلاً قس اور ورقہ) یا اصل حنیفی مذہب کی تلاش مین سرگرداں مرگئے، (مثلاً زید اور امیہ) اور یا اسلام کی روشنی جب چمکی تو حق کو دیکھا اور دین حنیف

---

[1] لسان العرب، لفظ حنیف،

کا سراغ پایا اور قبول کیا (مثلاً عثمان اور عبداللہ بن جحش اور قیس بن نشبہ وغیرہ)
زمانۂ جاہلیت مین ایسے متعدد شعرا گذرے ہین جن کے کلام مین حق کی باتین الفاظ کی تاریکی مین ستارون کی طرح چمکتی ہین، مثلاً **لبید** (قبل اسلام) زہیر، امیہ بن الصلت، علاف بن شہاب التیمی، قس بن ساعدہ الایادی، وغیرہ شعرا کے کلام مین توحید، حشر و نشر، اور محاسن اخلاق کی تعلیم ملتی ہے۔ آجکل کے بعض عرب عیسائی مصنفون نے اس قسم کے عرب شاعرون کو عیسائی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن افسوس ہے کہ انھون نے اپنی کوشش کی بنیاد ریت پر قایم کی، اور ایک دلیل بھی وہ دعوی کی استواری مین پیش نہ کر سکے۔ میرے خیال مین یہ شعرا حنفی العقاید تھے۔ چنانچہ ان مین سے بعض کے کلام مین اسکی تصریح بھی ملتی ہے۔

لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بعد کو بعض سادہ لوح مسلمانون یا شریر لوگون نے بہت سے جھوٹے شعر بنا کر ان لوگون کی طرف منسوب کر دیے ہین، **قرآن** کی آیتون کی آیتین لے کر ان کو موزون کر کے ان کے نام سے شعر کہہ دیے ہین۔ آجکل کے عربی دان عیسائی ان اشعار کو بڑی چالاکی سے، اس ثبوت مین پیش کرتے ہین۔ کہ دیکھو **محمد**ؐ نے شعراے جاہلیت کے کلام کو الٹ پلٹ کر قرآن بنا دیا ہے، ان اشعار مین صحیح اور غلط اور سچے اور جھوٹے کی تمیز صرف عربی کی زبان کے باریک بین اور نکتہ شناس ادیب ہی کر سکتے ہین، جو جاہلیین اور مولدین کے کلام کو بیک نظر دیکھکر سمجھ لیتے ہین کہ ان مین موتی اور پوت کون ہے؟۔

شرک | عرب کا سب سے وسیع الاثر مذہب شرک تھا، شرک کے یہ معنی ہین کہ ایک خدا کو مان کر اسکی اعانت و امداد کے لیے اس کے اعوان و انصار کا یقین رکھا جاے۔

عرب مین زیادہ تر اسی عقیدے کے لوگ تھے، وہ گو ہر قسم کے دیوتاؤن اور دیبیون کے قایل تھے، بتون کو سجدے کرتے تھے، جنات اور فرشتون کو نذر چڑھاتے تھے، تاہم ایک توتِ اعظم

کے وجود سے وہ بے خبر نہ تھے، ان صدہا معبودون کے جھرمٹ مین اُن کو وہ جلوہ اقدس بھی نظر آتا تھا، جس کو وہ اللہ کہتے تھے، آسمان وزمین کی پیدایش اور اس کارخانہ فطرت کے اور بڑے بڑے کام اوسی کے دست قدرت کا نتیجہ سمجھتے تھے، یہی سبب ہے کہ شعراے جاہلیت کے کلام مین زیادہ تر اللہ ہی کا نام آتا ہے اور اسی کی طرف تمام افعال کی نسبت ہوتی ہے گو اسکے ساتھ بتون اور دیوتاؤن کے نام بھی جابجا انکے اشعار مین ملتے ہین۔ لیکن ان بتون اور دیوتاؤن اور فرشتون کو اللہ کے عزیز و اقارب یا اُسکی بارگاہ کے مقرب درباری جانتے تھے اور انکی عبادت اور پرستش اسلیے کرتے تھے تاکہ وہ خوش ہوکر اللہ تعالی کو ہمسے راضی رکھین۔ قرآن مجید نے متعدد موقعون پر کفار عرب کو ٹوکا ہے کہ جب اصلی قوت اللہ کے ہاتھ مین ہے تو اورون کو کیون پوجتے ہو؟ اور جب تم یہ مانتے ہو کہ آسمان، زمین، چاند، ستارے سب اسی کے بنائے ہین تو انکو خدا کیون کہتے ہو؟

قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ قُلْ مَنْ
رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ
مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ فَأَنَّى تُسْحَرُونَ
بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ○ مَا اتَّخَذَ اللَّهُ
مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ إِذًا لَذَهَبَ
كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

اگر تمکو علم ہے تو بتاؤ تو زمین اور زمین مین جو کچھ ہے یہ سب
کس کا ہے، وہ کہینگے خدا کا، کہو کہ پھر تم کیون نہین سمجھتے
پوچھو کہ سات آسمانون کا اور عظیم الشان عرش کا مالک کون؟
یہی کہینگے کہ سب اللہ کا ہے، کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہین، اگر جانتے
ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ مین ہر شے کی حکومت ہے اور وہ جسکو
چاہتا ہے پناہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ مین کوئی کسی کو پناہ نہیں
دیسکتا، جواب دینگے یہ قدرت تو اللہ کی ہے، انسے کہو کہ پھر تم کیدھر عقل ہو گئے
ہو، حق یہ ہے کہ جو بات ہمنے انکو پہنچادی اور وہ جھوٹے ہین، تو خدا نے کسی کو بیٹا بنایا
اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے، ورنہ ہر خدا اپنی مخلوقات کو الگ لیجاتا،

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ہ
(مومنون)

اور ایک دوسرے پر غالب آجاتا ہی۔ یہ مشرکین جو باتین بیان
کرتے ہین خدا اُن سے پاک ہی۔

ان آیات مین مشرکین کے عقاید کا بہ تفصیل ذکر ہے، ولدیت کی اس مین جو تردید ہی وہ عیسائیون سے متعلق نہین، بلکہ مشرکین کے متعلق ہے، وہ فرشتون کو خدا کے فرزند سمجھتے تھے، دوسری آیتون مین اسکی توضیح آئے گی، آیات ماسبق کے ہم معنی یہ آیتین بھی ہین۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ
یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ
الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ
فَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ، (یونس)

پوچھو تم کو آسمان و زمین سے کون رزق دیتا ہی کون
حاسۂ سمع اور حاسۂ بصارت پر قدرت رکھتا ہی کون ذی حیات
مردہ (جامد) شی اور مردہ (جامد) شی ذی حیات چیز پیدا کرتا ہی، اور کون دنیا کا انتظام
چلاتا ہی۔ جواب دین گے اللہ، کہو کہ پھر اُس سے ڈرتے نہین۔

مشرکین کو اس بات کی چڑھ تھی کہ محمد (صلعم) تنہا **اللہ** کا نام کیون لیتے ہین، اُسکے ساتھ دیوتاؤنکو کیون شریک نہین کرتے۔

اِذَا ذَکَرْتَ رَبَّکَ فِی الْقُرْآنِ وَحْدَہٗ وَلَّوْا
عَلٰٓی اَدْبَارِھِمْ نُفُوْرًا (اسرائیل)

جب تو اپنے پروردگار کا نام تنہا قرآن مین لیتا ہے تو وہ
پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہین۔

اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ
الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْآخِرَۃِ وَاِذَا ذُکِرَ الَّذِیْنَ
مِنْ دُوْنِہٖ اِذَا ھُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ (زمر)

جب تنہا خدا کا ذکر کیا جاتا ہی تو انکے دل جنکو آخرت کا یقین نہین
کڑھنے لگتے ہین اور جب اُسکے سوا اورون کا نام لیا جاتا ہی تو وہ
خوش ہو جاتے ہین۔

اِذَا دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَکْ
بِہٖ تُؤْمِنُوْا (مومن)

جب تنہا خدا کا نام پکارا جاتا ہی تو تم انکار کر بیٹھتے ہو اور اگر اُسکا
کسی شریک کیا جائے تو مانتے ہو۔

سورۂ نمل مین نہایت بلیغانہ انداز مین قرآن نے خدا کی مختلف قدرتون اور صفتون کو

گنایا ہے اور ہر فقرے کے بعد پوچھا ہے، ءَاِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ "کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ہے"؛ ان آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خداے برحق کے قایل تھے، اب ذیل کی آیتون سے ثابت ہوگا کہ وہ دیگر معبودون کا کیا رتبہ سمجھتے تھے، اور ان کو کس نظر سے پوجتے تھے

وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمۡ وَلَا یَنۡفَعُھُمۡ خدا کے سوا وہ اُسکو پوجتے ہین جو نہ اُنکو نقصان پہنچا ہے نہ فائدہ، اور کہتے
وَیَقُوۡلُوۡنَ ھٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰہِ (یونس) ہین کہ یہ ہمارے معبود اللہ کے ہان ہمارے سفارشی ہین۔

سورۂ زمر مین ہے:

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ مَا نَعۡبُدُھُمۡ اور جن لوگون نے خدا کے سوا اورونکو مددگار بنایا اور جو کہتے ہین
اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی کہ ہم تو اُنکو اسلیے پوجتے ہین کہ وہ خدا سے ہمکو قریب کردین۔

فرشتون کے متعلق ان کا اعتقاد یہ تھا کہ یہ اللہ کی بیٹیان ہین اور اسی لیے ان کو عورت فرض کرتے تھے، قرآن نے کہا:

اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الۡاُنۡثٰی تِلۡکَ اِذًا قِسۡمَۃٌ کیا تمہارے بیٹا ہو اور خدا کے بیٹی ہو۔ یہ تو نامنصفانہ تقسیم[۱] ہی، یہ فقط
ضِیۡزٰی اِنۡ ھِیَ اِلَّاۤ اَسۡمَآءٌ سَمَّیۡتُمُوۡھَاۤ اَنۡتُمۡ وَاٰبَآؤُکُمۡ چند نام ہین جنکو تمنے اور تمہارے باپ دادون نے رکھ لیا اور خدا نے
مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنۡ سُلۡطٰنٍ، (نجم) انکی کوئی دلیل نہین اتاری۔

پھر آگے چلکر خدا فرماتا ہے،

اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ لَیُسَمُّوۡنَ الۡمَلٰٓئِکَۃَ جو آخرت پر ایمان نہین رکھتے وہ فرشتون کا نام عورت کا نام
تَسۡمِیَۃَ الۡاُنۡثٰی، (نجم) رکھتے ہین۔

سورۂ طور مین ہے:

---

[۱] اہل عرب لڑکی سے ناراض ہوتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ گھر مین لڑکی پیدا ہو، گویا لڑکی کو بُرا سمجھتے تھے اور لڑکے کو پسند کرتے تھے۔ لیکن خدا کے بارے مین ان کا اعتقاد الٹا تھا۔ یہ اسکی تردید ہے۔

أَوَلَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ الْبَنُونَ، کیا اسکے لڑکیاں ہوں اور تمہارے لڑکے ہوں،

سورۂ انبیا کی آیت:

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ۔ یہ شرک کہتے ہیں کہ خدا نے لڑکا بنایا ہے، نہیں، بلکہ وہ معزز بندے ہیں (یعنی فرشتے)

مشرکین بھوت پریت اور جنات کے بھی قایل تھے، انکو خدا یا خدا کے ہمپایہ سمجھتے تھے، انکی دھائی مانگتے تھے، اور اُنکے غضب سے ڈرتے تھے،

وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ، (انعام) اور جہالت سے جنوں کو خدا کا شریک بنایا حالانکہ خدا ہی نے اُن کو پیدا کیا ہے اور خدا کے لیے بیٹے بیٹیاں جھوٹ گھڑی ہیں۔

صحیح مسلم کی کتاب التفسیر میں ہے کہ ذیل کی آیت اُن عربوں کی شان میں نازل ہوئی ہے جو جنات کی پرستش کرتے تھے۔

أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ، (اسرائیل) وہ جنکو یہ مشرکین پکارتے ہیں اُن میں سے (انکے خیال میں) جو زیادہ مقرب ہیں وہ بھی اپنے پروردگار کی طرف قربت کا ذریعہ ڈھونڈھتے ہیں اور اسکی رحمت کے امیدوار اور اسکے عذاب سے خوفزدہ ہیں۔

سورۂ جن میں اللہ تعالیٰ نے جنوں کا مقولہ نقل فرمایا ہے:

وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا، (جن) اور بات یہ تھی کہ کچھ انسان بعض جنوں کی دھائی مانگا کرتے تھے اور انھوں نے ان جنوں کو اور مغرور بنا دیا۔

خدا اور جنات میں رشتہ ناتا کرتے تھے،

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا، (صافات) خدا اور جنات میں رشتہ قایم کیا ہے۔

مشرکین عرب کو سب سے زیادہ دو باتون کی تسلیم سے سخت انکار تھا ایک حشر و نشر کے اعتقاد اور دوسرے رسالت و نبوت کے دعوے سے، چنانچہ رہ رہکر انکو تعجب ہوتا تھا کہ "کیا مرکر بھی کوئی جی سکتا ہے" اور "آدمی ہوکر بھی کوئی خدا کا فرستادہ بن سکتا ہے" **قرآن مجید** نے متعدد آیتون مین انکے تعجب اور اچنبھے پن کو نقل کیا ہے۔

مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ — یہ تو تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہے، جو تم کھاتے ہو وہ وہ کھاتا ہے

وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا — جو تم پیتے ہو وہ وہ پیتا ہے اگر اپنی ہی طرح کے ایک آدمی کی تم نے

مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ — پیروی کی تو تم اس وقت گھاٹے مین رہوگے کیا تم سے یہ

اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ — شخص کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤگے اور مٹی اور ہڈی ہوجاؤگے

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ اِنْ هِيَ — تو پھر (قبرون سے) نکالے جاؤگے۔ تم سے جو کہا

اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ — جاتا ہے وہ ناممکن ہے۔ یہ تو یہی دنیا کی زندگی ہے

بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ (مومنون) — مرتے ہین اور جیتے ہین اور ہم دوبارہ نہین اٹھائے جانیوالے ہین

اسی سورہ مین آگے بڑھکر ہے۔

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا — وہ کہتے ہین کہ کیا جب ہم مرجائین گے اور مٹی اور ہڈی

لَمَبْعُوْثُوْنَ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَاۗؤُنَا هٰذَا — ہوجائین گے، تو پھر اٹھائے جائین گے، یہ بات تو

مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ — ہم سے اور ہمارے بزرگون سے بھی پہلے کہی گئی ہے

(مومنون) — یہ صرف اگلون کی کہانیان ہین۔

یہی آیت تھوڑے تغیر کے ساتھ سورہ صافات اور سورہ واقعہ مین ہے سورہ مطففین مین ہے۔

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ — کیا انکو یہ گمان نہین کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائین گے

سورۂ ق مین ہے۔

بَلْ عَجِبُوْا اَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ۝

بلکہ انکو تعجب ہو کہ انھین مین سے ایک ڈرانیوالا انکے پاس آیا۔ کافر کہتے ہین یہ تو تعجب کی بات ہو کیا ہم جب مرجائینگے اور مٹی ہوجائین گے یہ واپسی تو مشکل ہے۔

قرآن مجید مین مشرکین کے ان اعتقادات کی تردید وابطال کی اسقدر آیتین ہین کہ ان کا استقصا کرنا گویا قرآن کو ایک صفحہ مین جمع کرنا ہے۔ تاہم ان سیکڑون آیتون مین جو اصولی باتین مذکور ہوئی ہین وہ یہی ہین۔

دہریت **قرآن مجید** کی ان آیتون سے۔

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ، (جاثیہ)

اور کہتے ہین کہ نہین ہو لیکن یہی ہماری دنیا کی زندگی، مرتے ہین اور جیتے ہین۔ اور ہم کو نہین مارتا ہو لیکن زمانہ۔

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ، (مومنون)

یہی ہماری دنیاوی زندگی ہے اور بس۔ مرتے ہین اور جیتے ہین دیہی سلسلہ ہو) ہم دوبارہ زندہ کیے جانے والے نہین

بعض صاحبون نے استدلال کیا ہے کہ عرب کچھ دہریہ بھی تھے،

بت پرستی گذشتہ صفحات مین تفصیل گذرچکا ہے کہ عرب مین بت پرستی کا بھی شیوع تھا، مٹی پتھر اور لکڑی کی مورتین بنائی جاتی تھین، انکی پوجا ہوتی تھی، قرآن مین ان بتون کے لیے چار الفاظ استعمال کیے جاتے ہین اَصْنَامٌ، اَوْثَانٌ، اَنْصَابٌ نُصُبٍ۔ تَمَاثِيْلُ، خاص اہل عرب کے بتون کے لیے ایک دفعہ صرف دوسرا اور دو دفعہ تیسرا لفظ آیا ہے۔

عرب مین یہ بت مٹی کے بھی بنتے تھے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ (انبیاء) کیا یہ کافر مٹی سے بنا کر (پتلا) اٹھاتے ہین اسکو خدا بناتے ہین

لکڑی وغیرہ اور چیزون سے بھی یہ بت تیار ہوتے تھے،

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ خدا کے سوا جنکو یہ پکارتے ہین وہ توکچھ بنا نہین سکتے البتہ وہ خود
شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ (نحل) بنائے جاتے ہین، بے جان ہین ذی روح نہین۔
اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو، وہ تو ایک مکھی کو بھی پیدا
ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ نہین کرسکتے اگرچہ اس کام مین سب ملجائین، اور اگر مکھی
شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ۔ (حج) اُن سے کچھ چھینلے تو وہ اُسکو پھر چھڑا نہین سکتے۔
اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ خدا کا شریک ۔ اُسکو بتاتے ہین جو کچھ نہین بنا سکتا ہے اور وہ
وَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَھُمْ نَصْرًا وَّلَا اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ خود بنائے جاتے ہین نہ اپنے پرستارون کی وہ مدد کرسکتے
وَاِنْ تَدْعُوْھُمْ اِلَی الْھُدٰی لَا یَتَّبِعُوْکُمْ سَوَاءٌ ہین اور نہ خود اپنی آپ مدد کرسکتے ہین اگر انکو رہنمائی کی طرف
عَلَیْکُمْ اَدَعَوْتُمُوْھُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ اِنَّ بلاؤ تو وہ تمھاری پیروی نہ کرین انکے لیے برابر ہے کہ تم انکو بلاؤ
الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ یا چپ رہو۔ خدا کے سوا جنکو تم پکارتے ہو وہ تو تمھاری ہی
فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ طرح بندے ہین، انکو پکار دیکھو وہ جواب تو دین اگر تم سچے
اَلَھُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ ہو، کیا اُنکے پانون ہین جن سے چل سکین، ہاتھ ہین جن سے
بِھَا اَمْ لَھُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِھَا اَمْ لَھُمْ پکڑ سکین، آنکھین ہین جنسے دیکھ سکین یا اُن کے کان
اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِھَا (اعراف) ہین جنسے سن سکین۔

اہلِ عرب اپنے انھین گونگے بہرے لولے اور لنگڑے خداؤنکو پوجتے تھے، انکے لیے قربانی کے چڑھاوے چڑھاتے تھے، اُنکے آگے فال کے پانسے ڈالتے تھے، قرآن نے انکو حرام کیا۔

وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا جو جانور بتون پر ذبح کیا گیا حرام ہے اور یہ بھی کہ پانسون
بِالْاَزْلَامِ (مایدہ) کے ذریعہ سے حصہ بانٹو۔

وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ه (مايده ۲) یہ بت اور پانسے ناپاک ہین، شیطان کے کامون مین سے۔

قرآن مین اصنام کا ذکر عرب کے جن اصنام کا ذکر اوپر کے صفحات مین کہین گذرا ہے ان مین چند قرآن مجید مین بھی مذکور ہین جن مین سے لاتؔ، عزّٰی اور مناۃ کا ذکر سورۂ نجم مین آیا ہے:

اَفَرَاَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کیا تم نے لات، عزّیٰ، اور تیسرے بت مناۃ کو دیکھا۔

سورۂ صافات مین بَعْلؔ کا نام ہے

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ، بَعْلؔ کو پکارتے ہو اور اُس سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیتے ہو۔

سورۂ نوح مین وَدؔ، سُوَاعؔ، یغوثؔ، یَعُوقؔ اور نَسْرؔ کے نام آئے ہین۔

وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا، ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ اور نسر کو مت چھوڑو۔

ان کے پرستار قبایل لاتؔ اور عزّیٰ قریش کے دیوتا تھے، قاعدہ تھا کہ سونے سے پہلے قریش انکا پوجا پاٹ کر لیتے تب سوتے۔[1] قریش انھین کی قسم کھایا کرتے تھے،[2] مناۃ کو اَوس وخزرج سے خصوصیت تھی، وہ حج مین اُسی کا طواف کرتے تھے۔[3] حج مین ان تینون کی جے پکاری جاتی تھی۔ قریش طواف کے وقت کہتے۔

اللات والعزیٰ و مناۃ الثالثۃ الاخری لات اور عزی اور تیسرا مناۃ یہ بزرگ لوگ ہین۔

[1] مسند امام حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ [2] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم [3] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم۔

تلک الغرانق العلے وان شفاعتہن لترتجی[۱]، انکی سفارش کی امید ہے۔

سورہ نوح کے بتون کے متعلق حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ عرب کے مختلف قبایل مین انکی پرستش ہوتی تھی، وَدّ قبیلہ کلب کا بت تھا، سواع کی ہذیل پرستش کرتے تھے، یغوث، مراد اور بنی غطیف کے قبیلون کا دیوتا تھا، یعوق ہمدان مین پجتا تھا، نسر حمیر کے خاندان ذی الکلاع کا معبود تھا[۲]، بعل کی پرستش شام مین ہوتی تھی[۳]۔

ان نامون کی لغوی و معنوی تحقیق

ان الفاظ کی ابتدائی صورتین اور انکے اصلی ماخذ اس قدر فراموش ہوگئے ہین کہ بمشکل انکی حقیقت کی تہ تک پہنچا جاسکتا ہے، عربی زبان کے ائمہ لغت نے انکی لغوی تحقیق ایک حد تک کی ہے اور آجکل کے مستشرقین بھی اس بنا پر اسکی دریافت کے مدعی ہین کہ اُنھون نے عرب اور دیگر سامی ممالک کے قدیم کتبات کا ایک ایک حرف پڑھا ہے اور عرب کی معاصر اور ہمسایہ قومون کی زبان و تاریخ سے بھی واقفیت پیدا کی ہے۔ ذیل مین قدیم و جدید معلومات کے موازنہ کے ساتھ ایک ایک نام کی تحقیق کی کوشش کی جاتی ہے،

۱۔ اللات حضرت ابن عباسؓ اور بعض دیگر راویون سے مروی ہے کہ لات لَتٌّ سے مشتق ہے، جسکے معنی گھولنے کے ہین، (اُردو مین اسی سے لَتنا، یا لَتُ کرنا بنا ہے) عرب مین ایک شخص تھا جو زمانہ حج مین ایک چٹان پر بیٹھکر ستو گھول گھول کر حاجیون کو پلایا کرتا تھا، اُسکے مرنے کے بعد لوگون نے اُسی چٹان کو پوجنا شروع کردیا اور اُس کا نام لات یعنی گھولنے والا رکھا[۴]۔ لیکن اس بیان سے علاوہ اس کے کہ یہ ایک غیر معقول توجیہ ہے یہ لازم آتا ہے کہ لات (بالتخفیف) کے بجاے لاتّ (تشدید کے ساتھ ہو) اور یہ قراۃ متواترہ کے خلاف ہے، یاقوت نے

---

[۱] معجم یاقوت، لفظ، عزیٰ، [۲] صحیح بخاری تفسیر آیت مذکورہ۔ [۳] تفسیر بیضاوی تفسیر صافات، [۴] صحیح بخاری تفسیر سورہ نجم مع فتح الباری۔

مُعجم مین اسکولیت سے مشتق کیا ہے، جسکے معنی پھیرنے کے ہین لات یعنی مصیبتون کا پھیرنے والا لیکن اس اصول پر اس کو لائت ہونا چاہیے اور پھر دونون لفظون پر یہ اعتراض لازم آتا ہے کہ اس حالت مین تاے اصلی ہو اور تاے تانیث نہو۔ حالانکہ یہ مونث ہے۔

مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہمکو یہ بتانا چاہا ہے کہ اَللہ اور اَللّاتُ ایک ہی لفظ کی دو صورتین ہین۔ اللہ مذکر دیوتا کے لیے قریش مین مستعمل تھا۔ اور اَللّاتُ یعنی دیوی اُسی لفظ اللہ کی قریش نے تانیث بنائی تھی۔ ان عقلمندون سے پوچھنا چاہیے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اللّاتُ کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اَللّٰہَۃُ چاہیے، یا اَلْاٰلِہَۃُ، اللہ کی ہاے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہو گئی۔ اگر ہمارا مشورہ مستحق قبول ہو تو اس زنانہ لفظ کی پیدائش کے لیے عرب کی خشک سرزمین کے بجاے ملک شام کا سرسبز علاقہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ عرب کے اکثر دیوتا ملک شام ہی کے باشندے تھے[1] یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ہیروڈوٹس مورخ نے مسیح سے چار سو برس پہلے عرب کے ایک دیوتا کا نام اَلِیلاَتْ بتایا ہے، حالانکہ اس وقت قریش کا وجود بھی نہ تھا، اس لیے ان کی زبان کا لفظ بھی اسوقت موجود نہین ہوسکتا۔

قدیم سامی زبانون مین خدائی کے لیے اِلُ یا اِیلُ کا لفظ عام طور سے موجود تھا۔ تاے تانیث لگنے سے ایلوت ہو گیا۔ جسکے معنی دیبی کے ہونگے۔ عربون نے جب اس لفظ کو اختیار کیا تو اپنا الف لام تعریفی اوسپر اضافہ کیا، اور پہلے الف کو اپنے قاعدہ کے مطابق جیسا کہ اللہ مین ہوا ہے، گرا کر اللّوت بنا لیا اور اس سے اَللّاتْ ہو گیا، کیا اس "فیلالوجی" کو ہمارے یورپین محققین پسند کرتے ہین؟ لات کا نام نبطی کتبات مین ایلات کی صورت مین ملا ہے،

---

[1] یہ جارج سیل، مترجم قرآن، ولہوسن مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمدؐ کی تحقیق ہے۔ دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ کی محمدؐ صفحہ ۱۹۔ [2] ابن ہشام، اصنام العرب، بخاری شریف، فتح مکہ و مناقب قریش،

۲ - لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل مین" قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لیے محمدؐ کی [illegible] کے یہ معنی ہین کہ انھون نے [illegible] دوسرے قبائل کے [illegible] کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو سوایا" یورپ کے "مشرقی تبحر علمی" کی شرمناک مثال ہے، سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان مین "حقیقی خدا" کے مفہوم کے لیے کوئی لفظ موجود نہ تھا، تم کہتے ہو کہ محمدؐ سے پہلے عرب مین موحدین موجود تھے، بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لیے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق، عرب مین عیسائی شعرا بکثرت پیدا ہوئے ہین، ہان سچ ہے، عرب مین عیسائی شعرا ہوئے ہین۔ لیکن کیا اونکی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہین سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کیے ہین، وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہین؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اَلْاِلٰہ ہے، اِلٰہ تو صرف عربی مین نہین بلکہ تمام سامی زبانون مین خدا تعالیٰ ہی کے لیے مستعمل ہے، کم از کم اِلُوہ اور اِلُوہیم سے تو نا واقفیت نہوگی، قریش اپنے دیوتاؤن کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کہین کوئی مجسمہ تھا؟

۳ - اَلْعُزّٰی، اس کے متعلق تو یہ ظاہر ہے کہ یہ (عزّ) سے مشتق ہے، جس کے معنی غلبہ کے ہین، عزّ، کا اسم تفضیل مونث عُزّٰی ہے۔ یعنی بہت غالب آنے والی دیبی۔ عجب نہین کہ یہ قریش اور اُنکے ہم نسب قبائل کی لڑائی کی دیبی ہو۔ اور غالباً یہی سبب ہے کہ جنگ اُحد[۱] مین جب مسلمانون کو شکست ہوئی اور وہ کوہ اُحد پر چڑھ گئے، تو ابوسفیان نے دامنِ کوہ مین کھڑے ہو کر مسلمانون کو خطاب کر کے عزّیٰ کی جے پکاری تھی کہ لنا العزّیٰ ولا عزّیٰ لکم، ہماری طرف

[۱] محمد صفحہ ۱۹،

عزّیٰ ہے تمھاری طرف کوئی عزّیٰ نہین۔ آنحضرت صلعم کی تعلیم سے حضرت عمرؓ نے اس کے جواب مین فرمایا اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم اللہ ہمارا آقا ہے تمھارا کوئی آقا نہین[۱]،

۴۔ مناۃ، اس لفظ کا اشتقاق چند ماخذون سے ہوسکتا ہے۔ سب سے کمزور پہلو یہ ہے کہ وہ مَنیٰ سے مشتق ہو، جس کے معنی بہانے کے ہین، اسی سے مکہ کے مقام منیٰ کا نام ماخوذ ہے یعنی خون بہانے کی جگہ، مناۃ شاید قربانی کا دیوتا تھا، جس کے نام سے خون بہایا جاتا ہوگا لیکن بجز قیاس کے اس اشتقاق کی صحت کی اور کوئی دلیل نہین۔ یاقوت نے اس کے مختلف اشتقاقات بتائے ہین، ہمارے نزدیک ان مین سے سب سے صحیح یہ ہے کہ وہ منا، سے مشتق ہے، اس کے معنی تقدیر کے ہین، اور اس کے معنیِ ثانی موت کے ہین، صاحبِ لسانُ العرب نے بتایا ہے کہ اس مین ۃ فقط علامت تانیث کے لیے ہے، گویا مناۃ تقدیر اور موت کی دیبی تھی، نبطی کتبات مین یہی مناۃ منوت کی صورت مین ہے، قرآن مجید مین بھی اس کا املا منوۃ ہے،

۵۔ وَدّ، کے متعلق معلوم ہوچکا ہے کہ یہ وُدّ سے ہے، جسکے معنی محبت کے ہین اور اس کے مقابل دوسری دیبی نکرہ تھی، جسکے ناپسندیدگی اور عداوت کے معنی ہین، یہ بت بھی کتبات مین مذکور ہے۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ وُدّ کی اصل اُدہے، بابلی مین آفتاب کو کہتے ہین۔

۶۔ سُوَاع، اس لفظ کا مشتق منہ کلام عرب مین نہین ملتا، ممکن ہے کہ سُوع سے مشتق ہو جس کے معنی زمانہ کے ہین۔

۷۔ یَعُوق۔ عوق سے (روکنا) مضارع کا صیغہ ہے، اہل یمن مین یہ بت پوجا جاتا تھا

[۱] صحیح بخاری غزوۂ اُحُد،

تھا، ان کے ہان صیغۂ مضارع کو بطور علم استعمال کرنے کا خاص دستور تھا، چنانچہ یعرب، یشجب یکرب، یعفر، یہرعش، یوھیمن، وغیرہ اصلی نام کے ساتھ صفت کے طور پر مستعمل ہوئے ہین[۱]
یعوق کے معنی روکتا ہے۔ یعنی مصیبتون کو روکتا ہے۔

۸۔ یغوث۔ بھی یعوق کے قاعدہ سے علم ہے، غوث (فریاد کو پہنچنا) اس کا مصدر ہے یغوث کے معنی فریاد رسی کرتا ہے۔ یغوث دیوتا کا نام کتبہ مین بھی ملتا ہے۔

۹۔ نسر، کے لغوی معنی گدھ کے ہین۔ اسی شکل کا ایک مجموعۂ کواکب آسمان مین ہے۔ جسکو نسر کہتے ہین، نسر دیوتا کی حیثیت سے، سامی قومون مین بہت مدت سے پوجا جاتا تھا، اہل بابل کے دیوتاؤن مین ایک نسروک[۲] تھا، اب بابل مین اس دیوتا کا مجسمہ بھی نکلا ہے۔

۱۰۔ بعل، کی نسبت بہ تحقیق گذر چکا ہے کہ یہ دیوتا شام کا معبود تھا، **قرآن مجید** نے بھی اسی ضمن مین اس کا ذکر کیا ہے بعل کے لغوی معنی قوت کے ہین، اسی سے مجازاً آقا کے معنی اور اس کے بعد شوہر کے معنی مین یہ لفظ مستعمل ہوا، چنانچہ دوسرے معنی مین یہ لفظ قرآن مین بکثرت آیا ہے، عرب کا مشہور دیوتا ہُبل جو قریش کا خدائے اعظم تھا، اسی بعل کی تحریف ہے، عبرانی مین ھ کلمۂ تعریف ہے، بعل کو ہ ھبعل کہتے تھے، عمرو بن لحی شام کے دیوتاؤن کو جب عرب لیکر چلا تو مکہ پہنچتے پہنچتے ھبعل کی صورت ھبل سے بدل گئی،

ایک غیر مرفوع روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بت گذشتہ بزرگون کے مجسمے تھے، جنکو اہل عرب نے بعد مین پوجنا شروع کر دیا[۳] کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ ان مین بعض ایسے بھی ہون لیکن زیادہ صحیح خیال یہ ہے کہ اصل مین یہ مختلف ستارون کی خیالی صورتین تھین، نسر کے متعلق

[۱] دیکھو ارض القرآن جلد ا مین شاہان سبا وحمیر کے نام [۲] سِفر
[۳] صحیح بخاری تفسیر سورۂ نجم و سورۂ نوح۔

تو یہ تحقیق ثابت ہے کہ وہ ایک آسمانی شکل کا نام ہے۔ اسی پر دوسرے بتون کو بھی قیاس کرنا چاہیے
بعدمین مرورِ زمانہ سے انکی اصلیتین نظرون سے اتر گئین، اور وہ صرف پتھر اور مٹی کا ڈھیر بنکر
رہ گئے، چنانچہ لات، عزیٰ اور مناۃ کی یہی صورت تھی۔

نام	صورت
لات	گول سپید پتھر اور اسپر ایک عمارت بنی تھی،
عُزّیٰ،	ایک درخت تھا اس کے نیچے ایک بت تھا، چارون طرف چہار دیواری تھی
مناۃ	پتھر کی ایک چٹان تھی۔

دوسرے بتون کی مختلف صورتین تھین۔

وَدّ، دراز قد مرد کی مورت ایک تہمد کمر مین لپیٹے، ایک چادر اوڑھے، گلے مین تلوار حمائل، کمان لٹکی ہوئی ایک طرف ترکش پڑا ہوا۔ سامنے نیزہ، اُس مین جھنڈا بندھا ہوا، ستارہ جبار کی تقریباً یہی شکل ہے، سواع کی شکل عورت کی تھی، آسمان مین مرۃ سلسلہ، ذات الکرسی، وغیرہ عورت کی شکلین ہین، یغوث (فریادرس) کی شکل شیر کی تھی، ستارہ اسد ہوگا، ایک فریادرس اور مددگار کی مورت شیر سے بہتر کیا خیال کی جاسکتی ہے؟ یعوق (مصیبتون کو روکنے والا) کی صورت گھوڑے کی تھی۔ ستارون کی ایک شکل فرس بھی ہے۔ عربون کے نزدیک تو فرس حقیقتہً اونکے مصائب کا چارہ گر ہے، نسر، ایک پرندہ کی شکل پر تھا، نسر طائر اور واقع ستارون کی دو مشہور شکلین ہین، بابل مین نسروک کی جو بُگی مورت ملی ہے وہ بالکل گدھ کی شکل ہے۔

ھُبَل قریش کا معبودِ اعظم تھا۔ اسکی انسان کی مورت تھی۔ عقیق سرخ سے بنایا گیا تھا، اس کا داہنا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ قریش کو اسی حالت مین ملا تھا۔ انھون نے سونے کا ہاتھ بنوا کر لگایا تھا۔

یہودیون کے نعل کی شکل بھی یہی تھی، فرق یہ ہے کہ یہ تمامتر سونے کا تھا ہبل خاص خانہ کعبہ مین نصب تھا، فال نکے پانسے اسی[1] کے آگے ڈالے جاتے تھے،

اہل عرب دیوتاؤن کے نام زیادہ تر مونث رکھتے تھے، کیونکہ انکو مونث سمجھتے تھے، مثلاً لات، عزی، مناۃ وغیرہ سب مونث ہین، فرشتون کو بھی بیٹیان سمجھتے تھے، غرض خدائی کا کارخانہ زیادہ تر عورتون ہی کے ہاتھ مین دے رکھا تھا۔ اسی لیے قرآن مجید نے کہا:

اِنْ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ اِلَّا اِنَاثًا (نساء) خدا کو چھوڑ کر یہ عورتون (دیبیون) کو پکارتے ہین۔

عرب کے بت یورپ کے ممالک مین | عجیب بات ہے، توحید پرست عرب نے سب سے پہلے یورپ کے ملکون مین روشنی پھیلائی، اسی طرح عرب کا تاریک زمانہ بھی یورپ کے بت پرستانہ عہد کا معلم ہے۔ عرب تاجرون کے ذریعہ سے یونان مین، اور یونان سے یورپ کے دوسرے ملکون مین عرب کے دیوتا سیاحت کرتے پھرتے تھے اور ان جاہل ممالک کے باشندے انکے آگے سجدے مین گرے پڑتے تھے، کہتے ہین کہ یونان کا دیوتا لیڈ عرب کے لات کی تحریف ہے، اسی طرح ہرمنس حریمان کی اور ڈوسینوس ذوالشریٰ کی مسخ شدہ صورتین ہین، یورپ کے بعض اساتذہ مشرقیات نے اس مبحث پر پُرزور رسایل لکھے ہین[2]۔

لفظ رحمان | خدا کے لیے رحمٰن کا لفظ اسلام سے پہلے عام طور سے عربون مین مستعمل نہ تھا اصل مین یہ عبرانی لفظ ہے اور صرف یہود و نصاریٰ اور بعض دیگر ارباب مذہب اس کو بولتے تھے، چنانچہ یمن کے آخری کتبات[3] مین رحمان ہی کا نام ملتا ہے، سدّ عرم کے عیسائی کتبہ کا آغاز بنعمۃ الرحمن الرحیم

[1] بتونکی یہ شکلین فتح الباری تفسیر سورہ نوح مین مذکور ہین، وداور ہبل کی تفصیلی شکل یاقوت نے معجم مین بیان کی ہے۔ ہبل کی شکل معالم التنزیل بغوی کے حوالہ سے ہے [2] انسائکلوپیڈیا آف اسلام جلد اصفحہ ۳۸۰ [3] برٹانیکا، مضمون سبا طبع یازدہم۔

سے ہوتا ہے، اسی لیے اسلام نے جب ابتداءً رحمان کا نام لیا تو قریش کو اچنبھا ہوا کہ یہ کون نیا نام ہے[1]، صلح حدیبیہ مین جب حضرت علیؓ نے عہدنامہ کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تو قریش نے ماننے سے انکار کیا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے[2]،

قرآن مجید مین قریش کے اس انکار کی تصریح مذکور ہے۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا ٥ (فرقان) — جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو تو کہتے ہین رحمان کیا ہے، کیا تو جسکو کہے گا اسکو ہم سجدہ کرینگے، اس سے انکی نفرت مین اور ترقی ہوتی ہے۔

وَھُمْ بِذِکْرِ الرَّحْمٰنِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ (انبیا) — رحمن کی یاد سے وہ منکر ہین

قرآن نے انکو بتایا کہ خدا کے لیے تمام اچھے نام بولے جاسکتے ہین، اللہ اور رحمان ایک ہی ذات کے مختلف نام ہین۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی (اسرائیل) — کہدے کہ خدا کہکے پکار یا رحمان کہکر، جو کہکر پکارو اسکے لیے سب اچھے نام ہین۔

قرآن کے ہر سورہ کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ہوتا ہے ہمارے مفسرین نے رحمان اور رحیم، دو ہم معنی صفتون کی یکجائی کی متعدد تاویلین کی ہین، اور ان دونون الفاظ کے معانی کے درمیان نہایت نازک اور دقیق فرق نکالے ہین، لیکن ہمارے نزدیک یہ سب کوہ کاوی و موشگافی ہے قرآن کے استعمال سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُسنے رحمان کا استعمال بطور صفت کے نہین بلکہ بطور علم کے کیا ہے، چنانچہ تمام قرآن مین ۵۳ دفعہ یہ نام خدا کے لیے آیا ہے۔ اس بنا پر اسکو صفت قرار دینا صحیح نہین ہے، سورہ اسرائیل

---

[1] سیرۃ ابن ہشام [2] صحیح بخاری،

کی اوپر والی آیت سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ رحمان، خدا کی صفت نہین بلکہ علم ہے۔

ہم سمجھتے ہین کہ عرب مین دو متضاد جماعتین تھین جن مین سے ایک اپنے معبود کو اللہ اور دوسری رحمان کہتی تھی، اسلام ان دونون کو یکجا کرتا ہے کہ تم جسکو اللہ کہتے ہو اور وہ جسکو رحمان کہتے ہین، درحقیقت ایک ہی ذات کی دو تعبیرین ہین، اور یہ باہمی اختلاف محض نزاع لفظی ہے، اس بنا پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی ہمارے نزدیک یہ ہین" ہم اپنا کام اُس خدا کے نام سے شروع کرتے ہین جسکا دوسرا نام رحمان ہے اور جو رحمت والا ہے"

بسم اللہ اولاً و آخراً

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ

مطابق

۲ جولائی ۱۹۱۸ء

فهرست مآخذ انگریزی

چونکه ارض القرآن کے حاشیوں پر جو انگریزی حوالے ہیں، لیتھو میں اُن کے املا صحیح نہیں رہے ہیں، اس لیئے احتیاطا الگ چھاپکر ضمیمہ کردیئے جاتے ہیں:

Bevan, The Ancient Geography. بیوان کی جغرافیۂ قدیم

Brugsh, History of Egypt under the Pharoahs, 1881. بروگش

Burton, The gold mines of Media, 1875. برٹن کی طلاے مدین

Brocklman, Semitic languages.

Butlen, Atlas of Ancient Geography, 1866.

Carlyle, Heroes and Hero-worship.

Cruden's Concordance, 1761.

Duncker, History of Antiquities. ڈنکر کی تاریخ قدیم

Encyclopædia Britannica, 1910-1911.

Encyclopædia of Islam.

Encyclopædia of Jews.

Forster, Historical Geography of Arabia. فارسٹر

Guide to Egyptian collection, British Musium, 1904.

Gibbon, Roman Empire. گبن

Harris, Journey through the Yaman, 1893.

Heeren, Historical Researches of Antiquities. ہیرن

Herodotus, Edited by H. Carey, 1850. ہیروڈوٹس

Historian's History of the World, 1907.

Hogarth, The Penetration of Arabia. ہوگارتھ

Josephus, The Jewish War. یوسیفوس، کی محاربات یہود

Josephus, The Antiquites of the Jew. قدامت یہود

Josephus, Against Apion. مخالفت یہود
Palgrave, A journey through central and eastern Arabia.
Rawlinson, Manual of Ancient History, 1869.
Rawlinson, History of Ancient Egypt.
Rogers, History of Babylonia and Assyria, 1901.
راجرس امریکانی
Translation of Quran.
Sammual Laing, Human Origins.
سموال لینگ أوائل الانسانية
Sprenger, Ptolemy's map of Arabia.
Wright, Grammar of Semitic languages.

فرنچ

Huarth, Histore L. Arabee. هوارتھ کي تاریخ عرب
Jornal Asitique, 1873, 1874.

Institute Press, Aligarh.